فتاویٰ عبدالافاضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ صدر الافاضل

خلیفۂ اعلیٰ حضرت
صدر العلماء فخر ملت

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
042-7246006

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— فتاویٰ صدر الافاضل

تصنیف ——— سید محمد نعیم الدین [illegible]

ترتیب ——— مفتی شبیر حسین

سن اشاعت ——— [illegible] 2008ء

تعداد طباعت ——— [illegible]

ہدیہ ——— [illegible]

قیمت ——— 200 روپے

[illegible]

شبیر برادرز

[illegible] لاہور

فون: 042-7246006

خوش خبری

جماعت اسلامی کے عظیم پیشوا، برصغیر کے عظیم مفکر، بیسویں صدی کے عظیم مفسر، تقریباً ستر سے زائد تصانیف کے شاہکار، تجدید و احیائے اسلام کی تحریک کے بانی حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کو منظم انداز میں پیش کرنے کے لیے ادارہ تعلیم و تحقیق نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ اس منصوبے کے تحت مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات پر مبنی معلومات جمع کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے مفید مشورے اور تعاون کی درخواست ہے۔

نور محمد عظیم القادری بلرامپوری

نوٹ: مراسلت صدر تنظیم حضرت مولانا مفتی شعبان عظیمی کے دارالعلوم کے پتہ پر کریں۔

فہرست فتاویٰ صدر الافاضل

فہرست عناوین	صفحہ نمبر
انتساب	۱۱
نذرانۂ عقیدت	۱۲
الاھداء	۱۳
تقریظ جلیل (حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)	۱۴
تقریظ (حضور مفتی اعظم مدینہ علیہ الرحمہ)	۱۵
ادعیہ و اذکار (زبیر ملت حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ)	۲۳
تاثر (مظہر اعلیٰ حضرت حضور برہان الملت برہان العلماء)	۲۷
تاثر (رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری)	۳۲
معروضات مرتب	۱۰
مقدمہ (حضرت مفتی شعیب منیر امجدی مدظلہ)	۴۲
تعارف مصنف (از حضرت مفتی شعیب منیر امجدی مدظلہ)	۴۳ تا ۹۰
باب العقائد	
قرآن عظیم اور حضور ﷺ کی ذات جمد تعوق لا یدرک	۱۹
[illegible] کی خصوصیت فضیلت	۹۱
امت محمدیہ کی فضیلت	۹۱
[illegible] کی شرعی حیثیت	۹۵
تعظیم اور عبادت میں فرق، زیارت پر چادر پھول کا شرعی حکم	۹۶
[illegible] کی پہچان اور ان کے احکام	۱۰۱
قرآن میں متعدد آیات کی قسمیں اور ان کی حکمتیں	۱۰۴
	۱۰۶

فہرست عناوین	صفحہ نمبر
... یہ کا سوال اور اس کا جواب	۱۰۹
قادیانی، بہائی سخت کافر ہیں ان سے ... کا حکم	۱۱۱
کسی کی جامع تعریف	۱۱۷
تقیہ ... ایمان اور ... کی حقیقت	۱۱۸
پڑھوا کر صدقہ دینے سے ...	۱۱۹
... حضرت ... سے ... (فتاویٰ رضویہ) میں کی صداقت ...	۱۲۱
...	۱۳۶
...	۱۳۹
...	۱۴۳
...	۱۴۷
...	۱۸۳
...	۱۸۸
... **اسوا اسداد علی مواضع السداد**	۱۸۸
...	۱۹۹
... **کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب**	۲۱۲
ما اهل به لغیر الله کی جامع تحقیق	۲۱۴
قبروں پر پھول ... ہوئے ...	۲۱۹
استعانت بالغیر	۲۲۲
...	۲۲۴
...	۲۲۹
...	۲۳۲
...	۲۳۴

فہرست عناوین	صفحہ نمبر
بدعت کے کہتے ہیں	۲۳۶
تعریف وہابیت اور دین کی پہچان	۲۳۸
وجہ افتراق	۲۳۹
مسئلہ امکان کذب باری	۲۳۹
براہین قاطعہ کی حقیقت	۲۴۰
حفظ الایمان کی تردید و نقاش	۲۴۱
محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۲
قیام تعظیمی کیسے؟	۲۴۵
نعت خوانی پر اجرت لینے کی حقیقت	۲۵۰
بدعتیوں کی ہمنوائی	۲۵۲
گیارھویں شریف کی فاتحہ خوانی	۲۵۲
حضور ﷺ کی جانب سے بلی کفایت کا ثبوت	۲۵۵
رسالہ "سوالات"	۲۵۷
کفار و مشرکین سے رشتہ داری کی وجہ سے ان کی شرعی حیثیت	
کفار کے ساتھ مخالفت و عداوت	
مخاطب کا تعارف	۲۷۲
رسالہ فرائد السور من فوائد الغیور	۲۷۸
قبروں پر چھپر اور قبہ بنانے کی شرعی تحقیق	۲۹۷
احادیث شیخ سے استدلال کا جواب	۲۹۸
آں تعلیمی فتویٰ پر حکیم ہدایت علی کا جواب	
تصحیح عبارات کے لئے فریقین کی تحریر	
حکیم صادق کے جواب کی حقیقت اور تین انداز کے جوابات	

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
بحث مسئلہ ہذا پر تحقیق، تعلیم صاحب کے اعتراضات مع جوابات	
فصل نمبر ۱۔ قبروں پر پھول ڈالنا احادیث معتبرہ، اقوال مستند فقہا کے خلاف ہے	
فصل نمبر ۲۔ عمل بعض لیلتے ایں سب جا نہیں ہے یہ خصوصیات سول سے تھا	
فصل نمبر ۳۔ تخلیف عذاب شفاعت سول صلی اللہ علیہ وسلم وجہ سے ہے (مفصل)	
فصل نمبر ۴۔ یہ حدیث قبر [illegible] ہیں کا) یہ حال خاص ہا قصے جو سفید ہوں لیں	
فصل نمبر ۵۔ تخلیف عذاب شفاعت سول صلی اللہ علیہ وسلم وجہ سے ہے [illegible]	
فصل نمبر ۶۔ تخلیف عذاب شفاعت سول صلی اللہ علیہ وسلم وجہ سے ہوئی [illegible]	
فصل نمبر ۷۔ عذاب میں کمی [illegible]	
فصل نمبر ۸۔ تخلیف عذاب [illegible]	
فصل نمبر ۹۔ قبروں پر پھول [illegible]	
فصل نمبر ۱۰۔ [illegible]	
فصل نمبر ۱۱۔ یہ حدیث [illegible]	
فصل نمبر ۱۲۔ [illegible]	
فصل نمبر ۱۳۔ حضرت بریدہ کی [illegible] قبروں پر پھول [illegible]	
فصل نمبر ۱۵۔ روایت [illegible]	
رسالہ ادب الاخیار فی تعظیم الآثار	۳۱۸
آثار مبارکہ کی زیارت رکھنا تعظیم ہی داخل ہے؟	
قرآن میں ذکر تابوت بنی [illegible] کی حقیقت	
حضور ﷺ کے موئے مبارک صحابہ [illegible] رکھتے تھے وہ [illegible] مدینہ میں موجود ہوتے	
حضرت خالد بن ولید موئے مبارک کو جب فتح جاتے تھے	
لیا آثار متبرکات کو صحابہ کی وصیت کے مطابق قبروں میں دفن کر دیا جاتا تھا	

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
حضور کا خطاب شریف سننے کیلئے صحابہ کرام میں جذبہ شوق	
آثار مبارکہ سے برکت کا حصول	
کار پر کتی کیا ہے؟	
باب الصلوٰۃ	
بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۴۱۴
وہابی نماز کی نیت زبان سے کرتا کیا حکم ہے؟	۴۱۷
جماعت ظہر کے بعد سنت پڑھنا اولیٰ ہے یا سنت قبل	۴۱۹
بارہ رکعت سنت میں جو کہ نماز عشاء سے پہلے ہے کا حکم	۴۲۱
اذان و اقامت میں سنت ہے یا مستحب	۴۲۲
عشاء کے بعد سنت پڑھنے کا حکم	۴۲۳
جو امام خواں سے کھڑے ہو کر نماز پڑھے	
کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے	
رسالہ **ھدایہ کاملہ برتسویت نارلہ**	۴۲۵
حالت حیض میں ہونے والی عبادات کی تفصیلی تحقیق	۴۲۹
باب الجمعہ	
خطبہ جمعہ میں نظم پڑھنا کیسا ہے؟	
سنت جمعہ قبل الصلوٰۃ	۴۳۹
جامع مسجد کے علاوہ کسی اور مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟	۴۴۰
گاؤں میں نماز جمعہ کا حکم ہے؟	۴۴۴
رسالہ **لسکس الذاکرین وسد المکرین**	۴۴۶
ذکر خفی و جہری کے متعلق	۴۴۸
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	۴۶۵
[illegible]	۴۷۱

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
...ہ اخلاص کا تیسرا مرتبہ پڑھنا	۴۷۱
بعد ختم سورہ فاتحہ مصحف تک پڑھنا	۴۷۲
...عائے ختم القرآن	۴۷۳
...ات و پڑھنا دم کرنا	۴۷۴
...یہ	۴۷۸
...ع	۴۸۰
...یں	۴۸۲
...ت	۴۸۵
القول السدید	
...ل تعلقات آستین ...ان ...ف ...یرہ	
باب الجمعۃ	
...ں ...ل کا حکم	۴۹۴
...میں جانا ...ا ہے؟	۴۹۹
...ا ...ے اور ...ھنے کا حکم	۵۰۰
...ں ...ں ...گی سے ...ان کا بیع	
باب الحظر والاباحۃ	
العشرۃ المحمدیۃ	
...ان میں ...گیا جس سے ...قدیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم	
...ں ...گیا ...سے سرکار کا معجزہ کہہ سکتے ہے؟	۵۱۵
...گاں دین نے ...ں کا شرعی حکم	۵۲۳
...یدہ ...ے سامنے آسکتی ہے؟ (پردہ کی حقیقت)	۵۳۰
...ی کہتا ہے کہ پردہ اسلام کے خلاف ہے	
...آن میں کہیں بھی چہرہ چھپانے کا حکم نہیں ہے	۵۴۲
...ما اعلن ...ہ لعمر اللہ اور عبارت ...ر کا مطلب	۵۴۷

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
تقریب قرآن خوانی میں ان پڑھ لوگ کیا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟	۵۵۱
توہین صحابہ پر حکم شرعی	۵۵۳
زید کہتا ہے کہ داڑھی اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اور نماز بھی عبث ہے،	
کیا اسلام میں داخل نہیں ہے	
مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے کا حکم	۵۵۷
دفن کے بعد قبر پر سورہ شریف یا سورہ بقرہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟	۵۶۲
زید کہتا ہے کہ مجھ کو قرآن مجید روزانہ شریف اخیر وغیرہ پڑھنا عادت سے ہے	۵۶۶
صحیح حکم شرعی بیان فرمائیں	
درود ابراہیمی اقدس حضور پر نبی نہ پڑھیں	۵۶۹
علم تجوید کا کس قدر سیکھنا ضروری ہے؟	۵۷۰
کیا جنت میں داڑھی ہوگی یا نہیں؟	۵۷۳
حضرت آدم و حوا جنت سے کس ملک میں آئے	۵۷۵
مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت (از مفتی صاحب)	۵۷۸
مجلس میلاد پڑھنے میں حضور کی ولادت و ہجرت کا بیان ثواب ہے یا؟	۵۸۰
فاتحہ سوئم، چہلم، دسواں، برسی کا شرعی حکم	۵۸۲
فاتحہ میں کیا کیا چیزیں ہونی چاہئیں؟	۵۸۷
فاتحہ کا ثواب فرشتوں کے ذریعہ پہنچتا ہے یا خود اسی صورت ہے	۵۸۸
تحریک آزادی ہند کے تعلق	۵۹۱
ثبوت نذر میں بعد صدور الفاظ نذر سے نذر کا وجوب بلا قبول	۵۹۳
(بقیہ حاشیہ پر کاش کے قرآن عظیم پر اعتراضات کا خاندان عثمان جواب)	۶۲۰
صدر الافاضل کا مختصر تعارف اور علمی جامعیت	۶۷۳

انتساب

اپنے علم فضل سے اس تاج دار مسند شیخ طریقت کے نام جن کے شرف تلمذ اور نسبت ارادت سے خاکسار صدف کو فضل عطیہ اور مسند علم و عرفان کا گنج گرانمایہ اور طریقت و معرفت کا بحر ذخار بطور میراث حاصل ہوا اور جو علامہ شیخ کل حضرت علامہ سید محمد گل قادری کابلی مدنی کی ذات ستودہ صفات سے منسوب ہے۔

قبول افتد زہے عز و شرف



نذرانۂ عقیدت

امام اہلسنت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت سیدی حضرت عظیم البرکات

امام احمد رضا خان

محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

کی

شیخ المشائخ حضرت سید العلماء حضور سید آل مصطفیٰ حضرت مولانا الحاج شاہ

سید محمد علی حسین

اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان

کی بارگاہ عظمت پناہ میں بطور نذرانۂ عقیدت پیش ہے۔

شاداب رہو گلشن زلف چہ عجب گلزار ا

(مولانا) بدر عالم نعیمی

مہتمم اشاعت



فقاوی صدر الافاضل

از

حضرت علامہ الحاج مفتی سید محمد امجد علی اعظمی صاحب

فقاوی صدر الافاضل

از

حضرت علامہ الحاج مفتی سید محمد امجد علی اعظمی صاحب

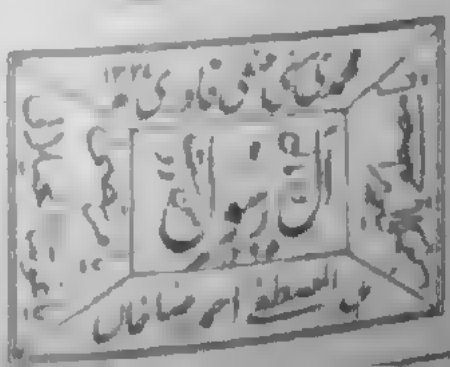
امام اہلسنت مجدد دین وملت مولینا الشاہ

تقریظ جلیل امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ القریب المجیب والصلوٰۃ والسلام
علی موی الحبیب وآلہ وصحبہ اولی التقریب
جزی اللہ عاصرا المحبیب حبیبا ومجیبا وجعلہ
کاسمہ نعیم الدین وتمم لہ وبہ
النعیم بہ الدین فقد عرفنی قوم بنوا
منکرین حرفا فحرفا فراٹ من الحق المبین
لیخفف عنہم الرحمٰن ان کانوا منصفین
والاملاد واء لداء المتعسفین اعادنا اللہ
منہ وجمیع المسلمین والحمد للہ رب العالمین

عبدالمصطفیٰ احمد رضا البریلوی
کتبہ



تقریظ

تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰحضرت مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری
مفتی حنفیہ بمبئی علیہ الرحمۃ والرضوان

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کے فتاوی جو مختلف رسالوں سے قوام اہلسنت
کی صرف ۲۶ صفحات پر مشتمل تھے انجمن فیض امت بارہ بنکی نے
سنہ ۱۹۵۱ء میں شائع کیا تھا جس پر تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ
نے یہ تقریظ تحریر فرمائی جو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ
کے اوصاف حمیدہ و فضل پر ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے کاش حضور
صدر الافاضل قدس سرہ کا مجموعہ فتاوی شہزادہ اعلیٰحضرت کے پیش نظر
ہوتا تو آپ کی تقریظ بجائے خود ایک مبسوط کتاب ہوتی بطور یادگار ہم
فتاوی صدر الافاضل میں قارئین کی نذر کر رہے ہیں۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی المرسلین لاسیما علی افضلھم سیدنا
ومولانا محمد خاتم النبیین وآلہ الطیبین وصحبہ الطاھرین وازواجہ
الطاھرات امہات المومنین وعلماء ملتہ واولیاء امتہ الراشدین المرشدین

زین الہدیٰ خصوصاً الامام الہمام سید نا سید الاعلام امامنا الاعظم
وحضرۃ قطب الاقطاب غوث الاغواث محی الملۃ والدین وسائر الامۃ
اجمعین۔ اما بعد فقیر نے یہ رسالہ ہدایت قبالہ [illegible] فضل جلیل
النبیل الالمعی اللوذعی نطقین استاذ العلماء مولانا المولوی حافظ [illegible]
اللہ تعالیٰ بمزید العلم والتصدیق والیقین وجعلہم کاسمہم نبیرا لان [illegible]
بحمد اللہ تعالیٰ اسے طالب حق کے لیے کافی ووافی اور [illegible]
کے لئے دوا شافی پایا مولا تعالیٰ حضرت مصنف [illegible]
مسلمانوں کے لیے ماخر بنائے۔ آمین۔

حضرت مولانا مفتی نعمتین خلیفہ [illegible]
دہلوی کی خوب خوب صورتی زبان ہے نہایت [illegible]
اختروں کو طشت [illegible] فرمایا [illegible]
نعمتیں فرمایا [illegible]
خاص کے لیے جن کا [illegible]
نجدیہ [illegible]
صفات روشن [illegible]
گمراہ [illegible]
دسے [illegible]
یہ [illegible]
[illegible] علماء کرام نے

تحریر فرمایا جزاک جزاک ہیں تو کہ کیا ضرورت ہے کہ آپ دعا نہ کریں اس لیے حرف بس است" اور معاندین سے لئے وقت بیکار ہے وہ تو سب کچھ دیکھ سن کر بہرے اندھے بنتے ہیں اور جلوہ حق سے اپنے دیدہ چشم کو بند کر لیتے ہیں چشم پوشی کر لیتے اور ظلمت کے گڑھوں میں گرتے ہیں اور جس زبوں حالی میں خود ہیں دوسروں کو بھی اسی میں مبتلا دیکھنا چاہتے ہیں خود حق سے اندھے ہیں اور دوسروں کی آنکھوں میں خاک اڑا کر اپنی طرح کور ہی بنانا چاہتے ہیں

جامعہ فیض سے متعلق عباسی صاحب نے تو وہ اندھا دھند کیا ہے کہ توبہ بھلی

تیں حاتم ست تیں حاتم وارستہ ہی تمام خوار شد

کسی کا عاشق ہونا اپنے محبوب کی خاطر اپنے موقف جان کر نقل کرنے پر آمادہ ہو جانا ہے۔ آپ کا عمل

اصل [illegible] ہے [illegible] وقت [illegible] ہے [illegible] وہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible] کچھ دے ہے تو قرآن عظیم کی کچھ آیت سے قبول کی حرمت ثابت کرے اور
کتاب پڑھنے کا وہ اب لاجواب ہونا دکھائیں مگر ہو کہے دیتے ہیں کہ قیامت
تک قرآن عظیم کے کسی ایک حرف سے بھی اپنا باطل دعوی ثابت نہ کر سکیں گے
تیسری صدی کے آدمی نے حضرت علامہ شہاب خفاجی پر جو رد کیا اس کا حاصل تو
صرف اتنا ہے کہ اس نسبت سے نتیجوں پر استدلال صحیح نہیں بالفرض اس کی یہ بات
قابل قبول ہو تو اب وہ باطل دعوی کس سے کیونکر ثابت ہوا۔

یونہی معقل دوسرا کھا اس [illegible] حدیث نقل کی [illegible]
قبر سے کوئی عارف نہیں نتیجہ کلام یہ کہ [illegible] دعوی پر [illegible]
ہے دلیل یہ ہے کہ [illegible] حدیث میں [illegible]
کہ کوئی قبر والی [illegible] سے اپنے [illegible]
تو وہ کون سا باطل [illegible] حدیث سے ثابت [illegible]
گے [illegible] پھر جو کچھ [illegible] بھی کسی سمجھدار سے مخفی نہیں
دعوی تو ہے [illegible] پیش کی جاتی ہیں [illegible] سے تعلق نہیں جو قوت استدلال [illegible]
بالکل غیر ہے [illegible] صرف [illegible] سے تعلق [illegible] ہے فائدہ [illegible]
حال علماء کرام قدست اسرارہم کی [illegible] کرانے سے آنکھ چرانا [illegible]

قبول سے تعلق نہیں بلکہ ان میں مساجد و مدارس کا بھی ذکر ہے۔ کیوں صاحب مدارس و مساجد سے الفاظ وجہ رکھتے ہیں تو سمجھیے کہ ان عبارات کا محل کیا ہے وہ کتنا بعید و نامفہوم ہے اور اگر سمجھ رائق ہے تو کیسا عجیب مسئلہ ہے اگر آپ کو یہ بات معلوم ہو جائے تو آپ سے یہ دریافت رہتا ہے کہ آپ نے ان عبارات سے مطلق قبول کو حرام و واجب لازم ہونا ثابت کرنا چاہا مگر جب کہ مساجد و مدارس کا بھی ان میں ذکر تھا تو آپ سے یہ کیونکر بچ گئے یہ آپ کا مذہب رہتا ہے کہ حرمت قبر کا اعلان یہ ہے کہ اس پر اب تک اعلان یہ ہے کہ قرآن و حدیث و فقہ اور اجماع امت سے مساجد بنانا حرام ہے تو جلے ہوئے حروف کا نشان دینا اور ان کے آثار مٹا دینا ان سے کیونکر ثابت کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ ہم نہیں تو دیوبند و جامعہ قاسمیہ وغیرہ کے مدرسین تو ہیں جو ان کے ملنے والے ہیں تو ان سے سنت بھی آپ کو ساتھ دینا ملے گا کسی دینی مدرسہ نے منع کیا تو وہ آپ دینی بھائی کے ساتھ ہوں گے آپ نے ابن تیمیہ سے سنت لال کی زحمت کیوں گوارا کی ہے سے یونہی لیں۔ اور دیار نجد کچھ حرم و اہل مکہ سے ان سے زیادہ مدرس خبیر باب نجدی اپنی کتاب التوحید میں اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

مسلمانوں کو اطمینان رکھنا چاہیے اور وہ جس راہ پر گامزن ہیں وہ بالکل صحیح اور سنت و نہایت پاک و صاف راہ ہے انہیں ان وہابیوں نجدیوں کے فریبوں کیدوں مکاریوں سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے۔ جن علماء نے منع فرمایا ہے اور جنہوں نے اجازت دی ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں جسے وہ منع کرتے ہیں وہ وہاں سنت

فرماتے ہیں جہاں وجوہ منع سے کوئی وجہ منع پائی جائے کہ غیر کی ملک میں بے اجازت تعمیر ہو یا قبرستان وقف میں بے شرط واقف عمارت بنالی جائے یا صرف تفاخر وزینت کے لئے بنائیں یا محض بے فائدہ ایسا کریں اور جہاں یہ کچھ نہ ہو وہاں یہاں ممنوع ٹھہرائیں اور جبکہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمادی کہ جواز ہی مختار و مرجح ومفتی بہ ہے تو اب کسی کو کیا گنجائش کلام ہے اور جواب بھی محض بزور زبان موقوف کی جائے تو اس کا قول کیا وقعت رکھتا ہے جو ہم بعض وہ عبارات جو پیش نظر ہیں پیش کریں منتقی وبحر وغیرہما اس کی شہادت کو کافی ہیں ہے۔

یکرہ الاجر والمکث ان کرہ ان یدفنہ ولو بالمجان
والجص کرہ وان لا رجوا جدیدا
یرفع لم یستعبد غیر مستحق قدیشہ برفی لظہر
وفیہ لا بأس بہ وکرہ ساؤہ بعض والاجود حتہ
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علق المریض وقطر الماء
علی قبر موصد کف قد یوسہ لکن لعل تعمیر
غیر مکروہ وکان عصام بن یوسف یطوف حول المدینۃ
ویعمر القبور الخربۃ کذا فی الفصلتانی وفی الخزانۃ
لا بأس بان یوضع حجارۃ علی راس القبور ویکتب علیہ
شیئ وفی النفس کلا ان یکتب علیہ اسم صاحبہ مختصر
جزاہ اللہ ملک العلماء ابو بکر مسعود شاہ قول الائمۃ النوازل میں ہے۔ روی عن

ان عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما مات بالطائف صلی علیہ محمد
بن الحنفیۃ وجعل قبرہ مسنما وضرب علیہ فسطاطا ہ مختصر۔ تاتارخانیہ میں
پھر عالمگیریہ میں ہے اذا خربت القبور فلا بأس بتطیینہا۔ جواہر الخواطی میں ہے
وھو الاصح وعلیہ الفتوی ان یہیل علیہ التراب بالحجر و
الاجر وکذا عن القبر ان احتیج الی الکتابۃ وفی اجامع الصغیر لقاضی
خان رحمۃ اللہ علیہ لا بأس بکتابۃ شیئ او بوضع الاحجار علی القبر لیکون
علامۃ حاصل شبول سے متعلق تا ہے جو نے نفس فرد ای رحمہ و ولیا وصلوا ہے
ذات طیبہ پر ہے نہ ات سے ملا فی مصباح الاما حضرت علامہ ابن حجر
عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے ضرب فسطاطا ان کان بغیر
صحیح ہے سے لئے ہیں لاجی لاطر میت فقد حا ان میں سے اذا
علی القبر ہو صحیح لقصد المنا ت جائز ہے اور ل ر حضرت ابن حجر
عسقلانی علامہ بن حجر ی رحمۃ اللہ علیہما سے تو ان منہ دوں کے منہ پر پتھر دے
دیا سے یہ تعبیل شیخ فخر فی جس ملت سے قبول دہ ر دل سے قلع قمع کے درپے
ہیں علمائے ا ی ملت سے ان کے جواز بلکہ استحباب کا فتوی دیتے ہیں۔

خیر ان کی و مقبولان بارگاہ رسالت پناہی سے جلنے والے اگر ہمیں
تو بلغ کرتے ہیں لیکن ان کی تحقیر سے اور علما نہیں ان کے جائز بلکہ قربت فرماتے
ہیں ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان ہ بنا قباب علی قبور العلما و الاولیا و الصلحا امر جائز
اذا قصد بذالک التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذہ القبر تہ یہ دشمنان دین

واپسی ہوئی تعظیم مجوہان خدا کی وجہ سے ان کے مزارات طیبہ کو دوڑ اسفے ہیں
اور ان کو ہم واجب ٹھہراتے ہیں غیریت ہوئی کہ انہیں اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ نماز جنازہ
میں بھی تعظیمیت ہے اور وہ اسی سے مشروع ہوئی ہے اسی واسطے حاوہ وہ خفی و
مقام العرض جن کی نہایت لازم سے ان کی جنازہ کی نماز نہیں ہوتی اگر اس طاف اسوں نے
قبر کی آڑ دفن کر دیتی نماز جنازہ ابھی حرام و تک ٹھہرتی گئے ۔ ۔ ۔

ادعیہ وافرہ

نبیرۂ صدرالافاضل شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد رضوان الدین نعیمی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ نعیمیہ (قوال جامع نعیمیہ مراد آباد (یو۔پی)

[illegible]

ملتمس: محمد صلاح الدین نعیمہ الحمدیہ

[illegible] ساتھ [illegible] مظہر [illegible] صدر الافاضل حضرتی
ساتھ خصوص ہو [illegible] مرحوم [illegible] ہوں ہو [illegible] محمد نعیم القادری صاحب
[illegible] ہیں [illegible] ہر لحاظ [illegible] قادری [illegible] ماحصار [illegible] صاحب علم و عمل بزرگ
[illegible] خوش [illegible] ماحصار [illegible] حق [illegible] صدق [illegible] [illegible] محمد نعیم الدین
صاحب [illegible] ہر [illegible] محمد [illegible] قادری [illegible] قادری کو [illegible] دے کر [illegible]
[illegible] العالم [illegible] مظہر [illegible] صدر [illegible] فاضل [illegible] ہے [illegible] آنجہوں [illegible]
[illegible] بیشمار [illegible] مولیٰ [illegible] و تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [

تاثر

از: مقالہ حضرت مولانا قمر الزماں خان صاحب مظلہ جنرل سیکریٹری مدنی مسلم مشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علامہ اقبال کے بارے میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ان کی شخصیت بڑی ہمہ گیر تھی۔ ان کے چند تصورات کے بارے میں ہمارے اسلاف کا یہ نظریہ تھا کہ اس زمانہ میں ان کا اظہار مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے اسلام کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور مسلمانوں کی مستقل ترقی میں حائل ہوں گے۔ ان کے بعض خیالات سے مسلمانوں کو ٹھوکر لگنے کا اندیشہ تھا۔ ان کی تہذیب مسلمانوں کی کوشش کی جاتی تھی اور یہ بتایا جاتا تھا کہ ان کی ترقی کا راز اس بات پر آمادہ کیا جاتا تھا کہ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمائندے تھے اور اگر جو مغربی فکر کے پروردہ تھے ان کا انداز فکر خواہ مخواہ دشمنان اسلام کا ہاتھ بٹانے کے بجائے اپنے اوپر الزام تراشی کرنے سے تھے ان غالب ہو کچھ اس طرح کا خاکہ اسے آقایان مغرب در اصل ہمارے

اسلاف نے قرآن اور دین کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اب ہم وہ اسلام پیش کر رہے ہیں جو مغرب کے مزاج کے بالکل مطابق ہے سرسید احمد خاں اور بہت سے انگریز کے خطاب یافتہ اور عہدہ یافتہ افراد کا یہی حال تھا۔

اس خوشامد پسند طبقے کے علاوہ جو طبقہ خالص مذہبیت کا علمبردار تھا اس طبقے سے تعلق رکھنے والے علماء اس جذبے کے تحت کہ کس ہمت سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اپنی تقریروں کا موضوع بنایا جائے نبی عظمت کے حوالے سے ہر وہ بات جو منصب نبوت اور نبوت محمدیہ اور مصطفیٰ اور صفات [illegible] تھی [illegible] کے ساتھ [illegible] کی [illegible] ہدایت [illegible] اسلام [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

کے تمام حملوں کا منہ توڑ جواب دے سکیں اور اس طرح برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کے
عقیدوں کو تحفظ کا سکیں ان شخصیات میں حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل علامہ سید محمد نعیم الدین
محقق دمفسر مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بہت نمایاں ہے جنہوں نے ہر چہار
جانب سے اسلام پر ہونے والے حملوں کا اپنی تحریروں اور تقریروں اور مناظروں سے
بھرپور جواب دیا اور اپنی حیات طیبہ ہی میں اسلام دشمن قوتوں کو میدان مناظرہ میں
شکست فاش دے کر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

مخالفوں کی شکست کے بعد ہندوؤں نے میدان جنگ میں
تحریک کے ذریعہ سپاہ دین پڑھ اور غریب مسلمانوں کو ہندو بنانے کا
کا یہ فتنہ بڑا بھیانک اور زہریلا تھا ہندوستان کے مختلف علاقوں میں
مرتد ہو کر ہندو بن چکے تھے مرتدین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی تھی
ان حالات نے علماء اہلسنت کے لئے بہت فکر مند کر دیا تھا
مفتی اعظم کی سرپرستی میں علماء اہلسنت نے متعدد علاقوں کا دورہ فرمایا یہ
تحریک میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سے سید ہندوستان سے
اکابر علماء شریک تھے ان میں سب سے نمایاں نام اور کام حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ
کا ہے۔ انہوں نے پنڈت رام چندر اور سوامی شردھانند وغیرہ مرتدین کو
میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور مرتد ہو جانے والے مسلمانوں کے علاقوں میں
دورے کئے اور بعض مقامات پر مہینوں خیمہ زن رہ کر انہیں دوبارہ اسلام میں داخل فرمایا
اگر صدر الافاضل علیہ الرحمۃ اور ان کے رفقاء نے اس فتنہ کا سدباب اس قدر

جو اندرونی سے نہ لیا ہوتا تو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ دین سے منحرف ہو کر ہندو مت قبول کر چکا ہوتا اور اب کے حالات بہت بدتر ہوتے۔

ہندوؤں نے پنڈتوں نے اپنی چرب زبانی سے بار بار کوشش کی کہ مسلمانوں کو ہندو بنا لیں مگر ان کی ہر کوشش ناکام ہوئی اب مغل حکومت کے زوال کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان ہندوؤں کی سازشوں سے بچ گئے ہیں انہوں نے انگریزوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے یہ تدبیر کی کہ انگریز مسلمانوں سے حکومت چھین لیں اور خود ہندوستان کی اکثریت کی وجہ سے ہندو مسلمانوں سے حکومت حاصل کر لیں گے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنا لیں گے۔

ہندو پنڈتوں نے قرآن پاک کے ترجمے خراب کئے تھے جس میں ہر جگہ جہاں بھی ترجمہ کیا تھا جو شان الوہیت کے خلاف تھا انہوں نے لکھا کہ مسلمانوں کا خدا "اللہ" کا ترجمہ "گاڈ" کا ترجمہ ان مولویوں کا ترجمہ پیش کیا جنہوں نے اردو کا ترجمہ اردو میں فارسی کر دیا تھا یا للہ یستہزئ کا ترجمہ ٹھٹھ وغیرہ لیا تھا ان حالات میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ترجمہ کنز الایمان اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی تفسیر خزائن العرفان نے شان الوہیت اور منصب رسالت پر الزام تراشیوں کا بھرپور جواب دیا اس طرح کنز الایمان اور خزائن العرفان نے اسلام دشمن قوتوں کی ناطقہ بندی کا فریضہ انجام دیا۔

خزائن العرفان کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ صدر کو کوزے میں بند کرنے کا اعلیٰ فن جانتے تھے۔ اپنے زمانہ میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ تفسیر قدماء کی تمام معتبر تفسیروں کا خلاصہ ہے اور آیات کے سلسلے میں اقوال مفسرین میں انہیں اقوال کو نقل کیا گیا ہے جو متفق علیہ ہیں اور بیان انتہائی سہل ہے تاکہ ہر کوئی مستفاد کر سکے۔

چونکہ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ اپنے دور کے تمام علوم سے آراستہ تھے اس لیے ان کی تفسیر میں ہر فن کے جواہر موجود ہے حضرت صدر الافاضل کی شخصیت جامع الصفات اور جامع الکمالات تھی وہ ایک عظیم مفسر ایک عظیم فقیہ ایک عظیم محدث ایک عظیم سیاست داں تھے ان کے عظیم مفسر ہونے کا ثبوت تفسیر خزائن العرفان ہے اور ان کے عظیم محدث ہونے کا ثبوت ان کے وہ فتاویٰ ہیں جو ہر ایک اہم وقت صادر ہوئے۔ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی صاحب استاذ العلماء حافظ ملت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی مولانا غلام یزدانی مفتی دبیر حضرت پیر کرم شاہ ازہری سید احمد اشرف اور ان جیسے دیگر جلیل القدر علماء نے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی قدر و منزلت کے شاندار الفاظ میں تعریف کی ہے۔ صدر الافاضل فقیہ محدث ادیب اور شاعر تمام خصوصیات کے حامل تھے ان کے عظیم مناظرے تاریخ میں محفوظ ہیں جن میں انہوں نے باطل فرقوں کو آئینہ دکھایا ہے اور نیچریوں کو شکست فاش دی ہے۔

ان کے عظیم مصنف ہونے کے ثبوت میں ان کی درجنوں تصانیف

ہیں جن میں الحجۃ العلیا، الطیب البیان، اسواط العذاب، التحقیقات اور کشف الحجاب وغیرہ قابل ذکر ہیں

وہ بنیادی وقت تھے اور دین و سیاست میں علماء کی کے قائل نہیں تھے چنانچہ سیاسی طور پر اٹھنے والے تمام فتنوں کا انہوں نے جواب دیا اس دور میں کثرت سے ہونے والے مناظروں میں ان کے خطابات و خطبات کے اقتباسات سے اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے انہوں نے سنت و جماعت کو ایک متحد سیاسی پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے [illegible] اور اس کا فلسفہ بیان کیا انتقاد فرمایا۔ اس وقت تمام علماء اسی کے منتظر تھے اس موقع سے انہوں نے بلا تاخیر تمام علماء ہند کو ایک پلیٹ فارم پر جمع فرمایا تقریباً ہندوستان کے جملہ مکاتب فکر کے علماء نے اس میں شرکت کی

اس طرح سنت و جماعت کو متحد کرنے کے لیے ایک مرکز قیادت اور باقاعدہ تنظیم کے ساتھ ایک مضبوط تحریک کو شروع کرنے کے لیے جگہ جگہ مدارس، مکاتب، خانقاہوں اور مختلف راہوں میں تبلیغ کی ذمہ داری کا تعین فرمایا انہوں نے اپنی قیادت میں اس دور کے تمام علماء دین کو متحرک اور فعال کر دیا تھا۔

علماء قوم و ملت کی حیثیت سے انہیں جامعہ نعیمیہ مراد آباد جیسا عظیم ادارہ قائم فرمایا جس کے فارغین نے دنیا بھر میں ادارے قائم کیے اور ایک جامعہ نعیمیہ سینکڑوں مدارس کی بنا ثابت ہوا۔

وہ ایک عظیم فقیہ تھے جس کا ثبوت تفسیر خزائن العرفان کے ہزاروں فقہی مباحث ہیں

جس کتاب نے اس دور میں اٹھنے والے تمام سوالوں کے جوابات دلائل کے ساتھ
دینے ہیں اسلوب تحریر امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بالکل ملتا جلتا ہے
انہوں نے بعض ایسے مسائل پر قلم اٹھائے ہیں جو بے پناہ اہمیت کے حامل ہیں مثلاً
امت محمدیہ کی خصوصیات و امتیازات۔
نبی اور رسول کی جامع تعریف اور فرق۔
ابن تیمیہ اور اس کی دینی و علمی حیثیت
تعظیم و عبادت میں فرق
قرآن میں رب کریم نے اپنی مخلوق کی قسم کیوں یاد فرمائی
دہریوں کے سوالات اور ان کا مسکت جواب
فتاوی قاضی خاں کی ایک عبارت پر اعتراض کرنے والے اعتراض کا جواب
ہندوستان کی بعض فتاوی کا رد بلیغ
ہندوستان کے حالات وغیرہ کی شرعی حیثیت۔
اس طرح کے سینکڑوں ایسے مباحث ہیں جن سے جوابات مسیاس کرام
کے سامنے آنے کی حیثیت متعین کر جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔
تب جماعت اہلسنت کے نوجوان فاضل مولانا مولوی محمد نعیم فتاوی
اور ان کے رفقاء کار نے بندہ ناچیز فاضل کی شناخت پر تصمیم قلب سے
تنظیم الفقراء صدر الافاضل کے نام سے ایک نشریاتی ادارہ
قائم فرمایا کہ جس کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی حیات و

خدمات اور دینی دلی کارناموں سے قوم و ملت کو روشناس کرانے کا قابل تقلید کارنامہ انجام دے۔ آمین ثم آمین وعن جمیع اھل السنۃ والجماعۃ۔

محمد فرزان علی

۹ دی جو ۱۴۲۶ھ

۱۰ جنوری ۲۰۰۶ء

از قلم: رئیس التحریر حضرت علامہ الحاج محمد وارث جمال قادری حفظہ اللہ تعالیٰ
(صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت کمیٹی)



موای صد درستر دلتا ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

استاذ العلماء، سند المحققین، سید المفسرین، سلطان المناظرین صدر الافاضل
فخر الاماثل حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان صدیق ہند
کے ان اکابر علماء میں سے تھے جن کے آمد سے پورا ہندوستان خوب جانتا تھا

[illegible]

شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو سیرت میں [illegible]
فرمایا تھا۔ [illegible]
ہمت حوصلہ کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ آپ کی شخصیت ہمہ جہت تھی۔ آپ کی
طرفین، کرامت، بندگی، ہمت مردانہ، قوت ایمانی، استقامت کا اندازہ اس
جس میں آپ کی یکتائی و بے مثالی کا سورج سوا نیزے پر نہیں پہنچا

[illegible]

مجدد دین و ملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے جد امجد [illegible]
تھیں آپ علمی، ادبی، فکری، قومی، ملی، سماجی شخصیت ہر
اعتبار سے مختلف ہیں۔

امیر ملت حضرت علامہ سید امیر الدین مدظلہ العالی مفتی اعظم گجرات جو علم و فضل
سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ امت و سیاست سے بھی کامل تھے جن کی عظمت شان کا
اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت تاج الشریعہ نے اپنے دورہ سے حج و زیارت سے
بعد سب سے پہلے گجرات کا رخ فرمایا تو حضرت امیر ملت سے ازخود ملاقات کی خاطر تشریف
لے گئے۔ حضرت امیر ملت سے ملاقات کے وقت حضرت تاج الشریعہ نے شہزادہ سرکار
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی بے پناہ عقیدت کا اظہار فرمایا، یہ عقیدت و احترام
دیدنی تھا۔

[illegible] اپنے نامہ [illegible] عقیدتمند [illegible] محبت سے ایک
[illegible] کا [illegible] ہے۔

[illegible] جو
[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] فرمانے والے مفتی فقہ کا
[illegible] کی [illegible] غوث نے۔

حضرت امیر ملت کے بعد جانشین صدر الافاضل پر نہیں کس قدر اعتماد تھا
[illegible] ہے۔ اس وصیت نامے کی یہ شق بھی ہے۔

"اگر کسی مسئلہ میں فتوے کی ضرورت ہو تو مولانا نعیم الدین مراد آبادی سے
رجوع کیا جائے۔"

(مجدد امیر ملت، عظیم ملت، شرح حالات اہل سنت [illegible] مقالہ نگار: محمد نعیم عزیزی)

ان کے علمی اور روحانی خوان نعمت سے واسطہ و بالواسطہ مستفیض ہونے
والوں کے اسماء کی فہرست سے جنت نگاہ بناتے چلیں تاکہ ان کی قدر عظمت و
خراج عقیدت پیش کرتے وقت ہماری عقیدت و احترام کو باادب و ملاحظہ
ہوشیار کی منزل سعادت مل جائے۔

استاذی المکرم علامہ محمد شاہ بخاری حضرت علامہ سید [illegible] علمی
واستاذ العلماء حضرت علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب محدث
مرادآبادی، حضرت علامہ احمد علی محدث اعظم پاکستان [illegible]
ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب [illegible]
(سابق صدر مدرس مظہر تحفیظ سنیت سلطان المناظرین حامی شریعت سراج
علامہ مفتی وقت حسین صاحب قبلہ مفتی اعظم پاکستان [illegible]
شمس الدین جعفری صاحب دامت برکاتہم العالیہ [illegible] سلیمان
صاحب بھاگلپوری، حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی صاحب
تصانیف کثیرہ و جلیلہ، حضرت علامہ [illegible] امام شاہ احمد نورانی
حضرت علامہ مقتدا حسین کچھوچھوی عبقری الشرق حضرت علامہ شاہ احمد نورانی
علیہ الرحمہ اور آپ کے اہل سنت صاحب تصانیف کثیرہ و جلیلہ حضرت علامہ
فیض احمد اویسی مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ و حیاتہ وحرس خدمۃ الاسلام۔

یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جو حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی فیوض اور روحانی خوان نعمت سے تغذیہ و استفادہ ہوئے ہیں

لہلہاتے ہیں یہ گلہائے خوشبو یہاں تک ہے

آپ کی شخصیت اس قدر ہمہ گیر اور ہمہ جہت و ہمہ رنگ تھی کہ اس نے زندگی کے تمام شعبوں اور ہر طبقہ کے اصحاب علم و قلم کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور ان سے علمی، دینی، ملی، سیاسی خدمات اور ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جا رہا ہے۔ اس عبارت، حکمت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنے عظیم مشن سے جو بھی فتنے پیدا ہوئے تھے جیسے معتزلہ، جہمیہ کی تنظیم قوت پر سیاسی مقاصد کے لئے مسلسل تو انائی فراہم

[illegible] حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] ۱۳۷۵ھ [illegible] حضرت [illegible] ہوئے [illegible] حضرت [illegible] حضرت [illegible] حضرت

لڑی تھی جو آپ کے زمانے تک پہونچتے پہونچتے کافی زور پکڑ چکے تھے
یک طرف سے متحدہ ہندوستان پر ہندوی سامراج کے بدولت قومی ہتی، اور
مذہبی قدروں کا دنگل بن چکا تھا، جو مطرف سے حقیقی اسلام کو اپنے نشانے میں
لیکر اس کے مقابل ایک مصنوعی اسلام پیش کر رہا تھا۔ جس کی طرف شارح
کرتے ہوئے سواد اعظم اہل سنت وجماعت کا نام جس کا نشانہ امت مسلمہ کی
حالت میں ہمیشہ چوکنا رہنا اپنے رب کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہے

ے بھر سوائے ہزار دل فگہ [illegible] مہ چنیں صدائے نیا ید

اسلامی مرہندی مولانا کی خلوص وصیانت میں اسلام کے نام پر
دلی وخارجی فتنوں کی روک تھام میں آپ امام اہلسنت مجدد دین وملت
کے بہت رست وقت [illegible] ان کے شانہ بشانہ رہے۔ اعلیٰ حضرت
امام اہلسنت کے علوم [illegible] میں آپ کی شان بہت
نمایاں تھی۔ آپ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ اعلیٰ حضرت کے
مقلد کامل تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت کے مقلد نہیں بلکہ آپ نے اعلیٰ حضرت کے
عشق رسول کے ایک جانثار خادم ہونے کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت کی تحریک
میں آپ کو بڑی محبت ورقت خصوصی حاصل تھا۔ آپ امام اہل سنت نے

قلب کی دھڑکن اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھے۔ اس موقع سے درمیان صدرالافاضل کا لقب خود امام اہلسنت نے اپنی بہت محبت سے ان کے فرق اقدس پر سجایا تھا جو آپ کے اوپر دیا جانے والا یہی لقب آگے چل کر آپ کے نام کا جزء لاینفک بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتاب سے تا بندہ [illegible] خوب تقریر سے تا [illegible] سے بھی تیز اسفر [illegible] شخصیت آپ کی [illegible] جامع صفات تھی جو اپنے وجود [illegible] بے مثال [illegible] آپ کی [illegible] کے تب و تاب [illegible] [illegible] جو [illegible] حضرت مفتی عبدالمنان [illegible] آپ کی [illegible] تو آپ کی زبان و [illegible] آپ کی [illegible] کی فصاحت و بلاغت و طلاقت [illegible] [illegible] آپ [illegible] بارہا بارہا پورے گلزار [illegible] بہت بڑے بڑے [illegible] خطاب فرما رہے تھے، زبان کی فصاحت، بلاغت و طلاقت اہل سے مجمع مبہوت تھا۔ سیرت پاک کے ایک ایک گوشے پر بولتے ہوئے یہ جملہ بھی روانی سے [illegible] میں زبان سے نکلا "پتھر میں جان ڈال دی" یہ جملہ آپ کے ان جملے پر اہل ذوق اور ارباب ادب محفل محفل گئے اور شعرا سہارنپور نے وجد تحسین سے دھلے اس جملے کو مصرع طرح بنا کر پورا مشاعرہ کر ڈالا۔ ع پتھر میں جان ڈال دی گویا بنا دیا۔

اور عربی زبان و ادب اور اس کے بلاغت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک
یہودی جس کو اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا اور وہ قابلیت و ہمہ دانی کے بخار میں
بھی مبتلا رہا کرتا تھا۔ حضرت صدر الافاضل کے فضل و کمال کا شہرہ سن کر
مراد آباد آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شرط لگا دی کہ مناظرہ عربی زبان
میں ہوگا۔ آپ نے آداب مناظرہ و طبیب نظر مطلع فرمائے۔ اس کی
طرف سے شروع ہوا اور ظاہر ہے کہ جب مناظرہ عربی زبان میں ہو گا تو
فیصلہ ہوگا عربی زبان اور قومیت کے حق میں۔ اس لئے
صاحب مفوضہ فیصلہ متعلقہ شروع ہوتے ہی ہار گئے۔ عربی دانی کا
گھمنڈ قومیت کا بخار کرکرے ہو گیا۔ یہ فیصلہ کی بات نہیں بلکہ
خاموشی سے سر جھکا دیا۔ اس میں عربی دانی بھی ہو گئی۔

یہ ہے اس کا قصہ جس کو عوام خدا جانے کیا
سمجھتے ہیں اور کیا سے کیا بنا دیتے ہیں

اسلامی علوم میں سب سے زیادہ محترم و شان علم اعلم فقہ ہے۔ جس کی عظمت
جلالت پر قرآن شاہد ہے۔ [illegible] ہی حکمت
حکمت دینی عطا کی گئی اسے خیر کثیر عطا کیا گیا۔ ارباب تفسیر خیر کثیر سے
مراد لیتے ہیں۔ حدیث پاک ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔

(اللہ تعالیٰ جس سے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔) یہ حدیث تفقہ فی الدین اپنے اندر بڑی وسعت، گہرائی، تنوع اور عظمت و جامعیت رکھتا ہے۔ تمام علوم اسلامیہ میں یہی حدیث مشکل ترین کا رے دار کے متعلق بھی ہے جس میں محدث شارح، مفسر، فقیہ، متکلم، صوفی کے ساتھ توفیق [illegible] کی دعا بھی فرمائی ہے۔ صحیح عبارت خوانی، عبارت فہمی اور چند [illegible] یات سے واقفیت مفتی بننے کے لیے کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لیے [illegible] ں، [illegible] سنت کی تفہیم سے شعور ہونا ضروری ہیں۔ جبکہ [illegible] ی [illegible] مفتی [illegible] سے حضرت [illegible] مفتی [illegible] کی زیارت تک سے [illegible] ہیں آپ [illegible] توفیق بات سے پہلے لوگ بھی خود کو مفتی کہلانے [illegible] ں [illegible] حاصل [illegible] ہیں خواہ اپنے علمی فہم کے سبب اپنے نام کے [illegible] ساتھ [illegible] سے بھی واقف نہیں۔ آج یہ لفظ مفتی بھی لفظ [illegible] کی طرح بڑا بے توقیر ہو چکا ہے [illegible] پی قابلیت و اہمیت و معنویت ختم کر رہے جناب کے معنی میں [illegible] یا ہے۔ جیسے عربی زبان میں سید و سیدہ جناب، جناب کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں جس کا اطلاق غیر مسلم پر بھی ہوتا ہے۔ **مثلہ** قال السید راجو عائدی والسیدۃ ابدرا عائدی ا ۔

ٹپکے گا لہو اور میرے دیدۂ تر سے جھڑکے گا دل خانہ خراب اور زیادہ

ہوئی ہے تو اسے انہیں اور بھی جرات آئے گا انہیں مجھ سے حجاب اور زیادہ
ہ نکہ ایں القاب عظمت و جلالت کا عالم یہ ہے کہ عدالت اسلامیہ کے اہم مناصب
میں یہ ایک اہم منصب ہے۔ جیسے قاضی القضاۃ، یوں ہی مفتی شرعی عدالت کا
اہم عنصر ہے۔ جس طرح دنیاوی کورٹ و قانون میں جج، جسٹس، چیف
جسٹس، منصف، مجسٹریٹ وغیرہ بڑے اہم پوسٹ و منصب ہیں۔ اسے قانون کی
ڈگری اور حکومت کی منظوری کے بغیر کوئی شخص اپنے نام کے ساتھ [illegible]
سکتا، نہ کسی تحریر کے تحت وہ مجرم [illegible] جائے گا۔ خواہ وہ کتنا ہی قابل [illegible]
کیوں نہ ہو۔ یوں ہی عدالت اسلامیہ کے ان مناصب کے [illegible]
ترین کسی دینی افتی صلاحیت چاہئے [illegible] کی عظیم [illegible]
تخصص فی الفقہ کی تربیت [illegible] کی طبیب حاذق کی سند [illegible]
کہیں جا کر یہ [illegible] ہوتا ہے۔

یہ تو بطور [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

حکیم امت صاحب تصانیف کثیرہ حضرت اقدس علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی [illegible]
نے یہ مفتی کے لئے [illegible] ذکر کیا ہے۔ جن میں پہلا اہم شرط
کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مفتی عدالت اسلامیہ کا ایک عظیم
ترین منصب اور اس عظیم منصب کا اہل وہی ہو سکتا ہے جس کے اندر فقہائے کرام کی

فرمودہ اٹھائیس شرطیں پائی جائیں۔ ایک مفتی کے لئے پہلی شرط اس کی اسی نسبی ہے اگرچہ وہ غریب ہو، کیوں کہ متبحر اور جید علماء ہمیشہ میں علی العموم سفید پوش رہے۔ اور ان کی سفید پوشی ان کے غربت کا بھرم رکھے رہتی تھی۔ شرافت تہذیب، شائستگی، حسن اخلاق یہ سب خاندانی شرافت و نجابت کا ایک حصہ ہے

مفتی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے وہ اشارہ عبارۃ [illegible]

مفتی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ [illegible] فتوی جاری ہوتا ہو [illegible] وقت [illegible] سے بھی واقف ہو کہ عقد [illegible] مفتی کے [illegible] سے واقف ہو وہ علماء فتوی کے [illegible] ایک جز ہے۔

مفتی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ صاحب عقل و خرد ہو، ذہانت و فطانت باریک نظری اور قوت فیصلہ کا حامل ہو، فروعی مسائل کے لئے اس کے اندر اجتہاد کی ملکہ ہو۔

مفتی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ تمام دینی تعلیم کسی بلند پایہ و متبحر عالم دین سے حاصل کی ہو اور سند یافتہ ہو کتب بینی کے ذریعہ خواہ وہ کتنا بھی بڑا عالم بن

ہاں مگر وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں ہو سکتا۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اغنیا اور دولت مندوں سے اور کثرت محافل سے دور بلکہ کسی حد تک گوشہ نشین رہے۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صاحب حلم و مروت، تواضع و انکسار، خوش اخلاق ہو۔

ایک مفتی کے لئے تقویٰ و پرہیزگاری بھی لازم ہے ساتھ ہی وہ حق گو، جرأت مند ہو، بزدل اور مصلحت پسند نہ ہو۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ استفتاء کا جواب ترتیب سے دے۔ اس کی وجہ سے ترتیب توڑنے اور پہلے والے کو بعد میں دینے کی وجہ سے کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو البتہ بہت ضروری فتوے کے لئے ترتیب توڑ سکتا ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ اس حالت میں کوئی اختلاف ہو تو پہلا والا ترجیح پائے بلکہ جتنی جلد ہو سکے جواب دے۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر مقرر کرنے فتویٰ نہ لکھے بلکہ کوئی دوسرے شخص کا فتویٰ سے تعلق ہو تو صرف مستفتی پر انحصار نہ کرے بلکہ اس فریق کو بلا کر شہادت شرعی طلب کے ذریعہ پوری تشفی حاصل کرے اور اس کے بعد ہی فتویٰ دینے میں جلدی کرے اور شریعت کا حکم نافذ کرے اور اپنے فتوے کو فقہ کے

کتب معتبرہ کے حوالے سے مدلل و مبرہن کرے اور یہ خیال دل میں نہ لائے کہ اس مسئلے سے رجوع کرلیں گے۔ جواہرات کے لئے نادر کتابوں سے پر ہیز سے لازم وہ خواص کو دستیاب نہیں تو عوام بیچارے کیا کرسکتے ہیں۔

(ماہنامہ کنز الایمان دہلی فروری ۲۰۰۳ء)

فی زمانہ مفتیان دین متین یا اہل مقال صف میں حذف ہونے والے جذبہ و تعصب سے مدد و باز اپنے دامن فرمائیں۔

مفتی نئے نئے شرعیت کے احکام بتانے والے اور جو شریعت کے احکام معلوم کرنا چاہیں نہایت محقق ہیں گے۔ اور جہاں سے فتوی جاری ہوتا ہے اسے قائم کرتے ہیں۔

سید العلماء و اعظم اہل سنت و جماعت میں یوں تو بہت سی جگہوں پر دار الافتاء قائم ہیں لیکن مرکزی حیثیت سے ان کا وجود بھی ضروری ہے۔ مگر پورے ملک میں (۱) بریلی شریف (۲) جامعہ اشرفیہ مبارکپور (۳) صاحب تذکرہ حضور صدر افاضل علیہ الرحمۃ عظیم یادگار جامعہ نعیمیہ مراد آباد (۴) اور دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کو مرکزیت حاصل ہے۔

چونکہ فقہ، ابواب فقہ، متعلقات فقہ، اصطلاحات فقہ اور اس کے اصول مبادی پر ایک بے حد قیمتی تاریخی و علمی مقدمہ اس مجموعہ فتاوی میں شامل ہے جو فتاوی

صدر الافاضل کی زینت بھی ہے۔ یہ مقدمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے جو مفتیان دین متین کے لئے ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مقدمہ علم فقہ پر ایک قیمتی دستاویز بھی ہے جس میں فقہ کے سارے مالہ وماعلیہ پر تفصیلی گفتگو ہے اس کے اصول ومبادی پر گفتگو کرنا تحصیل حاصل کے مترادف تھا اس لئے ہم نے اپنی گفتگو کو سمیٹا۔ صاحب مقدمہ شیخ العلماء والمحدثین علامہ مفتی محمد شبلان علی نعیمی مدظلہ العالی صحیح معنوں میں جلیل القدر علمی شخصیت ہیں۔ علمی وروحانی طور پر رابطہ اس لئے اس مقدمہ نویسی پر مقدمہ کی وقعت بھی حضرت والا کی وقعت کو ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی قامت کس سے اس کا حق بھی ادا کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

حضرت علامہ مفتی محمد شبلان علی قادری نعیمی نے جس [illegible] یہ مقدمہ لکھا ہے وہ اس گرمی میں جو محنت شاقہ کی ہے اس میں [illegible] وہ بھی کارفرما ہے جو علامہ موصوف صدر الافاضل کی ذات ستودہ صفات سے ہے۔ اس نے ماگے محبت میں [illegible]

ہم گوش نہ تھے، دیدہ [illegible]

کم وبیش ۳۲ سال قبل حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر راقم الحروف وارث بہار قادری نے ایک طویل مقالہ لکھا تھا جو اس وقت

ماہنامہ پاسبان الہ آباد میں شائع ہوا تھا، جسے بڑی پزیرائی ملی تھی۔ پھر اس کے بعد متعدد بار شائع ہوا۔ آخیر میں قدرے اضافے کے ساتھ نام نے اپنی کتاب ''انوار التنزیل بیان'' میں شائع کیا۔ علامہ نورالدین انتظامی جیسی نے اسے ہندی میں اہل سنت کی وکالت کے عنوان سے شائع فرمایا۔ اس میں آپ کے فتوی نویسی کے حسن میں ایک نئی جہت کا اضافہ ہوتا تھا کہ اگر آپ کے فتاوے منظر عام پر آجاتے تو عوام و خواص دونوں کو بڑا فائدہ ہوتا۔ میری حسرت و تمنا میں اضافہ ہوتا گیا حتی کہ وہ غیبی ندا سے کی رنگ لایا۔ جس نے فرزندان روحانی کی چھپی صلاحیتوں کے پیکر نوجوان فاضل خطیب نے مراجعت کی اور حضور صدر الافاضل کے فتاوی کی تحقیق و تدوین کا کام بڑی طور پر شروع کیا ایک منفرد فقہی شاہکار کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

فتاوی صدر الافاضل کے فاضل مرتب عزیز مکرم ڈاکٹر محمد نعیمی نعیم القادری بلند پوری نے ایک ملاقات میں بتایا کہ آپ کے اس مقالے اور اس میں حضور صدر الافاضل کے فتاوی کے تعلق سے آپ کی حسرت و تمنا نے پڑھتے ہی میرے دل میں یہ عزم پیدا ہوا کہ لاؤ میں ہی یہ کام کر جاؤں، چنانچہ اسی وقت سے آپ نے فتاوی کے حصول میں لگ گیا، جس کے لئے نہیں جگہ جگہ کی خاک چھانی

پڑی، انہوں نے بڑے درد کے ساتھ بتایا کہ اس تعلق سے آپ کی عظیم یادگار جسے آپ نے اپنے خونِ جگر سے سینچا تھا جو پورے ملک میں اپنی ایک انفرادی شان لئے ہوئے ہے "جامعہ نعیمیہ" وہاں اس تعلق سے ایک صفحہ بھی نہیں مل سکا جبکہ اس نوعیت کے سارے علمی ذخیرے وصال تک جامعہ نعیمیہ ہی میں تھے مگر وہاں کا حال تو یہ ہے۔

کہیں بھی کوئی پتہ کھلا نہیں ملتا اس گلی میں میاں تو سب رہتے ہیں

مقدمہ نگار مفتی محمد شبیر قادری صاحب زید مجدہ اس تعلق سے اپنے ذاتی تجربہ کا اظہار مقدمہ کے آغاز ہی میں یوں کرتے ہیں۔

"اس مجموعہ کے ناموں صفحات اور مقدمہ جلد اول پر مشتمل ۱۰ پیراگراف یہ مقدمہ کے راقم الحروف کو ۱۹۸۰ء میں قصبات ہڈیات میں کئے گئے انٹرویو سے ضبط و تحریر کا نظم بھی ہوا۔ جامعہ نعیمیہ کے دار الافتاء میں جہاں مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے بجرے ہوئے تھے مگر بدقسمتی سے آپ کے وصال پر ملال کے بعد وہ بیشتر حصہ دشمنان ملت، حاسدان ہوئے کہاں گئے؟ کون لے گیا؟ کچھ پتہ نہ چلا۔

راقم الحروف عاجز ہیچمدان قادری وہ بھی کیسی خوش فہمی تھی کہ فتاوی کے ذخیرے تو انہیں جامعہ نعیمیہ ہی سے مل گئے ہوں گے (مرتب کے ذہن ترتیب، تہذیب و تبویب کا کام تھا) مگر یہ کام کر رہے تھے اور انہیں اس سے بھی پتھر

کا بگڑ پانی مرنا پڑتا ہے۔

یونہی روایت و طریقہ یہی ہے چھوٹے اور علاقائی مفتی صاحبان بھی اپنے فتاوے کا دیباچہ لکھتے ہیں۔ جبکہ حضور صدرالافاضل، اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے بعد متحدہ ہندوستان میں سب سے بڑے [illegible] اور مفتی تھے۔ عوام تو لگے رہے، وہ خواص ہی نہیں بلکہ [illegible] بھی مراجعت کرتے تھے۔ جسے حضرت صدرالافاضل کا شاہکار تو [illegible] ہے، جو اپنے [illegible] جہاں حضرت صدرالافاضل ہو، جس نے کمسنی میں ہی [illegible] سے اپنے [illegible] حاصل کی [illegible] محمد نعیم جو بعد [illegible] مہتمم [illegible] بنانے جس کے قلم نے حضور ادب کے گوہر لٹائے [illegible] جو اپنے آپ کو نوجوانی ہی میں اپنی ہی قوم، ہی محاذ پر اپنی قیادت و سیادت و امامت کا لوہا منوا چکا ہو جس نے آغاز شباب ہی میں کمال و جمال نظر نے حیرت و مسرت سے دیکھا ہو، جو نوجوانی میں ہی تاجدار عشق و فن اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی کا دست راست اور ان کا اعتماد بن چکا ہو، اس ہستی بے کراں کے دور عروج کا عالم کیا رہا ہوگا۔ جو اپنے زمانے کا استاذ الکل اور اس دور کے امام اعظم، رجال کا مرکز علمی و عملی و مرجع

رہا ہو۔ جس کے تلامذہ اپنے وقت کے رازی و غزالی و ابن سینا ہوں۔ جو زبان سے زیادہ قلم اور قلم سے زیادہ کردار عمل کا بادشاہ رہا ہو۔ پورے برصغیر میں جس کے دین و دانش بصیرت و جہاں بینی کا شغلہ ہو۔ اور جس کے سوزدروں اور اخلاص فی الدین کی قسم کھائی جا سکتی ہو۔ اس نے کیا اپنے علمی خزانے میں فتاویٰ کے ذخیرے نہیں چھوڑے ہوں گے"

اس صبر آزما سکوت اور مجرمانہ خفلت و کم خانے میں [illegible] کا ہاتھ بٹانے کی بجائے

کچھ اہل قلم تو حجن کے سہولت سے [illegible] کہتے ہیں

فتاویٰ صدر الافاضل کا یہ مجموعہ ان کے علمی خزانہ کا عشر عشیر بھی نہیں

فتاویٰ رضویہ شریف کے بعد سارے مجموعہ فتاویٰ جو اس وقت [illegible] میں ہیں انشاء اللہ ان کے مقام میں اپنی افضلیت کا نعرہ لگانے والے فتاویٰ سے متعلق سے مجھ جیسے بے بضاعت کا کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

فاضل گرامی محترم مولانا نور محمد نعیم القادری سلمہ اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کی طرف سے شکریہ کے مستحق اور مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے بے زار و احد اتحاد شعار ترین سنی دنیا کی کامیابی کے ساتھ طے کیا۔ اور ان کے شانہ

بشانہ اور اس راہ محبت ان کے رفیق و دست راست عزیز محمد رضوان سلمہٗ جو اس فقاوی کے خوشنویس ہیں۔ یہ ایسے اہل دل ہے بالخصوص عربی کے ماہر خطاط ہیں جن کی عربی کتابت ایک شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ بھی ہماری دعاؤں، محبتوں اور مدد کے مستحق ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو دارین کی نعمتوں سے نوازے اور دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

تمام حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

اس اشاعت پر بھی ہمارا کوئی حق نہیں ہے



محمد وارث جمال قادری

صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت کمیٹی

صدر مدرسہ فیض العلوم جمیل پور محمد آباد ضلع مئو ناتھ بھنجن (یوپی)

پن کوڈ یوپی انڈیا 276305

فون 23867045 موبائل 9820815674



حضور سید نا رکار صدر فاضل فخر ا ماثل
سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی نادر و نایاب شخصیت با ثمرہ اپنی مثال آپ
ہے۔ جس طرح خورشید مشرق کی مہتاب بنوں پر [illegible]
چار پڑ جانے کے بعد بھی جب سحر کی رخشندہ کرنوں [illegible]
تب نہیں کہتا بالکل ہی طرح سیدات و شخصیت زیدۃ [illegible]
معاذین اور سعدین نے [illegible]
ممدوح گرامی علیہ الرحمۃ کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
سیدنا صدر فاضل علیہ [illegible]
عظیم شان پر چھا گیا کہ [illegible]
کر سلام عرض کرتی ہیں۔

امام اہلسنت مجدد اعظم [illegible]
تفسیر مترجم قرآن ہیں جس پر تفسیر کی حاشیہ لکھتے ہوئے حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ
صاحب تفسیر خزائن العرفان تحریر فرماتے ہیں آپ نے قرآن مقدس کی مشکل تفسیر فرما کر بیان
قرآن کا [illegible]
[illegible]
[illegible]

موصوف عالی نسب و سب سے ملک حقیقت قوم جواہ پاروں نے ادوار ماضی، حال
مستقبل سے القلم خود مفسرین ا... ان خود مختصر یاں بننے والے ڈھونگی خامہ فرسائی لانے
والوں کو مالوں پتے جواب دے ہیں تفسیر خزائن العرفان دیکھنے سے جدان نامہ نہاد جعلی۔
معلومی مفسرین و مجہول الاعیان ماہیں پڑا۔

"پڑھ سمت ماست' صمد لاصل ... جو دہ جا خوشید ... ل"

یدن رہ صمد رادق صلی ... ما شبہ ہو ... حوصلہ ... ں۔ آپ کے پاس
صدر مفتی ... ں ... تھی ... مدوں ... ہے اب پنے وجود اس میں تپہ
... ں ... ں ... ں ... پنے ... ں ... ں ... رجگمگاتے
... ے ... ں ... ں ... ں ... ں ... ں ... ں ... آج بھی
... ں ... ں ... ں ... ں ... ں ... ں

آپ کی ولادت ماہ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ ہے، اسی اعتبار سے آپ کا اسم مقدس علامہ مصطفیٰ ۱۳۰۰ ہے۔ عرفی نام مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین شہرت پذیر ہوا۔ علاوہ ازیں آپ کی علمی صلاحیتوں کے پیش نظر صدر الافاضل، فخر الاماثل جیسے عظیم اور پاکیزہ القابات سے معاصرین علماء و فضلاء آپ کو یاد کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے [illegible] آپ (صدر الافاضل) [illegible] علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی تھے حضرت میں [illegible] رب قدیر [illegible]

[illegible] آپ شاہ بھی تھے، افلاس [illegible] آپ [illegible] اور بھی [illegible] میں اپنے [illegible] طمانیت [illegible] تحقیق [illegible] آلودہ [illegible] آپ [illegible] متاثر [illegible] رہے۔

آپ ماشاء اللہ تھے صرف [illegible] عمر شریف میں حافظ قرآن ہو گئے، آپ کے جملہ مشاہیر اساتذہ کبار علوم و فنون کے طرز نگار تھے۔ آپ نے فارسی کی تعلیم اپنے پدر بزرگوار حضرت مولانا سید معین الدین نزہت علیہ الرحمہ سے حاصل فرمائی، کتب متوسطہ کی تعلیم صاحب الفضیلت حضرت علامہ شاہ ابو الفضل احمد علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔

علاوہ ازیں دیگر کتب منطق، فلسفہ، حدیث، ریاضی، قلیدس، جبر، ہیئت وغیرہ آپ نے

[illegible] حضرت علامہ سید محمد گل کابلی علیہ الرحمہ سے پانچیں [illegible]
سال کی عمر شریف میں جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ سے آپ نے فراغت حاصل [illegible]
سال خوش نویسی کی مشق کے بعد ۱۳۲۰ھ میں مدرسہ [illegible] آباد سے متعلق ہو گئے میں [illegible]
متعلق کے اجلہ علماء دین کے مشکبار ہاتھوں سے فضیلت سے نوازے گئے

کسی کے باوجود آپ کے [illegible] قدم [illegible]
صاحبان [illegible] قدم [illegible] [illegible]
کرنے کے [illegible] [illegible]
ہوئے [illegible] [illegible]
تھے آپ کی [illegible]
[illegible] [illegible]
حلقوں میں [illegible]

سیدی مرشدی حضرت [illegible] علیہ الرحمہ [illegible]
کتاب دیکھی گئی تو آپ نے [illegible] [illegible]
فرمایا کہ اس کتاب کے [illegible]
خوانی کر رہے ہیں۔ اس کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

گیں اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۰ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۲۵ء میں

مراد آباد کی سرزمین پر منعقد کر کے سوتی ہوئی قوموں کو بیدار فرمایا، دوسرا اجلاس بنارس کی
زمین پر منعقد ہوا جس کی مقبولیت و افادیت کا اندازہ سیدی سرکار محدث اعظم علیہ الرحمۃ
خطبۂ استقبالیہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں

"آج میں اپنی قسمت پر جس قدر بھی ناز کروں کم ہے، مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہاں
کوہ بے شمار معاملین ہیں گے اور ایک فریادی کو کثیر تعداد میں صاحبان [illegible]
آگئے ہیں کاش کہ ہم [illegible] ہوتے [illegible]
تو شرمندہ ہوتے اور اپنی بھوری بھوری بالوں میں [illegible] پاتے، یہ
وغیرہ۔ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ آگے چل کر فرماتے ہیں

"خواہ ہندوستان کا کوئی مسلمان ہے جو فرد پاکستان سے [illegible]
کوشش، جستجو جس قبیل کی بنیادی [illegible] قبیل ہیں [illegible]
کہ ہم اپنے قدرت سے [illegible] ہندوستان میں [illegible]
آل انڈیا سنی کانفرنس ہے ہاں، ہم ملی ہوئے صدر ان سنی [illegible]
مگر یہ دونوں [illegible] سے پہلے [illegible] ہوئے [illegible]
کی ثبوت آگئے گئی۔ اس وقت قومی سیاست ایک [illegible] تھی نہ جانے
کتنے صاحبان جبہ و دستار اس دلدل میں [illegible] تھے مگر واہ رے آل انڈیا سنی
کانفرنس حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی ذات تھی وہ صفات آل انڈیا سنی
کانفرنس کی بلندی [illegible] اپنے پاؤں [illegible] پر معمولی سا دھبہ بھی نہ لگ سکا۔
لطف بالائے لطف یہ کہ یہ [illegible] ایک [illegible] سیاست گزیدہ لوگوں کو آپ نے ہم زبان میں

تریاق جاں بخش مرحمت فرمادی۔ کون نہیں جانتا مولانا محمد علی جوہر کو آپ نے دہلی ان کے گھر جا کر سیاسی خطاؤں سے توبہ کروائی، اور مولانا شوکت علی نے مراد آباد آپ کے در دولت پر حاضری دے کر توبہ و اتابت کی سعادت حاصل کی۔ (وما ذلک علی اللہ)

پنڈت دیانند سرسوتی، اور شمس العلماء مفتی لالہ رام جی نے شردھانند کے برپا کردہ فتنہ عظیم شدھی تحریک کی جڑ (معاذ اللہ) جو لاکھوں مسلمان مرتد ہو گئے تھے انہیں دوبارہ [illegible] میں [illegible] تعداد [illegible] بتائی جاتی ہے۔

شدھی تحریک کے قلع قمع کیلئے آپ نے جمعیت رضائے مصطفیٰ بیلی شریف کے [illegible] سے [illegible] میں وہ عظیم [illegible] انجام دیا جو بلا [illegible] ان [illegible] ہے۔ گوناگوں تعلیمی، تدریسی اور سیاسی [illegible] سے [illegible] آپ نے [illegible] میں تحریری سرمایہ بھی چھوڑا ہے جس پر امت [illegible] آپ کے قلم حقیقت رقم سے تحریر فرمودہ جس تحریر منظر عام پر آئیں آپ کی [illegible] نے آپ کی مشہور [illegible] تفسیر خزائن العرفان کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ جس کی بدولت آپ کا مبارک نام و کام صبح قیامت تک زندہ و تابندہ رہیگا۔

ان [illegible] دیگر مصروفیات سے فراغت کے بعد جب بے حال، عرض سے آئے ہوئے دینی علمی فقہی سوالات کے جوابات بھی آپ تحریر فرماتے۔ آپ کے فتاوے انتہائی مدلل و مبرہن ہوتے تھے۔ سوالات کے ضمن میں جس قدر بھی حوالہ جات کی ضرورت ہوتی مع عبارت حوالے تحریر فرماتے۔ مسائل اور اقوال فقہا و محدثین نیز عربی عبارتوں کا آپ کو اس قدر استحضار تھا کہ آپ کو بار بار کتابوں کی ورق گردانی نہیں کرنی پڑتی تھی۔ آپ کے

فتاوے اضافے کے ساتھ جمع ہوتے تھے۔ بعض فتاوے تو اس قدر تفصیلی ہیں کہ جائے خود ایک رسالہ یا کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مگر افسوس حضور مدوح گرامی قدر کے اس قیمتی سرمایہ معلومات مشتمل فتاوی [illegible] بات احسان فراموشی کی غفلت و تساہلی کی بنیاد پر [illegible] فتاوے مکتوب ہوتے تو [illegible] ایک بات [illegible] سہاسہاں کا [illegible] سلسلے میں ایک [illegible] طور پر [illegible] خوش [illegible] محرک [illegible] میں [illegible] سکے [illegible] بارے [illegible] باوجود [illegible] نوٹ کی [illegible] کچھ کام [illegible]

تازہ خواہی شنو [illegible]

[illegible] کاب [illegible]

[illegible] فتاوی [illegible]

راقم الحروف نور محمد نعیم القادری بلرامپوری کو جن دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا ہے یہاں ان کی تفصیل نہیں عرض کروں گا بلکہ ان دشوار گذار مرحلے میں جن بزرگوں نے ہمیں سہارا دیا فن کی باریکیوں میں جو یہ تشنہ چھوڑ دیتا میں اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلے شیخ طریقت پیر وصی [illegible] حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد صوفی [illegible] نعیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی جانشین اول [illegible] دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں [illegible] شاہ محمد عمر [illegible] نعیمی صاحب قبلہ مسند نشین خانقاہ نعیمیہ گھوسیہ کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں جنہوں نے [illegible] فرمائی [illegible] شیخ الحدیث [illegible] صاحب خلیفہ حضرت مولانا عبد المنان صاحب [illegible] مظہر اعظم [illegible] چند ضروری گوشوں کی نشاندہی فرمائی [illegible] مفتی شعیب علی نعیمی جنہوں نے اشاعت و طباعت سے متعلق [illegible] مفتی شعیب علی نعیمی جنہوں نے اشاعت و طباعت سے متعلق [illegible] کام میں کاتب عنوان القادری نعیمی و حضرت مولانا مدثر رضا نعیمی ریڈیجنٹ کے مشاغل کے باوجود بھی میں قطعی [illegible] اسلامک ادارہ اور فہرست وغیرہ کا باقی ماندہ کام جناب محمد شمیم عجمی (صاحب گرافکس ممبئی) نے بذریعہ کمپیوٹر بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ فقیہ صدر الافاضل کے حوالہ جات کی تصحیح میں حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب نعیمی استاذ دار العلوم فضل رحمانیہ گھوسی اور خطیب شہیر حضرت مولانا مفتی انوار احمد برکاتی بلرامپوری نے کافی محنت فرمائی ہے۔

کتاب کی پروف ریڈنگ میں حضرت علامہ مفتی الحاج محمد حفیظ اللہ خان
صاحب نعیمی، حضرت مولانا الحاج مفتی محمد بشیر حشمتی صاحب، حضرت مولانا مفتی توفیق احمد
مصباحی صاحب، حضرت مولانا الحاج زبیر احمد رضوی، حضرت مولانا مفتی زبیر احمد مدنی
نعیمی اور حضرت مولانا نصیر الدین نوری گونڈوی وغیرہ نے اپنا قیمتی وقت دے کر اچھا کام
فرمایا ہے جس کا بدلہ میں تو نہیں دے سکتا ہاں اللہ تعالیٰ کی کریم ذات سے امید قوی ہے کہ
یہ کوشش حضرات کو اپنے اچھوں کا صدقہ سرخرو فرمائیگا۔

یہ بھی کتاب کی تسوید و ترتیب کے بعد طباعت کا کام شروع
قدرے دشوار گذار ہوتا ہے جس کا حسین چہرہ ہی دیکھ کر ہم سبھی
بننے کی سعادت حاصل ہے۔ فتاویٰ صدر الافاضل کی کتابت و طباعت سے ایک طرف تو
کی ضرورت تھی۔ میں نے اپنے برادر اصغر حافظ و قاری محمد ابرار احمد صاحب اور حضرت مولانا
الحاج مفتی محمد بشیر صاحب حشمتی سے یہ تو موصوف نے قبول فرمایا کہ آپ اپنا کام
مکمل کیجئے انشاء اللہ خدا طباعت کا انتظام ہو جائے گا۔ بالآخر مفتی صاحب موصوف نے
بھرپور ملاقات ایک ایسے مرد جلیل سے ہوئی جو مسلک اعلیٰحضرت کا سچا شیدائی اور تاجدار
اہلسنت حضور مفتی اعظم کا پاکھنڈی ہے یہ ہیں محبوب مشائخ حضرت الحاج محمد عیسیٰ بابا نوری
کی معروف ذات ہے۔ حضرت موصوف نے فتاویٰ صدر الافاضل کی طباعت کیلئے ایک
خطیر رقم مرحمت فرما کر زیر نظر کتاب کو منظر عام پر لانے میں قیدی کردار ادا فرمایا۔ ان کے علاوہ
رئیس العلماء جناب مفتی محمد یوسف بھائی، حاجی ابراہیم میمن، حاجی غلام رسول شاہ
صاحبان کے علاوہ جن کا تھوڑا بھی تعاون ہمیں حاصل ہے اسولی

تبارک وتعالیٰ بطفیل [illegible] سید تاجدار حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے صدقے میں ان تمامی حضرات نے مالی ایثار وقت بانی و شرف قبولیت عطا فرمائے اور داریں کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ فقیر ہی صدر الافاضل و مجدد فقیر بے توفیق نور محمد نعیم القادری اور ہمارے والدین [illegible] وسیلے ذریعہ نجات و مغفرت سیئات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

نور محمد نعیم القادری بلرامپوری

بانی تنظیم افکار صدر الافاضل ممبئی

متوطن و مقیم [illegible] پوسٹ کوپاگنج بلرامپور (یوپی)

[illegible] ۱۴۲۹ھ

[illegible] ۲۰۰۸ء روز سوموار

مُقدمہ

از استاذ العلماء خلیفۂ شہزادہ صدر الافاضل ادیب شہیر حضرت
علامہ الحاج مفتی شعبان علی نعیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
دار العلوم حبیب الرضا بانڈہ و مہتمم و صدر تنظیم الفاضلین ہند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خادم الحسنہ اس تحقیقی تاجدار سنت شیخ [illegible] فرمائش و محنت اور تحقیق و تفتیش سے خوشخبری دیتا ہے کہ [illegible] فتاویٰ پیش کرتے ہیں کہ [illegible] صفحات پر مشتمل ہے اس [illegible] اور صفحہ بھر ہو گیا ہے [illegible] قرآنی آیات، [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

مولانا محمد نعیم الحق دین پوری فاضل العلماء نے کراچی میں بے پناہ محنت کر کے جانے کہاں کہاں اپنے وقت خاص سے جا جا کر متعدد کتابوں اور رسالوں سے بالخصوص ماہنامہ السواد الاعظم حیدرآباد سے منتخب صدہا فاضل علیہ ابحر کے چھ فتاوی جمع کئے اور انہیں ترتیب دے کر فتاوی صدہا فاضل کے نام سے شائع کر دیا شخصیت اور ان کے دینی و علمی کارنامے سے قطع نظر یہ مجموعہ فتاوی ہر لحاظ سے مفید ہے۔ مگر جس محنت و جانفشانی سے مولانا نعیم الحق دین پوری نے اس کی ترتیب و تدوین کی ہے اس کے پیش نظر ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرما کر دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے آمین ثم آمین

سرچشمہ فقہ اسلامی

شریعت اسلامیہ کے تمام احکام و مسائل کا منبع و ماخذ دو قسم کے امور ہیں ایک وہ جو تمام ائمہ و مجتہدین کے نزدیک متفق علیہ ہیں اور وہ چار ہیں۔ اول قرآن مجید دوم احادیث نبویہ، سوم اجماع امت، چہارم قیاس ان چاروں پر علماء فقہ کا اجماع ہے کہ یہ شریعت مطہرہ کے جملہ امور احکام و مسائل کی بنیاد ہیں۔

دوسری وہ قسم ہے اور ایسے امور ہیں جو ان کے علاوہ ہیں اگرچہ یہ امور بھی نور قرآن اور احادیث کریمہ سے منور ہیں اور ان ہی کے فیضان سے مستفیض ہیں لیکن وہ اصول ایسے ہیں جن کو احکام شریعت و مسائل فقہیہ کی بنیاد تسلیم کرنے اور حجت شرعیہ

[illegible] استدلال اپنانے میں علماء فقہ باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ نیز ان کے مفہوم کی تعریف اور ان کے دائرہ عمل کی توسیع میں بھی اختلاف ہے۔ ایسے اصول اور فقہی اصطلاحات جن سے استدلال کیا جاتا ہے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ اول استحسان، دوم مصالح مرسلہ، سوم استصحاب، چہارم سابقہ شرائع، پنجم مسلک صحابہ۔

ہمارے ائمہ کرام و مجتہدین عظام اور ماہرین علم فقہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا بالا تر ہی بنیادی اصولوں کی روشنی میں ان کو منبع و ماخذ بنا کر مسائل فقہ و احکام شرعیہ کا استخراج کیا۔ فقہ کی کتابیں اور فتاوی مرتب فرمائے جن میں بے شمار احکام و مسائل اور جزئیات فقہیہ کو بیان فرمایا جو آج تک دنیا کے مسلمانوں کی رہنمائی کر رہی ہیں۔ مگر ان تمام تر کاوشوں کے باوجود تمام جزئیات کا احاطہ نہ ہو سکا۔ بے شمار مسائل ایسے ابھر کر سامنے آئے جن سے متعلق نہ تو کتاب و سنت میں کوئی حکم ملتا تھا اور نہ ہی ائمہ کرام نے مسائل پیدا ہونے سے پہلے ان کا حکم بیان فرمایا تھا۔ اس لیے کہ قرآن کا یہ بنیادی منہج رہا ہے کہ وہ کتاب کو تفصیل سے بیان نہیں کرتا اس لیے علماء امت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ پیش آنے والے مسائل کا حکم قرآن مجید احادیث نبویہ اور ان سے ماخوذ دیگر دلائل سے بیان کریں۔

نئے نمونہ از خروارے

ذیل میں وہ چند قواعد فقہیہ اور اصول فقہیہ بیان کیے جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہر نو مولود مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کیا جا سکتا ہے جن کا ذکر نہ کتب فقہ میں ہے نہ اس پر کوئی شرعی نص ہے

اور نہ ہی کوئی اس پر استدلال شبہ عمل سے بلکہ ایک بلیغ نظم سے دین و فقہ شرع تائید خداوندی اور اعانت لطیفی سے انہیں قواعد و اصول کی روشنی میں حکم شرعی بیان کر دیتا ہے

[illegible] یعنی عزوی ثواب [illegible]

[illegible] یعنی اصل اور مطلوب [illegible] ان کے مقصد پر

[illegible] یعنی یقینی تک سے زائل نہیں ہوتا

[illegible] یعنی جو چیز یقین سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف یقین ہی سے زائل ہوسکتی ہے

[illegible] یعنی قرآن کی ممنوعات کو جائز کرنا

[illegible] یعنی غیر کی ملک سے جائز ہونے والی چیز [illegible] کو جائز کرنا

[illegible] یعنی حاجت ضرورت کا مقام حاصل کر لیتی ہے

[illegible] السکوت فی معرض البیان بیان. مقام اظہار و بیان میں سکوت تقریر کرنا اظہار و بیان بھی مانا جائے گا.

[illegible] الفرض افضل من النفل یعنی فرض نفل سے افضل ہے

[illegible] الحر لا ید علی حر تحت الید یعنی آزاد مرد و عورت پر کوئی قبضہ نہیں ہو سکتا.

قاعدہ ۱۰ الاجتہاد لا ینقض بالاجتہاد۔ یعنی ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ٹوٹتا نہیں ہے۔

قاعدہ ۱۱ اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام یعنی جب حلال اور حرام جمع ہوں تو نظر حرمت کو ہوگا۔

قاعدہ ۱۲ التابع لا یتقدم علی متبوع یعنی تابع اپنے متبوع سے مقدم نہ ہوگا

قاعدہ ۱۳ الحدود تدرء بالشبہات یعنی حدود شبہات سے ساقط ہوتی ہیں

قاعدہ ۱۴ ما حرم فعلہ حرم طلبہ یعنی جس چیز کا کرنا حرام ہے اس کا طلب بھی حرام ہے

فائدہ: تو یہ قواعد اصولیہ ہیں جن سے یہ چند احکام فقہیہ مستنبط ہوئے ہیں اور جیسے اصول و قواعد فقہیہ سے فقہ کی تدوین ہوئی ہے ایسے ہی اصول و قواعد حدیثیہ سے حدیث کی تدوین ہوئی ہے اور اصول حدیثیہ کی تدوین کے وقت محدثین نے پانچ شرائط ملحوظ رکھی ہیں

فائدہ: بہت سی روایات و آثار و احادیث جو ایسی حال میں پائی جائیں کہ ان میں کسی قسم کے قواعد فقہیہ اور اصول حدیثیہ نہ پائے جائیں شرائط ذیل سے ان کا درجہ دیکھ لینا چاہیے اور بات نظر ہو۔

۱۔ تقوموا مواطن تہم

۲۔ ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن۔

۳۔ المراء مع من احبہ۔

۴۔ تعاونوا علی البر والتقوی

د كل مسكر حرام

٦ لله فى حق عبده ما كان العبد فى حق اخيه ،

٧ حرمت عليكم امهاتكم

٨ من لشبه بقوم فهو منهم

٩ كل واحد منهما فهو

١٠ [illegible]

١١ من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها

١٢ من سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها

١٣ [illegible]

١٤ [illegible]

١٥ [illegible]

ان تمام قوانین کے ماتحت لاکھوں شرعی جزئیات ہیں، مفتی وقت اور فقیہ عصر کو ہر روز اور ہر گھڑی حادثاتی مسائل جو روز مرہ کے ساتھ ساتھ پیدا ہو رہے ہیں، اور جن کے زمانہ دھماکے سے ابھر رہے ہیں جن پر کوئی شرعی استدلال نہیں ہے ان مسائل و قواعد کی روشنی میں شرعی حکم کی تحقیق کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ فقہ اسلامی پر اس کی نظر محیط ہو اور مسائل کے استنباط و استخراج پر کامل دستگاہ حاصل ہو۔

معجزہ من معجزات النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقہ اسلامی درحقیقت معرکہ کائنات حکم مطلق کے نائب اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بینات سے ایک عظیم معجزہ ہے جسے [illegible] کے جوابات میں سب سے زیادہ پیش کرتے ہیں۔

تعجب اسلامی کی مدتوں میں [illegible] نے ایک [illegible] ہیں جو [illegible] ہوں، جو عقل و علوم میں [illegible] ان علوم کی ترتیب و تدوین [illegible] نے جو [illegible] دوا سفوں [illegible] سے کسی [illegible] ہو۔

[illegible] مختصر [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

حدیث میں فقہ اسلامی کا ذکر

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوی ذالک فھو فضل علم دین تین چیزیں ہیں اول قرآن مجید کی آیات محکمہ جن میں احکام و حقائق ثابت ہیں دوسرے احادیث ثابتہ تیسرے احکام جو قیاس و اجتماع سے ثابت ہوں اور جو علوم ان کے علاوہ ہیں وہ فضل ہیں۔

فقہ کی تعریف

لغت میں فقہ کے معنی کسی شئی کو جاننا ہے یہ لفظ علوم شریعت کے لئے اس لئے مخصوص ہوا کہ اس کے اصول و فروع کی معرفت میں علوم فقہ کی توجہ سے اور احادیث میں ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ کی وجہ سے ان کے ساتھ حاصل ہوئے اور ان کی تصنیف فقہ سے ائمہ رحمۃ اللہ علیہ پر عمل کر لیتے ہیں۔

مذکورہ بالا فقہ کی تعریف سے یہ امر واضح ہوگیا کہ فقہ کا مطلب احکام و مسائل کی بنیادی ضرورت ہے

فقہ کی ضرورت

فقہ کی فضیلت

مذکورہ ہوتے ہیں کہ کتب فقہیہ کا مطالعہ زیادہ تر ان سے ہوتا ہے۔ صاحب مقتطف نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کی ہے انسان کو سب سے پہلے حلال و حرام اور احکام شرعیہ و مسائل فقہیہ کا علم حاصل کرنا چاہیے اس کے مقابلے میں اسے دیگر علوم کو ترجیح نہیں دینی چاہیے بلکہ علم فقہ میں ہی انہماک مناسب ہے کہ تمام علوم میں فقہ ہی اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ اشرف و اعلیٰ ہے۔

قرآن اور علم فقہ کی عظمت

علم فقہ کی عظمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کو لفظ "خیر" سے تعبیر فرمایا جو کسی شی کی مدح اور تعریف میں ایک جامع اور وسیع المفہوم لفظ ہے قال اللہ تعالیٰ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ یعنی جسے حکمت دی گئی اسے یقیناً خیر کثیر عطا کی گئی ارباب تفسیر نے لفظ حکمت کی تفسیر فقہ سے فرمائی ہے اس آیہ کریمہ کی بنیاد پر لفظ خیر کثیر سے نوازے

حدیث اور عظمت فقیہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے اسے دین کا فقیہ بنا دیتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے ایک خاص بندے کا مقصد اور شرف و مصرف صرف علم فقہ کے لئے کیا ہے یہی علامت سعادت ہے اور اول کی علامت سے دنیا میں

آداب الافتاء

مختصر سے لفظوں سے یہ ہے کہ مسائل شرعیہ اور احکام فقہیہ کا مطالعہ وسیع ہو اصول فقہ اور قواعد فقہیہ سے واقف ہو اسی کے ساتھ ساتھ قرآنی احکام احادیث نبویہ اور تفسیر پر بھی اس کی نگاہ ہو نیز استدلال اور روایت و درایت سے بھی اسے بہرہ ور ہو کیونکہ بغیر علوم شریعت فتویٰ لکھنا سخت غلط اور جہالت ہے مسئلے خود بتاتے ہیں کہ ایک مفتی طبقات مسائل اور طبقات فقہاء سے کماحقہ واقف ہو اس کا علم وافر مقدار میں رکھتا ہو دونوں کا ذکر ذیل میں

طبقات مسائل

علمائے احناف کے نزدیک مسائل تین طبقات پر مشتمل ہیں۔ اور مفتی کو ان تین طبقوں کا جاننا ضروری ہے۔

اول مسائل الاصول ان کو ظاہر الروایۃ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جو اصحاب مذہب سے ان میں مشہور غالب خاصہ روایۃ حضرات امام اعظم ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم سے اقوال ہوتے ہیں اور ظاہر الروایۃ کا اطلاق بھی ان مسائل پر ہوتا ہے وہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تین کتابیں ہیں

۱ مبسوط ۲ جامع صغیر ۳ جامع کبیر ۴ زیادات ۵ سیر صغیر ۶ سیر کبیر ان کو ظاہر الروایۃ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں حضرات رحمہم اللہ سے ثقہ راویوں نے روایت کی ہیں اس لئے یہ سب سے زیادہ ثابت مسائل ہیں

دوم مسائل نوادر یہ وہ مسائل ہیں جو مذکورہ بالا کتابوں میں نہیں ہیں بلکہ ان کو دوسری روایتوں سے ثقہ راویوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو یہ مسائل یا تو امام محمد علیہ رحمہ کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں یا بعد کے مسائل دوسرے ائمہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن ان کے بھی اویان فقہ میں جیسے حسن بن زیاد کی المجرد اور کتاب الامالی جو امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے املا فرمائی تھی

سوم الواقعات یہ وہ مسائل ہیں جن کو بعد کے مجتہدین نے مرتب و مؤلف فرمایا جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ۔ ان کی بہت بڑی تعداد ہے۔

طبقات فقہاء ایک مفتی کے لئے جس طرح طبقات المسائل اور معتبر و مستند کتب فقہیہ اور فتاوی کا علم ہونا ضروری ہے اسی طرح اس کو یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ طبقات فقہاء کتنے ہیں اور کس فقیہ کا یا کس کتاب کا کس طبقہ میں شمار ہے تاکہ معلوم ہو کہ کس فقیہ کا قول معتبر اور قابل استناد ہے اور کون سا قول معتبر نہیں ہے۔ علماء مجتہدین حنفیہ شریعت نے فقہاء کے سات طبقات بیان فرمائے ہیں

طبقۃ المجتہدین فی الشرع جیسے ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک و شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ جن کو شرع محمدی اور دین اسلام کے قواعد اصول کی تاسیس میں نیز [illegible] جن کی [illegible] جس کو اجماع سے استنباط کے استخراج اور [illegible] کی قلیل کے نہیں مراد ہوئے مسلک پر رہے۔

طبقۃ المجتہدین فی المذہب جیسے امام ابو یوسف [illegible] امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ جو ائمہ اربعہ سے [illegible] رکھتے تھے کہ اجتہاد کیا ہے اپنے استاذ حضرت امام ابو حنیفہ سے [illegible] کے مطابق اجتہاد شریعہ کا استخراج کر لیں

طبقۃ المجتہدین فی المسائل یہ وہ حضرات ہیں جو ایسے مسائل کا استنباط جن کے بارے میں کوئی روایت صاحب المذہب سے نہیں ملتی اپنے اماموں کے مقرر کردہ قواعد اصول کے مطابق کرتے ہیں جیسے [illegible] خصاف، ابو جعفر طحاوی، شمس الائمہ حلوانی، شمس الائمہ سرخسی، اور

فخر الاسلام بزدوی، فخر الدین قاضی خان وغیرہ یہ اصول وفروع کسی میں بھی اپنے امام کی مخالفت نہیں کرتے

طبقۃ اصحاب التخریج من المقلدین

علماء کرام کا یہ گروہ اجتہاد پر بالکل قادر نہیں لیکن چونکہ یہ جملہ قواعد واصول کا بخوبی علم رکھتے ہیں مسائل و روایات میں قوت وضعف کی صلاحیت رکھتے تھے اس لئے ان میں صلاحیت تھی کہ ایسے مسائل تفصیل بیان دیں جہاں امام مذہب سے ایسا قول منقول نہ ہو جیسے امام طحاوی وغیرہ

طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین

علماء کرام کا یہ مقام ہے کہ یہ بعض روایات وبعض پر فضیلت دینے کی صلاحیت رکھتے تھے مثلاً وہ کسی روایت کی تفضیل بیان کرتے ہیں کہ ھذا ارجح، ھذا صحیح، ھذا اوضح، ھذا اوفق للقیاس وغیرہ جیسے ابو الحسن قدوری صاحب ہدایہ وغیرہما۔

طبقۃ المقلدین القادرین علی التمییز

ان کا یہ درجہ ہے کہ اپنی کتابوں میں ضعیف ومردود اقوال بیان نہیں کرتے اور روایات میں قوی اقوی ضعیف ظاہر الروایۃ ظاہر المذہب اور روایت نادرہ میں امتیاز وتمیز کرنے کے اہل تھے جیسے صاحب کنز، صاحب مختار، صاحب نقایہ اور اصحاب المتون المعتبرہ وغیرہم۔

طبقۃ المقلدین الذین لایقدرون علیٰ ماذکر | یہ حضرات وہ ہیں جو کھوٹے کھرے، کمزور و قوی میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ انہیں جہاں سے بھی جو کچھ مواد مل جاتا ہے لے کر لیتے ہیں اور اندھیرے میں ہاتھ مارتے رہتے ہیں یہ لوگ ہرگز اس قابل نہیں کہ ان سے مسائل میں رجوع کیا جائے۔

دشمن محمود ہیں معنی منصور لوگ ناجرین دوراق و حوالہ تیمہ جاہ زیست

دارالافتاء کی ضرورت

شریعت کا وہ حصہ جس کا تعلق افتاء سے ہے اس کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا یہ طبقہ جسے دین کی صحیح بصیرت حاصل نہ ہوگی اور ایک طبقہ ایسا ہوگا جو صاحب علم و فضل ہوگا اور اسے دینی بصیرت حاصل ہوگی چونکہ مسلمان کے لئے وہی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ راستہ ہے اس لئے ہر شخص کو اپنا ہر عمل اسلام کے احکام کے مطابق رکھنا چاہیے اور اگر کسی کو کسی معاملہ میں شریعت کا حکم معلوم نہیں ہے تو اس کو

اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ان سے سوال کر کے حکم شرعی معلوم کرنا چاہیے۔
اسی اصول کے مطابق زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اگر انہیں کسی چیز کے جواز و عدم جواز کا علم نہیں ہے تو انہوں نے بلا تامل اہل علم سے اس کا حکم شرعی معلوم کر لیا ہر زمانہ میں لوگ علمائے شریعت کی طرف مسائل شرعیہ کا علم حاصل کرنے کے لئے رجوع کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ دار الافتاء قائم ہوئے اور اب مفتیان کرام باحسن وجوہ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں کسی شہر یا علاقہ یا ریاست یا قصبہ یا قریہ و بازار میں جہاں کوئی مفتی موجود ہو وہاں دار الافتاء قائم ہو جو بحمد اللہ تعالیٰ دار الافتاء بھی کثرت سے قائم ہیں اور قائم ہو رہے ہیں ان سے رجوع کر کے عوام مسائل شرعیہ جاننے کے لئے ان کی طرف رجوع کیا کریں۔

افتاء افتاء کے لغوی معنی جواب دینے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں احکام شرعیہ بیان کرنے کو افتاء کہتے ہیں۔ حضرت علامہ میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تعریفات میں فرماتے ہیں ملا افتاء بیان الحکم المسئلۃ یعنی حکم مسئلہ بیان کرنے کو افتاء کہتے ہیں۔

قضاء لغت میں قضا کے معنی فیصلہ کرنا حکم کرنا ہے اور اصطلاح میں شریعت کے احکام کو لازم و نافذ کرنے کے معنی ہیں۔

مفتی لغت میں جواب دینے والے کو مفتی کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں احکام شرعیہ بیان کرنے والے کو مفتی کہا جاتا ہے۔

قاضی لغت میں حکم کرنے والے کو قاضی کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں شریعت کے احکام کو لازم اور نافذ کرنے والے کو قاضی کہتے ہیں

فائدہ: علامہ علاؤ الدین الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کی کتاب "تصحیح القدوری" کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ مفتی و قاضی میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مفتی حکم کا ثمرہ علمیہ بیان کرتا ہے اور قاضی حکم کا ثمرہ نافذہ ثابت کرتا ہے

فائدہ: قاضی خیر جب مفتی مسئلہ شرعیہ کے بارے میں قاضی سے فتویٰ کے بارے میں مفتی مسئلہ جواب دینے تو قاضی اس کا یعنی اس کے فتویٰ کو نافذ کرنے میں علماء کی سے کام لے

مفتی مطلق

صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین فقہاء اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین جو منصب افتاء پر فائز ہوئے ہیں مجتہد اور مفتی مطلق تھے کیونکہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی بھی مفتی مطلق مجتہد مطلق کے منصب پر فائز نہیں ہوا۔ وقد تحقق انی لا اعلم الیوم فی المذہب مفتی مطلق فضلا عن مجتہد فالمعتمد ما علیہ المعتمد۔ ومن یحفظ اقوال المجتہد فلیس مفتیا ولا مقلدا بل حاملا لہا۔ (الشامی جلد اول) یعنی اہل اصول کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے۔ رہے غیر مجتہدین جو اقوال مجتہد

حفظ کر لیتے ہیں تو وہ حقیقتاً مفتی نہیں اور ان پر واجب ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ اقوال مجتہد بطریق حکایت بیان کر دیں معلوم ہوا کہ آجکل مفتیان کرام جو کچھ فتوے صادر فرماتے ہیں وہ اسی یا کسی مجتہد مفتی مطلق کے قول کی نقل ہوتی ہے جو عمل کرنے کے لئے مستفتی سے سنا دیا جاتا ہے

[illegible] قدوس [illegible] نے مفتیان منتسبین [illegible] گمان اجتہاد [illegible] قوت صلاحیت [illegible] دعوی فرمایا ہے اس لئے ان کے بغیر وہ [illegible] مسائل [illegible] جادات کی گردیہ لفظیں سمجھ ہی نہیں سکتے وہ کیسے مسائل حل کر سکتے ہیں علامہ شامی علیہ رحمۃ مفتی حملہ شافی میں فرماتے ہیں [illegible] معرفۃ [illegible] مسائل حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مفتی وقت [illegible] قوت کا حامل ہو اور قواعد سے واقف ہو جانے والا ہو۔

[illegible] ہیں [illegible] ورخار [illegible] شوار گذار ہے کہ [illegible] بڑے بڑے [illegible] قدم [illegible] ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی [illegible] بے مایہ مفتی اپنے ساتھ مستفتی کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ اسی لئے حضرت [illegible] حضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ جلد دہم میں ارشاد فرماتے ہیں [illegible] عقود رسم المفتی پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ تنہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ محض درسی کتابیں پڑھ لینے سے علم الفقہ و علم فتوی حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر علما اور بیشتر اہل مدرسہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا سبرد و فارغ التحصیل

جو قدرے صلاحیت رکھتا ہو فتوے دے سکتا ہے۔ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ
جلد چہارم میں فرماتے ہیں کہ آجکل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے
دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا۔

علم فقہ وافتاء اپنے اندر بے پناہ گہرائی وگیرائی اور وسعت وجامعیت
رکھتا ہے ہر کس وناکس کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ فقیہ ومفتی بن جائے۔ ماشاء اللہ یہ
اسی کے فضل وکرم سے ہے۔ وہ جس پر چاہے کرم کی بارش برسا دے اسے یہ
فقیہ بنا دیتا ہے چنانچہ سید عالم نور مجسم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا "من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین" یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی
کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔ انتہیٰ

صدر الافاضل

شہزادہ رسول جگر گوشۂ بتول گلشن قادریت کے مہکتے پھول استاذ العلماء
سند الافاضل مفسر غزالی زماں رازی دوراں صدر العلماء فخر الفضلاء
حضرت علامہ مفتی الحاج سید محمد نعیم الدین احمد فقیہ محدث مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وارضاہ عن الکل ایک بلند نظر مدبر عظیم الشان مفسر جلیل القدر محدث مایہ ناز مصنف بے نظیر
فقیہ بے مثال مفتی تھے جن میں اجتہادی جلوے نظر آتے تھے۔ تدریس تحریر وتقریر

میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ میدان مناظرہ و مقابلہ کے تو آپ خاص شہسوار تھے۔
تفسیر و حدیث و اصول حدیث اور فقہ و اصول فقہ نیز جملہ علوم منطق فلسفہ ہیئت و
ریاضی وغیرہ علوم و فنون میں آپ کو اس قدر دستگاہ حاصل تھا کہ جس کا جواب نہیں
آپ نے دس برس میں فارغ تحصیل علم و فضل شہرت ہو کر کتاب فیض تحصیل علم
کرتے رہے قدیم و جدید علوم میں تو فضیلت تامہ حاصل تھی علاوہ ازیں بے نقط
اردو میں قدرت تھی رہے تھا شہر رہتے چلے جاتے تھے

حضرت علامہ مولانا انوار علی صاحب مدرس اول و صدر مفتی مدرسہ الیقین و انعامیہ
میں بہت دقت تھی جاتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ علم کے نشہ میں
بدمست ہوں ایک مرتبہ مرزا آباد صدر مدرس مدرسہ دیوبند دینے کے بعد
پھر بھی جاتے ہوئے بجائے آپ کے مقام رہا دیوبند میں بڑھ ایک
رسالہ وہاں تک کہ مرزا علی میں وہ لفافہ جیب سے نکالا تو ہکا بکا ہو گئے یہ سن کر دیوبند کی
مولانا کے علمی رعب کا شیشہ الٹا ہو چکا ہو گیا پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ آخر کار وہ
رات کی سیدھی میں ایسا فرار کر کے پھر دوبارہ مرزا آباد کو جانا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

والحمد للہ رب العلمین

فقاہت علمی کی چند مثالیں

خواجہ حسن نظامی دہلوی کے فتوے کی بخیہ دری

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کے سچے خادم خاص خواجہ حسن نظامی دہلوی کبھی کبھی مسئلہ کی تحقیق میں ٹھوکر کھا جاتے تھے مگر عموماً ان کی یہ کوشش صحیح ثابت ہوتی تھی۔ ۱۹۲۷ء میں ایک استفتاء جو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت سے متعلق تھا سامنے آیا جو نماز پڑھنے والا ضعیف ہو یا مریض ہو اس کے متعلق جواب کی تحقیق ملاحظہ ہو

سوال:- خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا یہ مضمون سارے ہندوستان میں بھیجا گیا ہے اس مضمون میں صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اس کا ثواب آدھا ہو جاتا ہے اور کھڑے ہو کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ملتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو اور بیٹھ کر پڑھے اس پر ترک واجب کا گناہ ہوگا۔ بعض اوقات ضعیف اور بیمار آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے معذور ہوتے ہیں اور بعض احادیث بھی ہیں جن میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب آدھا لکھا ہے۔ ان احادیث کی تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔

از ارشاد۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ

نماز سامحمد طیب قاسمی

الجواب:- اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز کے ساتھ ہو یا روزہ کے ساتھ ہو یا حج کے ساتھ ہو یا زکوٰۃ کے ساتھ ہو ہر عبادت میں جو ثواب کھڑے ہونے کی حالت میں ہے اس کا آدھا بیٹھنے کی حالت میں ہے

اگر بالفرض کبھی تشریف لے جاتا ہوں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو لوگ ادب کے لئے
سلام کا ان حالات سے متعلق طریق عمل میں تبدیلی آ گئی ہے ایک نے تو قول بنیاد و ان عت
ممنوع ہو گا ہو گا ہو گا ان باتوں سے لوگوں میں الا ما شاء اللہ ان میں اختلاف پیدا ہو
اور ان کے اپنے ہوں سے ہوا یہ اہل ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
کے خلاف نہیں ہو گا ہو گا ایک فساد عظیم کا پیدا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
چھڑ جائے اور تو پیدا ہونے کا قوی ہے۔ ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
صلی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو جماعت
سے ہاتھ بھر بھی الگ ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال ڈالا۔

اس تفصیل سے جو اب کی تعمیل ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
خطوں اور حلقوں میں ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
سے ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
حب البلاد من حب اجدادها یعنی اللہ تعالیٰ کو ملک
اور ملک سے پیارے ہیں۔

اور اور ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا ہو گا
سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجد بنانے اور ان کو خوب پاک صاف
اور مطیب رکھنے کا حکم دیا ہے یہی پاکی و صفائی ہے کہ ہر کس و ناکس کو مسجد میں جوتا پہنکر
چلنے پھرنے کا اذن عام دیدیا جائے اور سینکڑوں بے احتیاط چلنے والے بازاروں کی
سنی سنائی نجاست آلود جوتیاں پہنکر مسجد میں بے کھٹک چلے آئیں خواجہ صاحب

کے فرش دلبستہ پر اگر کوئی جوتا پہن کر پاؤں رکھ دے تو انہیں سخت ناگوار ہو مگر مسجد کے لیے موجب گوارائے جیف بعد جیف۔

خواجہ صاحب نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث نقل کی ہے اس میں ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعلین شریفین رحمت پاس اقدس سے اتار تو صحابہ نے اپنی پاپوش قارئین حضور سے تمازت حاصل کرنا چاہا صحابہ پاپوش اقدس نے سبب پوچھا تو صحابہ نے اصل بات عرض کر دی حضور نے فرمایا کہ جبریل نے آکر یہ خبر دی کہ نعلین شریفین میں کچھ گندگی ہے جب نعلین شریفین کو آفتاب سے جب کوئی سچی چیز آکے چپکے اور اس کو کھرچ ڈالے اگر اس میں کچھ لگا ہوا ہو تو کھرچ ڈالے

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس نجاست کو جبریل امین نے نعلین شریفین سے دور کیا وہ نجاست تو رطبہ تھی جس سے مرطوبیت ہوتی ہے اور نجاست یابسہ جاتا رہتا ہے کیونکہ نجاست یابسہ نعلین سے بغیر کھرچے جدا ہو جاتی ہے علاوہ ازیں نجاست کی صورت میں چونکہ نماز درست ہے تو اس سے جبریل علیہ السلام کا قبل حاضر ہو کر اطلاع کرنے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو نجاست لگی تھی وہ خفیف تھی ورنہ کپڑے کی طرح نعلین بھی صبیح کے نعل شریف میں رحمت الٰہی کا نشانہ ہوا اور نہ بھی آپ کے منصب عالی کے لائق قرار دیا گیا چنانچہ اسی حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقد افتح تاف وہذا ان حجمہ آپ کا وہ پھاڑ دو آنا طین خارج انخاستی ہو کر نجاست ہو گیا تھا وہ بودہ خبیث اول جبریل و آوردن از بجا

اعمال نظیف و تطہیر بود در لائق جمال شریف وے بود ۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل شریف کی عبارت کا تو
یہ عادت ہے اس واسطے کہ یہ چیز بھی لگ جاتی ہے اس واسطے یہ تو نا پسند رکھے تو نماز مکروہ
ہو محل جائے ہو وہ اس واسطے کہ محل پاک ہے جس سے بھی ہے جتنا وہ ستا کو بھی کچھ
ہے نہیں اس واسطے بے احتیاطی سے جو تو اس وقت نماز مکروہ خطا سے پھر
اس سے معلوم ہوا یہ عادت یہ فعل یہ پوشش مبارک تین ارشاد پر تھیں
اس سے معلوم ہوا تھا یہ تینوں یہ سب سے عامل تھے

اس حدیث شریف سے یہ بات ملتی ہے ملحوظ ہو ابو داؤد
اس حدیث سے حضور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اس حدیث سے
اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے

بغیر نماز پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی

خواجہ حسن نظامی نے جو تارکِ نماز پر قضا واجب بتایا ہے تو ان سے زیادہ صحابہ کرام اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم واجب ترک یا رکھتے تھے اور ان صاحب نے تو نماز بیت جو نماز پڑھنے والے کو ضعیف بیان تک نظر آتا ہے کس قدر جہل اور جہالت ہے اور یہ بات کہاں تک پہنچ سکتی ہے، خواجہ صاحب اور جو بھی حق والے ان کے پاس دلائل ہوں تو زور آور کریں اور توبہ کا اعلان بھی ساتھ ہی کریں کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا وہ سب غلط اور بے بنیاد تھا۔ یہی حسن توبہ گناہ دیسی توبہ

حضور صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کا مضمون کی صحت پر مشتمل ہے جس کو تفصیلی مطالعہ کرنا ہو اس کو چاہیے کہ فتاوی صدر الافاضل کا مطالعہ کرے

جو بدعقیدہ ہیں وہ مسلمان نہیں

اعلیٰحضرت سے متعلق سوال و جواب

سوال یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتابوں سے علماء کا کفر ثابت ہوتا ہے اور جو ان کا خیال ہو کہ یہ عقیدہ نہ ہو اس کو مسلمان نہیں سمجھتے اس لئے انہیں مکفر المسلمین کہتے ہیں جناب علماء دیوبند نے اس مسئلہ میں حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں ایک استفتا بھیجا جس کا جواب حضرت نے انتہائی مسکت انداز میں دیا تھا۔

ارشاد

وہابیہ کا اتہام کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے علمِ اسلام کو ذلیل کذب محض اور افترا خالص ہے اعلیٰحضرت نے ان فسادوں کو ذلیل کیا جو ضروریاتِ دین کے منکر ہیں ایسوں کو آیات و احادیث و عقائد اسلام کی ذلت سے اعلیٰحضرت نے کچھ ذلیل نہیں کیا اپنی طرف سے [illegible] بلکہ جو کچھ ذلت ہے وہ خود ان کے اعمال و عقائد کی ہے اعلیٰحضرت نے تو صرف [illegible] وہابیہ کو بھی یہی سمجھایا ہے [illegible]

[illegible] اعلیٰحضرت کے [illegible] ان کو ذلیل کیا ہے [illegible] ان کے [illegible] ان کے [illegible] ان ک

اور اہلسنت پڑھتے ہیں اور اہلسنت کا یہ عمل عمل متواترہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ بھلا وہابیہ
سے اہلسنت کا کوئی عمل خیر کیوں کر دیکھا جاتا چنانچہ خطبۃ الوداع پر بدعت و ناجائز ہونے کا
فتویٰ صادر کر دیا اور اس کی سند کا مطالبہ شروع کر دیا حضور صدر الافاضل حضرت مولانا
حضور خطبۃ الوداع سے متعلق استفتاء آیا اور آپ نے جواب دیا

ارشاد: خطبۃ الوداع میں [illegible] نے نہایت [illegible] اس عاجز سے اس بھر
کو ناجائز و ممنوع بتایا باوجودیکہ [illegible] اس ممانعت کی کوئی دلیل [illegible]
زیادہ کوئی ایک یا ایک فقہی عبارت اس سے زیادہ [illegible] پیش [illegible]
تحریر ہے کہ وہابی رسالے کو [illegible] اپنے [illegible] پیش
ہی ناجائز کہ ڈالنے میں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ منصب رسالت [illegible]
اور اس منصب عالی میں [illegible] سمجھ لیے [illegible]
انتہا اسی لیے انبیاء کرام کی مدت یا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات

اسی لیے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انبیاء کی [illegible]
کو ممانعت نہ فرمائی اسی لیے [illegible] انبیاء کا [illegible]
طرف دعوت دی آنے والے [illegible] کیا چونکہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات [illegible]
اور دلیل پڑھتے ہیں اور ان کا اتباع سب پر لازم ہے کسی [illegible] ان سے [illegible]
دلیل مانگے اسلام ان کی [illegible] ہوتے ہیں [illegible] بھی [illegible]
بنتے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ برابری کا دعویٰ کر کے دنیا پر اپنا علم چلاتے
اس لیے انہوں نے [illegible] اختیار کیا کہ جس چیز کو چاہا بے دلیل ممنوع و ناجائز کہہ دیا۔

خطبۃ الوداع [illegible] خطبے جو پہلے یا تو عام مخاطب ہیں ان میں سے کوئی
[illegible] پائی جاتی ہے یا نسبتاً مختصر ان میں داخل ہے

تذکیر اس وعظ و نصیحت، خطبہ کی مختلف قسموں سے یہ سنت ہے [illegible] کے
[illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [

تقویۃ الایمان میں اس کا لکھا خطبہ چھپا ہوا ہے یہ خطبہ لکھ کر وہ بدعتی ہو گیا اور جو وہابی یہ خطبہ کو پڑھتا ہے وہ اپنے ہی حکم سے بدعتی ہے ورنہ کیا معنی کہ تمہارا سنایا ہوا خطبہ بدعت نہ ہو اور اکابر علماء دین کے خطبے بدعت ہو جائیں۔ بات یہ ہے کہ وہابی کا عمل اس کے قول کے برعکس ہوتا ہے۔

وہابیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس جمعہ کو جمعۃ الوداع کہنا چاہیے یہ بھی لایعنی بات ہے کوئی سمجھدار انسان اس طرح کی بات نہیں کرتا ہے اور نہ ہی جانتا کہ رمضان کا سب سے بہتر جمعہ کونسا جمعہ ہے جمعہ ہے اس کو جمعۃ الوداع کہہ دو تو بجا ہے، کبھی وہابیہ یہ نہیں بتاتے ہیں کہ کیوں کہتے ہیں سارے بدعتی مسلمان ہی ہیں کوئی قصہ ہے خلیل احمد وغیرہ نام کیوں دے بات ہے جمعۃ الوداع کو تو سماعت کرنے والوں کو تو ان اشخاص کے ساتھ کوئی مخصوصیت اور نسبت نہیں ہے اللہ تعالیٰ وہابیوں کو توفیق ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

فقط والسلام

خادم خدام آل عبا

فقیر شعب علی حبانی قیسی عفی عنہ

۲ ربیع آخر ۱۳۵۲ھ

استفتاء

آیات ذیل کی مطابقت اسی مسئلہ میں نازل قرآنی سورہ تبارک آیت نمبر ۲۹ مما
[illegible] سے ظاہر ہے کیوں کہ قرآن شریف اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے ہیں اور قوموں کی ہدایت کے واسطے نازل
ہوئے ہیں لہٰذا یہ آیات خاص قوم یہود کی نسبت نہیں ہیں اس سے شبہ ہوتا ہے
کہ آپ کی آیات یہ ہیں یہود اور نصاریٰ قوم پر بھی لیکن قوم یہود [illegible]
[illegible] ہیں

الجواب الملہم الوھاب

آپ کا یہ خیال صحیح نہیں یہ آیات سورہ سجدہ یا سورہ یٰسین سے کسی
طرح پر ثابت ہوتا ہے **اولاً** اس لئے کہ [illegible] دلیل نہیں ہوتا تو
اس کے لئے آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہر ناظرہ خواں امام کے مقرر ہونے کے لئے ضرور ہیں اگر کسی شخص
کو لڑکے یہ چیزیں نہ آتی ہوں تو وہ ہیں ہو سکتے کہ وہ ہیں نہیں سے ورنہ خصوصیت
کے ساتھ حیوانات کا ذکر کیوں کیا جاتا یا کسی شخص کو کہا جاتا کہ آپ ان گاؤں کے لئے
ہیں تو ان سے مراد نہیں آتا کہ اور کسی گاؤں کے زمیندار نہیں یا کسی استاد سے کہا جائے
کہ یہ لڑکا آپ کی شاگردی میں اس لئے دیا گیا کہ آپ اس کے اخلاق کی درستی کریں تو
یہ مطلب نہیں کہ آپ اس کے سوا اور کسی لڑکے کے استاد ہی نہیں ایسا سمجھنا سراسر

دلائل ہے۔

قرآن پاک کی آیات مبارکہ خود دلالت کرتی ہیں کہ بعض مقامات پر حسب موقعہ بعض افراد کا ذکر کرنا عمومی حکم نہیں ہو سکتا۔ جیسے قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے اللہ خالق کل شیئ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے واللہ خلقکم وما تعملون اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ان دونوں آیتوں میں مخالفت ہے اور دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے انسان اپنے عمل کے سوا کائنات میں سے اور کسی چیز کا خالق نہیں ہے [illegible] ہیں ارشاد ہوا [illegible] اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا دوسری آیت میں [illegible] سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہم اس سے اس کی [illegible] کوئی نادان کہہ سکتا ہے کہ ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ [illegible] کا خالق ہے اور کسی چیز کا نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ [illegible] کا ذکر کیا جاتا تو بھی وہ دوسری قوم کے حق میں قرینہ نہ ہونے کی دلیل نہ ہو سکتا جیسا کہ سبا کی آیت میں ارسال عام ہے مگر وقت ذکر موجود ہے پھر شبہ کا محل [illegible] اور بہت سی آیات اس دعوے کی مثبت ہیں [illegible] وغیرہا من الآیات

ثمانیا

سائل کا یہ قول کہ آیات ذیل میں خصوصیت عاص قوم کی کیوں کی

گئی یہ سوال ایک غلط دعوی پر مشتمل ہے ان آیات میں کسی قوم کی خصوصیت نہیں گئی
نہ صرف اسی قوم کے لئے یا خاص اسی قوم کے لئے نذیر بنائے گئے اس معنی پر دلالت
کرنے والا کوئی لفظ آیات میں نہیں ہے قرآن پاک پر افترا دہتان ہے اس میں یہ نہیں فرمایا
گیا ہے کہ صرف قوم عاد الخ جس سے خصوصیت سمجھی جائے ذکر خاص تخصیص عام نہیں
ہوتا الزام دینا ہے دوبرا باپ ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ خالد و باپ ہے خاص
اس کے بھائی وغیرہ کے باپ ہونے کی نفی کے ساتھ تخصیص نہیں ہوتا ہوں اگر یہ کہا جاتا
کہ خالد صرف باپ ہے تو تخصیص ہوتی بات میں کیا کمی ہے؟

ثالثاً آیات سورہ سجدہ و سورہ یٰسین میں تو ہم خاص کر دونے پر معترض کے
بعض علماء دین نے مشہور تفسیر فرمائی جس میں قوم کی تفسیر میں فرمایا ہے عرب یعنی
اس تفسیر پر سے بھی سب وغیرہ دین تو خصوص ہی مراد ہو جائے تخصیص رسالت

کتبہ العبد المعصیہ جل شانہ وعم شانہ
محمد نعیم الدین خصہ اللہ تعالیٰ بلطفہ المتین

استفتاء

(۱) نمازیں جو روز پڑھے جاتے ہیں ان میں کونسی ایسی رحمت و برکت ہے
جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل میں موجود تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کی آل کے واسطے ابتدائے سلام سے اب تک برابر منگ رہے ہیں اور وہ

پورا ہونے کو نہیں آتی بظاہر اس سے افضلیت میں نقص پایا جاتا ہے ؟
(۲) نبی، رسول کی جامع تعریف اور ان کا فرق بتائیے ۔ !

الجواب العون لکرم الوھاب

[illegible] سب ہدایت یہود سے اور نقص وغیرہ سے [illegible] تو شرعی
میں حقیقۃً وہ شبہ کی کہ [illegible] تو نہیں تہمت کا [illegible] ہو گیا
تو ختم ہو گیا لیکن اس کے بعد وہ جس وحی سے کہ واسطہ ہو [illegible] سے [illegible]
سمجھنے ہیں کہ سب ایک رہتا ہے وہ وحی پر آئے اور ہے [illegible]
کو اختیار دے اس وقت جس [illegible] وہ اے سلطنت [illegible]
کرو ہوا ہے ہو نہ [illegible] تو ان کے بیسی نہیں [illegible]
ڈاکوؤں کو دس روپے [illegible] لیا ہے تو ان کی [illegible]
کے امیدوار ہیں ہیں [illegible] ہے یا نہیں کہ [illegible]
دیا جائے یہ کوئی [illegible] جو سمجھ سکتا ہے وہ [illegible]
ہے وہ تو یہی سمجھے گا جس طرح [illegible] کے لئے جیسا انعام [illegible]
ہے تیرے کرم سے جو [illegible] ہو وہ ہمیں بھی عنایت فرما تو اب فضیلت [illegible]
بردار فائق ہوں گے باوجود [illegible] سلطنت [illegible]
بھدا ابھوڑا یعنی [illegible] یہ بات کس قدر بعید از عقل ہے جو وہ کہتا ہے

لہ ابتدائے اسلام سے سارے مسلمان مانگ رہے ہیں اور وہ پوری ہونے کو ہیں آتی اسی
سے اس کو حضور پر نور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان معلوم ہو جاتی اگر وہ عقل
رکھتا یا عقل سمجھ سکتا ہے لہ درود شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و التسلیمات اور آپ کی آل
سے لیں دعائے رحمت و برکت ہے اور قرآن پاک میں پروردگار عالم نے اس کا حکم
دیا اور آپ پر درود کا حکم دیا تو اس دعا کا قبول ہونا ضرور ہوا تو وہ مسلمانوں کو یوں حکم فرماتا اور آپ
کو رحمت و برکت کی دعا کرنے کا حکم دیتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و التسلیمات پر صلوٰۃ نہ فرماتے یہ
سارے طالب درود بھیجتے ہیں تو بھی درود و سلام بھیجو تو ہے کہ یہ سب دعائیں مقبول
و مستجاب ہوں اور اس سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منظور ہے
مسلمانوں کو اس عمل کرنے کی رحمت اور درود و دعا کی برکتوں سے نصیب فرمانا اور نظر
تو ہے جسے مسلمان درود بھیجتے ہیں اور حضور کے حق میں رحمت و برکت کی دعائیں کرتے
اور قیامت تک کرتے رہیں گے اور سب مقبول ہو فضل الٰہی کے مطابق اور مسلمان
درود میں دعائیں کرتے رہے پروردگار حضور پر رحمتیں اور برکتیں بھیجتا رہا صلی اللہ علیہ
وسلم ان کی آل پاک پر رحمتیں اور برکتیں اتار اور جیسی تو نے سیدنا ابراہیم اور
ان کی آل پر رحمتیں اتاریں اور فرمائیں تو اگر تو ہر مسلمان کے حق میں یہ بھی فرض کر دیا جائے
کہ ہر مسلمان حضور اور ان کی آل کے لیے جتنی رحمت و برکت مانگتے ہے جتنی حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو ملی ہے۔ اور دعا مقبول ہو تو حضور کو ہر ہر مسلمان کی ہر ہر دعا
پر رحمتیں و برکتیں ملتی ہیں جتنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو ملیں اور قیامت
تک بے شمار مسلمان یہ دعا مانگتے رہیں گے اور پھر ایک ایک مرتبہ ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان

ہو اپنے تمام فضائل و کمالات وغیرہ میں یہ دعا مانگتا رہتا ہے تو اب حضور کی رحمت و رأفت کی کیا نہایت ہوگی اگر دعا کا مقصود یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور ان کی آل کو جتنی نعمتیں و برکتیں عطا ہوئی گئیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر غلام ان کا ذکر کرکے نصف سے ان سے کل نعمتیں اور برکتیں مانگا کرے اور ان کی ہر دعا مقبول ہو اور حضور کو ہر ایک سے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم سے زیادہ نعمتیں اور برکتیں دیجائیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اس خصوصیت کو کچھ نہایت نے گھٹا دیا اور نہ اس میں کوئی فرق آگیا۔

نبی ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے موت سے نہیں بھی ہوتی بلکہ ان کو فرشتوں کی طرح زندگی بھی عطا ہوتی ہے۔ [1]

کتبہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ الہادی

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۷۳ھ

---

[1] شفاء شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحی فی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسند ابو یعلیٰ میں ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ نیز حدیث میں ہے ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ وغیرہا

استفتاء

دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی نسبت بروئے قرآن کیا کیا فضیلت انام
خاص امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھتی ہے؟

الجواب بعون الکریم الوھاب

صورت مسئولہ میں امتیازات کی نسبت دوسری امتوں پر امت محمدیہ کی فضیلتیں
جو کچھ ان سے ان امت کو امت وسط فرمانا اور ان امتوں کے حق میں اس کو
ان امتوں کی شہادت پر عدول اور سب کا جہل یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ
نے اس امت کی حمد کی اور خیر امت فرمایا۔ قرآن میں ارشاد ہوا وکذلک جعلناکم
امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا کنتم خیر
امۃ اخرجت للناس واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۲۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۰ھ

وہابیوں کے مقتدا ابن تیمیہ
کی شرعی تحقیق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ابن تیمیہ کون اور کیسا شخص ہے اور مذہب کے معتبر رہے اس کا مرتبہ کیا ہے؟ بینوا توجروا
کے جواب میں شیخ ابوالکلام آزاد اس کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں جلال پر پیہ کی مدح وثنا میں ابن تیمیہ کا کلام پیش کیا جو اس کے نزدیک معتبر تھا۔ فیہ عبرۃ!

المستفتی
احقر محمد طہٰ
۲۴ شعبان ۱۳۰۱ھ

الجواب بعون ملک الوہاب

ابن تیمیہ کو وہابیہ نجدیہ اپنا پیشوا جانتے ہیں اور کبھی اس سے انکار کی جرأت نہیں کرتے اور کبھی انکار کے اقوال کفریہ سے تمسک کرتے ہیں ابن عبدالوہاب نجدی نے "ہدایۃ السیکرین" و "تحفۃ التوحید" چھاپا ہے کہ اس میں بھی ابن تیمیہ کے رسالے شامل ہیں اس شخص کی نسبت خاتم المحدثین علامہ شیخ شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی

[illegible] ابن تیمیہ [illegible] واضلہ واعماہ
[illegible] متفق علی
[illegible] لتاج
[illegible] عترس علی مثل
[illegible] حاصل الکلام
[illegible] متصل ومنفصل
[illegible] بیتہ وعقیدہ وعلمہ میں
[illegible] ذلیل کیا
[illegible] قول کا بیان
[illegible] بعینی
[illegible] اور
[illegible] صاحب
[illegible] حضرت علی ابن ابی طالب کرماللہ وجہہ جیسے اکابر صحابہ پر
بھی اعتراض کیا ہے جیسا کہ آتا ہے خلاصہ یہ کہ اس کا کلام کچھ وزن نہیں
رکھتا بلکہ دیوار میں پھینکنے کے لائق ہے اس کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ وہ

بدعتی گمراہ گمراہ کن جاہل غالی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنے حال سے
اور ہمیں اس کے جیسے عقیدے و طریقے سے بچائے آمین۔

اس کے بعد علامہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ نے کن کن ائمہ اور علماء
دین پر اعتراض کئے اور فتوے لگائے۔ ان میں سے اکابر صحابہ بھی ہیں فی ما یلی ہو یہ
امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر اور ابن عباب رضی اللہ عنہم ہیں ان پر علمہ
نے غلطیات و بلیات کی بلیات در بیہ امومنین ... ان پر بھی
اسی دجہ گمراہ کے حق میں کہ ... یہی حال
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت سی مثالیں دی ہیں ... ہے
فرمانے تین جگہ ... مثالیں ہیں ...

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ...

... جواب حاصل ہو گیا جب یہ کوئی ... علامہ ... سے
خطاکار ہیں اس بے دین بہت سال پہلے ... کے
کے خلاف کو ... ہو یہ کہ ... شخص کے ... طلاق
نہ ہوگی حالانکہ اس سے پہلے مسلمانوں میں ... طلاق
ہوتی تھی ... کی طلاق ہوتی ایسے ... جس طرح ... میں طلاق واقع نہیں
ہوتی ایسے ہی مسئلہ کا ... چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب نہیں ایسے ہی مسئلہ
حائض کے ساتھ بیت اللہ کا طواف بالاتفاق ... اور اس پر کفارہ نہیں ایسے ہی مسئلہ

وھو ابعد کذلک بل ھو علی سوء الضلال واقع الخصال وابع الفجور
الخسران وانھی الکذب والبھتان نحن بلاتہ متبعھم وظھرہ
ترجمہ: ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزی وغیرہ کی کتابوں پر گمان رکھ
سے بچو جنہوں نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنایا اور خدا نے اس کو
گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا کے بعد اس کو
اسے ہدایت کرے گا اور بے دینوں سے کس طرح صدور ہوتے ہیں یاد رکھو
نفی کی اور چادر شریعت و حقیقت کو پھاڑ کر گمان کیا۔ وہ اپنے رب کی اور
سے اور راہ راست پر ہیں حالانکہ یہ نہیں سے بلکہ وہ مدعیان [illegible] اور
نضائل اور بہتان عظیم اور جھوٹ و کذب و بہتان میں [illegible] سے قبیح
رسوا کرے اور ان کے شر سے زمین کو پاک رکھے۔ آمین

ان تینوں کتابوں سے [illegible] دی ہیں سے [illegible] پر
فرماتے ہیں اہل اسلام پر ان سے بڑھ کر [illegible] اور اس کی اولاد کی تعلیم سے
بچیں جو حضرت ہی پر نفی ہوتی ہے۔ بتائیے یہ کی تعریف و توصیف اس سے کیا ہو
ہندوستان کے بے قید جو دین سے آزاد ہو گئے اور ملحد بے دین کے دام
تزویر میں گرفتار ہیں وہ اگر ایسے فاسد العقیدہ شخص کی تقلید کریں تو یہ ان کے مذہب کی
ثبوت ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جمیع مسلمین و [illegible] ما سوا ہم میں عن کل مذہ
سیئہ مضلہ و [illegible] من الدین بجرمۃ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین

کتبہ العبد محمد حبیب اللہ المتین محمد یعیم الدین غفرلہ۔

تعظیم اور عبادت میں فرق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس تعظیم اور عبادت میں کیا فرق ہے۔ ان لوگوں سے جو یہ کہتے ہیں کہ قبروں پر چادریں چڑھانا پھولوں کی مالائیں چڑھانے والے یہ سب کام قبروں پر پھول چڑھانے والے کا ذہن مرتکب ہے یہ ہیں۔

المستفتی
محمد حسین حسن رضا قادری
و جملہ اہل مذہب سنت

الجواب بعون الملک الوھاب

عبادت غایت خضوع اور انتہائی تذلل کو کہتے ہیں اور یہ حاصل نہیں ہوتا جب تک عابد معبود کی نسبت الوہیت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو اور اس کو قادر مطلق متصرف بالذات والاستقلال نہ جانتا ہو اور اس کے حضور بصد اضطرار اپنے حقیر سے انتہائی تذلل جس کو اظہار عبدیت کہتے ہیں بجا نہ لائے۔

تعظیم اس سے عام ہے اس میں غایت تذلل اور غایت خضوع اور منظور کی

وہ بیت اور اس کی قدرت ذاتیہ و مستقلہ کا اعتقاد ضروری نہیں ہے۔ ان دونوں
میں عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ ہر عبادت تعظیم ہے اور تعظیم عبادت نہیں ورنہ
باپ استاد پیر نبی رسول قرآن شریف مسجد کعبہ سب کی تعظیم شرعاً حکم
ہے اور مسلمانوں کو ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر تعظیم اگر عبادت ہو جایا کرے
پھر تعظیم شرک ہو جائے گی حکم کرنا شرک کا حکم کرنا ہوا حالانکہ شریعت پر
الزام لگانے گروہ وہابیہ ست یک سی اپنے کے اعمال کی صورت ہوتی ہے
ظاہر ہو جب وہ ذات حقیقت میں ہوتے ہیں شرائع سے ان کا ہونا
ہوتے غیر شرک عبادت بغیر شرک شریعت تعظیم کی تمام
ہوئے مسلمین جیسے صورۃ سجدہ جب تک دل سے عبادت نہ ہو
نہ کی ہو صورت شرک کی ہوں ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
خلاف شرک کا ہو جائے تو دل سے ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
سمجھنے کا حکم ہو اور سارے مسلمین وظیفہ صلوٰۃ و آمین ہو ہو ہو ہو
علیہ السلام کو سجدہ کیا تو یہ ذریعہ ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
ست یہ بات تین صورتوں میں پائی جاتی ہے اگر حقیقت ہو ہو ہو ہو
حالانکہ در دل یوسف علیہ السلام کو سجدہ حضرت آدم یوسف علی نبینا و علیہ
السلام کی تعظیم تھا عبادت نہ تھا ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
یوسف علیہ السلام اپنے سجدہ کی الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے تو وہ سجدہ
عبادت نہ ہوا اور نماز میں کعبہ مسجود لہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھتا اس لئے

وہابی کسکو کہتے ہیں اور سنی کسکو کہتے ہیں

استفتاء

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ وہابی
کس کو کہتے ہیں اور جو عقیدہ رکھتے ہیں اور دونوں سے متعلق ہیں
ان لوگوں کی علامات فرمائی گئی ہیں جو یہ اس زمانہ اہلسنت وجماعت میں
ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اہلسنت وجماعت سے
بچے نماز پڑھنے والوں کو مارتے ہیں
نہیں اور ان لوگوں سے بیٹی بیاہ
والوں نے جو کی ہے کیا
[illegible]

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد
وہابی اور غیر مقلد دونوں عبدالوہاب نجدی کے متبع ہیں کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان

قرآن عظیم میں قسمیں فرمانے کی حکمتیں

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین وہ مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں جگہ جگہ قسمیں کھائی ہیں حالانکہ قسم کھانا شرعاً منع ہے اس کی کیا حکمت ہے بینوا توجروا

محمد عمر [illegible]

جواب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ جل وعلا کو اپنی مخلوقات سے [illegible] قسم کی کوئی ضرورت نہیں وہ سب سے بے نیاز ہے مگر ضرورت دلیل قاصر ہے [illegible] اللہ عزوجل کی [illegible] میں حکمت نہ دیکھ سکے تو اللہ عزوجل کی [illegible] کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کی قسموں کی حکمت تک رسائی نہ ہو اس کی قسمیں بلاغت کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہیں اس لئے یہ قرآن پاک کی [illegible] ہے اس کی [illegible] اثبات مطالب میں حلف دلیمین عرب کا طریقہ مالوفہ تھا تو علیم ان کے

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

کے سب اثبات دعا پر زبردست دلائل ہیں پھر یہ قسم کا سے اور مضمون برہان قوی۔
واللہ تعالیٰ اعلم بحکم اس کے علاوہ اور بہت سے وجوہ حکمت ہیں استعمال میں
اسی قدر پر اکتفا کیا گیا جو ماننے والوں کے لئے کافی ہے اور نہ ماننے والوں کے
لئے نفع بھی بے کار ہے۔

کتبہ سید محمد امین غفرلہ

۱۰ ذیقعدہ سنہ

دیوبندیہ کا سوال اور راقم کا جواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمرو کا سو روپیہ کا مقدمہ ایک وکیل کے یہاں دائر کیا اور اس پر عرصہ چھ مہینہ کا گزر گیا اس کے بعد ایک شخص نے عمرو سے کہا کہ تم نے زید کا کیا دیا تو بتا دے نصف یہ دے انصافی اگر انصاف پر آئے تو دے دے اور مسئلہ ہذا کے دلائل کی روشنی میں واضح بیان فرمائیں عین نوازش

المستفتی
سید فخر حسین سورت
۱۰ شوال المکرم ۳۵ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

نحمدہ اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد جرم مختلف قسم کے ہوتے ہیں سب کے لئے ایک ہی حکم لگانا نہایت بے وقوفی ہے اگر جرم ایسا تھا جو کسی دوسرے کے حق سے متعلق ہوتا تھا یا اس کے معاف کر دینے سے کسی اور کا ضرر لازم آتا تھا تو اس کا معاف کرنا دوسرے کے

عمر اور اتلاف حق کا باعث ہے۔ تو جب تک خود صاحب حق معاف نہ کرے یا اس
کی قانونی کوشش کی جائے مجرم کو چھوڑ دینا خلاف حکمت ہے مثلاً ایک شخص نے کسی سے
کچھ روپیہ یا دوسری چیز لی ہے اور دینے سے انکار کرتا ہے ایسی حالت میں اگر قرض خواہ صاحب کے
اس کے نقصان کی قانونی کے بغیر جرم معاف کر دیا جائے خواہ کسی کی سفارش سے یا
کسی بے شفارش کے تو صدہا میں قرض خواہ کا نقصان ہوگا اور یہ ایسا فیصلہ
حکمت کے خلاف ہوگا جس کے بھگتنے سے خود صاحب حق قانونی
اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اس قرض خواہ کو اس کا حق دلوانا اور
ادا ہو جو اس کے لئے اس رسول سے نائب کے حکم کی تعمیل ہوگی تو ایسی
حالت میں جو کا معاف کر دینا حکمت و رحمت کے مقتضا کے خلاف ہے
نہایت مستحسن ہے اور اگر جرم ایسا ہے جس کا تعلق عام دے
شخص سے جس سے بہبود مخلوق کا خیال دلا دینا
ہے جرم اگر خود کسی کی سفارش سے معاف کر دے تو
یک دم جانے کا اور اس کا یہ عفو قابل تعریف ہوگا شریعت میں ان
فیصلے ثابت ہیں واللہ تعالیٰ اعلم علمہ اتم واحکم

حررہ العبد المعتصم بحبل المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۵

قادیانی وبہائی کے ساتھ سنیہ کا نکاح

استفتاء

یادداشتے ہیں تمام ہیں وفتیان شرع متین ہیں مسئلہ ہیں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا پھر قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے میں بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کو حق جانتا ہوں اس سے دریافت طلب یہ امور ہیں کہ اللہ و رسول اللہ جس کی نسبت قادیانی وغیرہ میں کفر ہے وہ بہائی نہ ہونے سے وہ مدعی نبوت نہ تھا جس کا ماننا عقیدہ کفر ہے وہ بات صحیح ہے اور اس سے یہ بہائی ہونے والا جو کہ خود کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں کافر ہے یا نہیں بینوا توجروا

المستفتی

مقدر حسین بن رحمت اللہ سکنہ ڈنی ضلع

الجواب بعون الملک الوھاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیانی مدعی نبوت کو قائل ختم نبوت کے سبب متواترہ کا منکر اور اس وجہ سے کافر ہے اب اگر بہائی ہو گیا تو اس وجہ سے اس کا کفر نہ گیا جب تک وہ اپنے کفر سے توبہ کرے اور ختم نبوت کے سبب متواترہ کو تسلیم کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کے خیال سے تائب نہ ہو اور تمام کفریات سے

بیعت کرے وہ سرے سے مسلمان نہیں ہو سکتا بہائی ہو جاتا ہے کفر سے بال
نہیں کرتا تو اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور
عقیدے کی جو بنیاد اختیار کیں وہ سب اس کی طبع زاد نہیں ہیں اس نے اپنے زمانے
میں جو بہائی دجالوں سے بہت کچھ لفظ کیا اور ان سب کا پس منظر جو
ایک دوکان بابی فرقہ میں سے بہائی فرقہ بھی ہے تو قادیان سے بہائی ہو جانا بلا
کسی سلسلے کے تفریحات میں گشت لگانا ہے سب کی دلیل و حجت سے عمل
تو تر کے انکار کر پانے سے بچتی ہے ۱۸۵۳ء میں ایران میں ایک شخص
موا جس کا نام یہ تھا سید محمد نقی کے باپ کا نام سید عباس تھا ان کی تاریخ
ماں باپ فوت ہوئے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے اویس کا
نام آیا اور باپ کا نام عبداللہ آیا اور یہ محمد نقی موجود تھے
ماں باپ کے فوت ہونے والے نے اعتراض کیا تو ان کا کہنا
خدا وصلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا ہوا ہے اسلام لانے
کہ حضور کا سوگ منائے گا محمد نقی نے کہا ظاہر دیوانگی ہے
ولاقوۃ الا باللہ العظیم اس شخص کے معتقدین اس کی بہت تعظیم
کا نام جانتے تھے لہذا وہ بھی اسی راستے پر چلا تب اس نے
کہ کے معتقدین بہت تھے ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے
آتے ہیں اس کی جان پر ان سے محمد علی باب صفا رات تین بار
بجنوری پر حملہ کیا اور جنگ بدر اور فاطمہ حسین ولایت سب بنائے گئے

تھے یہ لوگ اپنے گروہ میں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مجدد مانتے تھے اور اس کو مفترض الطاعہ سمجھتے تھے نہ بیعت طریقت اور وہ نبی اور صاحب شریعت جدید مانتے تھے اس پر وحی آسمانی کے قائل تھے چنانچہ اس نے رسالہ ادا الثناء میں اس کی وحی یوں لکھی ہے [illegible] مہدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور

کریں بجلی ہوں میں بظہر اللہ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ اور
کی تعلیمات صفحہ ۱۰ میں ہے سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے
نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی کتاب بیان اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۴ میں اس کا یہ قول موجود ہے
نبی نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم تو کو اسی وقت ملے گا جب کہ جس کو اللہ
ظاہر ہوگا اور شریعت میں سے وہ جس بات کو بیان کرے گا اس پر عمل کرنا تم کو واجب ہے
اور جس کو وہ پسند کرے گا اس کو تم پسند کرنا۔

ہر قرآن میں سب سے پہلے مرزا حسین علی اس برادر [illegible] علی محمد نے
اس کو بیان اللہ کا لقب دیا مرزا حسین علی نے [illegible] نے دعویٰ [illegible]
جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے کتاب بیان اللہ کی تعلیمات صفحہ [illegible] میں ہے
بازل میں بیان اللہ نے کہا جس شخص کی بزرگت جو کہ حضرت باب نے [illegible] ہے اور
جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی ہے میں ہی ہوں میں [illegible] قسم ہے
اس بیان اللہ پر ایمان لانے والے [illegible] کہتے ہیں کتاب مقالہ صفحہ [illegible] میں ہے
جنہوں نے حضرت بیان اللہ کا دعویٰ نہیں مانا ان کا [illegible] ہو گیا بیان اللہ کے
واسطہ علم ملنے اور معصوم من اللہ ہونے کا دعویٰ تھا بیان اللہ کی تعلیمات صفحہ [illegible] میں ہے
ایک بیک عورت کی بیم لطف محمد پر گذری اور جو کیفیات آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا
اس کا علم اس نے مجھے دیا صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے اسی نے مجھ کو علم دیا کہ میں اس سے
خبر کی منادی کر دوں اس بیان اللہ نے اپنی نبوت کا سکہ جمانے کے لئے نبوت کا
دعویٰ کیا چنانچہ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے پیغمبروں کا ظاہر ہونا حال اور غیر ممکن نہیں جانتے

اور اگر کوئی ایسی بات ہو جائے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جنہوں نے خدا کے ہاتھوں کو نہ ٹھہرا سمجھا ہوا ہے؟ جمہور اہل اسلام اور خصوص فلسفت گر یہ لوگ خدا تعالیٰ کو نہار جانتے ہیں تو ہمیں لازم ہے کہ اس شہنشاہ ازلی سے ہر طرح کی توقعات رکھیں جو اس کے رسول کی معرفت صادر ہیں۔ صوفیہ میں بھی سخاوت اتلاف مادی کی تو بڑی اور خوشگوار ہونے بنگار رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی دکان سے میاں [illegible] دولت یہ بات تمام نے جو ہمیں اہل مدرسہ کی کتابوں سے ملی ہے اس کی ہدایت ہوئی تھی۔ صوفیہ اس پر یہ قول لکھ [illegible] دوسرے کی زبان سے نکل نہیں سکتا۔ اس لیے اللہ نے شیخ [illegible] وہی [illegible] صوفیہ سے تراشے ہیں جنابوں ہی تک [illegible] صوفیہ سے [illegible] صوفیہ میں بھی سخاوت اور ایثار کا حکم دیتے ہیں مگر [illegible] خلق سے حد درجہ حرمت ورنہ صوفیہ نے حکم کی [illegible] صوفیہ [illegible] صوفیہ میں سے صاحب [illegible] کی [illegible] کے [illegible] صوفیہ میں ہے ہوئے حلال [illegible] جانے کا صفحہ [illegible] کتاب سے [illegible] صوفیہ میں [illegible]

[illegible] سے [illegible] ہوئیاں [illegible] اسلام احمد [illegible] سے بھی متواتر [illegible] شریک ہیں دعوے مہدیت میں شریک ہیں مثیل مسیح ہونے کے دعوے میں شریک ہیں رسالت اور وحی کے دعوے میں شریک ہیں۔ تبدیل احکام شرع میں شریک ہیں وہ لوگوں کے کافر ہوئے اب بہاء اللہ خود بھی رسول بنتا ہے اور اپنے اوپر وحی اترنے

بے واسطہ اللہ سے علم پانے کا مدعی ہے۔ اور مرزا علی محمد کو بھی پیغمبر مانتا ہے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بھی کرتا ہے کتنے کفروں میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو مبتلا کرنے والا ہے یقیناً اس کی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں شفا شریف میں ہے و کذلک قال من ادعاء وحی الیہ ذالک وان لم یسم [illegible] وقال ابن دقیق العید من ادعی انہ یوحی الیہ وان لم یسم [illegible] علی اللہ یقال شہاب فی الدرر السنیہ وحی [illegible] بعد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان معدا تدلیث [illegible] مکذب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لا نبی بعدی ومعلوم من الدین ضرورۃ علیہ الرضا والمحبۃ والسنۃ

علامہ شہاب خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں [illegible] بدعی النبوۃ مثل من ادعی انہ یوحی الیہ وان لم یسم [illegible]

اب ثابت ہو گیا کہ وہ شخص قادیانی خاجب بھی کافر تھا اور سالی سوجب بھی کافر ہے اس کے ساتھ مسواکل و نفی پر یہ کو شیعیت لازم ہوگا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم علمہ اتم احکم

کتبہ العبد المعتصم جل اللہ

سید محمد نصیر الدین غفرلہ المبین

۱۲ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سنی
کہتے ہیں اور ان کی تعریف کیا ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی

محمد عبدالحمید سنی حنفی خادم مدرسہ اسلامیہ
محلہ کمالپورہ شریف حیدرآباد

جواب عون الملک الوہاب

الجواب حامداً ومصلیاً وہ سنی ہے جو مسلمہ حامد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور ائمہ
مجتہدین سے متفق ہیں جن کی جماعت میں یہی سواد اعظم یعنی ظاہر ترین علی الحق ہے جو بے
دین سے بچانے کے لئے مستعد رہتے ہیں انبیاء و اولیا کی محبت و توقیر
دل میں ان سے ان کی پہچان علامت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد المقصر محمد المتین
سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی
کی کتاب تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے اس کے جملہ مضامین اہل سنت وجماعت سے
موافق ہیں یا مخالف اور مولوی صاحب موصوف کا عقیدہ کیسا تھا آیا اس کو اچھا
لکھا جائے یا برا بینوا توجروا

فقط والسلام
مستفتی
صحیح
مہر

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً علی رسولہ الکریم

تقویۃ الایمان کے یہ مضامین قرآن وحدیث اور خلاف رسول کے صاف ہیں اس کا مصنف
نہایت بدعقیدہ گمراہ تھا ہندوستان میں وہابیت کا فتنہ ان نے پھیلایا مسلمان اس
کی کتاب کو نہ دیکھیں واللہ اعلم

کتبہ العبد المقصر علیہ المستعین
محمد نعیم الدین عفا اللہ عنہ

استفتاء

[illegible]

[illegible] الملک الوھاب

[illegible]

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی من لا نبی بعدہ

اما بعد الحضرت مجدد دین وملت شیخ اسلام و مسلمین مولانا مولوی حق احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے اپنی مبارک زندگی دین کی خدمت میں

صرف فرمائی ان کے علمی فیوض و برکات سے دنیا کو بڑے قیمتی فائدے پہنچے اسلام و سنت کی تائید و تقویت ہوئی۔ ہر گمراہ بے دین کی تباہی کے آپ نے پردہ فاش کر دیئے ان کے محامد اس سے زیادہ ہیں جو سوال میں مذکور ہیں قدس سرہ روح روحہ آمین۔

کتبہ المعتصم حامد [illegible]

سید محمد نعیم الدین عفا اللہ عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ دیوبندی علما کہتے ہیں کہ اعلیٰحضرت نے کتاب حسام الحرمین میں بہت سی عبارتیں واٹ چھانٹ کر نقل کرکے علمائے حرمین شریفین سے فتوٰی کفر لیا۔ چنانچہ ایک کتاب تصدیقات کے نام سے مشہور ہے جس کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مرتب کرکے شائع کی ہے۔ علمائے حرمین شریفین و ہند کے علماء کی مہریں اور تصدیقیں موجود ہیں۔ علمائے دیوبند نے مقدمہ حرمین شریفین تصدیقات و دیگر مقامات سے کتاب حسام الحرمین حق سے باکتاب تصدیقات کے علماء و مہریں پڑھے اور دیوبندی علماء دیوبند کی عقائد والوں کو تو مارے اور کافر کہتے ہیں اور دیوبندی عقائد والے کفری و مذبذبین سے ہیں نہ مومن نہ کافر جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور ان کو چھوڑتے ہیں اور فتوٰی دینے والوں کو مار ڈالتے ہیں تو آیا یہ صحیح ہے یا علمائے حرمین شریفین کا فتوٰی صحیح ہے بینوا توجروا۔

المستفتی

سید مظاہر حسین مظفرپور

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ

بعون الملک الوھاب

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ بات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کہ حرام کو حلال کی طرح نہ قطعی و یقینی کہا گیا ہے اور نہ ہی کسی عالم نے ایسا کہا ہے۔ البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب سے لے کر لکھ دیا ہے۔ یہ بات عبارت دوم کی اس بات سے کوئی جوڑ نہیں رکھتی کہ حلال و حرام کے فرق کو اصل نہ سمجھنا۔ کتاب التلبیسات کی تصریحات یقیناً موجود ہیں اور اس کی اور دوسری کتابوں سے اور اپنی معلومات سے بھی ہم نے اپنے مذہب کو واضح کیا ہے۔ حلال و حرام کے طور پر چند ذیل عبارتیں اس کی نقل کی جاتی ہیں

۱ وہابی مصنف نے اس عبارت سے کیا ثابت کیا ہے کہ جو سود کی حرمت کا منکر ہے وہ بھی ایسا ہی ہے

۱ التلبیسات صفحہ ۳

دیکھئے کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ ہندوستان میں سود کے حرام ہونے والے

[illegible] وہابی لکھتا ہے سو تو تمام علماء اہلسنت حرام فرماتے ہیں وہابی کے یہ معنی تمام [illegible]

۲۔ [illegible] زیارت کے لیے [illegible] قربت اور عبادت اور [illegible] سے [illegible] واجب [illegible] قریب [illegible] تو [illegible] اور [illegible] سے [illegible] واستطاعت [illegible] زیارت شریف [illegible] [illegible] [illegible]

کر کے لکھا ہے کہ میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں، کس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ مگر التحیات میں ظاہر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات انبیاء کی سی ہے بلا تکلف ہونے کے۔ اور یہ حیات مخصوص ہے حضرت آدم علیہ السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی ہیں سے التحیات کو۔ الخ کیسا اوندھی بن رہا ہے

۴۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰ میں ہے جس کا ماحصل یہ ہے وہابی چڑھ فتاویٰ میں سے کسی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں وہابی لکھتا ہے [illegible] کو دخل ہے ہاں کی طاقت۔ کہتے ہیں اور التحیات میں [illegible] ہے انبیاء علیہ السلام ظاہر یا ہے۔ ان سے سنیوں اور تبرا سے [illegible] صحیح ہے۔ التحیات صفحہ ۱۱

۵۔ التحیات صفحہ ۱۱ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا [illegible] بتایا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے وہ اپنے وقت [illegible] کو مشرک جانتے ہیں اور اہل سنت و جماعت اہلسنت جائز [illegible] ہے مگر فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے جو فتاویٰ [illegible] صفحہ ۱۱ ہے محمد ابن عبدالوہاب کے متعلق وہابی کہتے ہیں [illegible] مذہب ان کا حنبلی تھا۔ جلد ۱ صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے "محمد ابن عبدالوہاب لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل حدیث تھا

بدعت و شرک سے روکتا تھا۔

عقیدہ تو یہ ہے مگر التلبیسات میں سنی بننے سے لے ظاہر کیا کہ ہم اس کو خارجی جانتے ہیں۔ دیانتداری سے

۱ حضور ﷺ سے متعلق تلبیسات میں سنی بننے کے لیے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ آپ بھی ہم جیسا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے [illegible] اللہ کے رسول ہیں [illegible] ہوئی ہیں [illegible] ہوتا ہے [illegible] سے [illegible] تک [illegible] ہم [illegible] سے [illegible] کے خلاف [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

حدوث سے منزہ و عالی ہے۔ (التبیسات صفحہ ۱۳) مگر واقعہ میں وہابیہ کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے جہت و مکان سے منزہ جاننے کے عقیدہ کو بدعت کہتے ہیں چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایضاح الحق صفحہ ۳۵، ۳۶، میں لکھا ہے "تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان جہت و مائیت زکیف و بحث کیفیت و زیادت صفات و تاویل متشابہات و اثبات و نیت بلاجہت و محاذات و اثبات جوہر فرد و ابطال سیولی و صوری و ترکیب از مقولہ بالجملہ کلام در مسئلہ تقدیر و کلام در وقوع بصدور عالم و امثال ہمہ از مباحث علم کلام و فلسفہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں عقائد ۔۔۔ عقائد دینیہ می شمارد" یہ عبارت ہے کہ عقیدہ کچھ ہے دعا ۔۔۔ اس کے خلاف۔

۸۔ التبیسات۔ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ جو اس کا قائل ہو ۔۔۔ کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے کہ جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ایمان سے خارج ہے" یہاں تو یہ ۔۔۔ اظہار دیکھئے تو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدہ پر دار و مدار ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو فتوہ ۔۔۔ یہاں مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے "انسان آدمیوں میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"۔ دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں جنہوں نے

التلبیسات میں مذکورہ بالا عبارت لکھی وہ بہ بین قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی مانا تو کیا خلاف نفس کہہ دیا وہ خود نفس کے موافق ہی تھا سے کہ ۵ ماننی کی لیا انتہائے جو عقیدہ بار بار لکھ کر چھاپ چکے التلبیسات میں اس کا صاف انکار کر دیا

۹ التلبیسات صفحہ ۱۰ تا ۱۳ سے ۱۰ ہیں سے قائل دقلب سے مقدس ہیں سے ہیں ہے صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں ان علوم و صفات و ذات و حیات جلیل و رفیع و عظیم و حقیقت سے خود وہ ہیں سے ہیں صرف ان سے اتنی بھی لگے ان تمام ہیں ہے قلب و ذہن و ہیں اور بے شک یہ دلیل و ہیں و عظمت ہیں ہے پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے"

ان عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہیں ہوئے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علوم و ذات اور حضور کا علم جس سے مذکورہ بیان کر رہے ہیں اور عظیم و رفیع ذات ہیں کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خالق اور پیدا کرنے والے کا بھی علم نہیں ذرا سے بچے کو بھی علم نہیں" العیاذ باللہ مطبوعہ مرسلہ ہیں پر یہ دعویٰ ہیں لکھا ہے جو اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اسی حقیقت کو ان کو معلوم نہیں ابھی کوئی کہہ اپنا حال نہ ہو سکے" اور براہین قاطعہ ۴۳ میں لکھا ہے" اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ حقیقۃ عقیدہ تو یہ ہے اور دھوکہ دینے کے لئے

التبیسات میں ظاہر وہ ہے۔

۱۰۔ التبیسات صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے "اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی علیہ السلام سے اعلم و اکمل ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ یہاں تو لکھا اور پڑھا ہی خاطر میں خود ہی شیطان لعین سے وسعت علم کو ثابت کیا ہے اور حضور کے حق میں اس سے نفی کیا یا یہاں جس چیز کو کفر بتایا اس کے قائل خود آپ ہی ہیں تو طرفہ معجون لکھنے ہیں شیطان ملعون سے یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی تو علم کی وسعت کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام خصوص کر دینے سے یہ نفی ثابت کرتے ہے" دیکھئے عقیدہ تو یہ ہے اور التبیسات میں اس کا خلاف ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر بتایا ہے۔ کیا یہ ہی ہے

۱۱۔ التبیسات صفحہ ۴۳ میں جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

علمائے حرمین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا اب یہ کہنے والا کہنے اور کہنے والا کون جس کو کافر کہہ رہے ہیں وہ نص کس کتاب میں ملاحظہ ہے حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷ میں ہے چہ یہ آپ کی ذات سے مراد پر علم غیب کا جو کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو در یافت طلب امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور

کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و بکر بلکہ یہ بھی مجنوں علی جمیع حیوانات و جماد کو بھی حاصل ہے دیکھئے وہ کفر کی قول جس سے فاضل کو تلبیسات میں گاہ گاہ کہہ رہے ہیں خود ان سے پیشوا مولوی اشرف علی کا ہے۔

ان سے علاوہ دوسری عبارتیں ہیں التلبیسات میں اشرفعلی کی عبارت جن میں ان کے نزدیک لفظ یا جاں ہی تو علم غیب کا ثبوت کیا جاتا ہے اور تلبیسات میں علم غیب کا ثبوت کہتے ہیں جو لفظ یا جاں سے ثابت کیا جاتا ہے وہ لفظ ہیں عبارت جن کا ثبوت تلبیسات میں کیوں بلا لیں دوسرے مقبول سے بیان یا اصل ۱۰۸ ۔۔۔ ان جو ہے

ہم نے اس کا ثبوت دیا ہے جہاں عبارت کیا دیوبندی تلبیسات حق ہوا اور یہ ان کی سمجھ میں کہ غوثیت کی دلالت شریفہ اور جگہ آپ کی تو توں سے ۔۔۔ ب کی سورتوں سے مدت سے بیت ب کا نذرہ بھی قبیح و بدعت سیہ ۔۔۔ وہ ابجد کی ات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ بھی علاقہ ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ایسا عمل پسندیدہ ہے اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذرہ ۔۔۔ ہو یا آب سے پل دبراز و نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا ۔۔۔

یعنے یہاں مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب بتایا جاتا ہے اور اس کو بدعت سیہ کہنے سے حاشا کہہ کر انکار کیا جاتا ہے۔ یہ بڑا فریب ہے کیونکہ اس

میں مولد کے منکر ہیں دیکھئے ذیل کے حوالے فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۵۰

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود شریف اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

جواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر خلاف شرع نہ ہو گا استمرار قدیمی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

اسی فتاوی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۲۵ میں ہے مسئلہ محفل میلاد میں جس میں روایات مجموعہ ہوتی ہیں اور اس میں [illegible] ہوں شریک ہو کیسا ہے؟

جواب: جانے سب [illegible]

اسی فتاوی رشیدیہ کے جلد ۳ صفحہ [illegible] میں ہے [illegible] اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعت اور مولود درست نہیں۔

انصاف کیجئے، حقیقت میں مذہب تو یہ ہے کہ کوئی مولود شریف کسی طرح درست نہیں اور التلبیسات میں فلاں کے خلاف کیا ہے تو کیا یہاں یہ مکاریاں استغفراللہ ان دیانتداریوں اور مذہبیوں کی تمام تر ان تحریروں سے بسر پر میں چند نمونہ بیان لکھی گئیں اب وہ سرا اندر فریب ملاحظہ کیجئے خود ہی لکھے خود ان کے جوابات دیئے اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں لیں اور اول میں وہ فریب کاریاں کیں جو اوپر بیان ہوئیں اب اس مجموعہ فریب کو حرمین شریفین

لے کر پہنچے تاکہ وہاں سے علماء کو دعوت دیں اور ان سے کسی طرح تصدیق کرا لیں تو کام کو ہو جائے۔ رمضان ۱۳۱۷ھ میں علمائے حرمین شریفین سے جن مسئلوں پر فتوے کا طلب کیا تھا ان میں سے سلام تسلیم اور بیا کرامہ تعالیٰ علی۔ ربانی و حافظ سے کتابوں کا لینا۔ میلاد شریف کے علاوہ ان تصدیقوں کا حاصل نہ ہونا بھی تھا۔ تھا وہ عنایت کہ بڑے بڑے جوابوں سے دعوت کی تھی ان میں دربار سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا تھا مگر وہ تصدیقیں جو علمائے حرمین سے

علمائے حرمین کی تصدیق کا حال

حاصل ہوئیں وہ حال تو حسام الحرمین میں دیکھے

[illegible] علمائے حرمین کی تصدیقات

[illegible] ہے جہاں تک علمائے [illegible] کے دین میں صرف مولانا محمد سید الحسن صاحب کو جو تحریر کی گئیں درست ہے کہ بعض فقرہ [illegible] یا اور کوئی بات ان کے مسلک کے برخلاف حسام الحرمین میں دیا وہ علماء [illegible] ان کی اس عبارت کے خلاف نہیں تصدیق سنت کی ہے وہاں وہابی دیوبندیوں کو وہابی سمجھتا ہے تشبیہات میں جو ہوں نے اپنے آپ کو ظاہر کیا اور محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو وہابی خارجی بتایا مولود شریف کو جائز لکھا اس کی مولانا نے تصدیق فرمادی تو یہ سنیت کی تائید ہوئی وہابیہ کی حیا ہے کہ وہ اس تحریر کو اپنی تائید میں پیش کریں۔

علاوہ بریں جو تحریر انہوں نے لکھی تھیں بعینہٖ درج کرنا چاہیے تھی اس کا
خلاصہ کیوں کیا گیا۔ وہ کیا مصرون خالف تھا جس کو چھپانے کے لئے اس کی تحریر ہی
کاٹ چھانٹ کی اور اس قسمات میں خود اقرار ہے چنانچہ صفحہ ۵۰ کے اول میں
لکھا ہے یہ علماء مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے علما کی تصدیقات کا خلاصہ ہے
جن علما کی تحریر اپنی برات کے ثبوت کے لیے پیش کی ہے ان میں ان کی قلعی
دبریدگیوں کی گئی ہے اس سے اہل فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریریں ان کے موافق تھی یا
باتیں خلاف اور صحیح خلاف تھیں وہ حال دیں یہ حال ان کی [illegible]

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی ہے تاکہ
لوگ سمجھ لیں کہ یہ کوئی عرب اور علماء مکہ میں سے ہوں گے [illegible] حال تحریر
ہے وہاں "بندہ احمد رشید خان نواب لکھا ہے دیکھو تصدیقات صفحہ ۵۰
نواب اور خان بتایا ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں کسی نے ان کا نام نواب کے
ساتھ نواب اور خان نہیں لکھا گیا۔

تیسری تصدیق مسمیٰ قطب الدین کی ہے جن کو انہوں نے لکھا ہے علماء
سے ظاہر ہے کہ وہ عرب علماء مکہ مکرمہ میں سے ہیں ان کی تحریر کو علمائے مکہ
کی تحریر قرار دینا دنیا کو فریب دینا ہے جرات ہے کہ ہندستانیوں کی تحریریں علماء
مکہ کے نام سے پیش کر کے دنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق اخفاق کی ہے اس کو بھی علماء مکہ کے سلسلہ میں
داخل کیا ہے ہندی و افغانی علماء مکہ بن بیٹھے اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے ایسے

تو جتنے عامی سنہ دستان سے گئے تھے، ان سب کو انگوٹھے لے کر
صاف کلمہ شمار کر دیتے تو لوٹی بیارتا

ایک اور بڑا مکر اس سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے حامی شیخ علی بن حسین برزنجی کی ہیں۔ ان تحریروں میں یہ حضرات مدینہ کے علماء سے ہیں ان کے نام سے جو تحریریں انتخابات میں ساتھ ان دونوں میں پانچ دو سنہ میں سعودی میں لکھے ہوئے جعلی ہیں ان کے حامی صاحب سے اس سے اتنا ہی روی تھی مگر ہمیں ان کی ان سے تو زیادہ وہ میرے تعلق سے یا اور چھ، پس ان تمام سے ان کی ان کی ہے ہاں سے

ان سے جو دو ان تحریرات کی تو یہ ہیں وہ یہ ہے یا اس کو وجود نہیں ہوا ان سے ہاں سے یہ چھاپنا نہیں بنے ہالی و فارغت سے عرض کر دیا ہے ان ان سے پہلے پس سے ان میں دی تو وہ تحریر ان کو مقبول ہوئی ان سے ہتھ پاکستان امکرات و مخالفین کی رعایت کی بہت سے ان سے اور حق کو چھپایا تو وہ ان قابل سی سب رہے ان کی تحریر لائق اعتبار ہو ان سے ان کی تحریر چھاپنا اور ان کی طرف نسبت کرنا درست نہیں

سلسلہ ساتھ علماء کے نام سے صرف اتنی ہی تحریریں درج ہیں ان میں تعلق دار یہ بھی ہے سندیوں اور افغانیوں لڑکی بھی بنا گیا جعلی تحریریں بھی ہیں ایک بھی تحریر قابل اعتماد نہیں ان کا عمل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے اور

اس سے ظاہر ہے کہ تمام علماء مکہ مکرمہ ان کے کفر پر متفق تھے اور کسی طرح ان کی فریب کاری نہ چل سکی اس لئے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندوستانیوں اور اعانیوں کو علماء مکہ مکرمہ ظاہر کر کے ان سے کچھ لکھوا لیا ایسا کرتے تو تائید باطل کے لئے اور کر ہی کیا سکتے تھے۔

علمائے مدینہ کی تصدیقات کا حال

[illegible] ہیں عجیب بات یہ ہے کہ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقامات کی فوٹو سٹیٹ [illegible] کر کے اس پر جن چوبیس پچیس صاحبوں کے دستخط تھے [illegible] وہ دستخط التقیسات پر نہ تھے برزنجی صاحب نے رسالہ پر لکھے تھے [illegible] نقل کر دیئے تاکہ سند ہو جائے کہ مدینہ طیبہ کے [illegible] ہیں چنانچہ التقیسات کے صفحہ ۶۰ میں اس کا ذکر بھی کیا ہے

برزنجی صاحب کا پورا رسالہ جس کی نقل ہم نے [illegible] دیا ہے اس میں تین مقامات کی کچھ عبارتیں لکھ کر ہیں یہ عبارتیں کتابوں سے نقل کی ہیں کہ اس رسالہ کو بالکل خارج از کر دینا ممکن ہو کسی مطلب سے [illegible] اگر وہ موافق ہوتا تو اس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر

علماء مدینہ کی تصدیقات کے سلسلہ میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر ہے اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ

[illegible] بر اساس [illegible] قاطعۃ حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جن پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے [illegible] باکفر نہیں بلکہ ان سے مصنف مومن رہتے کافر ہوئے بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے اور ان کی ناک کاٹ دی ہے رسول و شریف اور قیام وقت [illegible] عبادت [illegible] اور [illegible] تابعہ قرن مسلمان اور مسلمانوں کا [illegible] حفیظ الایمان صفحہ ۶ و ۷ اور اس سے بڑھ کر حضور کی [illegible] اور [illegible] سے [illegible] بنایا ہے اور تقویت دی ہے [illegible] پر ترتیب [illegible] اور [illegible] دین پر حال [illegible] کے [illegible] دیا ہے [illegible] جیسے چلتے ہیں تصرف [illegible] صفحہ ۶۲ [illegible] سے [illegible] کا [illegible] ہے کہ [illegible] کے علاوہ تقویۃ الایمان کی نقل کی ہوئی اور تحریرات [illegible] صفحہ [illegible] ایک نقطہ تقویۃ الایمان کا پیش کیا گیا ہے جس [illegible] اس [illegible] پر [illegible] کرے گا

[illegible] اس [illegible] طرح ظاہر ہو گیا کہ مسلمانوں حسام الحرمین حق و صحیح اور تقویۃ الایمان [illegible] باطل و [illegible] ہے [illegible] العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی [illegible] وآلہ واصحابہ اجمعین

کتبہ العبد المفتقر محمد [illegible]

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۱۳۳۲ھ

وہابیہ کی عیاریاں اور تلبیسات کا افشاء راز

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مخالفین دیوبندیہ وہابیہ نے جو یہ شورش مچائی ہے کہ حضرات علماء امت خود ساختہ ہوئے ملت عالم شیخ الاسلام والمسلمین سید ما مولانا شاہ محمد احمد خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علماء امت کو ہٹا دیتے ہیں اس سے علماء کو مکفر المسلمین کے لقب سے یاد کرتے ہیں تو ان کا یہ کہنا حق ہے یا باطل حق ہے یا ضلالت اس دریافت طلب امر سے ہیں علماء و علمیت قدس سرہ العزیز نے کافر کہا یا کفر کا فتویٰ دیا ہے تو کن دعوات سے آیات سے احادیث سے یا یوں ہی بغیر کسی دلیل کے کافر کہہ دیا ہے یہ شخص جہاں سے وہابیت ثابت ہے کسی مسلمان کو کافر کہنا وغیرہ مگر حقیقۃً جگر حدیث شریف جو وہابیہ مخالفین کی کتب کے علاوہ ہے شخص مرتیال دعوتیہ ہو اس کو مسلمان ہی نہیں جانتے تو کیا یہ صحیح ہے یا غلط بیان دلائل اور ثبوت کی روشنی میں تفصیلی و تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

المستفتی عبدہ حمید چند وسی

بعون الملک الوھاب

الحق المبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

وہابیہ کا اتہام کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے علمائے سلام کو کافر بنانے کا کذب محض و افترا ہے اعلیٰحضرت قدس سرہ نے ان مفسدین کا رد فرمایا جو ضروریات دین سے انکار کرتے تھے قرآن و حدیث و اتفاق امت کا خلاف کرتے حضرت نے ان کا رد فرمایا جن کا آج تک کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کسی کو جواب دینے کی جرأت ہوئی ان کے کفر میں علمائے حرمین کے فتاوی موجود ہیں یہ وہابی خود بھی اس کے قائل ہیں بلکہ یہ وہابی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جو شخص ان کے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے حضور کے علم غیب کا انکار کرنے والے کو اعلیٰحضرت قدس سرہ نے کافر کہا حضور کی توہین کرنے والے کو کافر کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ان کے عقائد کفریہ کو اعلیٰحضرت نے کفر بواح فرمایا جس کو وہ خود بھی مانتے ہیں یہ وہابی اپنے عقیدوں کو اہل اسلام کے عقائد اور ضروریات دین سے جو ان کے خلاف ہیں وہ کافر کہتے ہیں تو حید ملنے والے کو یہ کافر کہتے ہیں تو ہم عقیدہ نہ ہونے والے کو کافر کہیں تو ان کو برا لگتا ہے قرآن کا منکر ہو تو کافر ہے غرض کسی ایک امر ضروری دین کا انکار کرنے والا کافر ہے مسلمان وہ ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو یہ ہمارا دین ہے قرآن نے فرمایا کہ آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وبالقدر خیرہ وشرہ یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے

ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کو ماننے اور اس کی تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لائے۔ تو جو ان امور میں ہمارا ہم عقیدہ ہے مومن ہے اور جو ان میں کسی میں بھی ہم عقیدہ نہیں اس کو حقیقت ایمان ہی حاصل نہیں تو وہ مومن نہیں کافر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین

سید محمد عاصم [illegible]

مسئلہ علم غیب

استفتاء

مصورن یہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب سے متعلق مرتبہ تفصیلوں ہو رہی ہے
دیوبندی لوگ اس کے خلاف ہیں مت مباحثہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ کے سوا کسی
کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے اور ان کا یہ دعویٰ قرآن پاک کی آیتوں اور حدیثوں
کی بنا پر ہے ان کا یہ دعویٰ کہاں تک درست ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی
سید عبدالمجید دہلی ۲ محرم ۱۳۵۰ھ

الجواب بعون الملک الوہاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب العزت تبارک وتعالیٰ نے
جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا حاضر وغائب صغیر وکبیر جو ہوں یا کبیرہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ
سے یہ خوب اچھی طرح ثابت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شیئ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شئ کا واضح بیان ہے اس آیت

سے معلوم ہوا کہ حضور کو جمیع اشیاء کا علم ہے اور قرآن پاک میں ان سب کا بیان اور
بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے عالم ہیں دوسری آیت میں ارشاد
ہوا وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما اور اللہ تعالیٰ نے تجھ کو
فرمایا آپ کو جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے اس آیت
میں ارشاد ہوا ما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن [illegible] صلہ
اور اللہ شان یہ نہیں ہے کہ سب عام لوگوں کو غیب کا علم دے ہاں اللہ اپنے
اپنے رسولوں سے جسے چاہے چوتھی آیت یہ ہے [illegible]
غيب السموات والارض اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور
کسی کو ظاہر و مسلط نہیں فرماتا مگر جس کو وہ چاہے اپنے رسولوں سے
بہت کثیر آیات ہیں جن سے یقیناً ثابت ہے [illegible]

حدیث ۱۵۱ بخاری شریف میں حضرت عمر سے [illegible]
ہے۔ قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما [illegible]
هذا الجنة منازلهم واهل [illegible]
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں قیام
فرمایا تو ابتداء آفرینش سے اہل جنت و اہل نار اپنے اپنے [illegible] ہونے
کی خبر دی جسے یاد رہا یاد رہا اور جو بھول گیا بھول گیا۔ [illegible]
ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجلس صحابہ میں ابتداء آفرینش سے داخل جنت
و نار تک ہونے والے جملہ وقائع و حوادث اور تمام حالات و کائنات کی خبر دی۔

حدیث (۱۴) بخاری و مسلم عن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
وما من شیء لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فیہ الا حدث حدیثاً ذکر ذلک من ذکرہ وذکرہ من نسیہ
قد علمہ اصحابی ھؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا رآہ عرفہ
یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام
فرمایا اور قیامت تک ہونے والی کوئی چیز چھوڑی نہیں کہ بیان نہ فرمایا ہو
فاضل مترجم اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے قیامت تک کے حالات مرحبہ کا بیان فرمانا ہوا چھوڑا ہے

حدیث (۱۵) مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میری امت کو [illegible] اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین
کو سمیٹ دیا میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا

حدیث (۱۶) مواہب لدنیہ میں عراق سے بروایت ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ قد جمع لی الارض
[illegible] حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا لپیٹ دی میں نے اس کو اور
اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والے ہیں سب کو اب ملاحظہ فرمایا جیسا اپنے ہی کف

دست کو:

حدیث (۵) امام احمد و ترمذی نے ایک حدیث روایت کی اور اس کو حسن و صحیح بتایا اور ترمذی نے کہا میں نے امام بخاری سے اس حدیث کو دریافت کیا انہوں نے فرمایا صحیح ہے اس حدیث میں ہے فتجلی لی کل شیء و عرفت پس مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی

ان آیات و احادیث سے خوب ظاہر و روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے ماکانت و مایکون ذرہ اور قیامت تک ہونے والا کوئی واقعہ حادثہ ایسا نہیں جس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا نہ فرمایا گیا ہو۔

اب جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا انکار کرتا ہے اس پر ان آیات و احادیث میں یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علوم عطا نہیں فرمائے چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ان العلم علمہ من علمہ اللہ علیہ وسلم علماً لا یحیط بہ الا اللہ وامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی نفی علم ذاتی کی گئی ہے اور ثبوت علم بتعلیم الٰہی کا ہے جو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو ظاہر و مسلط نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں میں سے چنے۔ خفاجی علیہ الرحمہ کی اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ عبارات نفی میں علم ذاتی مراد ہے اور عبارات اثبات میں علم عطائی دونوں میں کوئی تعارض نہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے علم غیب کے انکار میں آیات واحادیث پیش کرنا مغالطہ اور تلبیسات

اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا مسئلہ خوب واضح

وروشن اور دلائل وبراہین سے مزین ہو چکا۔ اب مخالفین کو چاہئے جو کچھ باقی

ہیں بیان مسطور بالا سے یہ بھی خامہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے بتعلیم

الٰہی علم غیب کے جزئیات ثابت ہیں اور جو چیز نصوص سے ثابت ہو وسیع ہے شرک ہو سکتا

ہے اس کو شرک بتانا صریح دجل وافترا ہے۔ شرک کہنے والوں کو اس بات کا جواب دینا

چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہی حادث عطائی وتعلیمی ہونے سے کیسا کچھ نقیصہ وعیب کیسے توانائی

علم الٰہی شرک ہو گا۔ سب دلائل وحالات وضروریات سے قطع نظر کے

دلیل ان کی یہ ہے کہ علم غیب کو شرک ثابت نہیں کرتے واللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ

کتبہ العبد المذنب المسیکین محمد امین غفرلہ

۲۱ صفر المظفر سنہ ۳۵ھ

طرزِ استدلال

مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات کے سلسلے میں آپ کے ارشادات عالیہ
بہت دلچسپ ہوتے تھے۔ تضحیک و تمسخر سے آپ کا جواب کامل ہوتا۔ [illegible]
عجیب اور انوکھا ہوتا۔ اہل علم عش عش کرتے تھے اور مخالفین [illegible]
موقعہ ہوتا تھا اس کے لیے آپ کی تالیف تصانیف شاہد عادل ہیں۔ [illegible]
مقالہ پیش کرتے ہیں جو علوم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہیں۔ [illegible]
کے جس قدر شبہات اور اعتراضات آج تک ان کی جانب سے ہوئے ہیں ان کا [illegible]
سکت جواب دیا گیا ہے۔ قطع ہوتے ہوئے بھی ان کی طبیعت کا [illegible]
اسی ایک مقالے کو اہل علم اپنے درس میں ملاحظہ کریں تو مزید کسی کاوش کی ضرورت نہ ہے۔
اور اس مسئلہ میں بھی ایک مقالہ لکھنے کے لئے مزید کاوشات ہو

سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پیش شبہات بیان فرمائے ہیں اس کے بعد
ان کے شافی جوابات دینے میں بہت لحاظ و ملایمت اور خطاب حسن کیجئے [illegible]
[illegible] یہ بھی ان کا [illegible]

شبہ اوّل

جواب

ہونے سے پہلے لوگ الآیہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا عرضیکہ یہ آیات حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب جاننے پر دلیل نہیں یا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ
غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم
میں سے ای قل لا اعلم غیب

تعالیٰ کے علامہ شہاب الدین خفاجی شرح شفاء قاضی عیاض

لا اعلم غیب لاستکثرت من الخیر

الامر ارتضی من رسول یعنی آیت مکیت

تعلیم کی پس ثابت ہوا کہ غیب

والو الغیب فلا یعلمہ الا اللہ یہ آیات

لاستکثرت الخ سے صاف ہے

شریعہ کا صاف مطلب ہے۔ اگر میں

پہنچتی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

شریعت انکا غیب ہوتا تو کبھی

تو زمانہ گذشتہ میں حاصل ہونے کا

مجھ پہنچتی اس آیت میں اس

شبہ دوم

جواب

شبہ سوم

جواب اول تو اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم ہی بھی منافقین کے حال کا علم ہیں مگر مراد یہ ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین کے حال کو اپنی ذات اور اقوال سے ہیں جانتے جیسا کہ ہیں ہے [illegible] مگر تمہیں ان کے [illegible] منافقین میں سے بعض لائق [illegible] نہیں [illegible] ہیں [illegible] کلام جو [illegible] چنانچہ [illegible] ہے [illegible] الانت علانیۃ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بھی ہیں۔

شبہہ چہارم

[illegible] ہے کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ کے خلاف کسی درجہ میں بھی [illegible] ہے کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] کا [illegible] ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی نسبت

جواب

شبہ نمبر

جواب

کمان نیک نوری بدگمانی از خدا دور

تفسیر کبیر جلد ششم میں ہے[1] وہ یہ ان المعروف من حال عائشۃ فی تلک الواقعۃ انما ھو الصون والبعد عن مقدمات الخ من کان دنسہ و الاثم بعید عن بیت اللہ ان یکون فرش اولئک الصدیقین و نساءھم ۔۔۔ و الی ھذہ الحجۃ قوی ضرب من الناس فی ھذہ الواقعۃ الخ کل ذلک بوحی اللہ۔ اگرچہ تفسیر کبیر کے حوالہ سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ ان کے متعلق یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرامت سے حاصل ہوئی تھی کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت ہارون نے اپنے قیاس اور استدلال کو خود فیصلہ نہیں کر لیا دوسرے وقت کے انتظار میں رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک سے ثابت ہوا۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مسند تازہ حاصل ہونے کے بعد بھی حضرت ہارون نے اپنے قیاس کو حدیث ایک ہونا ہی کتاب اللہ ثابت ہونے تک ظاہر نہیں کیا

---

[1] یعنی تفسیر کبیر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے بحث کرتے ہوئے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی پاکدامنی کے متعلق جو کچھ ظاہر ہوا وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ ان کے بیرونی تھے اور یہ ظاہر ہے کہ جس کا دامن گناہ سے آلودہ ہو وہ اللہ کے گھر میں نہیں رہ سکتا۔ اسی بنا پر بعض لوگوں نے اس واقعہ میں ۔۔۔

ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعدلنی من رجل ینفض ید
فی علی و اللہ ما علی الحق و قد و جدا صحبت علیہ الحق۔ اس سے
صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر
یقین تھا اور اس بات سے شبہ تا ہوتا ہے اس واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ
قسم مجھے پہنچا ہے اس بات سے کبھی نہ بولوں گا اور نہ ورث کریں گے حضرت
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ واللہ میں ضرور معاف کرتا ہوں اور کروں گا جس چیز پر قسم کھا رہا
تھا اس کو چھوڑ دیا اور کفارہ دینے کا ارادہ کیا۔ اور مسطح رضی اللہ عنہ کو
تو ان کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خالہ تھیں اور حضرت
رضی اللہ عنہا سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت آنی جانی اور آپ کے پرورش سے
جو حال اور اخلاق ان کے تھے ان کے سبب سے نہ چھوڑ سکتے اور نہ
بوقت ضرورت ان کو الگ کر سکتے تھے گنجائش نہیں کہ اور ہو سکیں۔ حضرت سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمائی
کبھی ایسا نہیں ہوا تھا بلکہ حالت غیر کا مشاہدہ اتفاقی سے اور گرفتار حق
میں آکر معلوم فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کچھ دنوں توجہ نہ فرماتے تھے وہ

بھیجا نظر آتی ہے جو ہمیں کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں انتظار وحی میں بھوکا
کی سورش نہ ہوتی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا۔
اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابر ہیں ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان سے سیر
بھر دیا واقعہ سنا سے کر دیا۔ حضرت حالات حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت سے تھے وہ دیے
ادھر کا دوں نے جھوٹی تہمت لگانی اب دیکھنا ہے کہ وہ سب اس نور عین عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت پر باوجود صبر کرنے کے [illegible]
ہیں جو لائق مثال کہنے کے ایک کے ہیں سے [illegible]
ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہوا ہو۔ زیادہ دیر تک صبر [illegible]
تو وحی ہی نہیں آتی۔ [illegible]
ہیں بادی کلام [illegible]
فرمانے اور وحی دیر تک نہ آنے کی حکمتیں بتانے کے [illegible]
لئے ہیں فقہ ہیں ہی) الغرض یہ [illegible]
ثابت ہو۔ غرض ان حضرات نے تب دریافت کیے حضور نے سوال سن کر [illegible]
بروہ بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا میں [illegible]
کہ ان کو واقعہ کا علم نہ تھا عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ [illegible]
کہ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مدت تک وحی نہ نازل ہوئی جس نے دو مہینے تک [illegible]
حالانکہ کا پتہ بتایا کہ وہ توبہ کرے۔

شبہ ششم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حوالی یہ
لیے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو

جواب

کتنی الجنۃ توجد ثمرہ فاورثنی علم الاولین والاخرین وانی بعد شتی الصحیح
عہدہ علی کفہ اذھوم لایقدر علی حمل عیری وعلمہ ہی فیہ من سلیمان والعلم
والعلم من منی وھی لانس والجن والملک کذلک ہے خلاصہ یہ
شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے
میں کہ پوچھ میں جو چاہے مانگ میں نے اپنا دست رحمت اور قدرت سے
میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک
کے دیئے اور کسی قسم کے سوال نہیں کیا ایک حوالہ
لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس نے
بسا اوقات جس کے چھپانے کا حکم
خاص وعام کی نسبت حکم دیا اور اس
اللہ کی صلوٰۃ الفتوح ب حدیث و تفسیر
حضرت کو مرحمت فرمائی

سوم یہ کہ ان کو عند
تمہاری نفس مدعا تعلیم
ذکر ہے انہیں حضرت نہیں جانتا
ہیں پہنچا اس کا بیان گذر چکا ہے مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں تفسیر
وتوحد لا یعلمہ الا ھو ولا یعلم الاولون والاخرون قال اللہ تعالیٰ

ہوگیا تھا۔ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور علم کی بخشی ہوئی
وہ حضور کی بدولت اور حضور ہی سے ہے

علم فی الارحام۔ اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو معلوم نہیں۔ پیشین گوئی
سے رکنا بڑی جب تو کچھ کام ہی نہیں وہ واقعی آیت شریفہ کا درجہ ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کا بھی مطلب ہے لیکن اگر حسب فرمان علماء ظن و تخمین بھی
کو حرام نہیں بلکہ شاید کسی کو اس پر عذاب نہیں دیتا تو قطعاً علم غیب
میں آیا ہے کہ ہر شخص کا دانہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں سے معلوم ہوتا
چاہیے کہ نطفہ یعنی خون بستہ ہوجاتے پھر مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے
اور شقی ہے یا سعید جو نہ لفظ حدیث کے جو مسند احمد طبرانی ابن
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موجود ہیں یہ ہے ان احدکم
اللہ فیکتب علمہ واجلہ وشقی وسعید کہ تم میں سے ہر ایک کا علم
معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کرے گا کون بدبخت ہوگا اور کون
سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے

خود حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ ہے حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی علالت کے وقت انہیں بتادیا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں میں نے
خواب میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تمام فقہاء کے نزدیک علامہ جمال الدین سیوطی رحمۃ
اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اخرج مالک عن عائشۃ ان ابابکر قال لھا حین اشتد

ابی الاسود عن ابیہ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من اھل المدینہ
وھو متوجہ الی مکۃ فقیہ بالوحی فاتاہ فقام علی الباب فلم یعرفہ فخرج
فقالوا الیہ سفر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال فسلم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال انہ فی اوسع منہ ثم قال ما کنت سائلہ واحدۃ عن
بعض ما فتق قد وفقک اللہ سر لہ سلامہ وشرہ
لا تسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شیء
بذات نفسی حتی یعنی سنۃ منک فقال یا
فلم یجد فخرج عنہ صلی اللہ علیہ وسلم
حتی تقوم وستلقی ھم مسلمون
الرق یھوی وتقدم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکل نوم
فی المسند وقال قد اصبح
ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا
ہے سلام نے کہا کہ کیسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری حرامات
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں اور وہ اعرابی گیا اس سے
تعالیٰ نے اس سے وحی کے ذریعہ پیٹ کا حال بتلا دیا اب جو کچھ کہا تھا

علم الٰہی سے بھی نہیں تو وہ لے پالک والی بات مذاق کا جواب دے گا

علامہ باقی [illegible] سلام میں بہت سی ایسی عبارتیں مذکور ہیں جن سے [illegible] نی کریم ﷺ کی ماتحتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ لفظ موشگاف [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حصہ احدہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ایک تو یہ [illegible] دوسرے یہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

نبی یرد ما لا یرد الناس جوله ویتلو کتاب اللہ فی کل مسجد

فان قال فی یوم مقالة غائب فیصدق ما قال بالرشد او بالعهد

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔ اور اس حسن جوان لڑکوں کو منع فرمایا تھا صحت پر ۔۔۔ سے جب کہ جاری کے کلام میں تھا کہ صاف فرماتے ہیں ۔۔۔ گر کوئی غیب کی بات فرماتا تو اس کی تصدیق کی ہوجاتی اس سے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں ۔۔۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع فرمایا ۔۔۔ مرغوب مخالف ہوتا تو خفا ہوتے ۔۔۔ اور کب ہوگا ۔۔۔ میری ہجرت کے ۔۔۔ قتل کے بارے سے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔

رواہ الصدیق ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں ۔۔۔ عرض کیا کہ میں حضور کے ۔۔۔ زندہ رہوں گا ۔۔۔

قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔

سنت الاولیٰ درجۃ فسقتک ۔۔۔ اللہ تعالیٰ مغفرۃ ورحمۃ وعیش ۔۔۔

یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا [illegible] اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت سے آگے خدا اور رسول کے فرمان کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا امور خمسہ کا علم [illegible] بواسطہ تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بدعت کے خلاف کرتا ہے [illegible] فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصریہ [illegible] مشتمل مصنفہ [illegible] [illegible] [illegible]

ہر طرح ثابت ہوتا ہے

قطع نظر اس کے صحابہ میں سے کسی بزرگ
کو امت کا امام ماننا یا نہ ماننا ایک علمی اور تشریعی بحث ہے جس کا لفظ تک
لطف ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اس بحث سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو
شرف صحابیت کے لئے اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ وہ حضور کو نبی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شبہ نمبر ۲

[illegible] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بار بار پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے تو انہوں نے کیا جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بار بار پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے؟

جواب

مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے وہ اپنا دعوے کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ معلوم ہوا ان لوگوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ سے کوئی دلیل قرار دے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنی رائے کے موقوف نہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا صحیح مشیا ہو جاتا ہے تو مخالفین ہی کو اپنے خیالات واہیہ کو آیات و حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دینے کے لئے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرات ہے اس سوال تا دارومدار اس بات پر ہے کہ حضرت نے بتایا تھا یا نہیں کوئی عبارت پیش کرنی تھی مگر وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں کہ کبھی حضور کی جب خلیفہ کا جانا تھا اور زبان کا ردیا ہوا حدیث ہے وقعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نووی فرماتے ہیں ان یکون فاعل وجعلها کسی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واقعین وہ ہاتھ حضور نے بتایا یا نہ بتایا کے کیا معنی اور فرض کیجئے اگر نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم یکساں کی منفی سے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے کہیں آپ علم الٰہی کا آپ

قیاس سے [illegible] نے وقت قیامت کا بتایا سوال یہ اور ایمان
[illegible] کا [illegible] نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا حاذق،
نہ بتانا کی حکمت سے [illegible] ان کے لیے [illegible] نہ بتلانے
[illegible] آپ [illegible] کی احادیث سے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

ہوئے تو مجال ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت
نہ ہوئی اور کسی نے گوارہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنے کا
کسی کو حق نہیں ہے [illegible]
[illegible] حضرت صدیق کرتے ہیں [illegible]
گئے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آمد [illegible]
سان ہے اختیار ہنس پڑتا ہے حضور نے [illegible]
سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ [illegible]
کو ایسی طبعی حرکات میں ہوتے ہیں جن سے خواب [illegible]
فیہ استحباب [illegible]
[illegible] فضیلت حضرت صدیقہ [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
کی روایت میں [illegible]
روایت میں خود جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible] اے صدیقہ حضرت ابوبکر جیسی عظیم الشان [illegible]
تک کے مسلمان تمہارے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں
تیمم سے عبادت حاصل کرتے رہیں گے۔ بخاری میں بروایت عروہ مروی ہے

فوالله ما [illegible] هيبة الاجلال لله وللمسلمين فيخبرا "
اسید بن حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ بی آپ پر کوئی امر پوشیدہ نہیں آپ کے اور مسلمانوں کے لئے بہتری
فرماتے ہیں اور حضرت عمر کی قدر و منزلت میں سے ہے [illegible]
[illegible] صدیق اکبر سے [illegible] حضرت
صدیقہ [illegible] ہوئے [illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] صدیقہ [illegible] ہوئے [illegible] کی
[illegible] [illegible] [illegible] لیکن
[illegible] [illegible] [illegible] اس کے کچھ
[illegible]

[illegible]
[illegible]

حاصل یہ کہ [illegible] اور [illegible] ہوئے اور
ان کے [illegible] کوئی تہمت نہیں پہونچ سکتی

شبہہ ہشتم

قاضی خان میں ہے جعل مرد امرأۃ لتعیر بشھود
فقال ارجل ونسوۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ

کریم فلو یکون کذا لا نعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت ترجمہ ایک شخص
نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لئے کہ
نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں حالانکہ آپ
ہیں بھی غیب کو نہ جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جانتے ہیں

جواب

معترض کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام غیب نہیں جانتے جو
غیب سے ثابت کرے مگر ہمیں [illegible]
اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خاں کی عبارت سے [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ حضور
غیب نہیں جانتے معاذ اللہ کیونکہ اور تمام مخالفین بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ
جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے ہم کہتے ہیں کہ عبارت قاضی
خاں کے ان کے گھر میں ان کی لوح کے موجب کتنے غیب ہیں جب یہ بتا دیں گے
کہ وہ ہیں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض غیوب کے علم کا بھی
کب اقرار کیا ہے ملاحظہ ہو علامہ حق مشہد اور بہت جید اکابر اور موجب غیب کے
حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے ان کی عقد حق خانی ج ۱ صفحہ ۲۰۰ و فیصد علم
غیب عطا ہیں مولوی ابو الوفا شاہ ام تسری کے یہ الفاظ مسطور ہیں بھلا کوئی
مسلمان کہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ

پر اطلاع نہیں ہوتی ہے مسلمان علماء کرام اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء و جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائے عبارت میں مذکور ہو چکے ہیں اور اصل مدعا سے مخالفین بھی بعض عیوب کا اقرار کرتے ہیں اور ہم بھی بعض عیوب کا قائل ہیں کہ ہر کلام صحیح سے بھی بعض خیالات ہیں اور معاذ اللہ قرآن مجید کی حالت سے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اس میں بعض خیالات ہیں

[illegible]

[illegible] اور [illegible] کی حالت سے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اس میں بعض خیالات ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible] اب معلوم ہوگیا کہ قاضی خاں کے نزدیک
غیر محصن اور غیر مرد کی اور ضعیف و مرجوع سے حق کرنا کس کے ساتھ ہو کرنا محض بیہودہ
اور جہل ہے۔ اور المختار میں ہے [illegible]
اجماع۔ اور المحرر میں بھی یہی قاضی خاں [illegible] کی دلیل موجود ہے اور المختار کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

شبہ نہم

جو شیعہ قرآن کو تحریف سے محفوظ نہیں مانتے حضرت کو شیعہ قرآن کا علم کیونکر ہو سکتا ہے

جواب یہ اعتراض سخت جہالت سے مبنی ہے اس لئے کہ جمیع اشیاء کو شیعہ قرآن کے گا مگر دیباچہ ابو القاسم رازی تفسیر کبیر میں تحت آیت

والخالق لا یشبہ واحد من خلقہ کما قال سبحانہ وتعالیٰ لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر وقال تعالیٰ ولم یکن لہ کفوا احد وقال تعالیٰ ھل تعلم لہ سمیا وقال تعالیٰ فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون وقال تعالیٰ ولا یحیطون بہ علما وقال تعالیٰ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وقال تعالیٰ ولا یحیطون بہ علما وقال تعالیٰ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وقال تعالیٰ ولا یحیطون بہ علما وقال تعالیٰ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء

ان لشیء عندہ ھو الموجودات وموجودات امتناھیۃ لان الشیء عندہ ھو الموجودات وموجودات امتناھیۃ لان الشیء عندہ ھو الموجودات وموجودات امتناھیۃ لان الشیء عندہ ھو الموجودات وموجودات امتناھیۃ

ہے موجودات کا متناہی ہونا روشن ہے پھر خواہ خواہ ان کو لامتناہی بنانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیے موجودات کو غیر متناہی بنانا کسی مسلمان کا کام نہیں اس بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے ہمارے شیخ و استاذ کی تقریظ ہی نقل کی جائے

مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ کا رد

قولہ۔ بعد الحمد والصلوٰۃ حفظہ اللہ تعالیٰ اشرف علی قال اللہ تعالیٰ ہو الصمد علماء حق حرض کرتے ہیں کہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقینی جانب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقینی جانب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو دلالۃ نہیں ہے تیسری یہ نظر کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو دلالۃ نہیں کیسی جرأت ہے شیطان ملعون نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور یہ موجب طعن ہے اس کی یقینی جانب

جزیہ سے اعمال حصر لاسیاء لیس بعنوم لسیاء جو شخص ایجاب کلی کا مدعی
ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کوئی کلام نہ ہوگا لیا وہ ایجابی صاحب کے نزدیک
مدعی ہو اپنے دعوے کی نقیض تسلیم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی نہ شافعی
ہے یہ ہے اللہ رسول نے جو دلیل آیت یا حدیث تو یہی سند اور
جس کا یہ مضمون ہے ہمارے چند دعوے ہیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ سنا چنانچہ بدۃ
المحققین آپ ہی ایسے ہیں جن کو حضرت کو دیکھا ہو وہی صحابی صاحب دام
بفیوضہم سے ہیں جنہوں نے حضور کو دیکھا ہے تو ہمارے دعوی جنتی کو ہی
سب کو دعوت ہے ہیں تو ہم بڑے بڑے سب اکٹھے ہو کر یہ آیت
تلاوت کرتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنتی وہی ہیں جس سے صاف نہ
طور پر ثابت ہو ان دو قرن صحیح کے بعد بھی مشیاء اور وہ کان وہ کون
سے ہیں اور ان کا حکم کیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی راجس کا حضور کو دیکھا نہ سنا
ان کا حکم ہے اللہ اعلم یہ ہے محمد اللہ شیخ اب یہ کہ دینا کہ ان دونوں
قسموں میں کوئی دعوی نہیں ہے ان کی دلیل آیت اور حدیث کیا ہے قولہ تیسری
جو شخص ایجاب کلی و ایجاب جزئی دونوں کو مے اقول مناسب تو کہ ان اقسام
مناہیں لکھی جاتیں یہ علوم ان صلت سے لکھی گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے
تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اس لیے کہ جو مفید ایجاب کلی کو ہے اضافہ تجلی کی
قرآنی، الحدیث وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات واحادیث کا حصر تین قسموں پر

باطل ٹھہرا قولہ اور اسی قسم میں کلام ہے۔ اقول۔ چہ خوش جو مدعی بجواب علی کلف دوچوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کرے قولہ جو لوگ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں اقول ہی ہاں یہ ضرور بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں یا یہ زبردستی آپ نے [illegible] وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعوی کرتے ہیں اور جمیع اشیاء قطعاً نہیں ہیں۔ واسے سترہ میں مذکور ہو تو وہ جمیع متناہیات کو بھی علم کی پر محمول کرتے ہیں [illegible] کو اپنا مسلک ٹھہراتے ہیں اقول غلط ہیں نہ وہ [illegible] کو اپنا مسلک ٹھہرایا جس کو قسم اول موجود ہو وہ جیسے [illegible] تسلیم آپ کے علم خلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں [illegible] محمول کرتے ہیں۔ اقول ہو کرتے ہیں مگر بے قرینہ ایجاب [illegible] اور باوجود تسلیم آپ کے علم خلق ہونے کے ہیں کہتے ہیں تو [illegible] اب جو فقط تعالی یہ امر ظاہر ہوا کہ جب جناب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے تو مخالف ثبات عقائد میں جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے کب استدلال صحیح ہوگا اقول یا خوب [illegible]

لہ یہ مقام عقائد ہے صحت فضائل نہ نوی صاحب کو اس سے [illegible] دلیل قطعی پر موقوف [illegible]

حضرت آپ کی قدمات سے شیخین کو اجتہاد کرنے کی ہاخذ ہوت جو یہ جواب علی احد
لمقلین فہر سے شیخین قدوا ج سے استدلال رتے ہیں جس میں جاں احتمال مخالف جلا
نہیں اب آپ سے سب نازبود نفسی لعنکبوت نوٹ گی اس قسم نالت کو
تازی صامت بد سے کی جس ایں با یجاب جزئی پر بہت سے حارث نے کہ خصو
و حتمال ں سے ں ب قریہ ں سے ز یا قت علی ں د دہا ں گے
قالیہ حص ات عید و ب جزئی ا ں ں احتمال عقلی بھی نہیں ہوسکتا لا یا
حر ی ے کی ں سے ا ہو ت ہ یت صح ک قیا ت ں حضو صلی علیہ
ہو حص و ا ں ں ں د ں گے ا ت لا تدا ی
ں ں ں ا ں قبیہ ہو ت سب ں ں ز ا ز د د
ر ایات ں ں ں ب ہ ں ں ں

مر بنی وہب فقال ھلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت ومالھم
قال انھم ارتدوا بعدک علی ادبارھم القھقری۔ حضور فرماتے کہ اس اثنا میں
کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گذری حتی کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو
ایک شخص نے میرے ان کے درمیان سے نکل کر کہا کہ ان نے عرض کیا کہ
دوزخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا یا حضور ان
الٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے مولوی اشرف علی
صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور اور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو
نہ پہچانتے اور ان کا حال جانتے تھے پھر سلب کمال کا دعویٰ لاعلمی
میں ہوا استغفر اللہ جیسا کہ ثلثۃ اعظم تسعہ اعشار علم میں
ہے اور تقدیر یہ ہے کہ مسلم شریف کی حدیث جو کہ عام ہے اس
وارد ہے قرینہ قویہ
اعمالھم بعدک یعنی میں کہوں گا کہ اے پروردگار میرے یہ میرے
میرے امتی پس فرمایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں یہ اعمال سے آپ کے بعد
کیا کیا اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا تھا تھانوی صاحب اتنا
بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا
ثابت ہے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالھا حسنھا
وسیئھا یعنی مجھ پر میری امت کے اپنے نیک و بد اعمال کے پیش کی گئی دوسری

حدیث ابوداؤد و ترمذی عن انس عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ من القرآن او آیۃ اوتیھا الرجل ثم نسیھا یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جس آدمی مسجد سے دور کرے، اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی قرآن پاک کی کوئی سورہ یا آیت یاد کرکے پھر دوسرا کھو دیا جب حضور اقدس پر امت کے تمام اچھے برے اعمال پیش کئے گئے اور پیش ہوتے ہیں پھر اس وقت حضور سے ان اعمال معلوم ہیں تھانوی صاحب نے کس زور سے یہ کہا کہ آپ کو ان کی خبر بھی نہ تھی ذرا توقف فرمائیے کس کی چیز سے کیا کیا ہے آپ پائے ہیں سے تھانوی وسوسوں حدیث شریف ہے عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیامۃ غرا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت روز قیامت غر و محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ ان کے سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے صحابہ نے عرض کیا کہ جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔ انہیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے

[illegible] گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لے
گا عرض کی بیشک وہ پہچان لے گا فرمایا کہ میرے امتی اسی شان سے محشر میں آئیں گے
کہ ان کے پانچوں اعضاء چمکتے جگمگاتے ہوں گے اور میں حوض پر ان کا پیشوا ہوں گا
حدیث کے الفاظ یہ ہیں فلاوکیف تعرف من [illegible] یا رسول اللہ
فقال ارایت لو ان رجلا [illegible] خیل دھم [illegible]
غرا محجلین الخ یا رسول اللہ فانی [illegible] فرطھم علی الحوض یہ موحدین مشرف علی صفا کے خیال میں ہیں ان کے پانچ
اعضاء بھی چمکیں گے جس سے حضور کو ان کے نور سے پہچان ہو جائے گی
ولاقوۃ الا باللہ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے منکر ہیں
بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے ضرور پہچان لیتے
تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم و معرف ہو چکی ہو حدیث شریف کی روایت
سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سب کا غلط بتلایا اس لئے کہ حدیثوں
کے خلاف ہوا نہیں کسی کی پروا نہیں ایک حدیث اور سنتے چلئے حضور سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت
ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائے گا پھر میں اپنی امت کو
تمام امتوں کے درمیان پہچان لوں گا دریافت کیا گیا کہ آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے
فرمایا کہ دنیا میں بھی ایک شخص سے وضو کیا نور علیہ السلام کی

امت تک بہت امتیں ہوں گی ان سب میں سے حضور اپنی امت کو کس طرح
پہچان لیں گے فرمایا کہ ان کے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے اور روشن
ہوں گے دوسری امت میں یہ نہ ہوگا اکبول قاضی صاحب یہ بھی آپ کے
خود کیے ہوئے [illegible] آپ کے سلب کا
[illegible] ان کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اب فرمائیے اس کا مقدمہ ملنے کا یا نہیں اتنی حدیثیں آپ کی تسکین کے
لئے کافی ہیں یا اور کئے جائیں گے کاش اتنی دلیلوں ہی پر عمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی
کہ آپ کو شوق تھا سلب ثابت کرنے کا بہرحال اب تو آپ کا سلب مسلوب

ہوا والحمدللہ فرمایئے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئے گا
قولہ۔ دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے ثقاۃ کا
اقول۔ یہ لیاقت علمی سے بے گانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ ثقاۃ کا مذہب
ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر
ثقاۃ میں شمار کیا گیا۔

فتاوی قاضی خاں کی عبارت پر وہابیہ کے شبہات کا ازالہ

استفتاء

[illegible]

مستفتی عبداللہ چودھری

الجواب بعون الملک الوھاب

[illegible]

غرض فاتحہ یہ ہے کہ حقیقۃً علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرنا

مگر اس کو بھی یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خاں کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو مسئلہ علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین بریلوی وہابی بھی، کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب عبارت قاضی خاں کے ان کے کفر میں ان کی فہم کے موجب شک نہیں آپ یہ کہیں گے کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے تو ناظرین ہو علم کلمۃ الحق صدا اور عبارت یہ ہیں اور غیب کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمانے زمان کی متعلق حق تعالیٰ کی اس سے اور غیب علم غیب مدعی ہیں مولوی ہر اوفتا اللہ ارتسم کے یہ الفاظ سے بھلا کوئی مسلمان کہ کر اس بات کا قائل ہو سکتا ہے۔ حضرات ما تعلیم رسالہ ہو غیب پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں اللہ تعالیٰ خلق کی نفت ہو سے اقرار بتلائے رسالہ تاظرین ہو چکے ہیں

الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کرتے ہیں اور جس بعض غیوب کا اقرار کرتے ہیں اگر یہ بھی جیسے کہ شبہ بھی بعض غیبیات ہیں تو اعاذنا اللہ منہ

سے فرق نہ ہے کہ ہم بعض کو تمام کہتے ہیں اور یہ بعض کو بعض کہتے ہیں ایسے نہ سے علم غیب ہے دلیل حق ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ہوتے ہیں جیسے کہ علم غیب ہے توہاں تک کہ لکھتے ہیں کہ ایسے علم کا بھی علم ہونا ہیں استعمال ہے

خاں کی عبارت سے ہم پر الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین حنفیہ کافر ہو جائیں گے۔

دیدی ز خوان ناطق پروانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ہوئے تو لیا دے سے ان کو خطا ہے اب عبارت قاضی خاں پر غور فرمائیے کہ اس میں لفظ قول اور مذہب سے کون سا مسئلہ پر دلالت کرتا ہے اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خاں نے اپنے اختیار کی علامت یہ کی ہے کہ وہ لفظ قول اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو اور مذہب مروی نہ ہو چنانچہ اسی حد دسخوذ وہم میں ہے لفظ قول اس مسئلہ کے خلاف جو اس کے نزدیک غیر مستقیم شرح منیہ مصلی [illegible] قاضی خاں نے [illegible] حنیا واللہ حیث قال والصواب [illegible] اسلام فی القنوت قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوت [illegible] اور اس کے [illegible] اور [illegible] عن [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور

یعلم بعضھا غیبہ احد الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفریہ کلمات
اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور مجتبیٰ سے ملتقط سے
نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ روح پاک نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں وہابیہ نجدیہ
شاید نے عالم الغیب ملا یعلمہ و معدن تحقیق شرح تحقیق [illegible] روایات
میں سے وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء ملائکہ کرام علیہم السلام سے بھی صحیح
یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس سے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کافر نہیں
اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں پس لعلہ مراد کہ ان کی [illegible] سے
نماز یہ ذکر کرتے ہیں [illegible] بھی [illegible]
بھی لان الذی استدل بہ صحیح ودلالۃ فی سبب [illegible] علم غیب
کا دعویٰ نص قرآن سے معارضہ ہے اس کا کفر ثابت ہوجاتا ہے [illegible]
مرتجیاہ لانہ کسی سبب کو [illegible] سے [illegible]
الہام وغیرہ کے نور نہیں [illegible] سے [illegible]
مناداہ اللہ تعالیٰ لہ وہ لان اللہ تعالیٰ جعل الفقہاء امناء علیہ اللہ تعالیٰ
بحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین کافۃ اور
میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور استبعاد نہیں کہ [illegible] سوائے انبیاء
علیہم السلام کے جانا نہیں ہے کہ اللہ کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ دریں میں۔

اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ نے ارادہ کو جوان کے ساتھ ہے رسول صادق المصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا فقیہ کرتا ہے یعنی امور دین میں اور سلیم عطا فرماتا ہے۔

[illegible] تعبیر ان کے لئے ہے جو معرفت تامہ سے اور تعبیر بھی ہے جو صحیح نہ ہو سکے لیے تامہ سے

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسمّٰی بہ نام تاریخی

سواطع العذاب

علیٰ

قواصم القباب

۱۳۳۴

مصنفہ

امام المفسرین سلطان المناظرین صدر العلماء فخر الفضلاء استاذ العلماء حضرت حافظ الحاج

سید محمد نعیم الدین قادری

محقق و مفسر مراد آباد ہندی جامعہ نعیمیہ مراد آباد یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقابر و مقامات مساجد کو

ڈھا دینا وہابیہ کے نزدیک قابل الزام نہیں!

[illegible] سے [illegible] مسلمانوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ [illegible] ان حرکات پر [illegible] سے [illegible] کے لئے [illegible] صرف [illegible] ان [illegible] سلسلہ شروع ہو گیا ہے مولوی محمد رفیع مولوی کفایت اللہ مولوی اسماعیل مولوی وحید الزمان وہابی علماء کے فتوے چھاپے گئے ہیں ان میں یہ دعویٰ کیا ہے [illegible] پر قبضے بنا مسجد جانا اور قابل انہدام سے جو بعض نے ان کا ڈھا دینا وصف لگایا ہے اس سے معلوم ہے کہ ابن مسعود نے جو کہ اکابر صحابہ کے مزارات کے سامنے کتنا حیات ہیں ان سب کو جائز قرار دیا ہے لیکن ان کی اس جانکاہی سے بھی مدعا حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ابن مسعود نے قبروں اور مزاروں کے قبے ہی ڈھانے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس نے مسجدیں بھی شہید کی ہیں بے گناہوں کو قتل بھی

کیا ہے مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر نجاستیں بھی ڈالی ہیں انکہ متبرکہ کو گندے
لیدوں سے بھر دیا ہے۔ قبروں پر پٹرول ڈال کر آگ بھی لگائی ہے مسجدوں کی کڑیاں
بازاروں میں بکوائی ہیں۔ اگر ابن سعود کو بری کرنا منظور ہے تو ان تمام اعمال کو بھی جائز
اتنے فتوے ترتیب دیئے جاتے ہیں اور اخباروں کے صفحات کے صفحات ان
لبریز ہوتے ہیں لیکن کہیں پیشتر نہیں لکھا جاتا کہ مسجد ڈھانے والے وہابیوں
اس کو سلطان غازی کہنا اس کی فتح و نصرت کے لئے دعا کرنا کیسا ہے۔ وہ وہابی
ان اعمال کے ورود جو ان کے کہ مسلمان ان سے مقابلہ سے تھے تو
ہوئے طائف و مکہ مکرمہ میں لوگوں نے بے دریغ
پر لوٹ مار قتل و غارت خونریزی سے بھی دریغ نہیں
یہ وہابی علماء اس سے جشن ہوشی کرتے ہیں تنا ہی نہیں بلکہ وہ
حامی ہیں حتیٰ کہ اس کے شکریہ فتح و نصرت کی دعا میں بھی
کے مقابلے میں کبھی نہیں آئے اس کے علاوہ تمام
بیت حرام کی گردن پر چھری رکھی ہے اور اس کے شعائر میں
ہیں پھر اس کی نصرت و تائید کی دعا پتہ دیتی ہے
کے نزدیک میں اسلام کے مطابق ہوا اور مسلمانوں سے
تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک واجب القتل سمجھتے ہیں
کلمات بھی ہیں۔ وامعق بسیفہ رقاب الطائفۃ الباغیۃ
یعنی اے رب باغی کافر ظالم گروہ کی گردنیں اس کی تلوار سے
تو اب جو مکہ مکرمہ

اور طایف میں بے گناہ مارے گئے ہمارے عارت ہیں ہاں مدینہ طیبہ کے چلے ہیں
مارے جائیں ہا تمام دیوبند ارمشہ محمد علی صاحب کے جاسوس فیصلے مفتی صاحب کے
نزدیک واجب القتل ہیں یہ عجیب علم ہے کہ ان کو چھوڑ نہیں گے اپنی جانوں کی حفاظت
تک نہ کریں گے۔ پھر بھی وہ مسلمان ہی رہے ہوئے

عجیب [illegible] صلوات فتیا [illegible]
حیرت [illegible]

[illegible]

ف حاشیہ [illegible] ف حاشیہ [illegible]
ف حاشیہ [illegible]

ان مفتی صاحب نے مذکورہ بالا تمام امور کو شرک یا مفضی الی الشرک بتا کر تمام امت اسلامیہ کو جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بھی ہیں شرک کا نشانہ بنا دیا ہے اور اس شرک کے حاظ سے کسی قرن کے مسلمان امر نہیں جا سکتے ان مفتی صاحب سے ہی تعرض کر دی کہ ابن سعود کے عقائد و اعمال میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو ان کو قرار دے اس سے صاحب کہ جمعیۃ العلماء کے یہ مفتی صاحب ابن سعود سے ساتھ ساتھ اس کے کسی فعل کو قابل اعتراض بھی نہیں جانتے اس کی مدح و تعریف کی تو ان کو عورتوں کی سے حرائق و بزرگوں کی توہین کرنے والے نجدی نے کہ ان سے تو ان مفتی صاحب نے نزدیک ان کی توہین نہیں سمجھ سکتا ابن سعود اور اس کے ساتھ یہ ہیں ان کے طیبہ میں ان کو خلافت شرعیہ مقرر دینے والا مان لیا ہے وہابی اور نجدی سے سنی قافلہ سالار ہیڈ ان سے ان کو کیا توقع ہو سکتی ہے وہ آئندہ کسی فعل توہین سے باز آ جائیں گے اس کا ظلم اور توہین قابل اعتراض نہ ہو گا اس کو اپنی شان کے خلاف سمجھے گا اور مدینہ طیبہ کا احترام رکھے گا یہ ذات متبرکہ اور مشاہد مقدسہ کا احترام کے معنی ہیں کس طرح آ سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کی طرف سے کیا بدگمانی رکھنا ہے کہ آج نہیں مخاطرہ میں ڈالا جاتا ہے اور اس لئے شدید توہین آمیز حملہ کرے اعتراض کریں تو ان سب بے وقوف بنایا جائے کہ یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اس کا کوئی فعل قابل اعتراض نہیں ہے جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کے ماسوا اولی الامر

نے کیا ہو تو اقتضاء ہوا ان میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے اس پر نظر رکھتے ہوئے
ان فتووں سے جو اب کی طرف التفات ازبس کچھ ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ جو لوگ تمام عالم
کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں اور جن کے نزدیک مسجدوں میں اٹھانا جائز اور ناقابل ذکر
ہے اس گروہ کا فتویٰ مسلمانوں کی حق میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا علاوہ بریں وہ تعصب
کے رنگ میں ہیں اور ان کا ذہن [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہو سکتا ہے یہ بھی ممکن ہے
[illegible] ان کے اعمال سے بعض نجدی سے
[illegible] ان سادہ لوحوں سے [illegible] جن کے
[illegible] ہاتھ سے [illegible] عجیب قسم کی
[illegible] ان عالموں کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں
[illegible] ان کی تردید کی ضرورت نہیں
سمجھتا جبکہ [illegible] ان بزرگوں
سے میری یہ [illegible] نجدیوں کے قبول کی [illegible] کے قابل نہ
ہونے پر [illegible] جب کی [illegible] وہاں وہ خوب زبانی
[illegible] جواب پر [illegible] صاف کر کے نجدی کی پوری [illegible]
دیا چونکہ [illegible] نے ان فتووں کے جواب لکھنے کے لئے مجھے
ارشاد فرمایا تھا اس لئے میں ان تمام فتووں کو زیر نظر رکھ کر مسئلہ کی صحیح صورت پیش
کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حق بولنے اور حق لکھنے کی توفیق دے

اور تعصب اور طرفداری اور سخن پروری کی آفات سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین۔ امابعد! یہ چند احادیث صحاح ستہ سے ہیں جو زیر نظر ہیں۔ ان سے پہلے مدعی بدعت حسنہ کی قباحت ظاہر ہے۔ کاش چند احادیث پر ہی پہلے نہیں ڈالی جاتیں تو اس بحث کی نوبت نہ آتی کہ بدعت حسنہ حق ہے یا باطل۔ ف

۱ حدیث۔ عن انس یہودی کانوا یسجدون قبور انبیاء ھم مساجد (بخاری و مسلم) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے یہود پر لعنت فرمائی ہے جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

۲ حدیث: عن ابن عباس لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج (ابوداؤد و ترمذی) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔

ف۔ ان تمام احادیث کا ذکر جن کو وہابی اپنی سند بناتے ہیں۔

۳ حدیث: عن ابی ھیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک
علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ
ولا قبرا مشرفا الا سویتہ (مسلم شریف ابوہیاج اسدی سے روایت ہے کہ
مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے اس کام پر بھیجتا ہوں جس پر
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کوئی تصویر نہ چھوڑ
مگر اس کو مٹا دے اور کوئی قبر اونچی نہ چھوڑ مگر اس کو برابر کر دے)

۴ حدیث: عن عبداللہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء والذین یتخذون القبور مساجد
(مسند احمد عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے کہ بدترین لوگ وہ ہیں جن کو قیامت پائے گی جبکہ وہ زندہ ہوں گے
اور وہ لوگ جو قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں)

۵ حدیث: عن عائشۃ ان ام حبیبۃ وام سلمۃ ذکرتا
کنیسۃ رأینھا بالحبشۃ فیھا تصاویر فذکرتا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال ان اولئک اذا کان فیھم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبرہ
مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار الخلق عند اللہ یوم
القیمۃ (بخاری عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا
اس میں تصویریں ہیں تو حضور سے یہ ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا ان لوگوں کی یہ حالت تھی

کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں تصویر بناتے وہ اللہ کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۵۲۴)

۶۔ حدیث: اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد (رواہ مالک۔ مشکوٰۃ ص ۷۰)

ترجمہ۔ الٰہی میری قبر کو بت نہ بنا جس کی پرستش کی جائے اللہ کا غضب اس قوم پر بہت سخت ہے جس نے اپنے پیغمبر کی قبروں کو مسجد بنایا۔

۷۔ حدیث نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیھا وان یبنی علیھا (رواہ مسلم ص ۳۱۲ ج ۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں پر چونا گچ کیا جائے انہیں روندا جائے

مسطورہ بالا احادیث ان کے مضمون جو دیگر کتب حدیث میں بھی مذکور ہے جس پر عقیدتمند حضرات صاحبان قبور کے ساتھ جو معاملات کرتے ہیں ان کے مزارات مسجد بناتے ہیں ان سے ایک بالکل تباہ حالت جو انہوں نے نقل کی ہیں ان میں بھی انہیں حدیثوں سے تمسک کیا ہے اب ہم یہ تحقیق کرتے ہیں کہ آیا احادیث مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہے یا نہیں،

حدیث نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ اور ۶ میں یہود و نصاریٰ پر اپنے صلحاء کی قبروں کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمانے کا ذکر ہے۔ حدیث نمبر ۴ میں بلند قبروں کو برابر کرنے کا ذکر ہے۔ حدیث نمبر ۷ میں قبروں کو پختہ کرنے سے منع ہے۔

ان احادیث کو بزرگان دین اور صلحاء و انبیاء کے قبہائے مزارات

کیا تعلق ہے۔ تمنا تو مزار دوجانے والا محض ترجمے سے سمجھ سکتا ہے یہود و نصاریٰ
پر انبیاء و صلحا کی قبروں کو سجدہ بنا لینے پر جو لعنت فرمائی گئی ہے اس کا سبب کیا
ہے احادیث سے شروع کی طرف ہاتھ بڑھانے سے قبل پانچویں اور چھٹی حدیث
پر نظر کرنے سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے پانچویں حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے ساتھ والے [illegible] وہاں وہ صالح آدمی مر جاتا تو وہاں ان کی تصویریں بنا لیتے وہ اللہ تعالیٰ
کے [illegible] چھٹی حدیث میں [illegible] تصویر سے بھی معلوم ہوتا
ہے [illegible] تصویر سے قبر پر سجدہ بدرجہ اولیٰ حرام ہے

[illegible] سے بھی یہود و نصاریٰ سے [illegible] فرمایا یا رب
[illegible] پہلے [illegible] خطاب ہے ان قوم پر جس نے
انبیاء کی قبروں [illegible] سجدہ بنانے کے
یہ معنی ہیں [illegible] یا کہ انہیں قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھی جائے۔
جیسا کہ [illegible] میں ہے حضور نے فرمایا لا تجلسوا علی القبور
ولا تصلوا الیھا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز ادا کرو۔ اس سے خاص
قبر پر نماز بھی ممنوع ہوئی اس میں جلوس علی القبر ہو گا اور قبر حق مقبور ہے۔
والقبر حق المقبور [illegible] اسی وجہ سے حضور نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور
اسی لئے اپنی امت کو متنبہ فرمایا یہ مسلمان کا ایمان ہے اور مومن قبر کی عبادت

کو شرک جانتا ہے، معاذ اللہ کون مومن ہوگا جو قبر کو معبود بنائے، مسلمانوں پر یہ افترا
ملک گیری کے لئے انہیں مشرک ٹھہرا کر ان پر جہاد کرنے اور ان کے ملک و مال
لوٹنے کا ذریعہ ہے اور بس جن احادیث میں بناء کی ممانعت ہے ان سے یہی
مراد ہے۔ یہ حدیث ان کی بہترین شرح ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث مذکورہ بالا سے قبر کی حرمت تو ثابت ہوتی
جس کا ذکر تک ان میں نہیں ہے اور مسجد کی حرمت بھی ثابت نہیں ہوتی ہو قبر کے
نزدیک عبادت ہی کے لئے بنائی گئی ہو۔ محدثین سے بھی ان احادیث کا یہی
مطلب سمجھا ہے۔

شیخ العلماء العاملین قاضی القضاۃ علامہ ابو العباس شہاب الدین بن
محمد قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں

قال بعضهم لما كانت اليهود و النصارى يسجدون
الانبياء تعظيما لشانهم و يجعلونها قبلة يتوجهون في الصلوة
نحوها و يتعبدون عندها اراد نبينا صلعم سد الذريعة
ذلك فقال من اتخذ مسجدا او جوار صالح و قصد الدنو
بالقرب منه لا التعظيم له و التوجه نحوه فقد دخل تحت
ذلك الوعيد (فتح الباری ج ۱ ص ۵۲۴)

بعض نے کہا ہے کہ جب یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے
تھے اور ان قبور کو قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تھے

اور انہیں بت بنا پوجتے تھے تو اللہ و رسول نے ان پر لعنت
فرمائی۔ مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن جس شخص نے
کسی صالح سے یا اس سے قریب بقصد تبرک سجدہ نہ کیا اور نہ یہ
تعظیم کا ان کی طرف بڑھی وہ کسی وعید میں داخل نہیں۔

[illegible]

[illegible] اور ان کی عبادت کرنے
لگے اور یہ عیب اس سے ہوا کہ صالحین کی قبریں کھود کر
[illegible] نہیں یہ مخالفت انبیاء اور ان کے متبعین کے
ساتھ ہوا جس سے کفار کی قبریں کھودنے میں حرج نہیں کیونکہ
ان کی اہانت میں حرج نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب تبرک کی نیت سے
مسجد بنائی جائے اور حدیث میں اس کی ممانعت نہیں اس سے قبروں کا جواز استنباط
ہوتا ہے کیونکہ مخالفین کے نزدیک مسجد و قبہ کا ایک حکم ہے چنانچہ انہوں نے مسجد
کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے تو صاحب مسجد کا جواز قبول کے جواز کی دلیل ہے
نیز اسی فتح الباری میں ہے وہ یکرہ [illegible] الصلوۃ فی المقبرۃ
یتناول ما اذا وقعت الصلوۃ علی القبر او [illegible]
المقبرۃ وفی ذلک حدیث ابی سعید مرفوعا [illegible]
المقبرۃ والحمام رواہ الترمذی وقال العمل علیہ عند اہل العلم
قلت ولیس ھو علی شرط البخاری ذکرہ [illegible] ترجمہ
واورد معہ اثر عمر تدل علی ان النھی عن [illegible] لصحۃ
فساد الصلوۃ ترجمہ قبروں میں نماز کی کراہت اس سے
کہ نماز قبر کے اوپر یا قبروں کے درمیان واقع ہو
اس مسئلہ میں ابو مرثد غنوی کی حدیث امام مسلم نے روایت کی
ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو ان کی
طرف یا ان کے اوپر نماز نہ پڑھو امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ
حدیث بخاری کی شرط پر نہیں اس لئے ترجمہ میں اس کی طرف
اشارہ کیا اور اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر
وارد کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نہی نماز کے فساد کی مقتضی نہیں

ایسا ہی امام بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرمایا اور ایسا ہی حضرت ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرمایا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ؎

والمتحدین علیہ المساجد ولیس بالحق کا ہست
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا
ان پر اللہ کی لعنت قبروں کو سجدہ کرنے
والے ہیں یعنی
ان پر اللہ کی لعنت قصد تعظیم (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۶۲)

یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے
جو قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو
قبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔

مدارج النبوت کی عبارت

والمتخذین علیہا المساجد وگرداں بجائے قبور است و ایں
مر وقتے را تصور است بدے آں کہ سجدہ بقبور اندہ مقصود عبادت
آں دانند چہ پرستاں بمعنی پرستندہ و آنکہ مقصود و منظور
عبادت مولیٰ تعالیٰ دارند ولیکن اعتقاد کنند کہ توجہ مقبور ایشاں
معاونہ عبادت موجب قرب و رضائے مولے تعالیٰ ست
و موقع عظیم ست نزد حق تعالیٰ از جہت اشتمال وے

عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیائے وی ایں ہر دو طریق نامرضی و ناشرع
است۔ اول خود شرک جلی و کفر صریح ست و ثانی نیز حرام و ممنوع از
اشتمال بر شرک خفی بر تقدیر یکہ متوجہ است و نماز کردن بجانب
قبر نبی یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام ست و ہیچ کس را در
آں خلاف نیست اما اگر قریب قبر ایشاں سجدہ سازد تا ما
توجہ بجانب قبر بہ تبرک عبادت بآں موضع کردہ باشد علیحدہ ایں
ست و نزدیک امام دو زانیت و خالیت ایشاں عبادت
کامل و نسبتہ یا بہ محظورے دریں جا از زمرہ تعظیم و تبرک
ترجمہ: قبروں کو مسجد بنانے سے قبر والوں کی عبادت کرنا
ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خاص قبر کی طرف نماز پڑھی
جائے اور ان کی عبادت کی جائے جو بالکل حرام ہے اور
دوسرے یہ کہ قصد و عبادت نہ ہو لیکن اعتقاد یہ ہو کہ
وہاں عبادت کرنا قبر کی طرف نماز پڑھنے سے افضل
کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ ہے
کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور انبیاء کی غایت تعظیم پر مشتمل ہے یہ
دونوں طریقے ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں پہلا شرک جلی اور کفر
ہے اور دوسرا شرک خفی پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر تقدیر پر لعن
متوجہ ہے۔ اور انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف تعظیم و تبرک

لے ارادہ سے نماز پڑھنا حرام ہے اور علماء نے اس میں کسی
کو خلاف نہیں لیکن اگر ان کی قبر کے نزدیک نماز کے لئے کوئی
مسجد بنائی بغیر اس کے کہ نماز میں ان قبروں کی طرف نہ کرے
اس سے زیادہ جگہ جو ان کے جسم مطہر کا رقبہ ہے اس
کی نجاست سے اس کی روحانیت اور نیت کے اعداد
سے اور ان صفات کا حامل ہو اس میں کوئی حرج
نہیں ہے صاحب

ان عبارات سے علماء اور مفتیان جو ہمارے مطلب احادیث
سے ثابت کیا وہ صحیح ہیں یا ان احادیث سے استدلال نہیں یا اجتہاد وقت
میں ہے واحد ممنوع للذھوشہ لا یطیق ولا یرفع علیہ شاؤ قبل الناس
ہذا وھو بعد کما فی الرھۃ السراجیہ۔ ہمارے نزدیک ممنوع جو
ہے قبل ہذا صاحب نے فرمایا حرج نہیں اور یہی صحیح ہے جیسا کہ
سراجیہ میں ہے

حدیث نمبر ۳ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہہ کی اس روایت
کا بیان ہے رسول علیہ السلام نے مجھے مامور فرمایا کہ میں جو تصویر پاؤں محو کر دوں اور جو
قبر بلند پاؤں اس کو برابر کر دوں اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل مفتی صاحبان
پر لازم تھا کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ وہ تصویر مسلمانوں کی تھیں۔

دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے آیا بالکل زمین سے ہموار کر دینا کہ شان

بھی باقی رہے تو یہ سنت متوارثہ سے معارض ہے ف

تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا من سبت رکھتا ہے ف

جب ان امور کو صاف کر لیتے تب انہیں استدلال کی گنجائش تھی اب میں عرض کروں یہ بات تو مومن کے لئے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں کو جو قبور بنیں وہ حضور سے حکم و اجازت سے کرامت شریف ان میں ثبت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہ رکھتے تھے جس قدر قبور زمانہ اقدس میں بنیں صحابہ نے بنائیں حضور کی موجودگی نہ بھی ہوئی تو صحابہ کوئی کام بے اجازت نہ کرتے تھے وہ بے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو بلا اجازت طور بنا دیں ان میں یہ بات بالکل قصر کے خلاف ہے ف یہ تو ان قبروں کی حالت ہے جو بنی جاتی تھیں جیسا اب بھی تصاویر کی قبریں دیکھی جاتی ہیں مسلمانوں کو دیکھ کر ان کا مٹا دینا اور عام قبروں کا مٹانا جائز بھی ہے مسلمانوں کی قبریں مٹانا توہین سے ف

ف سب کا ثبوت ہونا مخالف پر جن قبروں کے بنانے کا حکم دینا وہ مسلمانوں کی تھیں

ف مسلمان کی قبر کا مثل زمین کے ہونا جو سنت متوارثہ کے معارض ہے

ف مخالف کو اس سے استدلال کی گنجائش یہ تھی کہ مسلمانوں کی قبریں صحابہ نے بنائیں تو جائز طور پر کیسی ہو سکتی ہیں۔ حضور نے کفار کی قبریں گرا دینے کا حکم فرمایا۔

عا ں شریف میں ہے امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بقبور المشرکین فدفنت یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے مشرکوں کی قبروں کے لئے حکم دیا تو وہ دفن کیے گئے
(فتح الباری ص ۳۲۰ ج ۱)

یہ حدیث صاف صاف بتا رہی ہے کہ مشرکوں کی قبروں کو کھود کر ان کی لاشوں کو
نکال دینے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا جیسا کہ بخاری شریف کی اس
حدیث میں ہے کہ

[illegible]

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وفی الحدیث جواز تصرف فی المقبرة الموقوفة علیہ
وجمیع جوازہ یمشی فتور الدارسة اذا لم یکن لحرمة

ف: بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ مشرکوں کی قبریں کھودنے کا حکم دیا تھا اور ابن عبدالبر کی عبارت
صریح طور پر مشرکوں کے لئے جو حکم تھا وہ مسلمانوں پر ڈالا۔ ت: مسلمانوں کے مقابر محترمہ میں
کھدائی یا تصرف کرنا حرام ہے۔

یعنی حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو مقبرہ جہہ وقف سے ملک
میں آگیا ہو اس میں تصرف کیا جائے اور پرانی بوسیدہ دیواریں
اکھاڑ دی جائیں۔ بشرطیکہ محترم نہ ہوں

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبروں [illegible]
میں تصرف کرنا ناجائز اور ان کی اہانت ہے۔ رہا [illegible]
سے یہ بالاجمال و بالاختصار ان تمام فتووں کی حقیقت ہے [illegible]
نمبر ۲ میں چھپے ہیں ایک تحریر مولوی سلیمان صاحب [illegible]
پچھی ہے انہوں نے قبول کے [illegible] ہے [illegible]
درپے ہیں کہ قبے اکثر معروض ہیں لیکن ان کی یہ تحریر غلط [illegible]
کیونکہ بخاریوں نے سجدہ بھی شہید کی ہیں۔ مولوی صاحب سے یہ [illegible]
ہے کہ مسجد جن میں سورہ جن نازل نہیں ہوئی تھی [illegible]
نازل نہیں ہوئی تھی یہ [illegible] پر [illegible]
تو کیا ان مساجد کا ڈھانا جائز ہو گیا ہندوستان کی کسی مسجد میں [illegible]
ہوئی تو کیا یہاں کی تمام مساجد شہید کر دی جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی فعل
کا کسی زمانہ میں واقع ہونا آئندہ کے لئے دلیل جواز کا [illegible]
ہے جس کے لئے حدیث صحیح الاسناد [illegible] ہو اور [illegible]
وہ فعل بھی ثابت نہ ہو۔ ہندوستان میں لاکھوں اولیاء کے مزار ہیں حدیث
کے قاعدے سے کسی کی سند محفوظ و مکتوب نہیں تو کیا یہ ان بزرگوں کی قبریں نہیں

ہیں اس سے اس کو ڈھانا جائز ہو جائے گا مسلمانوں کو نسل بعد نسل ایک چیز کی نسبت
خود دنیا کیا مسلمان سے وثوق و اطمینان کے لئے کافی نہیں ہے۔ اگر مولوی صاحب ایسا
فرمائیں تو صاف مان لیں ان کی نہیں کی جائیں گی جہاں مولوی صاحب محض نقل و مخالف موجود
ہو وہاں عورتوں کی عادت موافق سے اس میں بھی جب تک تواتر سے کافی اطلاع یقینی نہ
ہو جائے اس کو اٹھانا جائز نہ ہوگا جس کی کوئی سند مولوی صاحب کے
پاس نہیں ہے اس کو حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر بتانا کیا معنی رکھتا ہے ہاں مان لیں کہ یہ مسلمانوں کی اس
حقیقت پر تواتر سے جو حوالہ اس نے ان تین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی ان سے صلی اللہ علیہ وسلم بعجوہ کبیہ آخر ہذا وقی
لہ ایضاً وھو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت خرج مسرورا فقال یخطب
عائشۃ رضی اللہ عنہا ما شاء اللہ تزوجی وتمتعی بی ثم توفاہ اللہ بعینی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں باہر تشریف لے گئے اور اس وقت حضور غمگین
تھے اور سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر مسرور واپس تشریف
لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب فرمایا کہ اللہ نے اپنے
فضل و کرم سے تمہارے لئے بھیجا ہے اللہ کو زندہ رکھے اور تم کو زندہ رکھے
یا ایمان لائیں پھر اس کے بعد فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے جس کو جنت
المعلیٰ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی قبر مکہ مکرمہ میں ہے اس میں علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے وقیل جمعاً
بین الروایتین انہا دفنت اولاً بالابواء ثم نبشت ونقلت الی مکۃ

ودفنت بالجعول۔ کہ پہلے ابوا میں دفن کی گئیں پھر وہاں سے نقل کرکے
طرف جعول میں دفن کی گئیں۔ آثار محمدیہ و سیرۃ نبویہ للعلامہ سید احمد زینی دحلان
رحمۃ اللہ علیہ حرمین طیبین کی طرف امہات کو نقل کرنا وہاں سے ہجرت
میں ثابت ہوا ہے اب اس قبر کا انکار اور اس پر مسجد بنانا
کی نسبت مولوی صاحب بہت زیادہ تہذیب سے خلاف
کئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ
ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف
انتقل کفر نہیں ہوتا۔ آپ کا قصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے کس طرح متصور ہوگیا جبکہ آپ نے یہ طریقہ
لیا گیا یہ ایمان ہوتا تو آپ بھی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کا مکان بزرگان اسلام
تبرک حاصل کرتے رہے ہیں مولوی صاحب کا
نہیں ہوسکتا وہ کہتے ہیں
کی کتابوں کا مطالعہ
میں حوالہ بتاؤں گا
دلانا کہ دیا جاتا ہے آپ نے ابن سعود کی تائید میں
ہے کہ ان کو یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ کر ابن سعود کے
نہیں بلکہ پیکر اسلام مجدد سنت حضرت عمر فاروق کا ہاتھ پکڑیں جنہوں نے شجرہ

صفوان جس کے نیچے بیٹھ کر انحضرت نے حدیبیہ میں بیعت رضوان لی تھی کلہاڑی چلائی اور اس کا شاخ رچھینک دیا۔

بات آدمی کو فضیلت سے منانا چاہیئے اور کسی صحابی کی سخت ہجو ہوں ان سب اوصاف سے دور ہے یہ ہیں اپنے مطلب کے لیے۔ اقوال مشکل مسخ کردی جائے روایت کے ساتھ حدیث سعید بن مسیب عن سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمر عمر مبارک اتقاہ بعد وھبت شعبۃ ان کانت یجعل حضید یقال لہا وبعضہم یقول ھبید وھو جبل احد وسیرد وھبت استجرا یعنی سعید بن مسیب کی حدیث کو اپنے مطلب کے لیے توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں ان سے توجہ فرمائی اور حق ہے کہ ان کی حدیث کو رد کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم فرمایا ہے جیسا کہ میں نے اپنے علم میں آسمان حق تعالیٰ تصریح البیان میں فرماتے ہیں بلغ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فی بعض حلقتہ ان ناسا یصلون صلوۃ فقال ھم ومن قطعت حوف صلوۃ البدعۃ ہی درد کی لامام لسفی فی تفسیرہ لما عیبت علیھم من ذلل سعید بن ابی وھبت یقول الفقیر فبکل التوفیق بین الروایتین ان لھم لما عیبت علیھم وھم یصلون

خفت الشجرة على ظن انها هي شجرة البيعة فأمر عمر رضي الله عنه بقطعها
وفي كشف النور لابن الحنبلي اما قول بعض المغرورين بأنا نخاف على
العوام اذا اعتقدوا اولياء وعظموا قبورهم والتمسوا البركة والمعونة منهم
ان يدركهم اعتقاد ان الاولياء تؤثر في الوجود مع الله يكفرون ويشركون
بالله تعالى فنهاهم عن ذلك وهدم قبور الانبياء والصالحين لما يفضي
عليها وتزول الستر عنها وتجعل اهانة الاولياء ثم احتج عليهم
الجاهلون ان هؤلاء الاولياء لو كانوا مؤثرين في الوجود مع الله لدفعوا
لدفعوا عن انفسهم هذا الاهانة حتى فعلتم معهم وعلمان هذا
الضيع كما صرح به خود من قول فريق من [illegible]
ربما في الخاف ويبدل دينكم [illegible]
يجوز هذا الضيع من اجل الامر الموهوم وهو اصدا على عامة
یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں جس درخت کے
کے پاس نماز پڑھتے ہیں آپ نے انہیں حکم دیا [illegible] آپ سے کہا گیا وہ درخت
کاٹا گیا۔ بخوف ظہور بدعت عالم نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر میں روایت بیان کی ہے
وہ درخت گم ہو گیا اور کسی نے نہ بتایا وہ کہاں گیا علامہ فرماتے ہیں ان دونوں
روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب وہ صلی درخت ناپید ہو گیا تو
لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگے کہ وہی درخت ہے
ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا یعنی

جس کو لوگوں نے غلط طور پر سخت بیعت گمان کیا تھا کہ اصل سخت کو ابن ناجی
کی کشف اللہ ال ہے بعض جزوی کا یہ بہ دیا رہیں خوف سے زعام لوگ کسی
ولی سے متعلق ہو جائے اور اس کی قبر کی تعظیم ہو اور اس سے برکت وہ دعا طلب
کریں تو وہ ان فقہاء میں شمار ہو جائیں گے وہ اولیاء ہوتے اللہ تعالیٰ کے
ساتھ اور ان میں عمل کی جہ سے ہے ہیں ان سے ساتھ شریعت میں تو فاقہ
واشتراک ہوتا ہے سے ہیں اس سے منع رہتے ہیں اولیاء ان کو ان ہوتے
ہیں اور جو ان میں نافی کی ہیں ان کو وہ ستے ہیں اور ان کو ہیں سناتے ہیں
والی ان کی ہیں ستے ہیں تا کہ اس حال میں ان کو اولیاء اللہ کے
ساتھ ملحق ہو جائیں تو ہوتے ہیں ستے ہیں ان کو دور کر دیتے
ہوں ہیں ستے ہیں تا کہ ان کو ہیں پھر اس لیے ان مقصد سے قبر
ہو جائے ہیں ستے ہیں خوف سے کہ ان کو فتنہ میں نہ ڈالیں گے اس تقریر سے خود ہے
جس کو اللہ تعالیٰ نے ہیں ستے قدیم ہیں نفس کو بیمار بھی چھوڑ دو موسیٰ کو قتل کر ڈالوں
اور نہیں چاہتے اور اپنے سے کو پکاریں میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل
دیں یا ہیں ہیں ہیں فساد ظاہر کریں اور یہ فعل یعنی قبر کو ڈھانا یہ امر موہوم یعنی حرام
کی گمان سے خوف سے ہو کر جائز ہو سکتا ہے اب مولوی صاحب اس میں غور فرمائیں
تفسیر میں پورا مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے جس کے وہ درپے ہیں اور مولوی صاحب
کے قیاس فاسد پر رد آ گیا ہے اللہ تعالیٰ راہ راست دکھائے۔ آمین۔

رسالہ

کشف الحجاب

عن

مسائل ایصال الثواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی
رسولہ الکریم والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

میرے محب مخلص جناب منشی شوکت علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وطن قصبہ دہلی میں مسائل ایصال ثواب سے متعلق چند سوالات ارسال فرما کر ایک دو دن محبوس کیا اور چند سوال لکھ کر فقیر کے پاس بھیجے، ساتھ ہی یہ بھی درخواست کی کہ ان مسائل کے متعلق قرآن و حدیث اور کتب مذہبہ معتبرہ کے اقوال تحریر کئے جائیں اور ہو سکے تو اختصار کو بہت ملحوظ رکھا جائے ان کی اس مستدعا پر یہ جواب قلمبند کر کے بنام کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب کے نام سے موسوم کرتا ہوں ان جوابوں میں محض اظہار حق اور اظہار دین کا صداقت بیان مدنظر رکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے

حق میں نافع کرے اور انہیں قبول حق کی توفیق دے اور وہ قرآن و حدیث کی روشنی سے منتفع ہوں اور باطل کی کجروی اور حق سے روگردانی اور مستکرین کی معاندانہ باتوں اور ان کی ذاتی رایوں سے محفوظ رہیں علیہ توکلت والیہ انیب وھی حسبی نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

المقصر جل المتین

عبد محمد نعیم الدین آبادی غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما اھل بہ لغیر اللہ کی حرمت قرآن کریم میں پندرہ جگہ وارد ہوئی

سوال ما آن مل گ فاتحہ حیات او صدقہ کہ کہ ج ا ت ں ا ص ھ
بلعیر نقد ں ا ل ے او قرآن ت ف ں س ا ر ا ی ا ے ھ ھ
اللہ کی تشریح کر دیجئے تاکہ یہ مسئلہ بھی طرح صاف ہو جائے

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آیات

آیت ۱: انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ پ ۲ ع ۵ البقرۃ

آیت ۲: حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ پ ۶ ع ۵ المائدۃ

آیت ۳: او فسقا اھل لغیر اللہ بہ، پ ۸ ع ۵ انعام

آیت ۴: وما اھل لغیر اللہ بہ۔ (پ ۱۴ ع ۱۱، نحل)

ان آیات میں ما اھل بہ لغیر اللہ کو حرام فرمایا گیا تحقیق طلب بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں ما اھل بہ لغیر اللہ سے کیا مراد ہے اس کے لئے ذیل کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔

[illegible]

لو ذبح لغیر اللہ تعالیٰ مما ذکر علیہ غیر اسم اللہ وھو مما کان یذبح لاجل [illegible] ما اھل بہ لغیر اللہ تعالیٰ وہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا ایسا جانور جسے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جاتا تھا

[illegible]

[illegible] ما ذبح علی اسم غیر اللہ ویرفع الاصوات بذکرہ عند الذبح الیھا۔ ترجمہ وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اصل میں [illegible] مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے وقت بلند آواز سے

تفسیر ابن کثیر آیت مذکورہ

وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح لاجل صنم ونحوہ وذکر علیہ غیر اسم اللہ و اصل الاھلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اھل الجاھلیۃ باسم اللات والعزی۔ ترجمہ وما اھل بہ لغیر اللہ، یعنی جو جانور کے لئے ذبح کیا گیا اس پر غیر خدا ذکر کیا گیا اور اصل میں اھلال آواز بلند کرنا ہے یعنی اس کے ساتھ بت کے لئے آواز بلند کی گئی اور اہل جاہلیت کا نام لات وعزی کہنا تھا۔ لات و

عزیٰ مشرکین کے بتوں کے نام ہیں ان کے لئے جو جانور قربانی کرتے تھے اس کو باسم
وعزیٰ کہہ کر پکارتے تھے۔

تفسیر لباب التاویل جلد ۱ ص ۱۱۵ :

وما اهل به لغیر الله یعنی وما ذبح للاصنام "لو علمت واصل
الاهلال رفع الصوت وذلك انهم كانوا اذا ذبحوا
الهتهم اذا نحوا لها" ترجمہ : وما اهل به لغیر الله یعنی جانور
کے لئے ذبح کیا گیا بوں اصل میں اہلال کہتے ہیں آواز بلند کرنے کو
معبودوں کے نام کے ساتھ وہ یہ کرتے تھے جس وقت ذبح کرتے

تفسیر علامہ بلی سعود جلد ۲ ص ۱۲

وما اهل به لغیر الله ذبح یرفع به الصوت
ترجمہ : وما اهل به لغیر الله یعنی وہ جس جانور کو ذبح کرتے وقت آواز
بلند کی گئی ہو۔

تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۰ :

فمعنی قوله وما اهل به لغیر الله یعنی ما ذبح
لاجله وهو قول مجاهد والضحاك وقتادة وقال ربیع ابن انس وما اهل
علیه لغیر اسم الله وهذا القول اولی لانه اشد مطابقة للفظ ، ترجمہ : ما اهل
به لغیر الله کے معنی یہ ہیں کہ جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو یہ قول مجاہد، ضحاک، قتادہ
کا ہے۔ ربیع ابن انس اور ابن زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیر خدا کا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولیٰ ہے

کیونکہ اس میں مطابقت لعطی زیادہ ہے

ان آثار تضا یہ ہبہ دے ثابت ہوا وقت ذبح جس جانور پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مشرکین عرب بتوں کی قربانی کے جانوروں پر ان کے ناموں کا ذکر کرتے تھے جس وقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا جو حرام اس کو غیر کے نام سے پکارا انتقال [illegible] عقیقہ کا [illegible] بگڑ وقت ذبح [illegible] جایا ہو تو وہ حلال ہے [illegible] اہل [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

وان ذکر معه موصولا لا معطوفا بان یقول باسم الله محمد رسول الله
کره ولا یحرم وان ذکر مفصولا بان یقول قبل التسمیه و قیل ان یصح الرجوع
اویعده لا بأس به هکذا فی الهدایه ومن ههنا علم ان النقرة المذکورة
للاولیاء کما هو الرسم فی زماننا حلال طیب لانه لم یرد الرسم علی ذبح
وقت الذبح وان کان لو ایندروبها۔ ترجمہ ما اهل به لغیر الله کے معنی یہ
کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً بتوں وغیرہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو
انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ تو اگر تنہا غیر خدا کا نام لیا گیا یا غیر
کے نام کے ساتھ معطوف کرکے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح باسم اللہ محمد رسول اللہ
اور لفظ محمد کے بعد یعنی رسول کے ساتھ معطوف کرکے تو ذبیحہ ذبح کے وقت اللہ کا نام
ملا کر دوسرے کا نام بقیہ عطف کے ذریعہ مثلاً یہ کہا باسم اللہ محمد رسول اللہ تو وہ
بھی حرام نہیں ہے۔ اور اگر یہ نام کہ اس طرح ذبح کرتے وقت یا ذبح کرنے سے پہلے اللہ کا
نام لیا قبل اس کے جو غیر کا نام لیا، تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اس عبارت
یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کچھ اولیاء اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے جیسا کہ اس زمانہ
میں رسم ہے وہ حلال اور طیب ہے اس لئے کہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا
گیا اگرچہ وہ ان کے لئے نذر کرتے ہوں

ان عبارات سے روز روشن کی طرح منظر ہوا کہ ما اهل به لغير الله
اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقت ذبح غیر
خدا کا نام پکارا گیا ہو اس کے علاوہ کوئی اور چیز یہ آیت حرام نہیں کرتی نہ فقیہ والا کام جس پر ہمیشہ

فقیر کا نام پکارا جاتا ہے۔ نہ اور کوئی چیز جو اس کے ساتھ مشابہ ہو نہ وہ ذبیحہ جس پر ذبح سے قبل یا بعد غیر خدا کا نام نذر کیا گیا ہو حتیٰ کہ اگر منت میں خاص قبر کے وہاں یہ لیا جائے اپنے صاحب کی گائے ذبح ہوگی بعد عبد الرحیم کی بھیڑ اسماعیل بخش کی وہ اس کے بعد وہ گائیں صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کی جائیں تو وہ حلال ہیں قربانی مقبول ہے اور ایسے ہی دوسری نذریں جو شرع میں ثابت ہیں جیسے فاتحہ و نیاز، صدقات و خیرات وغیرہ امور [illegible] قول یہ کہ جس کی تائید میں وہ تمام تفاسیر معتبرہ کی عبارت اوپر لکھ آئے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

سوال [illegible] بعد [illegible] بعد [illegible] پڑھنا کیسا ہے بینوا توجروا

[illegible] کتاب [illegible] حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب

[illegible] حدیث سے ثابت ہے [illegible] احادیث نسائی و ابوداؤد و مسلم شریف کی حدیث سے

عن ابی ھریرۃ قال زارنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد ارواہ مسلم و مشکوٰۃ و [illegible] عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی

اسی طرح شہداء احد کے مزارات پر اور دوسری قبور پر حضور کا زیارت کے لئے تشریف لے جانا احادیث سے ثابت ہے اور حضور نے زیارت کا حکم بھی دیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ فزوروا القبور فانها تذکر الموت۔ قبروں کی زیارت کرو
سے موت یاد آتی ہے۔

قبروں پر پھول ڈالنا

پھول قسم نباتات سے ترجیح ہے جب تک ان میں تر
زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں

فرمایا: وان من شیئ الا یسبح بحمدہ اور اس کی تسبیح سے ہمارے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر ترک
میں ہے۔ لعلہ یخفف عنہما ما لم ییبسا

علماء نے اس حدیث سے قبروں پر
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
اس جماعت کا یہ حدیث

علامہ شامی علیہ الرحمۃ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

قد افتی بعض الائمۃ من متاخری الحنفیۃ بما اعتید من
وضع الریحان والجرید سنۃ بھذا الحدیث ہمارے متاخرین حنفیہ میں سے
بعض اماموں نے فتویٰ دیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں قبروں پر پھول اور تر شاخیں ڈالنے کا
دستور ہے یہ سنت اس حدیث سے ثابت ہے۔

اس مسئلہ کی کامل تحقیق و تشفی فقیر کی کتاب فواکہ الزہر میں ہے

شیرینی، عطر، لوبان، عود اگربتی وغیرہ خوشبوئیں

فقراء کے لئے شیرینی اور [illegible] قوت آزمائی کی خاطر
کے لئے خوشبو اور [illegible] وہ ایسی چیز ہیں جو لے لینے میں
ہوتی ہیں [illegible] سے کسی کو [illegible] دینے
والے کے لئے [illegible] صدقات سے [illegible] حدیث سے
[illegible]

عن انس [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ [illegible] من مولاک وحج صغیرا وعلموہ
بعض دلک [illegible] عن ابیہ لیصلی یعرفون بہ کما فرض حدکم
یصلی [illegible] وحجتی عن الصبی ان یحج قبل
عملہ غیر احد من [illegible] صلاۃ بکل وصوما وحجا و
صدقۃ وقیاد [illegible] من انواع البر وبصل
ذلک فی امیت [illegible] ترجمہ
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے [illegible] نہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا کہ ہم اپنے مردوں کے واسطے صدقہ دیتے ہیں ان کے لئے حج کرتے ہیں کیا یہ انہیں پہنچتا
ہے فرمایا ہاں ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے کہ تم میں سے کوئی
ایک طبق اشرفی پر خوش ہو جبکہ اس کو ہدیہ کیا جائے اس حدیث کو ابو حفص عکبری نے

روایت کیا اس سے ثابت ہوا کہ آدمی کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو دے یہی اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ یا قرآن شریف کی تلاوت یا ذکر یا ان کے علاوہ اور نیکیاں اور یہ میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نافع ہوتا ہے زیلعی باب حج عن الغیر میں یہی ہے۔ اور اقی الفلاح شرح نور الایضاح ص۴۳۳

قبر پر چادر ڈالنا چادر بزرگوں کے مزار پر اس نیت سے ڈالی جاتی ہے کہ ہوا سے [illegible] تعظیم ان کی تعظیم ہو اور زیارت کرنے والے [illegible] ہے۔ رد المحتار جلد ۱ ص۲۳۲ میں ہے

کرہ بعض الفقہاء وضع الستور و [illegible] علی قبور الصالحین ولا بأس قال فی فتاوی بخارا وتکرہ الستور علی القبور ولکن نحن نقول لیس ان تقصد بہ التعظیم بل ہو [illegible] حتی لا یحتقرہا صاحب القبر وحلۃ الخشوع والادب للداخلین لان الاعمال بالنیات۔ ترجمہ بعض فقہاء نے پردے اور چادریں اپنے صالحین اور اولیاء کی قبروں پر ڈالنے کو مکروہ لکھا فتاوی بخارا میں ہے قبروں پر پردے مکروہ ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس وقت تک جب عوام کی نظر میں تعظیم مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں اور شائقین زیارت سے طلب ادب اخلاص منظور ہو جائز ہے کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے

مدد طلب کرنا مقبولان بارگاہ الٰہی سے مدد طلب کرنا اور انہیں بارگاہ حق میں بھروسہ مراد کے لئے ذریعہ بنانا جائز ہے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں:

"پایہ دانست کہ استعانت از غیر بوجے از اعتماد بآں غیر باشد
واو امنظہ عوان الہی نمائد حرام است واگر استعانت بمحض بجانب
حق است واو را یکے از مظاہر عوان الہی دانستہ بہ نفاذ اسباب
بعنایت او تعالیٰ دل نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از
[illegible] شرک ہیچ حائز نیست وامیا و اولیا
نیز استعانت غیر کردہ اند و حقیقت ایں ہمہ استعانت
بحضرت حق است [illegible] تجسم
کہ بصورت ایں ہمہ [illegible] و [illegible]
[illegible] جہل [illegible] و آنچہ صرف
بحضرت حق تعالیٰ [illegible] مظاہر عوان او
تعالیٰ [illegible] اسباب [illegible] کے لیے [illegible]
مدد طلب [illegible] اور [illegible] اور شریعت میں
بھی [illegible] انبیا و اولیا نے بھی [illegible] جس کی
مدد طلب کی ہے اور حقیقت یہ استعانت غیر کے ساتھ
نہیں بلکہ حضرت حق ہی کے ساتھ ہے۔

حصن حصین کی حدیث میں وارد ہوا:

وان اراد عون فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد
اللہ اعینونی [illegible] ترجمہ: اور اگر مدد چاہے تو چاہیے کہ کہے اے خدا کے بندو

میری مدد کرو، اے خدا کے بندو! میری مدد کرو، اے خدا کے بندو! میری مدد کرو

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں حضرت شیخ ابوالعباس احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار نقل کئے ہیں

اذا لم یمددنی جامع لشتاتہ اذا ما استطال الرمل بی مکر

وان کنت فی ضیق فکم من فتیۃ فتیا الخ

میں اپنے مرید کا جس کی بکھری ہوئی باتیں جمع نہیں کرتا ہوں جب ریت مجھ پر حملہ آور ہوتی ہے تو میں تنگی اور سختی اور وحشت میں ہوں گا۔ کتنے ہی نوجوان ہیں

سید وحی اللہ علیہ السلام کے بعد سے قبل از آں سے ہی مشکلات میں آپ کے مرید سے مدد مانگتے رہے ہیں کہ یا اللہ ہمیں فلاں کا نام لے کر مدد کرو من قبر یستغیثون علی یدیہ کذا

سوال ۲: محفل میلاد شریف جس میں ذکر ولادت اور قیام وقت ولادت تک آخر میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے عائشہ یا ناجائز ہے؟

الجواب

محفل میلاد شریف جائز اور موجب برکت ہے کہ یہ عمل صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے حدیث شریف میں وارد ہوا،

روی ابو سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ

جبرئیل فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت لک ذکرک قالت الله و رسوله اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی قال ابن عطاء جعلت تمام الایمان بذکری معک وقال ایضا جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی ترجمہ حضرت ابو عبیدہ کی بیٹی حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل نے میری خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ کا رب تعالیٰ آپ کا ذکر بلند فرماتا ہے میں نے فرمایا ہاں جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا ابن عطاء نے کہا میں نے اس کی یہ تفسیر سنی ہے کہ میں نے ایمان کی تکمیل آپ کے ساتھ ہونا اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر ملا کر کیا ہے تو جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا

سید علی حسینی سید رسول شریف آوی [illegible] یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول [illegible] علیہ وسلم حریص ہیں [illegible] فرمایا ہیں قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین دوسری جگہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہیں قد جاءکم رسولا منکم یتلو علیکم آیات اللہ مبینات فرمایا ہیں ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیاتہ الخ غرضیکہ صاحب مختلف عنوانوں سے مختلف صفتوں سے جا بجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیع الذکری کا ذکر ہے جس حبیب کی تشریف آوری کا ذکر اس اہتمام کے ساتھ قرآن عظیم میں ہو اور پہلے انبیاء بھی ان کی تلاوت مبارک کا تردد سناتے رہے جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت وارد ہوا کہ آپ نے خاتم المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی مصداق جو رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

تو پھر کون مسلمان ہے جو حضور کے ذکر و تشریف آوری کی محفل شریف سے میں تردد کرے یا اس کو بدعت و ناروا کہہ سکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد میلاد تو ابھی آیت میں مذکور ہوچکا کیا ایسا بھی عمل بدعت ہوتا ہے نہیں نہ ایسا ہے آئے ہیں بلکہ میلاد النبی کا ذکر ولادت موجب برکت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی قوم کو بدایت فرمائی تھی کہ انبیاء کی تشریف آوری کا ذکر ایام اللہ قرآن میں سب سے بڑا ہے

واذکر موسیٰ لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء ترجمہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تو اللہ کی نعمت کا ذکر کرو جو تم پر ہوئی جب اس نے تم میں انبیاء پیدا کئے

ان آیات بینات کے ہوتے ہوئے کون مسلمان ذکر و ولادت کی محفل کے جواز میں شبہ کرسکے۔ رہا ذکر ولادت کے وقت قیام کا تو وہ بھی ہے تعظیم ذکر تشریف آوری کے لئے ہے تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ تعظیم کے واقیام کی کوئی بحث ہوسکتی ہے، اور تعظیم کے لئے قرآن عظیم میں ارشاد ہوا

وتعزروہ وتوقروہ۔ یعنی آپ کی تعظیم و توقیر کرو

تو جب آپ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہوا تو قیام تعظیمی یعنی مطابق حکم الٰہی ہوا علاوہ ازیں کسی سرور و بزرگ کے لئے قیام کرنا سنت صحابہ بھی ہے جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ سننے کے لئے شوق میں

قیام فرمایا

فلت لو فی اللہ تعالیٰ بیعتک صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان تستاذن
من جلوسک ھذا لامر قال ابو بکر قد سئلتنی عن ذالک فقمت الیہ

یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
سے عرض کیا کہ اگر آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات دن اور اس ارکی وفات
آپ سے دریافت [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور سے
دریافت کیا [illegible] حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں، وہ
میں نے کیا

[illegible] سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا محبوب بیان کے شوق میں کھڑا ہو جانا
[illegible] سے معلوم ہوا کہ [illegible] کی سنت سے [illegible] حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہوا

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنی تم پر
میری سنت بھی لازم ہے اور میرے بعد راشدین کی سنت بھی لازم ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فعل خود ہی ہمارے لیے بلکہ حدیث سنت ہے
اور آپ ہمارے دین کے مقتدا ہیں لیکن یہ اور فضل ترہے کہ آپ کا یہ فعل شریف
حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں صادر ہوا تو اس
فعل پر ان دونوں حضرات کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے سامعین کا قیام بھی ثابت ہوا
اور حدیث شریف میں خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر قیام فرما کر اپنی پیدائش

کا ذکر فرمانا موجود ہے۔

حدیث فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم الی ان قال و جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ و خیرھم بیتا رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۲

تقسیم شیرینی ظاہر ہے کہ یہ تقسیم بھی قابل سوال نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ یہ تقسیم موقع سے مدرس اسلامیہ میں ہوا ہے جہاں عمل ہوتا ہے کرتا مگر مجلس میلاد شریف کی جو بدعت سیئہ ہے اس کی جانب سے توجہ نہ ہٹے اس لئے سوال میں یہ تقسیم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سنت سے ثابت کی ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو علماء جزاہم اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین۔

بیہقی در شعب الایمان بروایت [illegible] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ الحق آں سورت را دہ سال خواندہ فارغ شد و دختر شتر سے ذبح کرد طعام از گوشت پختہ یاران حضرت پیغمبر خوانید ند ترجمہ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کو اس سے متعلق دس سال کے

ساتھ ماتھ [illegible] پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے خطبہ کے روز
ایک اونٹ ذبح کرنا بہت لذیذ کھانا پکوایا اور اصحاب سے سوال کیا صلی
اللہ علیہ وسلم یا

[illegible] سے بعد [illegible] تفسیر واضح علماء خلیفہ
وہ [illegible] سے [illegible] سے متعلق [illegible] ہے تو
[illegible] تو [illegible] سے

سوال [illegible] یہ [illegible] ہے یا کھانے
[illegible] سے [illegible] کھانا جائز
ہے یا نہیں

جواب

[illegible] سے حدیث نقل کی ہے اہلسنت
کا مذہب یہ ہے کہ [illegible] عبادت ہے وہ نفلی ہو یا فرض صدقہ ہو یا طلاق
وغیرہ [illegible] ہے [illegible] گیارھویں یا تیرھویں یا سوم دسواں
چہلم [illegible] طعام وصدقہ وطلاق وغیرہ [illegible] ہوتا ہے اور
اس کا ثواب [illegible] وغیرہ کو پہنچایا جاتا ہے عبادت مذکورہ بالا اور
اس حدیث سے جو اس عبارت میں منقول ہے ان امور کا جائز اور نافع اور سبب خوشنودی
ارواح ہونا ثابت ہے [illegible] کھانا اس کی نسبت سوال بہت عجیب ہے کھانا

سامنے ہی رکھنے کی چیز ہے پس پشت رکھنا اس کا کسی صاحب کو ثابت ہو تو وہ اس کی
کر سکتے ہیں۔ جو چیز خدا کی راہ میں دینے کے لئے سامنے لائی جائے یہ سامنے لانا تملیک و
تمکین کے لئے ہے کہ قبضہ متحقق ہو جائے جو صدقہ و ہبہ کی صحت کے لئے ضروری ہے
درمختار میں ہے۔

والصدقة كالهبة تتم مع التبرع وحسن [illegible] صحیح جلد صفحہ
اوائل میں ہے۔ والتمكن من القبض كالقبض

لہٰذا اس سے لازم صحت صدقہ کے لئے ہے تو اس [illegible] نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں کھانے سے قبل ہاتھ اٹھا کر دعا [illegible] صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے

ثم رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ فقال اللھم
اجعل صلوٰتک ورحمتک علی آل سعد کما قال عبدک ورسولک صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم من الطعام۔ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] دعا فرمائی اس کے بعد فرمایا اور یہ کہ مسلمان نہیں جانتا [illegible] شروع کرنے کے
وقت بسم اللہ پہلے پڑھنا چاہئے تو بسم اللہ قرآن نہیں ہے یا بسم اللہ پڑھنے وقت کھانے
کو سامنے سے ہٹا دینا شریعت نے لازم کیا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک کی تلاوت سے ثابت
حاصل ہوتی ہے صدقہ ایک نیکی ہے تلاوت ۱۰۰ نیکی نیکی کے ساتھ نیکی ملانا نیکیوں
کی زیادتی ہے۔ اور دعا میں ہاتھ اٹھانا یہ سنت دعا سے احادیث سے ثابت ہے حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں ہاتھ اٹھاتے تھے یہ ہاتھ طلب سوال کے

ے اللہ کے حضور پھیلائے جاتے ہیں بندے کی سعادت ہے اور اس کے مانگنے سے
اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ جب اس کے
سامنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شرم آتی ہے کہ اس کو خالی ہاتھ واپس فرمائے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان یکم حیی کریم یستحی
من عبدہ اذا رفع الیہ یدیہ ان یردھما صفرا

(رواہ الترمذی وابوداؤد ... مشکوٰۃ ص۲۰۱)

ھ ں ا ے سے ہ ت لیا ہ ت ہے اور صدقہ نافلہ کا
ھ ا ا ص ے ے ھا ے فتاویٰ ہ ی ں سے

ا ا ی ھا ت ے لقصد ایصال ثواب روح ایشاں چہ جوز د
ھا ہ ت ا ی ا ی ا ی ے ں ے ں ے ں

سوال ۵ تیجہ میں تیسرے دن کا تعین قرآن اور کلمہ پڑھنا بچے کی تقسیم اور کھانا کھلانا غرباء
وہ عزیزوں یا دوست یا مساکین جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کوئی شے کسی کی ملک ہے بغیر اس کے حکم کے دوسرا نہیں ہو سکتی ہے جو لے والے
کے لئے جواز پر کوئی دلیل شرعی نہیں رکھتے اور ان کا یہ قول کہ تیجہ میں
صدقہ ہو خیر ہے اور یہی تیجہ میں ہوتا ہے اور یہی اس کی حقیقت ہے اور اموات
ثواب پہنچانا اور اس سے دعا میں مانگنا اس تعریف سے ثابت
چکا۔ اب رہی یہ بات کہ اس سلسلہ میں جو چاولیہ مختار اور اس کے دیگر
ہے کہ تیجہ میں کھانا کھلانا تو مقصود ہوتا نہیں بلکہ اس کے ساتھ
موجود ہوتے ہیں تو نہیں میت کی
آگئے ہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ
اس کی تفصیل اوپر کے جواب میں

تیسرے دن کا تعین تیسرے دن کا تعین محض آسانی کے لئے ہے کہ وہ تو
تعزیت طرفین ہو جائے گی اس دن سب لوگ تعزیت سے
بغیر کسی دعوت و طلب کے اجتماع ہو جاتا ہے ایسا تعین شریعت میں ممنوع نہیں اور
دین و دنیا کے تمام کام ناجائز ہو جائیں مدارس میں تعطیل کے دن معین ہیں لوگ اپنے

اور اور وہ طائف سے لئے وقت معین رہتے ہیں واعظ اور استاد بنی کے جلسوں اور
تار تقریبات لے لئے ان معین سے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی چیز ناجائز ہو تو
تیجہ کیوں ناجائز ہو جائے یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ نیکیوں کا ثواب تیسرے
دن پہنچتا ہے ایسا سمجھنے والا کوئی قرآن میں تیجہ کرنے والے کو مرنے کے وقت
سے ایصال ثواب کرتے ہیں یہ سے دفن ہونے سے پہلے قرآن شریف
اور فاتحہ پڑھتے ہیں اور دفن سے صدقہ دیتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور
ثواب پہنچاتے ہیں ان کی سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ تیسرے دن کے سوا
دن سے پہلے سے ثواب پہنچانے میں ہیں سمجھا نہیں ہیں اور جمعہ سے بھی
جمعہ سے وعظ میں مرنے سے مصیبت تاوجہ واعظ صاحب موت
والوں کو تسلی دیتے ہیں حوالہ شاہ صاحب کے یہاں تیجہ ہونا مارے
معمولات کے ہے ۔

نوٹ صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ آں قدر او مدہ سیروں رحساب ست
صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ آں قدر او مدہ یادوا مدست وباشد وعلمہ
صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ آں قدر او مدہ یعنی تیسرے روز لوگوں کا
قدر او مدہ سوا رحساب وشمار سے ماہر تھا اکیسی ختم قرآن تلاوت
سے فارغ ہوئے تھے لگ بھگ سے بھی زیادہ اور کلمہ کے ورد کا تو
حساب ہی نہیں ۔

سوال ۱۶ شب برات کو حلوہ پکانا حرام بتاتے ہیں اس کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں کہ حلوہ پکانا جائز ہے یا نہیں؟ اور کوئی شخص اپنی رائے سے کسی چیز کو حرام رکھتا ہے یا نہیں

الجواب

شب برات بہت برکت والی رات ہے شریعت میں اس کی بہت فضیلت ہے اکثر مفسرین کا قول ہے کہ آیۃ مبارکہ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ میں شب برات ہی کا بیان ہے احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس شب میں عبادتوں اور نیکیوں اور استغفار کی تاکید آئی ہے اس بارے میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب سے طلوع فجر تک رحمت سے اپنی دنیا کی طرف متوجہ ہوتا استغفار کرنے والے اور روزی مانگنے والے اور مصیبت میں مبتلا رہائی چاہنے والوں کو فرماتا ہے کہ ہے کوئی حاجت طلب کرنے والا میں حاجت روا ہوں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس رات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ بیمار کی کثرت اور مردوں کو ثواب پہنچانا اس شب میں بہت ہے اطعمہ و طعام بھی فضیلت ہے اور طعام میں جو لذیذ ہو جس کا خرچ زیادہ ہو مسلمان حلوے کی بہت تعریف کیا کرتے ہیں وہ اس کا حکم پائیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون.

تفسیر مدارک میں ہے

وعن عمر بن العزیز انه کان یشتری اعدال السکر ویتصدق بها فقیل له لما تتصدق بثمنها قال لان السکر احب الی فاردت ان انفق مما احب

حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ فرمایا کرتے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ اس کی قیمت صدقہ کیوں نہیں کر دیتے، فرمایا شکر مجھے پسند ترین چیز ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہی چیز خرچ کروں جو مجھے پسند ہے۔

ثابت والبنانی رحمۃ اللہ علیہ محبوب و عزیز تھے آپ کی تمنا تھی کہ جو چیز اللہ کو محبوب و پسند ہے اس کو خرچ کریں تو ثابت کا صدقہ کیا اور اللہ کے لئے اپنی محبوب چیز کو خرچ کرنا کیا وہ گوارا نہ کرتا کہ اس کی راہ میں کوئی چیز کو محض اپنی محبوب چیز کے خرچ کرنے سے روکتا ہے یہ بات جس کے دل میں آجاتی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اے ایمان والو حرام نہ کرو ان پاک چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا اور حد سے نہ گذرو اللہ تعالیٰ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ

ما را ابتدائے کرامت شب برات فرمود کہ در شب پانزدہ شعبان

بر ما قریب سہ وصال بخانہ آمدہ بود کہ ناگاہ جبرئیل آمد و گفت

آں روز شب مبارک و تقسیم برات یکسالہ است بر خیز و برائے

مردگان مدفون جنت بقیع در انجا رفتہ دعا کن بخانۂ آنحضرت

اچھیں کردند برائے آں رسم فاتحہ دریں شب ست خواہ نان و حلوا
خواہ ہر چہ خواہد مگر در بہت حلوا می باشد و در بخارا سرقت قتلہ وغیرہ
می کنند۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنہ وصال کے شب سات
کو عشاء کی نماز کے بعد دولت سرائے اقدس تشریف لے گئے اہل بیت علیہ السلام رو
ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج سال بھر کے بعد ہمارے گھر
تشریف لے آئے ہیں کہ وہاں کے لئے ایصال ثواب کریں اس
اس شب میں فاتحہ کا ستر سے ہوا ہے اور حلوا ہی خواہ نان ہو
ہوتا ہے اور بخارا میں سرقت قتلہ وغیرہ کرتے ہیں

شاہ صاحب کے کلام سے معلوم ہوا کہ یہ رسم بد شرک سے خالی
واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵۔ بدعت کا لغوی معنی کیا ہے اور شرعی معنی کیا ہے

الجواب

بدعت لغت میں ہر نئی بات کو کہتے ہیں خواہ شرع میں اس کا اطلاق اچھی بات
امور پر ہوتا ہے جن کو لوگوں نے ایجاد کیا ہے دین میں اصل ایسا ہوا ہے اس کا عمل و قبول شریعت میں
ثابت کیا جائے اور اس سے کوئی سنت اٹھ جائے جیسے رفض و خروج و ہابیت و مودودیت
اسی کو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ کہتے ہیں اور کبھی اچھی احادیث میں آئی ہے جیسے ابھی
میں اس کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے وہ کان خلاف ما امر بہ یعنی جو حکم شرع

کے خلاف ہو

او ر بدعت بھی خود دو قسم پر منقسم ہوتی ہے ایک بدعت ہدیٰ جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں دوسری بدعت ضلالت جس کو بدعت سیئہ کہتے ہیں جمیع الجارحیں ہے ہی ہوتی ہے کل بدعۃ ضلالۃ الخ۔ ھذا وللتفصیل مقام آخر ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ وصلی اللہ علی حبیبہ المصطفیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل متین

سید محمد فیض الحسن عفی عنہ

۲۳ شوال ۱۳۲۳ھ

وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو مسلمان پاکستان میں ایک نزاع پھیلا ہے اور اس نے مسلمانوں کو اور ان کے نظم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے ایسے گھر میں جو بھائیوں میں جنگ سے باپ بیٹوں میں جنگ سے پڑوسی کی پڑوسی سے لڑائی سے اہل محلہ کی آپس میں مخالفت ہے غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت سے فتنہ انگیزی کی نہ اور مسلمانوں کی گروہ میں پہلوؤں میں اس دل پر ان کے دشمن خدا سے جان یہ وہابیت زمین نجدت اشد صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدہ سال پہلے اس کی خبر دی تھی وہ لوگ جڑ کی وہ فتنہ پیدا ہوا اور ان سے گھوڑے کر ہب کے جس مقامات میں پہنچ جہاں پہنچا ہیں سے وہابیت سے چھوٹے اور خشک اور بے رونق خطے کے جنگلی درندہ صفت انسانوں کے دماغ میں وہابیت کا خیال گھومتا رہا افسوس کہ جو جنت دنیا کے ہر خطے سے زیادہ تھا اور ہے وہ پاکستان یہ جگہ بھی اس وہابیت کی لعنت میں لگایا گیا اور جب کچھ پھوٹا تو اس کو دیوبندیت تربیت دیا گیا وہاں وہ اس قدر بڑھا کہ اس کی شاخیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور ان سے اس ملک کی فضا مسموم ہوگئی اور اس کے زہریلے اثر نے ملک کے بہت سے نونہالوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگا دی۔ زمانے گذر گئے یہ فتنہ دفع نہ ہوا ستر یہ ہے کہ وہابی فرقہ میں سینوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں اہلسنت کی سی نماز اہل سنت ہی کا سا

روزہ انہیں کا سا جج و نوافل، خاص عبادات و معاملات کے تقریباً جملہ مسائل میں اسی روش پر ہیں وہی اتفاقیں ہیں جن پر اہلسنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں ان سب کو وہابی بھی مانتے ہیں حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقائد میں اور بعض فرعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے بنظر انصاف اختلاف پیدا ہو گیا اور ان عقائد کے بہتے ہوئے لوگی صورت نہیں روا رکھتے اہلسنت علمائے ماتن اور ان کی امامت جائز سمجھیں

وجہ افتراق

یہ بات ہے اور واقعی افسوس ہے کہ جن عقائد میں صدر وہابی مسلمانوں سے جدا ہوئے ان عقائد کا ان کی زندگی اور وظائف سے نقطہ نظر سے کوئی تعلق نہیں ہیں مگر باوجود اس کے وہ ان عقائد سے الگ نہیں ہوتے اور انہوں نے ان تمام علماء جنگیوں کی حواس قدوسیہ پیدا ہو گئی ہیں ان کو وہ ہیں وہابیہ صدیوں پہلے اور مرنے کے بعد کے بارے میں دنیا تباہ ہو جائے مر جائیں اور ہلاکت برباد ہو جائے فوج قومیں جڑ سے اکھڑ جائیں یہ سب کچھ گوارا ہے مگر ان غیر ضروری امور کا اور ان قصہ تنا باطل اعتقادات کا ترک گوارا نہیں۔

امکان کذب

وہابیوں سے ان کے دین اور اعتقاد کی رو سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کے لئے کذب جیسے قبیح امکان ثابت کریں اگر وہابی ایسا نہ کریں اس کے درپے نہ ہوں تو کیا وہ اعتقاد میں کافر ہو جائیں گے ایمان سے خارج ہو جائیں گے اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے پھیلانے

کی نہیں کیا حاجت ہے۔ وہ کیا مجبور ہیں کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے یا ائمہ دین نے مومن ہونے کے لئے ایسا اعتقاد ضروری ہے کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلا رہے ہیں طرح طرح سے الزام اٹھا رہے ہیں دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوں مگر اس سے باز نہیں آتے

براہین قاطعہ اسی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] کہنا جیسا کہ براہین قاطعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم [illegible] ہے لکھے کہ شیطان کو ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی [illegible] ہے کوئی سی نص قطعی ہے جس سے تمام خصوصیات [illegible]

شیطان و ملک الموت کے لئے [illegible] سے ثابت ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے [illegible] شمار کریں عجیب بات ہے ایک بات جو شیطان کے لئے [illegible] اور حضور کے لئے ثابت ہو تو شرک ہو جائے اس قول کی قباحت [illegible] اجمع کے خلاف ہے یا اس قول کی قباحت [illegible] اس کو نہایت ذلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسعت علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور یہی کام شیطان کے لئے ثابت ہونے کو دیانت علمی خدا کا شریک ہو سکتا ہے کیونکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت ہو وہ جس کسی مخلوق کے لئے ثابت مانی جائے گی شرک نہ ہوگی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جہالت بت کے لئے تو شرک ہو گا مگر دیوبند کے کسی بڑے سے بڑے مولوی کو کر لیا جائے تو شرک نہ ہو گا

جس چیز کو شرک کہنا اس کو نص سے ثابت کرنا کیسا قبیح اور باطل ہے۔ یہ بحث ایک جداگانہ ہے یہاں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی یا اپنے دین اور عقیدے کی رو سے حضور کی شان میں یہ اعتقاد رکھنے اور یہ کہنے پر مجبور ہیں اگر وہ ایسا نہ کہیں تو اپنا اپنے زعم باطل ایمان سے خارج ہو جاتے ہیں کہ ان علوم کا اعتقاد مومن ہونے کے لئے ضروری تھا تو پھر قرآن پاک میں اس کی تعلیم ہونی چاہئے حدیث شریف میں یہ بحث کیوں نہیں دیا گیا تمام صحابہ اور تابعین سے جو وہابیہ اس کے اعتقاد سے خالی ہیں گے اس کے ماننے کا کیا یہ اعتقاد ہے ماخذ ان سے علف صحابہ سے یہاں تک کہ ہو لیا قرآن و حدیث میں ہیں ہیں ایک ڈھونڈ نکالنے کے لئے اعتقاد یہ ہے کہ ان کے اعتقاد سے یوں کہنا ہوں یا حاتمے اور تمام سوال سے ان ایسوں کے یہاں سے کیا وہابی غیب کے اعتقاد کے اپنے خیال میں ہیں ہیں ہے یہ فسانے ہیں

حفظ الایمان

ان وجوہ سے حضرت علامہ مولانا اشرف علی صاحب خلف اصلی حضرت مجدد کی شان میں یہ لکھا کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر زید عمر بکر صبی و مجنون علی العموم جملہ حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

یہ ناقص علمات شان اقدس میں کیسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایان وہابیہ اپنے اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کبھی گوارا نہ کریں گے اور گالی سمجھیں گے۔ اور دنیا

کا کوئی عزت دار آدمی ہی کسی اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے الفاظ کا سننا گوارا نہیں کرتا مگر شان اقدس میں یہ کلمے کہے جائیں اور اس پر اصرار ہو اس کا کیا سبب ہے یہ لوگ تعلیم خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اس کی تاکید کر گئے یا ان سے ایسے الفاظ سے احتیاط نہیں کی جاتی احتراز نہیں کیا جاتا دنیا سے سلام کا نام و نشان مٹا دینے کی خواہش فساد برپا کیا جاتا ہے مگر ایک صدی سے کم عرصہ میں تمام دنیا کے مسلمان اور بے اولی کے علاوہ رسالہ یہ ان کی تعلیم ان ہے ان کی تعلیمیں کرنا فساد انگیزیاں رہا مقدمہ بازیاں وہ ہیں صرف ان مسلمانوں کو ضعیف پہنچانا اور جس حال میں تمام دنیا میں ترقی کی راہ میں مسلمان کی مصیبت میں مبتلا کرنا کس مصلحت سے ہے کس فائدے سے کیا ہے

میلاد النبی اسی عزت بعض وہی مسلمان ہو جاتے ہیں ... مسلمانوں سے پہلے ... میلاد مبارک کی محفل کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حالات کریمہ اور معجزات باہرہ بیان کئے جاتے ہیں ... بیان ولادت مبارکہ کے وقت شان حبیب نے انبیا عظمت نے لئے تعظیم قیام لیا تو کیا برا ماننے کی بات ہے شریعت نے کون سا حکم ہے کہ ان باتوں سے منع کیا ہے کہاں کہاں سے شمار کیا جائے جس پر اس شدومد کے ساتھ جنگ ہے ... فضل ہے کتابیں چھاپی جاتی

رسالے لکھے جاتے ہیں ان کی ترویج میں علمائے لکھنؤ بھی پیش پیش ہیں سماعوں کی شرکت اور بے ایمان
بتایا جاتا ہے جو حاضر دربار ہوتے ہیں ان کو بھی بے ایمان اور فاسق کہتے ہیں حرام کاریوں
اور بدافعالیوں کے لئے یہ مجالس وہ گوشہ عافیت ہیں جہاں جانے والے کی جانچ نہیں
اس کو آزادانہ

الٰہی امور! ... حاضرین مجالس کی حالت ہوتی ہے ... سماعت سے قبل
... حاصل ہوتا ہے ... سماعت کے
وقت کی ... سے ... پیدا ہوتا ہے ... سماعت سے
... وقت ... جاتا ہے ... سماعت کے
... جاتا ہے ... سماعت کے ... تعطیل کی جاتی
... سماعت ... سماعت ... سماعت ... سماعت
... سماعت ... سماعت ... سماعت ... سماعت
... سماعت ... سماعت ... سماعت ... سماعت

مبارک اور عرس وفاتحہ تیجہ و چہلم کے بدعت بنانے کے لئے تم پیش کرتے ہو اس سے
بدرجہا زیادہ خود آپ کے عمل میں ہیں۔ مگر نہ مدرسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو
نہ جلسہ سالانہ کو، نہ تعیین اسباق سابقہ کو، نہ قوانین مدرسہ کو، تو پھر کیا یہ ناجائز ہونے کی
کے لئے ہے اور اس سے مستثنیٰ ہو؟ اتنے بڑے فرقے میں اول تو انصاف لڑتا ہے
نہیں قلوب کا کیا حال ہے۔ نہ سمجھے گئے اور نام کو روشنی باقی رہی اور وہ بھی
کو جن وجوہ سے بدعت بتاتے ہیں جنگ کی بنا ٹھہراتے ہیں اپنے آپ سے
لاتے چلے جاتے ہیں ذرا سوچتے کہ یہ مسائل ایسے نہ تھے کہ
اور صاحب عقل وخرد ان کو موجب بدعت بناتے یہ ایسی
جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ
میلاد مبارک یا فعل افضل سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم یا محاسن اخلاق سے
بیان احوال زیبا جاوداں سے باخبر ہونا یا ان کے لئے
حدیث شریف میں حضور سے ذکر کو ذکر اللہ بتایا گیا ہے تو آپ کا ذکر مبارک وصف کمال
کے ساتھ اس طرح وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات
کا منکر مومن نہیں ہو سکتا اس طرح آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی رسالت کا اقرار
نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا جس ذات پر ایمان کا مدار ہے اس پر ایمان لائے
بغیر کفر کی ظلمتوں سے نجات نہیں پا سکتی اس کے احوال پاک کا بیان یقیناً شان افتخار ہے
ہونا چاہیئے۔ اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لئے منعقد کی گئی ہو، اس کو زیب و زینت دینا
اور عوام میں اس کو وقعت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔

حضور کا ذکر ذکر اللہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ ذکرک ذکری آپ کا ذکر میرا ہی ذکر ہے دوسری حدیث میں ارشاد ربانی ہے۔ من ذکرک ذکری جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا اور فرمایا الحی کی محفل کو حدیث میں جنتی چمنستان بتایا گیا ہے۔ حدیث شریف ہے۔ ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ و منبری علی حوضی و ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ ۔

ترجمہ حق الیقین ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مکان میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنتی چمنستانوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے اور جو مکان میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنتی چمنستانوں میں سے ایک باغ ہے۔ حضور نے فرمایا منبر کی محفلیں

[illegible] سے ثابت ہوا کہ میلاد و سماع کی محفلیں جن میں ذکر حبیب ہوتا ہے جس کو حدیث [illegible] میں ذکر اللہ بتایا گیا اور جنتی چمنستان ہیں۔ حدیثیں تو جنتی چمنستان بتاتی ہیں مگر [illegible] ان محفلوں سے [illegible] وہابی اسماعیلی متوحش ہوتے ہیں، ان پڑھ تھے بہتوں نے اس وقت ذکر حبیب کی محفل منبر کو ناجائز کہہ دیا یہ بات معقول نہیں ہے ہاں اتنی بات رہتی ہے کہ ان محفلوں سے ناجائز ہونے کا سبب کیا ہے اس وقت ان محفلوں اور محفلین کو یہ اتنی پریشانی موقوف ہے

قیام اس مسئلہ میں بھی تو یہ کہہ گذرتے ہیں کہ در شریف تو درست ہے مگر قیام وقت ولادت پر اعتراض ہے۔ مگر اس بات کو کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ قیام ناجائز ہے اور ناجائز بھی ایسا کہ محض شریعت ان کو ناجائز کر ڈالے اس لیے دریافت کیا جاتا ہے کہ قیام میں کیا مضائقہ ہے اس کی ممانعت کہاں وارد ہوئی اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت قرون ثلثہ میں کیا نہیں گیا۔ اس کی اصل

ثابت نہیں اس لئے یہ بدعت ہے مگر ان کی یہ بات ایک لایعنی حیلہ اور بہانہ ہے

خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لئے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اس پر یہ لکھنا کہ ایک شخص موجود حاضر کے لئے کھڑا ہو اور سب کو نظر انداز کر دے درست نہیں ہوتا ہے [illegible] زد دیکھتے ہوں اس کے لئے قیام شرک ہے ایک باطل بے غیرت [illegible] چیز شرک ہے وہ حاضر کے لئے غائب کے لئے سب کے لئے یہ تفریق نہیں

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی عظیم کوئی اہم بات سنانی ہو تو سب کو متوجہ کرنا طبیعت انسانی کے عادی ہے حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ سب آدمی [illegible] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم [illegible]

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر محفل میلاد کی مجلس میں جو حضور کی ولادت کے لئے منعقد کی جاتی ہے حضور سے محبت جان ان کے دلوں میں موجیں مارنے لگتی ہے تو ولادت کے بیان میں ایک خاص جذبات میں ایک خاص انداز کا اظہار ادب و تعظیم کے لئے مستقل قیام ہوتا ہے کوئی عید نہیں ہے بلکہ اس محبت کے مطابق ہے جو حضور کے قیام میں پائی جاتی ہے

نیز کسی عظیم الشان دینی ذکر کے سننے کے لئے اہتمام کے لئے قیام بھی سنت صحابہ ہے چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک

حدیث سننے کے لیے قیام فرمایا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ولادت کا ذکر حضور کے بیان فرمودہ قیام تو خود ہی
سے ثابت ہے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس خبر پر قیام فرمایا) یہ ولادت رسول کا
کونسا باب قیام ہے یا شہادت یا حاضر ناظر ہونے سے یا عبادت یا حاجت روا یا مشکل
کشا ہونے کی وجہ سے قیام کیا جاتا ہے

اچھا یہ بھی نہیں ہم تمہیں ایک اور بات بتاتے ہیں آؤ احادیث تم تمہاری
مانی ہیں ان میں یہ بھی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب انسان ہوتا
عقل والا ہوتا ہے اور بچہ ہوتا ہے تو بھی وہ اپنے آقا سے حدیث سننے کے لیے قیام
کرنے کی اجازت مانگتے تھے یا شیطان کے
حملے سے بچنے کے لیے یا علم سے بھرا ہوا ہونے کی وجہ سے حضور سے اٹھنے
کی اجازت مانگتے تھے یہ بھی ہم نہیں کہتے یہ لوگ جن کا ذکر کیا اٹھے تو اس
عقل والے تھے اور بچے تھے تو وہ تو بچے ہی تھے ہم کہتے ہیں ہم مانتے ہیں ہم سلام کے
وقت بھی نہیں کہتے ہم بھی آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے سوال سے پہلے اجازت
حاصل کرتے ہیں اور پھر سوال کرتے ہیں

یہ شخص تمہیں بتا دے گا کہ یہ قیام بغرض تعظیم تھا تو اب تو بتاؤ کہ تعظیم رسول تو
صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں کوئی عداوت ہے جس کو ناجائز سمجھتے ہو کیا قرآن و حدیث
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم نہیں دیا گیا۔ دیا گیا اور ضرور دیا گیا تو بتاؤ

کو تعظیم و توقیر کے لئے کوئی ادا خاص کر دی گئی اور طریقہ معین کر دیا گیا اور تعیین کے دشمن اور تعین میں کلام کرنے والو! یہاں اپنے دل سے کیوں تعیین کرتے ہو جو طریقہ تعظیم کا ہو جو تعظیم کے لئے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا فرد اور تو قیر و ہ کے حکم میں داخل دیکھو قرآن سے منحرف نہ ہو جب مدینے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و ہیبت تو کس وجہ سے کر قیام کا انکار کرو۔

اب رہا یہ حیلہ کہ قیام تعظیمی جائز تو ہے لیکن مجلس میلاد میں نہ ہو ولادت شریف ہی کے وقت قیام کیوں کیا جاتا ہے اول سے آخر تک قیام کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے ہم اور جائز کو ناجائز نہیں کر سکتے

وہابیوں سے پوچھو کیا کسی اور جائز کا ثبوت نہیں وقت میں اور دوسرے اوقات میں کر کر ان کو ناجائز کر دیتے ہیں اگر ہاں کہیں تو دلیل دو کوئی آیت یا حدیث سند و معتمد رائے فاسد و خیال کاسد سے کسی جائز کو ناجائز مت فہمیدہ و نہ بیت ان کے حیاں کا نہیں ہے وہ سلے چار سے مجبور ہوں گے اور کوئی دلیل نہ لکھیں گے تو ان کا دعویٰ جھوٹا تھا اور وہ جائز کسی وقت معین میں ناجائز نہیں ہوتا

اس مضمون کو وہابیہ کے ذہن نشین کرو فقہ حدیث کا درس دو سوال میں محنت بندی کے ساتھ ہو تمہارا سوال سے جانتے ہو جب ثواب ہے تو فقط وان میں مدرسے کیوں کھلتے ہیں رات دن درس کیوں نہیں ہوتا اس تعیین پر کوئی آیت یا حدیث ہے! نہیں ہے تو کیا اس تعیین سے وہ اور جائز ناجائز ہو گیا اس طرح جمعہ کے سوا باقی ایام میں پڑھانا جمعہ کو نہ پڑھانا اسی طرح رمضان شریف میں مدرسہ کو بند رکھنا اس تعطیل کے لئے

جمعہ و رمضان کی تخصیص و تعیین کیا اس کو ناجائز کر دیتی ہے؟ کرتی ہے تو سب اس کے مجرم ہو نہیں کرتی تو قیام پر تمہارا اعتراض ایسی حالت ہٹ ہے جس کی خود تمہارے عمل تکذیب کرتے ہیں

علاوہ بریں اوپر ذکر کئے ہوئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کو ذکر ولادت سے ساتھ یا مستقل مناسبت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیام کے ساتھ ذکر ولادت شریف فرمایا کرتے تھے جس محفل میں حاضر تھی حضور تشریف فرما تھے۔ دین کے مسائل ہوتے تھے جب ذکر ولادت مبارک فرمایا تو قیام فرمایا اور جب اور ذکر مبارک فرمایا بیٹھ گئے یا اور مسائل تھے تو مصروف ہو گئے خاص ولادت شریف کے وقت قیام کرنا حضور سے اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسلسل سے لے کر قیام فرمانا باوجودیکہ حضور سے قبل بھی مسائل دین ہی ہوتے تھے ولادت شریف کے وقت کسی مسئلہ میں مشغول نہ ہوتے تھے بلکہ اس کے لئے مجلس میں بیٹھے ہوئے کھڑا ہو جانا سنت صحابہ سے ثابت ہے صلی اللہ علیہ وسلم و رضی عنہم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی ہر ایک حدیث لکھنے کے لئے غسل فرماتے دو رکعت نماز پڑھتے تب لکھتے مولود قیام سے چڑنے والے وہابی بتائیں تو ان کا یہ عمل بدعت تھا یا نہیں اگر بھی صحابہ یا تابعی یا تبع تابعین نے بھی ایسا کیا تھا تو ان قشر نے یہ عمل پایا گیا تھا جب ایسا نہیں ہے تو بقول تمہارے بدعت کیوں نہیں ہوا اس سے بھی قطع نظر کرتے ہوئے قیام والا سوال کرو کہ اگر حدیث لکھنے کے لئے نیا غسل اور دو رکعت نفل پڑھنا جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تخصیص تھی جب حدیث رسول اللہ

کہتے تھے ہمیشہ ہی ایسا کیوں نہیں کیا کرتے تھے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی، بہترین فرش بچھائے جاتے، نفیس مسند
خود امام صاحب عمدہ پوشاک پہنتے، عطر لگاتے، خوشبوئیں جلائی جاتیں، تمام
مجلس حدیث کے لیے ہوتا۔ تمہاری جرأت کہاں تک ہے کہ ایسے
ڈالے تھے۔ قدر نبی اور منزلت علیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
کرتے تھے تو بھی اگر یہ ماخذ ہوتے اور سبب
ذکر میلاد مبارک کی محض و تعظیمی قیام میں

نعت خوانی ایک جلسہ ہے کہ اس
میں نظمیں پڑھی جاتی ہیں
نہیں اور یا خصوص نعت شریف کی غرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت شریف کی خطبہ پڑھتے
فرماتے تھے، اور فرماتے تھے اللھم ایدہ
رہا حضور کی مجلس شریف میں پڑھی گئیں حضور نے
اس پر راضی اور خوشنود ہوئے حضور سے پڑھنے والے
کیا ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا، اور
وارد ہے، یا دین کے مسائل میں تمہیں کوئی ایسا اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ جس امر کو

چاہو محض اپنی رائے سے ممنوع و ناجائز قرار دے لو ایسے حکم دینا ایسا ناجائز بتانا یہی بعد اس فی الدین اور یہی بدعت بتانے موجود ہیں لیا جائے گا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خندق کھودتے جاتے تھے اور آواز میں ملا کر ایک ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور اپنی جوش ثنا کی غزلیں پڑھتے جاتے تھے اسی آواز ملانے کو بے دلیل ممنوع کہنے والے صحابہ پر [illegible] فعل پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا

اشیر تی [illegible] کیا ہے [illegible] بعد حرف شین تقسیر کی جاتی ہے [illegible] مخالفت [illegible] سیاقات [illegible] حضور نے [illegible] کے وقت ضیافتیں [illegible] تقسیر طعام [illegible] تقسیم [illegible] حضرت [illegible] بعض [illegible] وقت [illegible] جواب دیا صدہا مثالیں [illegible] تقسیر شیرینی [illegible] کبھی [illegible] تقسیر ہوئی تھی [illegible] کوئی [illegible] وجہ بھی [illegible] نہیں ہے [illegible] نصف [illegible] میلاد کو ناجائز ترک غیر مستحب بھی کہہ سکے [illegible] کو برا کہنا اور جماعت میں تفرقہ ڈال دینا شیطانی فعل نہیں تو کیا ہے۔

ہندو نوازی

آپ ہی تو وہ ہیں جو ہندوؤں کی محبت میں وارفتہ ہو کر جلسوں میں چر
کرتے ہیں، تالیں کیا کرتے ہیں، مشرکین کے ساتھ آواز ملا کر
پکارا کرتے ہیں، کوئی چیز آپ کو بدعت نہیں معلوم ہوتی مگر ذکر میلاد، میلاد
کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بدعت نظر آتا ہے اس کے نام سے سود
سے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، ان تفرقہ انگیزی سے
شریف پر بے جا ضد اور ہٹ کیا وہ دے سکتی ہے اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی
سے باز آؤ اور سوچو کہ محفل میلاد شریف پر بے جا ضد سے
اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کے فتنہ پر

گیارھویں شریف

اسی طرح گیارھویں شریف
غوث اعظم رضی اللہ عنہ
مریض لگ گئے، آپ نے
اور میاں بیوی سے بچنے والے سلسلہ سے
جلسوں اور جلوسوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ اختلاط
والے جلسہ میں جہاں بے پردہ عورتیں بے جھجک تقریریں
گیارھویں شریف سے کیوں کتراتے ہو؟ اس میں تمہیں آرزو نے والی یا چیز ہے،
قرآن شریف کی تلاوت مومن کے
چڑتے ہیں، اذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالآخرۃ،
جب خدائے وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہوتے ہیں جو آخرت

پر ایمان نہیں رہتے ۔ وقال اللہ تعالیٰ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ۔ کافروں نے کہا اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں بیہودہ شور مچاؤ تاکہ تم غالب ہو قرآن پاک کے سننے سے گھبرانا اس سے بڑھنا اور نہ ماننا یہ تو قرآن پاک نے خار ا ار بتایا ہے مگر ہمارے ہاں فاتحہ خوانی قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے آپ اس سے کیوں گھبراتے ہیں

اس کے علاوہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جو حضرات فاتحہ نہیں پڑھتے ان کو بھی فاتحہ پڑھنی پڑتی ہے اگر میں یا میرے رفقاء نے کبھی ملاں کو احسان تربیت نہیں فرمایا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو بھی ایسا نہیں فرمایا ہے اصحاب صفہ کو بھی بہت بار سخت دل کنجوس ہونا وہ بھی دوسرے سے لیتے رہتے تھے آپ میں یہ صفت ہے تو آپ اخلاق میں مسلمین سے بڑھ جائیں گے لہٰذا آپ میں آپ کو کوئی بھی بری یا ناجائز لفظ آئی

ہاں اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایصال ثواب کیا جاتا ہے حضور غوث پاک کا ارشاد ہے کہ ایصال ثواب عبادات بدنیہ و مالیہ کا شریعت نے جائز رکھا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے کنواں کھودایا حدیث شریف میں موجود ہے اس مسئلہ پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے شرح عقائد اور تمام دینی کتابوں میں مصرح ہے پھر وہ کیا چیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے صرف گیارہویں تاریخ کا تعین تو لیا اس کی ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے اعمال خیر کے لئے تعین اور خاص اموات کے ایصال ثواب کے لئے حدیث شریف سے ثابت ہے خود حضور انور نور مجسم جان ایمان

صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ شہدائے احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اس سے تعیین کا پتہ چلا اور تعیین کا پتہ چلانا ہو تو احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں حضرت نوح علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روز فتح کی خوشی کے لئے اور تاریخ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کے لئے فرمایا اپنی ولادت شریف سے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ [illegible] ہوئی ہے یہ تعیین ہوئی یا نہیں؟

دعوت انصاف

[illegible] میں اس زید [illegible] اصرار کیا گیا جس شریعت سے [illegible] وہ بھی موقع کوئی نہ ملی ہیں اس کی [illegible] دعوت کے لئے اور جماعت اہل اسلام کی [illegible] اسی طرح ورسائل میں [illegible] تو میں نہیں جہاں تک علماء نقل و [illegible] آتا ہے اور مصنف مذکور جب نقل [illegible] کا اختلاف ہو جاتا ہے صرف نصانیت [illegible] اور تو ہی بہانہ ان امور کے جواز پر موجود ہیں ایسے [illegible] جن میں وہابیہ نے طوفان برپا کر دیا ہے اس قدر مشکل نہیں ہے [illegible] وہابی کی فہم ان تمام سالانہ زیارتے

تعظیم رسالت

یہ تو سب کو تسلیم ہے کہ حضور سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور تعظیم و توقیر امور واجبہ میں سے ہے حضور کی جناب میں ادنیٰ گستاخی سب کے نزدیک بڑا گناہ ہے مگر مولوی شبیر احمد عثمانی محمد قاسم و اشرف علی وغیرہ کی عبارتیں میں اس قدر واقف ہوں اور حضور کی تمام شان میں ان سے ناقص کلمات و گستاخانہ الفاظ کو برداشت کرنے سے عاشق کی غیرت کس طرح گوارا کر سکتی ہے ان کی جہالت یہی کہتی ہے کہ ان عبارتوں میں کوئی بات گستاخی کی نہیں ہے اور ان کے مصنفین کو مسلمان سمجھتی ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتی ہے اور ان کو مسلمان سمجھنے سے انکار کرنے والوں کو فتنہ پرداز سمجھتی ہے اور ان کے ساتھ بحث کرنے کو تیار ہے اگر وہ ان صاحبان کو ان کے حضور کی شان میں گستاخی کے صدمہ سے آزاد کر دیں تو یہ فتنہ ختم ہو جائے اور ہندوستان سے گستاخان شان جناب رسالت کے بھڑکانے والے شعلے بجھ جائیں اور امن قائم ہو جائے اور ہندو شاستر تمہاری زبان سے نکلے ہمارے قلم سے لکھے گئے تمام ملک ان سے آگاہ ہو تو مسلمان ان سے رکیک دل ہو کر مسلمان کا دل ان سے دکھا ہوا ہے تو تمہیں ان عبارتوں پر کیا اصرار ہے اگر اس بات کی ضد کرنے پر لیا مجبور ہو تو بتلائے دو عبارتوں سے اس نزاع کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے اگر کوئی باہمت

وہابی اپنے اکابر کو توبہ کی ہمت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہندو پاکستان کی یہ مصیبت جنگ منٹوں میں طے ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا صلح جو؟ کیا ہے کوئی ایسا امن پسند لیاقت؟ کوئی ایسا مدبر جو اس کوشش کے لئے کمربستہ اور تیار ہو! جاہل سے جاہل انسان اور سرکش سے سرکش شخص بھی خدا کے حضور توبہ کرنے اور جبین نیاز خاک پر رکھنے میں شرم نہ کھائے۔

کیا دعویداران علوم دینی عملی طور پر شہادت دیں گے کہ ان کی تمام تر محنت اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رسالہ

موالات

تصنیف لطیف حضور ضدالافاضل محقق ومفسر الہ آبادی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

[illegible] دوستی [illegible] دوستی [illegible] سے جو لغت میں قرب واتصال سے معنی میں آتے ہیں [illegible] دوست خود سر اور رفیق تک [illegible] بھی قرب و اتصال [illegible] سے [illegible] اجنبی ولی ہے [illegible] کسی کو اپنا دوست بنانا موالات [illegible] یا صاحب و رفیق سے رہنے اور میں متصرف ہونے کا یا ہے

قرآن مجید میں [illegible] صاف طور سے موالات کا مفہوم بتانے کے لئے دوستی ایک [illegible] لفظ ہے

موالات بکفار کفار کے ساتھ دوستی و موالات کی چند صورتیں ہیں۔ کافر میں دو حیثیتیں ہیں ایک مذہبی دوسری شخصی۔ مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و مودت و ربط و اتحاد و دوستی و یگانگی تو مومن سے ممکن ہی نہیں بالفرض کسی شخص کو کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میل و رغبت ہو یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت ۱۔ لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم (سورہ مجادلہ۔ رکوع ۳) ترجمہ: تو نہ پاوے گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جو مخالف ہیں اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں المعنی انہ لایجتمع الایمان مع موالاۃ عداء اللہ وذلک لان من احب احدا مبغضا لحبیبہ لم یجتمع ذلک الحب مع ذلک البغض وھذا معنی یقین کہ ایمان دشمنان خدا کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اور یہ اس لئے کہ جو کسی کو محبوب رکھتا ہے نہیں ہو سکتا کہ باوجود اس کے محبوب کے دشمن سے محبت بھی کرے

آیت ۲ ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء (سورہ مائدہ رکوع ۱۱) ترجمہ اور اگر وہ ہوتے اور آن پر یقین رکھتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے۔

تفسیر مدارک میں ہے۔ یعنی ان موالات المشرکین تدل علی نفاقھم۔ (تفسیر مدارک ص ۱۷۰) یعنی مشرکین سے

ان کا دوست منافق ان کے پاس سے روتا ہوا نکلتا ہے

آیت ۳ یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم
اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم (پ ۶ ع ۱۰)
اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ان میں
سے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو تم میں سے انہیں دوست
بنائے وہ انہیں میں سے ہے

تفسیر ابن عباس میں ہے ای یتعدھم ویسیر معھم
ویعینھم علی دینھم ومعھم فی النار یعنی جو انہیں دوست
بنائے وہ انہیں میں سے ہے ان کے ساتھ آگ میں ہوگا
ان کے ساتھ اور ان کے ساتھ ہوگا جو انہیں دوست بنائے گا
ان سے اور ان کا دوست ہوگا

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے حق میں نہیں
فان ھذا انما یدل علی من رضی بکفرھم
کافر ہونے کی دلیل ہوگی وہ اس پر دلالت کرتا ہے جو کفر کے ساتھ
راضی ہوا وہ کافر ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۱ مفتی ابو السعود نے آیت کریمہ اتریدون ان تجعلوا للہ
علیکم سلطانا مبینا کی تفسیر میں فرمایا

اتریدون بذلک ان تجعلوا للہ علیکم حجۃ بینۃ

علیٰ انکم منافقون فان موالاتھم اوضح ادلۃ النفاق۔ ترجمہ: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے اپنے منافق ہونے کی ظاہر حجت قائم کرو کیوں کہ کافروں سے موالات کرنا منافق ہونے کی واضح تر دلیل ہے (تفسیر ابو السعود جلد ۲ صفحہ ۳۴)

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر سے اس کے دین کی وجہ سے دوستی یا اس کے دین کو پسند کرنا اس کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے اور کسی مومن سے اس کے دین کی وجہ سے ایسی دوستی کرنے اور اگر بالفرض کسی نے ایسا کیا تو وہ مومن رہا

۲ حیثیت شخصی و ذاتی سے یعنی اس کے ساتھ اس کے دین و ملت کی وجہ سے تو دوستی نہیں ہے مگر اس کی ذات کے ساتھ اس کی محبت ہے یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہونچ جائے کہ وہ دوست کے دین و شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے یا کم ہو جائے یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزا کرے اور یہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان ہے۔ اور آیت مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔

آیت ۵۔ وقد نزل علیکم فی الکتاب اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا

فی حدیث علیہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنافقین
والکفرین فی جھنم جمیعا۔ (سورہ نساء ع ۹) اور بیشک اللہ
تعالیٰ نے کتاب میں اتارا تمہارے اوپر کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو ان کا انکار
کیا جاتا ہے اور ان پر ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو
جب تک وہ اور بات میں مشغول ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے
ہو بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرے گا۔

[illegible] آیت [illegible] فرماتے ہیں

[illegible] ھذہ الایۃ [illegible] ان من سمع احدا
یخوض فی آیات اللہ او یستھزئ بھا فقد کفر سواء قال بعد
ذلک انی لم اکفر لکنہ قد کفر۔ یعنی
اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس نے کسی کو اللہ کی آیتوں میں جب
کہ ان سے ہنسی کی جاتی ہو سنا تو تم اور وہ برابر ہیں ہر کوئی
سے فرمایا یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کفر کے ساتھ
راضی ہو وہ کافر ہے (تفسیر ابن کثیر ص)

تفسیر ابو السعود میں ہے۔

ای لقد عصیتم فی ذلک الوقت انکم ان فعلتم کنتم
مثلھم فی الکفر۔ ترجمہ پس اس وقت تم ان کے ساتھ
بیٹھو بیشک اگر تم یہ کرو گے تو کفر و عذاب میں ان کے مثل ہو

جاوے گے۔ ھکذا فی البیضاوی و روح البیان (تفسیر الاسوۃ طدا ص۴۹)

آیت ۶۔ یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون (سورۃ توبہ۔ رکوع ۳)

ترجمہ: اے ایمان والو نہ بناؤ تم اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست اگر وہ ایمان سے عزیز رکھیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائے گا تو وہ ظالم ہوں گے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں

ومن یتولھم منکم فانہ منھم ای ان من عاشر احدا فی الدنیا وصادقہ ولم ینکر کفرہ۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ ص۱۰۱)

جو تم میں سے انہیں دوست بنائے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا یعنی جو شخص کسی کافر سے دنیا میں دوستی کرے اور اس کے کفر پر اسے ٹوکے نہیں وہ اس کافر کی طرح مشرک ہے۔ جو شخص کسی سے دوستی کرے اور اس کے کفر کے ساتھ راضی ہو تو کافر ہے

امام رازی نے آیت زیر لاتجد قوما الآیۃ کی تفسیر میں صدر اجتماع میں دو کفار کی دو وجہیں ذکر کیں ان میں سے اول یہ ہے

احدھما انھما لاتجتمعان فی قلب فاذا حصل فی القلب ودادا اعداء اللہ لم یحصل فیہ الایمان فیکون صاحبہ منافقا۔

ایک وجہ یہ ہے کہ ایمان اور اللہ تعالیٰ کی محبت قلب میں جمع نہیں ہوتی
پس جب دل میں دشمنان خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے تو ایمان
حاصل نہیں ہوتا تو وہ شخص منافق ہو

اور اگر محبت اس وجہ پر نہیں ہوئی تو کہ ان سے ان کی اولاد کی محبت
طبعی ہوتی ہے جیسے کہ اولاد کو اپنے ماں باپ اور ان سے ساتھ ایمان کی
حالت میں ملاقات سے محبت ہوتی ہے تو یہ مرتبہ محبت کا نہیں ہے
کیونکہ یہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور نہ اس پر ثواب ہوتا ہے اور تکلیف وسعت و اختیار
سے ہوتی ہے اور جو چیز وسعت و اختیار سے باہر ہو اس کا مکلف بھی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ
وسعہا

تفسیر کبیر میں ہے

ان التکلیف انما تعلق بقدر وسعہ المکلف یعنی
یہ کہ تکلیف اسی پر وارد ہوتی ہے جس پر مکلف قدرت
رکھے اور اسی شرح و تاویلات
محققین کی اسی طرح کرتے ہیں۔

احب لیکون من اللہ ورسولہ بالحب الاختیاری حتی
لا یتناول ما لا مدخل لہ وعدہ لما ترتب لا لحب الجبلی
کحب الولد والوالد فانہ غیر داخل تحت التکلیف
الا ان یؤل علی طاقۃ۔ ترجمہ اگر باپ اولاد وغیرہ تمہیں اللہ و

رسول سے زیادہ محبوب ہوں محبت اختیاری جو اپنا اثر ملازمت و
عدم مفارقت اپنے ساتھ رکھتی نہ جبلی محبت جس سے بشر خالی ہوتا
کیوں کہ تکلیف جو طاقت پر دائر ہے یہ اس کے تحت داخل ہی
نہیں۔ (تفسیر ابو السعود جلد ۴۔ ص ۱۰۱)

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت سے

المراد بالحب الاختیاری دون المیل الطبعی ولا یکلف البشر تحت
التکلیف لتحفظ عنه۔ یعنی مراد اس آیت میں محبت
اختیاری ہے نہ طبعی کیونکہ محبت طبعی سے بشر تحت تکلیف
داخل نہیں ہے۔

اور جو محبت طبعی و جبلی نہیں اس کو اس جگہ نہیں [illegible] قلب سے کم کر دے تاکہ دین میں مداہن بنے یعنی موجب ثواب، اختیار و اظہار
کراہت و نفرت برقرار رکھے اور اس سے اسلام یا مسلمان کا بھی ضرر نہ ہو جب بھی شان
مومن کے خلاف اور منافی ہے اور مطلقاً مودۃ کفار کی ممانعت میں اس قدر آیات
واردہ ہیں کہ مختصر میں ان کا جمع کرنا دشوار ہے۔

آیت (۵) یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء
تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق۔ الآیۃ
(سورہ ممتحنہ رکوع ۱) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو
دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ

وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

آیت ۸ الم ترالی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیہم ما ھم منکم ولا منھم۔ (۱۱ پ سورہ مجادلہ رکوع ۳)

کیا ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ تم میں سے نہیں ان میں سے تم

آیت ۹ یا ایھا الذین امنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ علیہم قد یئسوا

اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

آیت ۱۰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون۔

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ سے صوجھے ہوتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولوں اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو اللہ ہی کا گروہ غالب ہے اور گروہ ایمان لانے اللہ اور اس کے نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

علامہ اسمٰعیل حقی آیت ۔ کے تحت لکھتے ہیں۔

فان قلت کیف قال لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء والعداوۃ
والمحبۃ لکونھما من فعلین لایجتمعان فی محل واحد والنھی
عن ایجاد بینھما فرع امکان اجتماعھما قلت لما کان
عداوۃ الکفار للمومنین بسبب کفرھم باللہ ورسولہ
ومع ذلک یمکن ان یتحقق بینھم الموالاۃ والمصادقۃ
بالنسبۃ الی لاموالھم البویۃ، لاغرض لھم فی
ذلک عن ذلک یعنی فلم یتحقق واحدۃ من
وحدۃ التی وحیث لم یکتف بقولہ ۔ الی
قولہ ، عدوکم الی حد ورع شیئا ۔ یلقون
الیھم بالمودۃ فی حال وقلبھم ۔ الی ۔ لا یتحقق
اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعداء ھم اولیاء لہ ۔ الی

ترجمہ، اگر تو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیسے فرمایا کہ
اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ حالانکہ عداوت اور محبت ساتھ
کر دو سے ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتیں اور جس چیز سے
ممانعت کی جائے اس کا اجتماع ممنوع سے اسی پر ہے یعنی محبت اور عداوت
ایک محل میں جمع ہونا ممکن ہو تب تو اس کی ممانعت کی جائے اور
جب ممکن ہی نہیں تو ممانعت کے کیا معنی ہیں اسکے جواب میں

لکھتا ہوں بیشک کفار اللہ اور رسول کے دشمن ہونے کی وجہ سے
ہی مومنوں کے دشمن ہیں اور باوجود اس کے ممکن ہے دنیوی اور
نفسیاتی اغراض کی وجہ سے کافر اور مومن میں موالات دوستی ہو سکے
تو [illegible] نظر سے [illegible] حاصل جواب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آیت ۱۳ [illegible] احوالکم اولیاء
[illegible] بالایمان ومن یتولھم منکم فانہ منھم
[illegible] تو اے ایمان والو اپنے باپ
بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں
جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہ ظالم ہیں۔

امام علامہ علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

لما امرالمومنین بالتبری من المشرکین قالوا کیف یمکن
ان یقاطع الرجل ابناءہ واخاہ وانسبہ فذکر اللہ ان مقاطعۃ

الرجل اهله واقاربه فی الدین واجبة فالمومن لایوالی
الکافر وان کان اباہ او اخاہ وابنہ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۱) یعنی
جب مسلمانوں کو مشرکین سے بیزاری کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا
کیونکر ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ بھائی اور اپنے بیٹے سے
قطع کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دین کے معاملہ میں مومن
کافر اپنے اہل و اقارب سے قطع زیادہ [illegible]
دوست نہیں رکھتا خواہ اس کا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا
انہیں علماء نے لاتجد قوما یومنون باللہ ویادون من حاد اللہ و
رسولہ کو بینکہ وہ بیہو میثاق کی تفسیر میں فرمایا ہے

ھذا الاستثناء یرجع الی القتل لانی اقول ما امرت
الکفار والمنافقین لا تقوہ بقتل۔ یعنی یہ استثنا آیت
میں مذکور سے قتل کی طرف راجع ہے میں نے نہیں کہا کہ
کفار و منافقین کی دوستی کسی حال میں جائز ہے اور اسی
امام فخر الدین رازی آیۃ لا تجد قوما یومنون باللہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں
والثانی انہما اجتمعا لکنہ معصیۃ وکبیرۃ علی
الوجہ لایکون صاحب ھذا الوداد کافرا بسبب ھذا الوداد
بل کان عاصیا فی اللہ۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۰ دوم یہ کہ وہ
دونوں موالات کفار اور ایمان جمع ہو جائیں لیکن کفار کی دوستی

گناہ کبیرہ ہے اور اس درجہ پر دوستی کرنے والا اس دوستی کی وجہ سے
کافر نہ ہوگا بلکہ گنہگار ہوگا

سورت اجادلہ سے سورت کفار تک باقی سورتوں کے احکام سابق میں مذکور ہو
چکے اور وہ منافق یعنی ان سورت کا مراد ان علیہ السلام نے بتادیا اور وہ معصیت وکبیرہ
سے پھر اس سورت کی ناصحت میں ہے جو دیانے سے دہوہ میں پہلی اور تو ہی ذکر فرمائے
ہیں اور یہ سورت ان سے ماتقدم میں ہوئی کہ پہلی سورتوں میں ذکر ہو چکا ہے دوسری
وجہ میں فرمائے ہیں [illegible] سورت

قولہ [illegible] وعشیرتھم
[illegible] انواع میں ومع ھذا یجب
[illegible] مصروحا بسبب الدین. یعنی
باپ بیٹا بھائی اور سب رشتوں کی طرف میں اور محبت کے قسم ہیں
محبت دین جیسے ایمان اور اس کا واجب ہے اور دین کی وجہ سے
پیدا ہوتی خلاف اس کے دنیا کی محبت سے۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۰)

اس سے چند سطر کے بعد فرماتے ہیں۔

المعنی ان من تعلم اللہ علیہ بھذہ النعمۃ العظیمۃ کیف
یمکن ان یحصل فی قلبہ مودۃ اعداء اللہ۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۰)

امام علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

من الممتنع ان تجد قوما مومنین یوالون المشرکین

والمراد انه لاينبغي ان يكون ذلك وحقه ان يمتنع
ولايوجد بحال مبالغة في التوحيد والتصلب في محاربة
اعداء الله مبالغة تهور والاحتراز عن محاظهر و
معاشر تهر۔ (تفسیر مدارک جلد ۴۔ صفحہ ۲۲۳) یعنی یہ ناممکنات
سے ہے کہ اب ایمان لانے والے کو مشرکین سے وہ قلبی تعلق پائیں
مراد یہ ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیئے اور وہ قلبی تعلق جس سے رابطہ
ہو اور کسی حال میں نہ پائی جائے یہ وشمنان خدا و رسول
معاشرت سے پرہیز دینی اعلیٰ گل پر قائم رہنے
لئے زور دیا جاتا ہے۔

اس مضمون پر اس کثرت سے آیات و عبارات [illegible] جائے تو ایک مجموعہ کتب ہو جائے گا۔ وہ آیات و عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ
کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت رکھنا تو کجا ان سے [illegible]
ایسی محبت موجود ہو جس نے اللہ اور رسول کی ذات سے [illegible] محبت ہو کر
اسلام کی مخالفت و استہزاء پر شخص اس محبت کی وجہ سے [illegible] دوست کی رضاجوئی کی وجہ سے کرلے تو اس محبت کے باوجود اس
اس کے قلب کو نفرت تامہ سے تو بھی دولت ایمان سے محروم اور [illegible]
اور اگر محبت اس درجہ کی نہیں کہ اپنے دین کی پرواہ نہ کرے باپ کے دین
کی نفرت دل سے کرے ہو مگر باوجود اس کے دل میں کفر و شعار کفر و اسم کفر کی پوری

نفرت ہو اور اپنے دین کی اہانت و مخالفت گوارہ نہ کرے تو بھی کافر کی طرف قلب کا میلان اس کے ساتھ محبت ازدواجی کا مقتضا ہے کہ یہ محبت جبلی و طبعی نہ ہو، معصیت و کبیرہ اور ممنوع و ناجائز ہے اور مسلمان کی شان کے خلاف سب کو ان جہات سے ایمان رکھتا ہے اس کی شان نہیں دشمان خدا کی محبت ان کے قلب میں ہے وہ ان کے دل کو ان کے ساتھ وابستگی کو ایمان کی روح نہیں ایمان محبت ایمان کی لذت سے پہلے ہو ان سے بغض ہے بعد ہو جب محبوب حقیقی کی محبت سے ذوق سے منتفع ہو ان کی محبت وہ ذوق نہ رہے اور ان کا دل جو محبوب حقیقی سے اس محبت کی وجہ سے پاک ہے نفس ان کی طرف وہ ذوق نہ رہے اقبول کرے ان کی ان کی وہ تمنی سے مستند اس سے مقتضا یہ محاربی دشمنوں سے محبت سے ساتھ قلب محبت موجانی سے دوستی ان سے معلوم ہوتا ہے تو قلب کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اس سے پہلے صحن سے عشق کی دولت سے مالا مال ہو کر کی دل کفار کی طرف مائل ہو سکے اور ان کے وجود سے ان سے دل میں محبت خار کی گنجائش رہے یہ آیات و احادیث نہ کرتا مقصد کا حاصل و مطلب ہے اور کس سے محبت و مودت کفار کا حال معلوم ہوا

کفار کے ساتھ مخالطت و معاملت

یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مخالطت و معاملت مطلقاً ... موالات اور محبت نہیں کیونکہ موالات اور دوستی کا حقیقی جیسا کہ محبت و ... رفیقانہ اختلاط اور دوستانہ میل جول پر بھی ہوتا ہے تجارت ... ایسی معاملت مصاحبت معاشرت مشارکت تعاون بھی ممنوع ... امور ان کے ہاتھ میں دینا بھی ناجائز ہے ... ساتھ ایسا طرز عمل ایسا میل جول ایسا معاملہ جو دوستی اور محبت کی ... موالات ہوسکے گو محبت و دوستی کے ساتھ ... علامہ شیخ حقی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ لا تتخذوا ... میں فرماتے ہیں

ای خالطوھم مخالطۃ کلیۃ ولا تقتدوا بھم ... نصرۃ او اداء ... ان سے بالکل علیحدہ رہو ... ولایت و محبت نہ کرو ... (کذا فی تفسیر ابی سعود وضح البیان جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

علامہ مفتی ابوالسعود آیۃ ولا تتخذوا الیھود والنصاریٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

ای لا یتخذ احد منکم احدا منھم ولیا بمعنی لا

کوئی ضرر ہوتا ہو وہ بھی ان کے ساتھ شریک اور ناجائز ہے جیسے مسلمانوں سے لڑائی کے وقت جاسوسی وغیرہ کرنا یا انہیں سامان سے مدد پہنچانا وغیرہ اس کی مثال۔

تفسیر حقانی میں وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ کے تحت فرماتے ہیں یعنی ومن یتولہم منکم بان یجعلہم اولیاء من المومنین فینصرہم علی المومنین فانہ من اہل دینہم ومعتقدہم وان صدر منہ ایمان جو مومنین کو چھوڑ رہا ہو اور نصاریٰ کو دوست بنا رہا ہے وہ مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد سے وہ انہیں دین وملت والوں میں سے ہے۔ تفسیر مدارک میں وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں

[illegible]

حاصل یہ کہ موالات کی مختلف صورتیں ممنوع ہیں جن کے اختیار کرنے والوں کو اصحاب میں شمار کیا گیا اور جن کا سبب وسبب یہ ہے کہ کفار کو دوست بنانا یا ان کو اپنا رشتہ دار یا ان کو امداد گار سمجھنا ان کو اپنے امور کا والی اور دخیل کار قرار دینا انہیں قوت پہنچانا ان سے بے ضرورت دوستانہ میل جول اختلاط وارتباط کی رسمیں برتنا مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کرنا یہ سب باتیں ممنوع اور داخل موالات ہیں اور قرآن پاک میں ان کی ممانعت فرمائی گئی ہے لیکن شریعت مطہرہ کے بعض احکام سراسر حکمت ہیں اور مسلمانوں کی مصلحتیں ان میں ملحوظ جہاں کفار کا غلبہ یا وہ حاکم

تصافوهم ولا تعاشروهم معاشرة الاحباب معاشرتهم
لا بمعنى لا تجعلوهم اولياء لكم حقيقة فانه امر ممتنع
فى نفسه لا يتعلق به النهى (تفسیر ابوالسعود جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ
تم میں سے کوئی ان میں سے کسی کو ولی نہ بناؤ یعنی ان سے یاری
مذکرو اور ان کے ساتھ دوستوں کا سا معاملہ رکھو ان کی عیادت
مذکرو یہ معنی نہیں کہ نہیں حقیقتاً اپنا دوست نہ بناؤ یہ تو ممکن ہی
نہیں اس کے ساتھ نہی کیونکر متعلق ہو۔

۲۔ جو تعلق و میل جول کہ حقیقتاً محبت و مودت سے خالی ہو وہ نہیں ہے
نہ دوستی و موالات کی علامت ہو سکتا ہے مگر اس سے اس کا قصہ صحیح و ثابت
معتبر بھی نہیں اور کفار کا اس میں نفع ہے وہ بھی موالات سے ساتھ تعلق و مناسبت
کیونکہ یہ اگر علامت موالات نہیں تو کم از کم صورت موالات تو ہے۔

تفسیر ابوالسعود صفحہ ۲۹۵ میں ہے۔

وفيه زجر شديد للمؤمنين عن اظهار صورة موالاتهم
وان لم تكن موالاة فى الحقيقة۔ كذا فى روح البيان
ترجمہ اس میں مومنین کو کفار کے ساتھ صورت موالات ظاہر
کرنے پر زجر شدید فرمایا ہے گو حقیقتاً موالات نہ ہو۔

۳۔ جس تعلق میں رابطہ قلب و مودت بھی نہ ہو اور علامت دوستی بھی نہ ہو
اور مسلمان کا اس میں کوئی مقصد بھی نہ ہو مگر اسلام یا مسلمانوں کے حق میں اس سے

ظاهرین او کبیت امام من فی قوم کفار فیدا هنهم بلسانه
وقلبه مطمئن بالایمان دافع عن نفسه من غیران
یستحل دماحرامها ومالاحرامها غیرذالك من
المحرمات لاظهارالکفار علی عورات المسلمین.

معلوم ہوا کہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کفار کی موالات
اور ان سے ملاطفت اور رازداری کی ممانعت فرمائی مگر
جب اور خاص ہوں ہاتھ میں تو ورنہ ہیں تو ہیں ہی
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

جو تعلق ہو وہ ان باتوں سے خالی ہو یعنی وہ حقیقت میں محبت کی
بنا پر ہو نہ اس کی علامت ہو۔ اس سے مسلمان یا مسلمانوں کو ضرر و نقصان متصور ہو نہ
کفار کا فائدہ و نفع مقصود ہو اور اس میں مسلمانوں کی کوئی حاجت و ضرورت بامقصد صحیح
نہ ہو تو جائز ہے اور یہ حالات محرمہ میں داخل نہیں۔

روح البیان میں من بتولهم منکم فانه منهم کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای هو علی دینهم ومعهم فی النار وهذا اذا تولاهم
لدینهم واما لصحبة ومعاملة شراء شیئ منهم او

دوالی ہوں اور بجانبت کلیہ وانقطاع تام سے مسلمانوں کے ضرر کا اندیشہ ہو وہاں ان کے ساتھ ایسے امور میں شرکت جو ممنوع نہیں ہیں اور جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا ہے جائز ہے قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیے

آیت۔ ومن یفعل ذالك فلیس من اللہ فی شیئ الا ان تتقوا منھم تقاۃ۔ ترجمہ۔ اور جو ایسا کرے گا تو اللہ سے بیزار کا برتاؤ کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو۔

تفسیر ابو السعود میں ہے۔

الا ان تخافوا منھم امرا یجب اتقاؤہ ای ان یکون الکافر علیك سلطانا فتخافہ علی نفسك او مالك فحینئذ یجوز لك اظہار الموالات باطنا لا المعادات۔ مگر یہ کہ تمہیں ان کی طرف سے کسی ایسی بات کا خوف ہو جس سے ڈرنا ضروری ہے یعنی جبکہ کافر تم پر غلبہ ہو اور تم کو اس سے اپنی جان و مال کا خوف ہو اس وقت تمہیں اظہار موالات اور ابطان معادات جائز ہے

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

معنی الایۃ ان اللہ نھی المومنین عن موالاۃ الکفار ومداھنتھم ومباطنتھم الا ان یکون الکفار غالبین

طلب عمل منهم مع مخالفة فی الاعتقاد والامور
الدینیة فلیس فیه هذا الوعید۔ ترجمہ: اجوان سے
دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے یعنی ان کے دین
پر اور ان کے ساتھ دوزخ میں یہ جب ہے کہ ان سے
ان کے دین کی وجہ سے دوستی ہو لیکن صحبت میں معاملہ
دنیا سے ہے یا ان سے کوئی دنیوی منفعت لینے کے
لیے ہو اور مخالفت عقائد و مخالفت امور دینی سے یہ اس
وعید میں داخل نہیں

یعنی علامہ یہ حدیث اور مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں
والمعاملة للمصاحبة او المعرفة بخلاف
لیست محرمة (تفسیر روح المعانی جلد ۲۸ صفحہ
یعنی معاملہ دوستی یا واقفیت سے ہے پڑوس کی وجہ سے یا
ہمارہ کے سفر سے اس طور پر کہ اس سے دین میں ضرر
نہ ہو حرام نہیں۔

اس قسم کے معاملات میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ محل و موقع پر حسب
حاجت و مصلحت اخلاق کا برتاؤ بھی جائز ہے تاکہ وہ بھی اہل اسلام کے ساتھ ویسا ہی
برتاؤ کریں ہدایہ میں ہے:

وان علم انهم یأخذون منا ربع عشر او نصف عشر

یاخذہ بقدرہ وان کانوا یاخذون الکل لایاخذ الکل
لانہ غدروان کانوا لایاخذون اصلا یاخذ لیترکوا
الاخذ من تجارتنا ولانا احق بمکارم الاخلاق تو
اگر یہ معلوم ہو کہ وہ (اہل حرب) ہم مسلمانوں سے ہمارے عشر یا نصف
عشر لیتے ہیں تو اتنا ہی لے لے اور اگر مسلمانوں کا مال نہ لیتے ہوں تو
یہ کل نہ لے اس سے غدر ہے اور اگر وہ بالکل نہ لیتے ہوں تو یہ بھی
بالکل نہ لے تاکہ وہ ہمارے تجار سے لینا ہی چھوڑ دیں کیونکہ ہم
ہم اخلاق کریمہ کے سزاوار ہیں۔

ہنود و نصاریٰ اور محارب وغیرہ

محارب کا فرق: لکھتا ہوں خواہ کوئی بھی ہوں مجوس یا ہنود نصاریٰ یا یہود، ہر حالت سب سے ممنوع اور منہی عنہ ہے ہاں اس باب میں محارب اور غیر محارب میں فرق نہیں بات یہ ہے کہ کفار سب ہی اسلام و اہل اسلام کے دشمن ہیں الکفر ملۃ واحدۃ اپنے موقع پر کوئی بھی مسلمانوں سے درگذر کرنے والا نہیں جس کو موقع ملا اس نے جنگ کی جس کو موقع نہیں ملا وہ ہر دم موقع کی تلاش میں ہے اور اس کے سینے میں بھی عداوت بھری ہے۔ وہی جوش و غضب ہے جو محارب کے دل میں ہے۔ یہ اس سے کسی طرح کم نہیں لڑائی

بھی قدم قدم کی ہے کوئی تلوار کے مقابلہ میں آتا ہے کوئی دوست بن کر خفیہ تدابیر سے کام کر جاتا ہے اور صیاد کی طرح گرفتار مصیبت کرنے کے لئے دانہ ساتھ رکھتا ہے اور جال خاک میں چھپاتا ہے اور اپنی عیاری و مکاری سے منہ عظیم پہنچاتا ہے مسلمانوں کا دوست ان میں ایک بھی نہیں

آیت یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ھانتم ھؤلاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ان تمسسکم حسنۃ تسؤھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط

ترجمہ اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہ کریں گے ان کی آرزو یہ ہے جتنی تمہیں تکلیف پہنچے دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی اور جو ان کے سینے میں ہے وہ اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہیں کھول کر نشانیاں سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے

حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان لائے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چباتے غصہ سے تو فرما دو کہ مر جاؤ اپنی غیظ میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم پر برائی پہنچے تو ان پر خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری سے رہو تو ان کا مکر تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا بیشک ان کے سب کام اللہ کے احاطہ میں ہیں۔"

کفار کی عداوت قرآن پاک نے اس صراحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے پھر آتش غضب و عناد کے تیز شعلوں سے بچنے کے لئے کون سا راستہ ہے وہ بھی صاف صاف بتا دیا ہے جس عقل سلیم اور ذی ہوش جانتا ہے کہ جن کے قلوب عداوت سے کس طرح دشمنی و عناد کے دریائے طوفان خیز ہیں ان سے عاقل و عقلمند کا اپنے کو بچا لینا بھی خودکشی کا مترادف ہے۔

عداوت جس کی طبیعت بن گئی وہ موقع پانے سے کبھی نہیں چوکتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سانپ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو خود حملہ کر بیٹھے تو بیشک احتراز کے قابل ہے لیکن دوسرا وہ جس نے خود حملہ نہیں کیا ہے اس سے احتراز کرنا کم ہمتی اور بد خلقی ہے۔ حملہ آور اور غیر حملہ آور کے ساتھ ایک سلوک نہایت بے جا ہے۔ بایں دلیل کالے زہریلے سانپ سے احتراز کرنے کے بجائے اس کو گود میں پرورش کرے تو اس کو لایعقل و نادان کہا جائے گا اور ہلاکت اس کا فعل کا نتیجہ ہوگا۔

قرآن پاک نے اس پر جا بجا تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو بابند اور ہوشیار کیا ہے۔

آیت ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون۔ اگر اگر تو پر موقع پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔

تفسیر ابن کثیر سے

[illegible] یثقفوا [illegible] یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون [illegible] لا یحلفون لمؤمن ولا یراقبون فیہ ولا یحفظون فیہ [illegible] بیبھم من الخلاف وقلت [illegible] وودوا لو تکفرون [illegible] اگر تو پائیں یعنی اگر تو پر دست رس پائیں اور تمہیں دیکھ لیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے یعنی مرتب وقتل و سب وشتم کے ساتھ درازدستی کریں گے کہ تم کافر ہو جاؤ یعنی ان کے دین کی طرف پلٹو جیسا کہ وہ کافر ہو گئے اور معنی یہ ہیں کہ دشمنان حضرت اللہ والوں کے ساتھ اخلاص و محبت

نہیں کرتے کیوں کہ ان کے درمیان مخالفت ہے پس تم بھی ان سے دوستی و محبت نہ کرو۔

تفسیر مدارک میں ہے۔

ان یثقفوکم ای ان یظفروا بکم و یتمکنوا منکم یکونوا لکم اعداء خالصی العداوۃ ولا یکونوا لکم اولیاء کما انتم یبسطوا الیکم ایدیھم و السنتھم بالسوء اخر والشتم و ودوا لو تکفرون تمنوا لو ترتدون عن دینکم فاذا موادۃ امتنعتم خطأ عظیم منکم و الماضی وان کان یجری فی باب الشرط مجری المضارع لتنبیہ علی انہ قبل وجود قبل کل شیء کقولہ تعالیٰ اتی امر اللہ یعنی انھم یریدون ان یلحقوکم بالکفار مضارین لدینکم من قتل الانفس وتمزیق الاعراض و حذف احدی التاءین من المضارع عند ھود لیلھا لعلمھم ان الذی عرض علیکم من ارواحکم لا تکم بدلوں لھا دونہ و لعلکم تشبھی عندہ صاحبہ۔ ترجمہ یعنی اگر تم پر موقع پائیں اور قادر ہوں تو تمہارے دشمن خالص العداوت بن جائیں اور وہ تمہاری طرح وہ تمہارے دوست بن جائیں اور وہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور زبان بدی کے ساتھ دراز کریں قتل و شتم کے

ساتھ اور تعاون کرتے ہیں کہ تم اپنے دین سے مرتد ہو جاؤ ایسی حالت
میں ایسوں سے دوستی رکھنا عظیم ہے اور ماضی اگرچہ باب
شرط میں مضارع کے قائم مقام ہوتی ہے پس اس میں کوئی شک نہیں
کہ ماضی کا زمانہ ہے گویا
کہ ماضی کا زمانہ نہیں ۔ چیز سے پتہ تمہارے لاوارث ہو جانے کی آرزو
سے یہی وہ چاہتے تھے تمہیں دینی دنیوی ضرر پہنچانا جانوں کا قتل آبرو
ریزی اور تمہیں دین سے برگشتہ کرنا سب سے پہلا مقصد ہے ان کے نزدیک
کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ دین تمہیں جانوں سے زیادہ پیارا ہے کہ کچھ
کہنے سے نہیں خرچ کرنے والے ہو اور دشمن کے نزدیک
دین جیسا اور مومن سے مومن کے حریف کے نزدیک سب سے
اہم ہو

قرآن پاک سے صاف بتایا کہ مسلمانوں کی عداوت کفار کے قلوب میں راسخ
ہے وہ ان کی مصیبت ہوتی ہے عداوت سے ناطق ہوتے ہیں ان کی زبانوں سے جو کچھ
ظاہر ہوتا ہے دل میں اس سے سخت تر عناد ہے وہ اگر موقع پائیں تو ہاتھ اور زبان سے
تکلیف پہنچانے قتل کرنے مارنے گالیاں دینے برا بھلا کہنے کوئی تکلیف ایسی ہے کہ ان کے
اختیار میں ہو اور وہ دریغ کریں اب ثابت ہو گیا کہ ترک موالات کا حکم تمام کفار کے
لئے محارب وغیر محارب اور یہود و نصاریٰ کا فرق باطل ہے موالات تمام کفار سے
ممنوع ہے اور یہود تو بدترین کفار میں سے ہیں بعض صاحبوں کا یہ خیال کہ ہندو ہمارے
برسر جنگ نہیں ہیں انہوں نے ہمیں گھروں سے نہیں نکالا وہ ہمارے اخراج پر مظاہرہ

نہیں کرتے اس لیے ان کے ساتھ موالات جائز اور نصاریٰ کے ساتھ اس وجہ سے ناجائز ہے کہ وہ برسرِ جنگ ہیں قطع نظر اس سے یہ بیان واقع کے خلاف ہے ان دن کے حالات ظاہر و مخفی عداوتیں حریفانہ چالیں قسم قسم کی ایذائیں جو ہندو پہنچاتے رہے ہیں۔ آرہ اور کانپور کے واقعات مسلمانوں کو قتل کرنا عورتوں اور جوان لڑکیوں کو جلانا گھروں کو قرآن شریف اور مسجدوں کی بے حرمتی کرنا اور طرح طرح کی ایذائیں جو سب کے سب کتابوں میں ان سب سے قطع نظر کیجئے تو یہ تفوہ قرآن پاک کی کئی آیتوں سے خلاف صاف اور پر مذکور ہوئیں اور اس سے زیادہ ہیں کہ مختصر میں جمع کی جائیں

آیت: لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الخ

یعنی حکم نہیں کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے جو نہیں لڑتے تم سے دین میں اور نہیں نکالتے تم کو تمہارے گھروں سے یہ کہ احسان کرو ان پر اور ان سے انصاف برتاؤ کرو بیشک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں

اس موقع پر استدلال میں پیش کرنا مستدل کی حماقت صاف ہے اس لیے کہ اول تو یہ آیت جس معنی پر مستدل کو نفع دے سکے منسوخ ہے۔

تفسیر جلالین میں ہے وھذا اول الامر بالجھاد الخ یہ حکم جہاد سے قبل تھا۔

علامہ عبدالرحمن بن حمدان دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں:

سورۃ الممتحنہ فیھا من المنسوخ ثلثۃ احکام الحکم الاول
قولہ تعالیٰ لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الی
قولہ تعالیٰ ان اللہ یحب المقسطین نسخ بقولہ تعالیٰ اقتلوا
المشرکین ۔ یعنی سورہ ممتحنہ میں تین حکم منسوخ ہیں حکم
اول ۔۔۔ جو ۔ مقسطین ۔۔۔ اقتلوا مشرکین سے
منسوخ ہوا

تفسیر ابن کثیر

وقال قتادۃ نسخ منھا بقتال قتادہ نے کہا کہ اس آیت کو آیت قتال
نے منسوخ کیا تفسیر ابن کثیر ۔

اور اس آیت سے جو ۔۔۔ سے یہ استدلال کیا جو درست
نہیں ہوا ۔۔۔ جو حربی ملوک سے تعارض مروت کے ۔۔۔ والی اس کا حق نہیں ہے ۔

۱۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں ۔ اس سے وہ مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام سے ترک قتال و مصالحہ کا عہد کیا تھا ۔ اور وہ قوم خزاعہ تھی اس آیت میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اس معاہدہ کی مدت تک وفا فرمائیں یہ قول ابن عباس اور مقاتلین اور
جبائی کا ہے

۲۔ مجاہد کا قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور انہوں نے
ہجرت نہیں کی ۔

۳۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں اور بچے مراد ہیں ۔

كان الظاهر من امر المقابلة فى الآيتين ان يقال فى الاولى
ان تولوهم كما فى الثانية او بعكس ويقال فى الثانية
ان تبروهم كما فى الاولى اويذكر كل منهما فى الآيتين
لكن الدلائل العقلية والشواهد النقلية دلت على ان موالاة
بالكافر غير جائزة مقاتلا كان او غيره بخلاف مبرته فانها
جائزة غير المقاتل غير جائزة مقاتل كما فى الموالات

ترجمہ۔ دونوں آیتوں میں جو مقابلہ ہے اس کے ظاہر سے یہ
تھا کہ پہلی آیت میں ان تولوھم فرمایا جاتا اور دوسری میں کما فی
تبروھم فرمایا جاتا یا ایک کو دونوں آیتوں میں ذکر کیا جاتا لیکن
دلائل عقلیہ وشواہد نقلیہ اس پر ہیں کہ کافر کی موالات اس سے خواہ
وہ مقاتل ہو خواہ غیر مقاتل بخلاف مبرت کے کہ غیر مقاتل سے ہے یہ
بھی موالات کی طرح ناجائز ہے۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ کافر سے متعلقہ معاملات تشدد سے عام ازیں کہ
وہ محارب ہو یا غیر محارب اور یہ مضمون آیات کشیدہ سے ثابت ہے

آیت یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم
خبالا۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری
برائی میں درگذر نہ کریں گے۔

تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وقیل المراد بھذہ جمیع اصناف الکفار ویدل علی صحۃ
ھذا القول معنی الایۃ لان اللہ تعالیٰ قال لاتتخذوا بطانۃ
من دونکم فنھی المومنین ان یتخذوا بطانۃ من دون المومنین
فیکون ذالک نھیا عن جمیع الکفار۔ (احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۹۱)

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کفار کے جمیع اصناف مراد ہیں اور اس قول
کی صحت پر اس آیت کا معنی دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاتتخذوا
بطانۃ من دونکم تو مومنین کو غیر مومنین کے راز دار بنانے سے منع فرمایا
تو یہ نہی تمام کفار کے لئے ثابت ہوئی۔

آیت یہ ہے یا ایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا ودوا ما عنتم
قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون
ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ وإذا لقوکم قالوا آمنا وإذا خلوا
عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔

ترجمہ: اے ایمان والو غیر مسلموں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری
خرابی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو
ان کی عداوت ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپائے
ہوئے ہیں وہ اس سے بڑھ کر ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں
اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو۔ دیکھو تم ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت
نہیں رکھتے حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے مارے
انگلیاں کاٹتے ہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ میں مر جاؤ اللہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

قیل المراد بھذہ جمیع الکفار ویدل علی صحۃ ھذا القول معنی الایۃ لان اللہ تعالیٰ
قال لاتتخذوا بطانۃ من دونکم فنھی المومنین ان یتخذوا بطانۃ من دون المومنین
فیکون ذالک نھیا عن جمیع الکفار۔ (احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۹۱)

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کفار کے جمیع اصناف مراد ہیں اور اس قول
کی صحت پر اس آیت کا معنی دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاتتخذوا
بطانۃ من دونکم تو مومنین کو غیر مومنین کے راز دار بنانے سے منع فرمایا
تو یہ نہی تمام کفار کے لئے ثابت ہوئی۔

آیت یہ ہے یا ایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا ودوا ما عنتم
قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون
ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ وإذا لقوکم قالوا آمنا وإذا خلوا
عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔

ترجمہ: اے ایمان والو غیر مسلموں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری
خرابی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو
ان کی عداوت ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپائے
ہوئے ہیں وہ اس سے بڑھ کر ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں
اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو۔ دیکھو تم ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت
نہیں رکھتے حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے مارے
انگلیاں کاٹتے ہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ میں مر جاؤ اللہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے یا ایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ کے تحت

فرماتے ہیں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ یہ آیت اسما بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی جن کے پاس ان کی والدہ بحالت شرک ہدیہ لے کر آئیں اور انہوں نے ان کا ہدیہ قبول کیا اور نہ ہی گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی حضور نے ان کو فرمایا کہ یہ ہدیہ قبول کریں اور انہیں گھر میں داخل ہونے دیں اور ان سے ساتھ احسان والزام کریں۔

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت [illegible]

۶۔ حسن سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حضور [illegible] اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ صلہ احسان کی اجازت [illegible] بست ہیں والنقل فی تفسیر کبیر۔

اس سے مدعا جزم لینا کہ آیت میں [illegible] ہے جائز ہے کہ مسلمان راضی ہو جائز ہے کہ وہ کافر [illegible] نہیں جیسے عورتیں ہیں جو نہ چونکہ ان کے یہ تعلقات ہیں وہ کر کے کافر ہی رہتی ہیں تب بھی استدلال صحیح نہیں کیونکہ [illegible] سے ان کے ساتھ برتاؤ ثابت ہوتا اور وہ ان سے ان موالات کے منافی نہیں اور نہ اس سے موالات کا جواز لازم آتا ہے موالات منع ہونے پر بھی ان کے ساتھ برتاؤ ممکن ہے۔ حاصل آیت سے ثابت کرنا مسلمان سے غیر محارب ہونے کی وجہ سے موالات جائز ہے کسی طرح صحیح نہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

هذا الله تعالى نهى في الآيات المتقدمة عن اتخاذ
اليهود والنصارى اولياء وساق الكلام في تقريره نحو ذكر
فيما لهي عن موالات الكفار وهو هذا
الآية تجد عاما چاہیے اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں یہود
و نصاریٰ کو دوست بنانے سے ممانعت فرمائی اور اس کی تقریر
میں عام رکھا ہے جس میں تمام کفار سے موالات کی ممانعت
ہو گئی

یہ آیت [illegible] صورت میں کفار سے موالات کی ممانعت جو ہوئی
[illegible] ہے [illegible] منقطع واجب سے نہیں اگر وہ اخوان و انصار
وغیرہ ہوں [illegible] ساتھ موالات ناجائز اور مجانبت واجب
ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو

آیت لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین
مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

تفسیر مدارک میں ہے

فهو ان یوالوا الکافرین لقرابة بینهما او لصداقة قبل الاسلام
او لغیر ذلک تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۲۲۲ کفار کی موالات اور دوستی
سے مسلمانوں کو ممانعت کی گئی خواہ دوستی کسی قرابت کی وجہ سے
ہو یا اسلام سے پہلی رسم و راہ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے۔

تفسیر خازن میں ہے۔

قیل ان عبادۃ بن الصامت کان لہ حلفاء من الیہود فقال یوم الاحزاب یا رسول اللہ ان معی خمسمائۃ من الیہود قد رایت ان استظہر بہم علی العدو فنزلت ہذہ الایۃ وقولہ لا یتخذ المومنین الکافرین اولیاء یعنی اصدقاء واعوانا من دون المومنین ومعناہ لا یحل لمومن ولایۃ من ہو غیر مومن لان اللہ انما امر المومنین ان یوالوا الکفار ویلاطفوہم لقرابۃ بینہم او لحسنۃ او معاشرۃ او محبۃ فی اللہ وللبغض فی اللہ تعالیٰ عصیہ واصل من اصول الایمان۔ یعنی جب عبادہ بن صامت کے یہود میں حلیف تھے عبادہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے روز حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ پانچ سو یہود ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد لوں پس یہ آیت نازل ہوئی لا یتخذ المومنین الکافرین اولیاء کے معنی یہ ہیں کہ مومن کفار کو اعوان و انصار نہ بنائیں اور مسلمانوں کے سوا کسی کو یار و مددگار نہ ٹھہرائیں۔ مطلب یہ کہ مومن کے ولا دوستی غیر مومن کے لیے نہیں اللہ تعالیٰ مومنین کو کفار کی موالات اور ان کے ساتھ ملاطفت سے منع فرمایا

خود ہی کسی قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے اور اللہ کے لئے
دوستی اور اسی کے لئے دشمنی ایمان کے اصول میں بڑی اصل ہے

تفسیر خازن جلد ۱ ص ۲۲۱

تفسیر خازن میں آیۃ لا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا کے تحت میں ہے

معنی ھذہ الآیۃ انھم لا ینبغی لکم ان تتخذوھم اولیاء یعنی کفار
مکہ کو اپنا دوست نہ بناؤ تمہارے دشمنوں پر تمہاری مدد کریں کیونکہ وہ تمہارے
دشمن ہیں۔ تفسیر خازن جلد ۱ ص ۳۹۶

علامہ نیشاپوری اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں

ولا یجوز ان یحصل ولایۃ و نصرۃ لمن تقدم ذمھم۔ یعنی
کافروں سے دوستی اور ولایت اور نصرت حاصل نہ کرو اسے قبول

تفسیر نیشاپوری جلد ۶ ص ۱۷۰

تفسیر بیضاوی میں انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا کی تفسیر میں ہے

لا شک ان الولایۃ المنھی عنھا ھی الولایۃ بمعنی النصرۃ۔
اس میں شک نہیں کہ ولایت ممنوعہ ولایت بمعنی نصرت ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۴۳۱

کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں

انما ذکر اللہ ھذہ الکلام طیبا لقلوب المومنین وتعریفا لھم
بانہ لا حاجۃ بھم الی اتخاذ الاحباب والانصار من الکفار

وذالك من كان الله ورسوله ناصرا له معينا له فاى حاجة به الى طلب النصرة والمحبة من اليهود والنصرى یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اس لیئے ذکر فرمایا کہ مومنین کے قلوب کو مسرت حاصل ہو اور ان کو معفرت کرائی جائے کہ انہیں کفار کو یار و مددگار بنانے کی ضرورت و حاجت نہیں ہے کیونکہ اللہ و رسول جس کے ناصر و مددگار ہوں اس کو یہود و نصاریٰ سے مدد چاہنے اور محبت کرنے کی کیا حاجت۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

تفسیر کبیر جلد دوم میں ہے

وامر دال الله تعالى المسلمون لا يتخذ العدو ناصرا الا من مسلمین مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو امر فرمایا کہ دوست و مددگار نہ بنائے گا مگر مسلمان کو

اور آگے چل کر فرماتے ہیں

فلا تتخذوهم اولياء وانصارا واحباما فان ذلك الامر الخارج عن العقل المرة (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲) تم انہیں اولیاء اور یار و مددگار نہ بناؤ کیوں کہ یہ ایسا کام ہے جیسے کوئی بات عقل و عادت سے خارج ہے۔

کفار غیر محارب کفار تو ہیں دوستی و موالات تو اہل بدعت اور فساق و فجار سے بھی منع ہے۔

تفسیر خازن میں آیت فلا تقعد بعد معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ، کی تفسیر میں فرماتے ہیں

قال ابن عباس دخل فی ھذہ الایۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیمۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں قیامت تک سے ہر محدث داخل ہیں

(تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۷۱)

تفسیر بیضاوی آیت لا تقعد بعد ھم کی تفسیر میں فرماتے ہیں

وفیہ دلیل علی ان القعود مع الکفار والفساق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اللھم لا تجعل فاجرا ولا فاسق عندی نعمۃ وفی حدیث ثم وجدت لا تجد قوما الخ تفسیر بیضاوی بعد لا تقعد آیت میں کفار و فساق کی دوستی و محبت سے بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور یوں دعا فرماتے تھے یارب مجھ پر کسی فاجر و فاسق کا احسان مت رکھ کہ میرے قرآن پاک میں آیت پائی جاتی ہے لا تجد الخ

تفسیر نسفی میں ہے کہ

وینبغی ان یعلم ان المومن کما یلزمہ ان یقطع الموالات عن الکفار کذالک عن الاقرباء الفجار۔ جاننا چاہیے

جیسا کہ مومن پر کفار سے قطع موالات لازم ہے ایسا ہی بدکار فاجر رشتہ داروں سے بھی مقاطعہ ضروری ہے۔

اسی روح البیان میں ہے۔

عن سہل بن عبداللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ویداریہ ولا یشاورہ ولا یصاحبہ ویطہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء لہ فی اللہ

سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہ سے منقول ہے جس نے اپنا ایمان درست کیا اس کو اہل بدعت سے انس نہ ہو نہ ان کے ساتھ نشست کرے نہ ان کا دم بھرے نہ ان سے مشورت کرے نہ ان سے صحبت رکھے اور ان سے عداوت و دشمنی ظاہر کرے۔

اسی تفسیر میں ہے۔

ینبغی لہ ان لا یہمل ان یقطع عن صحبتہ الکفار والفجار واہل البدع والاہواء واصحاب الغفلۃ والانکار

مومن کامل کو چاہیے کہ کفار و فجار اور اہل بدع و اہواء اور اصحاب غفلت و انکار کی صحبت سے انقطاع کرے۔ (تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

تفسیر احمدی میں ہے۔

ان قوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر فالقعود مع کلہم ممتنع۔ (تفسیر احمدی صفحہ ۳۰۹) قوم ظالم مبتدع اور کافر و فاسق

سب کو ہے اور سب کے ساتھ جنگ ممنوع ہے۔

جب مبتدع و فاسق و فاجر کے ساتھ بھی موالات ممنوع ہے تو کافر کے ساتھ ممنوع ہونے میں کیا قابل کافر ذمی غیر محارب تو کافر ہے اس سے ترک موالات کوئی تعجب کی بات نہیں تعجب تو مومن فاسق سے بھی ترک موالات و عداوت سے اور مومن تو مشرک و بت پرست سے بھی بدرجہا بہتر ہے اور کم عداوت سے ہیں

تفسیر [illegible] میں ہے [illegible] خذوا دینہم هزوا الخ [illegible]

[illegible] من اھل الکتاب والکفار [illegible]
[illegible] من الذین اشرکوا [illegible] مشرکین من عبدۃ
[illegible] وحشو من اھل الکتاب۔
[illegible] موالات سے بھی ترک موالات فرض ہے
[illegible] غیر محاربین سے ساتھ جواز
[illegible] ظاہر ہے نہ تو غیر محارب ہیں اور
[illegible] اہل کتاب سے بدرجہا بدتر ہیں۔

اس سے موالات و مدارات و احسان بھی جائز نہیں کیونکہ آیت ممتحنہ سے اگر برّ و احسان کا جواز ثابت ہوتا ہے تو ذمی کے لیے نہ کہ حربی کے لیے۔

تفسیر احمدی میں ہے لان وجوہ الاحسان ای الاولی والثانیۃ فی عدم الی الحرب۔ پہلی آیت ذمی کیساتھ جواز احسان کے بیان میں ہے اور دوسری اسکے عدم جواز میں حربی

کیساتھ اور موالات تو کسی کافر کے ساتھ جائز نہیں۔

حربی ہو یا غیر حربی ہر جگہ پر آیات کثیرہ پیش ہو چکی ہیں آیت متنازعہ میں جواز موالات پر
دلالت نہیں تفاسیر کی عبارتیں گذر چکی ہیں موالات تو کجا کفار سے خواہ وہ غیر محارب ہوں بغیر
ضرورت سلامۃ تک جائز نہیں رکھا ہوا آپ صفحہ ۲۰ پر ہے والحاصل من اعتز لاسلام فی بلدۃ
المسلمین لانہ لاتتہ ذۃ بکافر غیر ملتزم مسلمان کے کافر ہیں علامہ عینی
ہے کیونکہ مسلمان پر کافر کی گواہی جائز نہیں

نیز وہیں ہے الولایۃ لکافر علی مسلم لعدم ذ وجعلہ
الکافرین علی المؤمنین سبیلا وھذا اقتل شیء فی حلد ہ مسلمان
ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
مسلمان پر کافر کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی

اگر اس مسئلہ پر عبارت فقہیہ کا شمار کیا جائے تو
پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی سچ اور قبول حق کی توفیق عطا فرمائے وصلی اللہ تعالیٰ
علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین
سید محمد نعیم الدین عفا عنہ آمین

رسالہ

فرائد النور فی جرائد القبور

تالیف لطیف

بہ اسمعیل ظل اللہ ابن مرحوم سید محمد غفیر الدہلوی ثم حیدرآبادی ثم کانپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی من سبح بحمدہ اخصب بعض اوراق
[illegible] بالسند المذکور فی سلسلۃ العقیان لزبیر
[illegible] من شبث الاسبح بحمدہ کل لیل و
[illegible] الحمد الکریم الغفار والصلوٰۃ والسلام
علی من ہو سر حریر الارتیاد وقضیب البدایۃ فی ارض
القلوب لا ازالۃ الغوایۃ لیخضع بہ عباب النار وہو
سید نا وسید الابرار مولانا ومولی الاحیار النبی
الامی الامین المختار محمد شفیع المذنبین عبدہ المخلص
وعلی آلہ واصحابہ البررۃ الاحیار الاطہار

اما بعد. فقیر محمد نعیم الدین خصہ اللہ تعالیٰ بمزید الصدق والیقین مرادآبادی ارباب انصاف کی عالی خدمات میں التماس کرتا ہے کہ اس فقیر نے ایک عزیز کے سوال کے جواب میں قبروں پر پھول اور ترشاخیں ڈالنے کے استحباب میں ایک فتویٰ لکھا تھا. مولوی حکیم ہدایت علی صاحب جو فریق مخالف کے ایک رکن دست عالم کے جانے پر اور مدرسہ شاہی مرادآباد کے ممتحن اور بعض مدرسین [illegible] نے اس کا جواب تحریر فرمایا تھا اس سے پہلے اپنا فتویٰ جس کے [illegible] نقل کرکے جواب الجواب پیش کرتا ہوں اور حضرات [illegible] کہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں اور جب میری تقریر میں حق [illegible] پائیں تو مجھے دعائے خیر سے یاد کریں اللہ تبارک [illegible] کفارۂ ذنوب بنائے. آمین ثم آمین. صلی اللہ تعالیٰ [illegible] واصحابہ اجمعین

قبروں پر ترشاخیں اور پھول ڈالنے کا بیان

استفتاء. چاہتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبر پر ترشاخ سبز کسی درخت کی ڈالنا اور اس سے تخفیف عذاب کی امید رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ پھول ڈالنا بھی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد سراج الدین محلہ جھٹی مرادآباد

الحق بعون الکریم الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وبعد فقد قال اللہ تعالیٰ قد یسر شاخ ہے دنیا کا ذیل حدیث صحیح متفق علیہ ثابت ہے یہ مشہور تالیف میں ہے

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لا یستتر من البول وفی روایۃ لمسلم لا یستبرئ من بولہ واما الآخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ وقال لعلہ ان یخفف عنہما مالم ییبسا متفق علیہ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے پس فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کئے جاتے ہیں اور کسی بڑے امر میں عذاب نہیں کئے جاتے یعنی ان کے خیال میں ان کے عذاب کا سبب کوئی بڑا گناہ نہ تھا لیکن ان میں سے ایک پیشاب سے بچتا نہ تھا یعنی پیشاب کرتے وقت پردہ کا لحاظ نہ کرتا تھا مسلم کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور لیکن دوسرا وہ چغل خوری کرتا تھا پھر جناب سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے پھر

ہر قبر میں ایک حصہ کو جدا دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ نے کس لئے کیا فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں سے ظاہر ہے تخفیف ہو جب تک یہ دونوں حصے شاخ خرما کے تر رہیں

حدیث ۲۔ عن ابی ھریرۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انھما یعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدھما لا یستتر من بولہ والآخر کان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا نصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ فقالوا یا رسول اللہ لم فعلت ھذا فقال لعلہ یخفف عنھما ما داما رطبین

حدیث ۳۔ عن ابی حسان عن ابی ھریرۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر احد القبرین کان لا یستتر من بولہ والآخر کان یمشی بالنمیمۃ ثم دعا بعسیب رطب فشقہ باثنین فغرز علی کل قبر واحدۃ فقیل یا رسول اللہ لم صنعت ھذا فقال لعلہ یخفف عنھما ما لم ییبسا

حدیث ۴۔ عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر احدھما کان لا یستنزہ من بولہ والآخر کان یمشی بالنمیمۃ فقالت لہ یا رسول اللہ لم فعلت ھذا فقال لعلہ یخفف عنھما ما لم ییبسا او الی ان ییبسا (ابن ماجہ باب ذکر القبر)

ماحصل: دوسری اور چوتھی حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ پر گذرے اور وہاں ٹھہر کر فرمایا کہ میرے پاس دو شخص لائے جب لوگ

دو شاخیں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک قبر کے سرہانے اور ایک پاؤں کی جانب لگا دی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے صاحب قبر کو نفع ہوگا فرمایا ہاں کہ عذاب میں تخفیف کی جائے گی جب تک ان میں تری رہے گی اور تیسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں پر گذر ہوا تو آپ نے ایک ایک شاخ ایک ایک قبر پر لگائی اور صحابہ کرام کے عرض کرنے پر فرمایا کہ شاید میرے صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا مراد ہے

اس سے ایک اور صورت سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن میں ان کا ثبوت دیا ہے تخفیف عذاب کی امید دلائی آپ کی نیت میں کا قبول ہونا اور دعا کرنا ثابت ہوا کہ یہ سب امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے

حدیث ۱۵ اخرجہ البخاری عن مسلم من طریق حماد بن سلمۃ عن قتادۃ عن ابی العالیۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدہما لا یستتر من بولہ وکان الآخر یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقہا نصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ فقالوا یا رسول اللہ لم صنعت ہذا فقال لعلہ یخفف عنہما ما لم ییبسا او الی ان ییبسا

حدیث ۱۶ اخرجہ البخاری عن مسلم من طریق ابن عیینۃ عن منصور عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحائط من حیطان المدینۃ او مکۃ فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورہما فقال یعذبان وما یعذبان من کبیر ثم قال بلی احدہما کان لا یستنزہ من البول والآخر کان یمشی بالنمیمۃ ثم دعا بعسیب رطب فشقہ بنصفین فغرز علی ہذا واحدا وعلی ہذا واحدا ثم قال لعلہ یخفف عنہما ما لم ییبسا

حدیث ۱۷ اخرجہ البخاری عن مسلم من طریق ابن عیینۃ عن منصور عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدہما لا یستتر من بولہ وکان الآخر یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقہا نصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ فقالوا یا رسول اللہ لم صنعت ہذا فقال لعلہ یخفف عنہما ما لم ییبسا او الی ان ییبسا

حدیث ۱۸ اخرجہ البخاری عن مسلم من طریق ابن عیینۃ عن منصور عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدہما لا یستتر من بولہ وکان الآخر یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقہا نصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ فقالوا یا رسول اللہ لم صنعت ہذا فقال لعلہ یخفف عنہما ما لم ییبسا او الی ان ییبسا

فاصابوا معهم سعفا فاخذوا منه جريدتين فوضعوا هما معه في قبره. ترجمہ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو برزہ اسلمی نے وصیت کی تھی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گذرے وہ صاحب قبر اس وقت عذاب میں گرفتار تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ خرما منگا کر قبر میں گاڑ دی اور فرمایا کہ اس سے تخفیف عذاب ہے جب تک کہ یہ تر رہے پھر ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے ساتھ میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا روایت ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک جنگ میں ہوئی لوگوں نے سمجھا کہ وہ وصیت کر گئے ہیں کہ میری قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ان شاخوں نصیب میں یہ تسبیح کرتی رہتی ہیں اس سے جو ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ایک شاخ پانی جس کو وہ تھپکیں مانگنے کے ساتھ ان کی قبر میں رکھ دیں۔

حدیث ۵ اخرج ابن السعد عن عبد الرزاق عن ابن جريج عن ابن طاؤس في قبره جريدتان. ابن طاؤس سے روایت ہے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں

مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ سے اب یہ خوبی ثابت ہو گیا کہ قبر میں تر شاخوں کا ڈالنا یا گاڑنا جس طرح سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اسی طرح سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ہے۔

رد المحتار شرح الدر المختار میں ہے۔ ومن الحدیث ندب وضع ذلک للاتباع ویقاس علیہ ما اعتید فی بلادنا من وضع الغصنان الاس ونحوہ وصرح بذلک ایضا جماعۃ من الشافعیہ وھذا اولی مما قالہ بعض المالکیہ من ان التخفیف عن المیتین انما حصل ببرکۃ یدہ الشریفہ صلی اللہ علیہ وسلم ودعائہ لھما فلا یقاس علیہ غیرہ وقد رد اللہ ان صاحبہ ابن بریدہ ابن الحصیب رضی اللہ عنہ اوصی بان یجعل فی قبرہ جریدتان واللہ تعالی اعلم۔ خلاصہ یہ ہے کہ ترشاخیں ڈالنے کا استحباب حدیث سے ثابت ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے ہمارے علماء نے اس پر پھول ڈالنے کی عادت ہو گئی ہے شافعیوں نے بھی ثابت کہا ہے تو اس کی تصریح کی ہے اور یہ مالکیوں کے اس قول سے اولی ہے کہ تخفیف دونوں قبروں میں بسبب برکت دست مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تھی یا آپ کی دعا سے ان دونوں کے لیے پس اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا اور خاص نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھ دی جائیں واللہ تعالی اعلم

اب بعونہ تعالی چھ حدیثوں سے اور فقہ کی کتاب کی صریح عبارت سے قبر پر ترشاخیں ڈالنے گاڑنے کا استحباب ثابت ہو گیا۔ رہا پھول قبروں پر ڈالنا یہ بھی مستحسن ہے۔

چنانچہ فتاوی عالمگیریہ میں ہے ووضع الوزر والرباحین علی القبر حسن واللہ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

العبد المسکین محمد محی الدین غفرلہ ، وبالصواب یستقیم

المرادآبادی غفرلہما ولوالدیہ

اس فتوی پر

حکیم ہدایت علی صاحب نے یہ جواب لکھا

الجواب

اقول متوفیقہ ۔ مجیب صاحب کی تحریر دیکھتے ہیں آئی رجس سے گل فشانی قلم پر شاخ اندازی مقابر پر عجیب صاحب نے حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اور وصیت حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے جو استدلال کیا ہے وہ علاوہ احادیث معتبرہ واقوال مستندہ فقہاء کے ہے چنانچہ جو حدیث بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ وارد ہے اس کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور

مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی مانعۃ سائل تنہا لعاب دہان سے مل کر یا بغیر عاجز ہوں پڑھنا
اور تاحیات نہ کھانا دوسرے پر شفقت کے لئے جائز ہیں بلکہ خصوصیات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور اخلاق جمیلہ سے ہیں حدیث و سیرت علمائے
سلف سے نہیں ملتے ہیں ۔

سبزہ وہ ہیں ۔ ان کا نجاست ہونا ان حدیث سے ثابت نہیں
ہوتا اور ان کا نجس ہونا شافعیہ کے نزدیک ہے ۔ حنفیہ کے نزدیک
ہوا ہے ۔ اور حنفیہ کے نزدیک ہوا ہے ۔ اور

اور ابن حجر کی نے کہا ہے لعل وجہ ھکذا ان ھذا
الحدیث واقعۃ حال خاص لا یفید العموم ولھذا لم یجعلہ لہ وجہات
سابقۃ فتدبر فانہ محل نظر اھ اور ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری
نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل بیان کی جس کا محل آخر یہ ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مریت بقبر [illegible] وجبت لہ
ان یرفع ذلک عنھما ما داما العصبان رطبین ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نے فرمایا کہ میں دو قبروں پر گذرا کہ جن کے صاحبوں کو عذاب ہو رہا تھا ان میں سے
اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے شفاعت کی چنانچہ میری دعا اس بارے میں
اس میں قبول ہوئی اور ان دونوں سے عذاب تا خشک ہونے ان ٹہنیوں کے
موقوف کیا گیا۔

اور [illegible] ذکریا نے یحیی بن معین سے حدیث [illegible] عباس رضی اللہ عنہ
کے تحت میں کہا ہے

اما وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر [illegible] علماء ھو
محمول علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ عز وجل ان یخفف عنھما لاجیہ
شفاعتہ بالتخفیف عنھما الی ان ییبسا اھ اور ابن حجر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ
نے آخر کتاب میں کہا ہے۔ واما حدیث جابر رضی اللہ عنہ فی صاحبی القبرین
فاجیبت لشفاعتی ان یرفع ذلک عنھما ما داما العصبان رطبین انتھی
دوسرے نقاد ان فن شریف و ماہران علم حدیث نے قول متمکین حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جہاں تک ان دو کھجور کی ٹہنیوں کا قبروں پر
ڈالنا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو شیخ شہاب الدین احمد نے شرح تواصلی
ان علیہ وعلی والدیہ [illegible] وجہ ہذا التخصیص ان
[illegible] ما قال وجہ ذلک
[illegible] ان یکون ملاصقا لہ فیکون
[illegible] ولا عند اہل العلم انتہی

[illegible] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقد ثبت حدیث
[illegible] حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقبرین
[illegible] فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدہما لا یستتر من
[illegible] ان احدہما کان لا یستنزہ من البول والآخر کان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ
[illegible] فشقہا نصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ فقیل لہ لم فعلت ہذا فقال لعلہ
[illegible] ما لم ییبسا رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ لہما مر علی قبرین جدیدین
[illegible] فدعا بجریدۃ رطبۃ فشقہا نصفین ثم غرز علی کل قبر واحدۃ وقال لعلہ
[illegible] ما لم ییبسا وفی روایۃ لمسلم فلعلہ یخفف عنہما ما لم تیبس الجریدتان
[illegible] ان اللہ تعالیٰ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیہا رواہ ابو داؤد
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ البخاری فی التاریخ
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ الطبرانی فی الکبیر
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ البیہقی فی الشعب
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ ابن حبان فی صحیحہ
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ الحاکم فی المستدرک
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ ابن ماجہ فی سننہ
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ احمد فی مسندہ
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ الدارمی فی سننہ
[illegible] ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ

اور علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔ واما ما وضعه صلی
اللہ علیہ وسلم من وضع الجریدة فهو خاص به صلی اللہ علیہ وسلم
ان تمام روایات احادیث و اقوال ائمہ حدیث و نیز ائمہ فقہاء سے ثابت
ہے کہ شاخہائے تر میں کوئی خاصیت تخفیف عذاب نہیں ہے اور جو
آئی وہ صرف دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و برکت دست مبارک
علیہ وسلم کے حق سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی
سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا۔ اگر
ہو گیا ہو کہ یہ حکم عام مومنین کے لئے ہے تو
حضرت بریدہ کی وصیت اور روایت سے
قبور پر ڈالنا علاوہ جائز ہونے کے
اپنے اجتہاد پر کوئی نص صریح میں بیان کی بنا
سنے شرح بخاری میں لکھا ہے۔

واما ما فی ایضاء بریدة وحتی عسی ان یخفف عنهما
حمل الحدیث علی عمومه والعرف خاصا بل الظاهر
ان ذلك خاص للمصلحة بما فعله صلی اللہ علیه وسلم
الذی ینفع اصحاب القبور انما هو الاعمال الصالحة لذلك عقبه قوله
وری ابن عمر فسطاطا منفصل۔ ترجمہ۔ یعنی وصیت حضرت بریدہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی جو کہ شاید اس کا جواب قسطلانی نے یوں دیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی

تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو عموم پر لیا ہے اور اس بات کا لحاظ نہیں کیا کہ یہ
حدیث خاص ہے یعنی ظاہر تصرف مؤلف سے یہ بات ہے کہ یہ منفعت خاصۃً آپ
کے فعل اور کرامت خصوصیت سے تھی اور اصحاب قبور جو نفع یاب ہوتے ہیں وہ عمل صالح
سے ہوتے ہیں [illegible] واسطے علامہ قسطلانی نے تعاقب زیادت اور کہا ہے کہ اب
عرض یہ ہے کہ [illegible] جاہ سے تبرک پر [illegible] حدیث سے عمل و یقین
جاز [illegible] جس نے کتاب [illegible] احمدیہ شرح
مشکوٰۃ سے [illegible] مقتبس ہے

[illegible] صحیح جائز لکھتے ہیں

[illegible] الناس من وضع [illegible] الورود الریاحین
[illegible] تبرک [illegible] زیارت قبور میں قرآن پڑھتے
ہیں یا [illegible] سے اور [illegible] پڑھتا بطور تبرع ہے تو یہ
اور بھی [illegible] سب [illegible] شاہ محمد اسحاق نے مائۃ
مسائل میں [illegible] ہے

[illegible] عن انس لا یوضع الورود والریاحین علی قبر الا
من [illegible] اور سید عالم ﷺ نے وضع ورود والریاحین علی
[illegible] یعنی گل و ریاحین پر قیاس بدعت ہے۔ اور مسلک العارفین
[illegible] وضع ورود منع فرمود یعنی گلاب کے پھول کا قبروں
پر رکھنا مکروہ ہے۔

اور جو جواب عجیب صاحب نے اثبات مدعی کے لئے عبارت عالمگیری نقل کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اول تو اس کا ماخذ فتاوی غرائب ہے اور جو اگر کہ مجوزاس نقل کے ہیں وہ بھی فتاوی غرائب سے ہی لیتے ہیں تو یہ امر ہر ذی عقل فہم پر ہویدا ہے کہ روایت فتاوی غرائب بمقابلہ احادیث کثیرہ و آثار صحابہ و روایات کتب معتبرہ فقہیہ کیا وقعت رکھتی ہے سوائے اس کے [illegible] عجیب صاحب کی قابل دید ہے کہ میشا میشا ہپ ہپ اور کرو [illegible] جو فتاوی عالمگیری تھی اس کو تو خوشی خوشی لے دیا [illegible] آگے سے نظر انداز کی جس عبارت فتاوی عالمگیری [illegible] علی فقیر حسن [illegible] اس پر عجیب صاحب نے اس بددیانتی سے گاہ بگاہ پورے مسئلہ فتاوی [illegible] اور احسن ہیں بھی عجیب صاحب نے [illegible] مدعی سے قبیہ کرتے ہیں۔

اب پوری طرح سے ناظرین انصاف [illegible] کوئی کیفیت خاصہ باعث تصنیف [illegible] کے عام طور پر [illegible] کہ ہر کس و ناکس شاخوں کو قبروں پر لگاوے اور صاحب قبر کو اس لگانے سے تخفیف عذاب ہو جیسا کہ مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام خطابی، امام نووی و دیگر شارح مصابیح و ملا علی قاری و ابن الملک و ابن الحاج و ابن طاہر صاحب مجمع البحار و عینی شارح بخاری و مولف فتاوی قرطبیہ اور

صاحب مفید المومنین و صاحب منہاج العارفین اور صاحب قسطلانی عمدۃ القاری
شارح بخاری وامالی اور ان جملہ مشہور شدہ قول سے متحقق اور ثابت ہوگیا کہ مل
در یامین و تاخوانے ترکانست پر قیاس کرنا اس کا ثابت نہیں بلکہ مردود و بدعت
ہے و بیت و السلام علی من اتبع الہدیٰ [illegible] سے تخفیف
عذاب کی تمنا سے [illegible] فرمایا تھا جب خود حضرت ہی نعلین سمیت قبر
دیکھنے گئے اور [illegible] ساتھ [illegible] اور صاحب قرمنا بلغ اب
بھی [illegible] علیہ [illegible] مجتہدین و علماء [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] اور [illegible] تصحیح [illegible]
[illegible] حدیث کی زیر
[illegible] صاحب [illegible] لیے ہی
[illegible] ارشاد [illegible]
[illegible]

کتبہ

محمد ہدایت علی لکھنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

منقولہ عبارات کی تصحیح کے لئے فریقین کی تحریریں

حکیم صاحب سے تصحیح نقل کے لئے جو کتب منقولہ انہا کی طلب میں تحریریں

کی گئی اور حکیم صاحب نے ان کے جواب لکھے وہ یہ ہیں۔

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

جناب حکیم مولوی ہدایت علی صاحب آپنے جو حاشیہ مسئلہ رفع یدین علی القبر کے جواب جواب میں تحریر کیا میں نے اس کی تصحیح نقل کرنے سے لئے نقل کرنا کی ضرورت سے بنا بر عرض ہے کہ احکام بلا یک تک ہیں۔ بلا ان کو پہنچا دیا جائے تو دوسری مرحمت و مادیاری نا رحمانی حوالہ ان عادت نہ منقول عنہا سے لی جائے اگر اس سے علاوہ جو حرج معہود ہو تو فیز ایسا ہات بتادیں کہ جناب کے دولت خانہ پر حاضر ہوسکے میں عرض کرتا ہوں امید کہ جواب سے ممتاز فرمائیں وہ کتابیں جو تصحیح نقل سے لیں۔ تورپشتی شرح مصابیح شرح صحابی ان ملک عن حنین تبیین شرح جامی فتاوی قرطبیہ۔ صحیح بخاری سنن نسائی۔

حکیم صاحب نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا

جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ کتابیں سے کی ہیں منگوا لی تھیں بعد تحریر جوابات واپس کیں ان کے مقامات میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ کتب خانہ ریاست رام پور۔ مقام پٹنہ مولوی شمس الحق صاحب

محمدی دہلی۔ مولوی شریف حسین صاحب مرحوم، مولوی عبدالسلام صاحب نے آپ
سے اگر آپ کو مہلت دی تو ضرور سے شوق ہے تو مقامات مذکورہ میں تشریف لیجا کر
ملاحظہ کتب و مطالعہ یا ان کا خرچہ مجھے مرحمت فرمایئے میں آپ کو بہت سے پند و
لنگوٹیوں کی مرتساؤں کا اضافہ کھنا اور ان کی آمد و رفت کا خرچہ مجھے مرحمت فرمایئے
اور کتب خانہ دیوبند سے ہی آپ کو اگر شک ہے تو مولوی سید احمد صاحب ان
کو تعمیل فرمایئے گا۔ اور تقریب سے عبارت یہ ہے کتاب سید علی کی ہے
لیکن عبارت ان میں ایک اور شخص کی ہے اور یہ تو چوروں کا کام
ہے دوسروں سے چرانا اور اپنی عبارت بنا دینا اور جو کچھ ہے اس کا نقل
کرنا دوسرے کا دیکھ کر یہ تو خیانت ہے تو میں عبارت صحیح نقل
کی ہیں۔ [illegible]

حدیث

[illegible] حدیث علی سلمی [illegible]

یہ [illegible] سے بیان صاحب کی حدیث ہیں یہ لکھ دیں

جناب مولوی محمد ہدایت علی صاحب عنایت فرما کر ہدایت حضرت
کا تحریر فرما دیجئے جس سے آپ نے فتاویٰ منگوائی تھیں اور یہ بھی تحریر فرمایئے کہ
کس کس مقام سے آپ نے وہ کتابیں منگائی تھیں اور ان کی آمد و رفت کا خرچہ بھی
تحریر فرمایئے۔ راقم محمد نصیر الدین ۲ شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ

حکیم صاحب نے یہ جواب تحریر فرمایا

السلام علیکم مجھے یاد نہیں کہ کس کس مقام سے [illegible] تھیں بہرحال مقامات مذکورہ سے اکثر [illegible]

[illegible]

اس کے بعد حکیم صاحب نے [illegible]

جناب مولوی صاحب عنایت فرمائے [illegible]

بار بار لکھنا ایک [illegible] بجبوری لکھنا پڑتا ہے [illegible] لکھنے کی حاجت [illegible] ان حضرات کا تحریر فرمایا [illegible] کس کس مقام سے [illegible] کا خرچ کیا ہے [illegible] سے منگائی تھی [illegible] کرمفرمائی فرما کر [illegible] رفع التباس تحریر فرما دیں فقط

محمد سعید الدین عفا عنہ الصمد ۴ شعبان المعظم ۱۳۲۰ھ

بروز جمعہ مبارکہ

اس کے جواب میں حکیم صاحب نے تحریر مسطورہ ذیل بھیجی۔

جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے ایک عزیز دلی میں مدرسہ مولوی عبدالسلام میں پڑھتے ہیں اور مولوی عبدالسلام سے اور مولوی شمس الحق صاحب سے مقامہ پٹنہ سے از حد ملاقات ہے اس سے یہاں کی تمام حالت معلوم ہوتی رہتی ہے ان کے ہاں کئی چٹھیاں اس سے آئی تھیں ان کا مضمون یہ ہے کہ آئے تھے ان کی صحت اچھی نہ تھی اصول موضوعہ میں نے خود ان سے نہیں سنگوائی تھیں مگر آپ اچھے ہو کر گئے وہ بھی شوق سے تو ملی ہے میرے عزیز کا دل تشریف لے جانے کو چاہتا ہے اگر آپ کا ارادہ ہو گا میں ایک صلاح آپ کو دیتا ہوں آپ جو مقامات ہو کر جاتے ہیں تشریف لے جائیے اور کتب مطلوبہ کا مطالعہ سے سنوانے کی حاجت کہ آپ کو گھر نہیں رہتے ہے لوگ دین کی طلب میں سیکھنے سے سفر کو آسان جانتے تھے اب تو ریل سے کچھ سفر کرنا مشکل نہیں ہے ایک روزہ کا سفر ہے۔

دوسرا طریقہ جو اس سے بھی آسان ہے وہ یہ ہے کہ آپ مختلف علماء کو تحریر فرما دیجئے کہ یہ کتابیں آپ کے ہاں اگر موجود ہوں تو ازراہ عنایت مسئلہ معلومہ ان کو تحریر فرما دیجئے اس میں چند ٹکٹ آپ کے البتہ خرچ ہوں گے مگر ہاں ان کی بھی تحقیق آپ کو ہو جائے گی۔ فقط

زیادہ والسلام محمد ہدایت علی عفی عنہ۔

(یہ عبارت حکیم صاحب نے دستخط کرنے کے بعد لکھی ہے۔)

خلاصۂ بحث

۱۔ قبروں پر ترشا نہیں جانے کے باب میں اپنے پہلے فتوں میں جو حدیث پیش کر چکا ہوں اور اس مسئلہ کو صاف طور پر ثابت کر چکا ہوں

۲ حکیم مولوی ہدایت علی صاحب نے جو جواب اس سے اپنے اس وقت نظر انصاف سے خود ملاحظہ فرمائیں گے تو بیان ثابت ہو جائے گا

حاصل کلام

اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ حکیم صاحب نے میرے اس بیان کا کیا جواب دیا ہے۔

۱۔ میں نے مشکوٰۃ شریف و نسائی سے چار حدیثیں ان مضمون کی نقل کی تھیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر ترشا نہیں لگانے کی ممانعت فرمائی ہے جب تک یہ ترشیاں گی ان قبروں کے عذاب میں تخفیف رہے گی

۲۔ حکیم صاحب نے اس کے جواب میں کیا عذر کیے

پہلا عذر: یہ کہ یہ مضمون احادیث اول استدلال تھا کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جناب نے میرے دعوے کے خلاف ایک حدیث بھی پیش نہ فرمائی۔ اگر جناب کی نظر سے احادیث معتبرہ اس حدیث کے خلاف گذری ہیں

تو صرف پیش دعا تھے مگر تو ہیں کیں اور پیش لگتے تھے ولن ربانی دعا نے باطل پر ٹال گئے

تیسرا عذر یہ ہے دیتا ہوں اللہ تعالیٰ ان مضمون کے خلاف جناب کا یہ عذر ہے ۔ لے لی ھا تا وھا حضرات یہ عذر قبول نہیں ہے ۔ فقہ حنفی سے ۔ فتاوی عالمگیری ۔ مجمع الانہر کی ۔ جواز ۔ متعلقہ عبارتیں ۔ ملاحظہ سے عاجز لائی جو ۔ کتب فقہ حنفی سے نہ لاتے ہیں محبت ہے ۔ دعوی دعا سے ہیں کا دعا ان دعوت دینے ہیں شیخ مطلق

تیسرا عذر ۔ ۔ ۔ تیسرا عذر یہ ہے ربیان شاہین جانے سے عذاب ہیں تخفیف ہو جاتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے

یہ عذر بھی ۔ ۔ ۔

ہوئی ان دونوں عذروں کا جواب فقیر کی پہلی تحریر میں درالمختار سے نقل موجود تھا
صاحب نے اس پر غور نہ فرمایا ورنہ بمقتضائے انصاف
۳ میں نے شرح الصدور مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی سے
نقل کیا تھا کہ ابو برزہ اسلمی صحابی اور حضرت زید صحابی بھی
تھیں کہ ہماری قبریں ترشا نہیں جائیں چنانچہ
۴ میں نے تسلیم کیا حکیم صاحب کے
جب یہ حضرات دفن کئے گئے ہوں گے اس وقت
کتنے حضرات موجود ہوں گے جنہوں نے دفن
کے ہو جب ترشا نہیں قبروں میں رکھیں اور رکھتے ہوئے

یہاں سے صحابہ اور تابعین کی جماعت سے
ہے لیکن تعجب تو یہ ہے حکیم صاحب نے
کئے ہوئے لفظوں پر بھی غور نہ فرمایا حضرت ابو برزہ
تو سکوت کیا اور اس کا کچھ جواب نہ دیا اور حضرت زید
سے صاحب درالمختار حاشیہ درالمختار مصنفہ علامہ ابن عابدین شامی نے استدلال
کیا ہے اور جو میں اپنی پہلی تحریر میں نقل کر چکا ہوں حکیم صاحب نے اس کو رد کر دیا
کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے ہائے

اگر اسلام ہمی است کہ ایماں دارند
واے گر از پس امروز بود فردائے

استغفر اللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ تحدا اللہ تعالیٰ
ہیں چند لفظوں میں میر صاحب کے جملہ اوہام و [illegible] ہوا یہ ان کی فہم و [illegible]
صاحب نے [illegible] ہیں گے

زیر بحث مسئلہ کی مزید تحقیق

[illegible] ہیں تو صاحب معلوم ہوتے ہیں تو اور بھی چند
توضیح کی جائے۔ مولانا صاحب کی [illegible] عربی [illegible] ناظرین کی لیاقت
[illegible] ہے [illegible] مسئلہ کی تحقیق بھی [illegible] ہو جائے
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

معتبر اور اقوال مستند و فقہاء فرمایا مگر کوئی حدیث اس کے خلاف پیش نہیں کی بلکہ میر صاحب کی تمام تحریروں میں صرف مسلم شریف کی حدیث حوال کا پیش کیا ہے وہ بھی میرے استدلال کے خلاف نہیں اس صورت میں میر صاحب کا یہ کہنا کہ میرا دعویٰ خلاف احادیث معتبرہ فرمانا اور میری نقل کی ہوئی حدیث [illegible] فرمایا ہے۔ اب حکیر صاحب سے ان احادیث معتبرہ کا حوالہ [illegible] ان کے عہدہ میں استدلال کیا تھا حکیر صاحب [illegible] فرمائیں گے یا جواب سے سکدوش ہو جائیں گے

میر صاحب فرماتے ہیں۔ [illegible] وصیت حضرت بریرہ سے جو استدلال [illegible] ان عباس اور وصیت حضرت بریرہ [illegible] ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم میں سے [illegible] استدلال کیا تھا

اب اس عبارت سے میر صاحب کے [illegible] ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میر صاحب [illegible] حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے [illegible] کر چکا ہوں اور ان حضرات کی حدیثیں جو [illegible] اس لئے میں صرف ان حدیثوں کو [illegible] صاحب نے میرے استدلال کو اقوال [illegible] حنفی سے ثابت دے چکا اب حکیر صاحب [illegible] کی کتابوں سے اقوال

پیش کریں

[illegible]

اعتراض [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

کتاب کی عبارت کی عبارت بدل ڈالی اگر مخالف نے کوئی عبارت پیش کی تو اس کا یہ جواب کہ کتاب ہی معتبر نہیں خود عاجز ہوئے کہیں موافق کی عبارت نہ ملی تو کسی کتاب کی عبارت بنا ڈالا اور بعضے حضرات تو ایسے جری ہیں کہ خود ایک عبارت بنا لیں اور اگر پوچھے تو کتاب کا نام بھی گڑھ دیں۔ بہرحال مولوی سمیع صاحب کیسے ہی بزرگ ہوں جب آپ کا خصم انہیں مانتا ہی نہیں تو ان کی کتاب کا حوالہ دینا فضول ہے۔

اعتراض ۳ حکیم صاحب

ملا علی قاری نے شرح نقایہ سے نقل کیا ہے [illegible] فقیل نہ صوابہ [illegible] منتقی بلفظہ

جواب: باوجودیکہ مخالف نے اپنی تحریر میں یہ عبارت درج کر دیا تھا اس کے جواب میں حکیم صاحب نے یہ عنایت فرمائی۔ مناسب ہے کہ یہ عبارت تمام تک نہ لکھا۔

ذرا تو اور بھی کر لے بھاگ دوڑ اے دل
ابھی تو میری دعا سے تری بھلائی ہے

اس حالت میں یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا کہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے شرح نقایہ سے کس کتاب میں یہ عبارت نقل کی عبارت کا لکھنا اور اس کا نام بھول جانا بتاتا ہے کہ جواب لکھتے وقت حکیم صاحب بہت گھبرا گئے تھے اب

[illegible] وہ عبارت جو قاضی خان سے خیر صاحب نے دانائی کی ہو
کتاب کا نام بتلایا لیکن وہ کتاب کا نام بتلاتے تو ضرب المثل چراغ دارد کا مصداق بنتے
اس لئے رشید صاحب نے اس پہلی ان عبارت میں قطع و برید کرکے دیانت کی مرگ
ماری ہے یعنی طلب کی ایک سطر تو لکھ دی باقی عبارت دعا کے خلاف پائی صاف
اڑا دیے یہ انصاف و دیانت کا یہ تقاضا نہیں رہا ہے شبہ دعا نے خصم ہو تو
تسلیم کرلیں کیا یہ انصاف ہے کہ پہلی والی عبارت بغیر طلب سمجھ کر لکھ جائیں اور اسی
عبارت میں سے صرف دعا کو مرتان کے پاس تک نہ جانے کیا یہ تصرف بے جا
کی بدولت ہے یا خیر صاحب نے بعد دعا عبارت ان کے ہاتھ نہ آئی
اسی وجہ سے ایسی حرکت

اس میں وہ عبارت پیش کرنا جس کے خوف سے خیر صاحب نے
کتاب کا نام بتلانا گوارا نہ کیا ہے تاکہ ناظرین اس عبارت پر نظر کی نظر نہ جائے اور اپنے علماء
باطل پر قیاس سے [illegible] اصل عبارت کا علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ الباری
صاحب مرقاۃ جو حنفی المذہب ہیں شرح میں خیر صاحب والی عبارت اور اس کے بعد دعا
کا استعمال۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں وقیل لابھ یستحب قراءۃ سورۃ یٰسین عند
طلب اس عبارت کا یہ ہے حضرت نے ان ترشاخوں کو اس لئے جمایا تھا کہ وہ
جب تک تر رہیں گی تسبیح کریں گی۔ پھر یہی علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری اسی کتاب
کے اسی صفحہ میں اس سے پہلے کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں وقد استحب بعضھم قراءۃ
القرآن عند القبر وبعد الحدیث بتلاوۃ القرآن وفی التخفیف من تسبیح

الجريد وقد ذكر البخاري ان بريدة بن الحصيب الصحابي اوصى ان يجعل في قبره جريدتان فكان تبرك بفعل مثل فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ علماء کرام نے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنا اس حدیث سے مستحب ثابت کیا ہے کیوں کہ قرآن پاک اور تلاوت ہر دل تسبیح سے اولیٰ ہے۔ امام بخاری رحمۃ الباری نے ذکر کیا کہ بریدہ ابن حصیب صحابی رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میری قبر میں تر شاخیں رکھی جاویں تاکہ ان کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی مثل فعل سے برکت پاویں

اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس عبارت کے علاوہ دو بھی مستحبین کے مفید ہے جو عنقریب پیش کی جاوے گی۔

مسلمانو! للہ انصاف

ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید مطلب حیلہ سے لے دینا کونسی دیانت ہے اور اس حرکت کو کیا کہئے میں تو کچھ نہیں کہتا مگر حیدر صاحب اپنے رقعہ کے یہ الفاظ جو خود ان کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں ملاحظہ فرمائیں تو میں نادم ہو جاؤں گا۔

حکیم صاحب کے رقعہ کی عبارت:

"اس کو یقین جانئے کہ یہ عبارت ہر ایک کتاب کی بعینہٖ نقل کی گئی ہے

سر مو فرق: ہو گا ——— (الراقم محمد ہدایت العلی عفی عنہ)

اب جونپوری صاحب سمجھ لیں کہ انہوں نے مطلب کے موافق عبارت نقل کرکے مخالف مدعا عبارت چھوڑی ہے یا نہیں۔

اعتراض ۲ جونپوری صاحب:

[illegible] لعل وجہ کلام الخطابی ان ھذا واقعۃ حال [illegible] لعموم اللفظ وجہ لہ توجیہات سابقۃ فلتدبر وقد یحمل [illegible]

جواب ۲

[illegible] کتاب کا نام ندارد نہ معلوم [illegible] نے اس کتاب میں کہاں سے یہاں بھی جونپوری صاحب نے کتاب کا نام نہیں بتایا۔

چہ نسبت است بکس را بدہ دار ی سے"

جونپوری صاحب کی اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شاید خطابی کے کلام کی یہ وجہ ہو کہ ان کے نزدیک یہ حدیث ایک حال خاص کا واقعہ ہے صیغہ عموم نہیں اسی لئے اس کی توجیہیں کی گئیں سوچ لو کہ یہاں اعتراض کا محل ہے یہ بات ہر ادنیٰ طالب علم پر بھی مخفی نہیں رہتی برادر اس کی مثل دوسرے محلے ایسے موقعہ پر استدلال کئے جاتے ہیں جہاں وہ بات مخدوش ہو یا اس میں کوئی مسامحہ ہو۔ پھر جب تدبر کے ساتھ [illegible] فائدہ محل نظر بھی کہہ دیا جائے تو صراحت ہو گئی کہ یہ قول ضعیف ہے

ایسی عبارت سے استدلال کرنا اور اس کے صحیح کو نہ سمجھنا یہ صاحب جیسے ذی شعور دانا دں سے حیرت انگیز ہے۔ قطع نظر اس قاعدے کے کہ یہ قطعی عبارت ہے یہ صاحب نے یہاں بھی کی ہے یعنی پوری عبارت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل نہیں کی اس عبارت سے قبل انہیں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات اور ترشا نہیں جانے کی سنت بتایا ہے اس عبارت کو چھوڑ دیا اور اس کے بعد کے ہوئے ایک دو فقرے لکھ دیئے دیانت سے جیسے صاحب نے تو اس عبارت نقل ہو چکی ہے اور پھر دوبارہ ملاحظہ فرمائیے [illegible] حد درجہ جرأت کہ جو فقرے ہیں وہ خود ضعف [illegible] صاف یہ ذکر کہ فتدبر وانہ محل التعریف [illegible] العجیب [illegible] ہائے دینی مسائل میں کس درجہ کی احتیاط فرمائی ہے یہ وہ بات جس تک غیر صاحب نے قطع و برید کی ہے نقل کرتا ہوں

ثم رأیت ابن حجر صرح بقولہ [illegible] علی ھذا الحدیث اصل اصیل بہ ومن ثم اتی بفصل لا تخلو من مباحث اصلیۃ مما اعتید من وضع الرجحان والجزم بسعۃ ھذا الحدیث وعلی وجہ کلام الخطابی ان ھذا واقعۃ حال خاص لا یفید العموم وبھذا وجہ لہ توجہات سابقۃ فتدبر وانہ محل النظر حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قبر پر ترشا نہیں جانے کے استحباب کی تصریح کی ہے

کہتے ہیں کہ ابن بابی ہ لا اصل لہ کہنا ممنوع ہے بلکہ یہ حدیث ترشا نہیں جمانے کے
اصل اصیل ہے اور اسی وجہ سے ہمارے بعض ائمہ متاخرین نے فتوی دیا ہے
ارقدوں پر ترشا نہیں اور چھرا نا جس کی لوگوں نے عادت سے یہ سنت ہے اور اس
حدیث سے ثابت ہے

ہاں ہاں رحمۃ اللہ علی کے باوجود محدث ہونے کے ایسے ادراک
کیوں لا اصل لہ فرمایا حالانکہ حدیث شریف سے صحت ثابت ہے اس کے
جواب میں کہتے ہیں کہ ان سے اس کی وجہ کیا ہے اس کا واقعہ تجھ
کو دیا ہے یہ حدیث ہے ہوگا اور ان کے لیے ملے تو بیان کی گئیں اس
لیے ان کا یہ قول اس سے پہلے فوت نہ ہوا ہے
لانی لم اقف علی اسنادہ کہنا درست ہے یہ عبارت میں تصریح ہو چکی۔

میرے سامنے ہے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت جس کا ہم
وہ یہ دعوی کرتے ہیں اس سے تیر چھرا اور ترشا نہیں جمانے کا فتوی دیا اور سنت
بتایا ہے اور اس کا تمام مضمون صحیح کا ٹھکانہ دیا ہے ملاحظہ شان کے قریب
اعتراض ہے

ہاں ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے اپنی صحیح میں جابر سے حدیث
طویل بیان کی جس کا جملہ آخر ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی

ہ علامہ ابن حجر سے ہمارے زمانہ تک بعض مترشین قدموں پر ڈالنے کی جو لوگوں کو
عادت ہے سنت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت ائمہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے
زمانہ میں بھی جاری تھی اور وقت تک اب تک جاری ہے۔

مررت بقبرین یعذبان فاحببت بشفاعتی ان یرفع ذلک عنهما ما دام العصبان رطبین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو قبروں پر جن کے صاحب پر عذاب ہو رہا تھا پس میں نے ان کے لئے شفاعت کی یہ درخواست جناب باری عزاسمہٗ میں قبول ہوئی اور دونوں سے عذاب اس لئے ہونے تاخوں کے موقوف کیا گیا انتہی بلفظہ

جواب

اس حدیث کے پیش کرنے سے صاحب کا منشا حاصل ہوتا ہے کہ وہاں تر شاخیں حائل تھیں تو شفاعت بھی وہیں تھی پر معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تر شاخوں سے۔ میں گذارش کرتا ہوں صاحب موصوف نے اس سے استدلال کیا ہے کہ تر شاخوں کے ساتھ شفاعت کا ہونا ہے اگر ایسا نہیں ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ دونوں قبروں سے اس سے استدلال نہیں کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ شفاعت مفید مگر یہ حدیث دلالت کی خوبی ہے سوائی ہی اصل مدار نہیں جس سے استدلال کیا ہے وہ واقعہ ہی ہوئے اور وہ ہیں رہتے ہیں یہ بھی دوسرا ہے۔ صاحب کا یہ طرز تو بہ ظرافت لطیف ہے اس کو یاد رکھنے کے قابل ہے۔

آں شنیدی کہ بدر منیہ
از فروغ مہر گشتہ مستنیر

دیدۂ نقش تو دانا نیست
من نگویم کہ مہر از من رخشندہ

استاذ محترم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اول ان واقعات میں تعارض اتحاد نہیں ملاحظہ فرماتے ہیں شرح صحیح بخاری جس میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانی شارح بخاری امام احمد علی بن محمد بن احمد بن علی بن تغلبی رحمۃ اللہ علیہ قرطبی سے نقل فرماتے ہیں [illegible] ان قصہ واحدہ [illegible] قصہ واحدہ [illegible] ان قصہ واحدہ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] ان قصہ واحدہ [illegible] ان قصہ واحدہ [illegible] ان قصہ واحدہ

والحاصل بينهما من اوجد الاول ان هذا كانت في
المدينة وكان مع النبي صلى الله عليه وسلم جماعة
وقضية جابر كانت في السفر وكان معه جماعة
فتبعه جابر وحده لتأتي ان في هذه القصة انه
عليه السلام عرس بعيره بعد ان سقط عصيين
كما في رواية الاعمش السابقة في الباب وفي
وفي حديث جابر مرحله عصيين فاناخ بها
فقضع عصيين من شجرتين وامر النبي صلى الله
عليه وسلم ان يعدل عصيين عن عصيه وقد جاء
كان النبي صلى الله عليه وسلم حين
وحيث شفعتي ان يرفع عنه ما وضع
عصيين فانت لم يذكر في قصة جابر
السبب في عدولها الرابع وقد ذكره كلمة في
ذلك وذلك كله على انهما قصتان وان
جابر في صحيحه عن ابي هريرة انه صلى الله عليه
مر بقبر فقال انوني بجريدتين فجعل احدهما عند

راسہ والاخر عند جلیہ فھذا ظاھرہ یدل علی ان
ھذہ قصیۃ ثالثۃ فقط بھذا کلامہ میں ادعی ان
القصیۃ واحدۃ کما حال الید الموفق والقرطبی کے
حاصل ان عبارات کا یہ ہے کہ جس حدیث شریف کا متن یہ
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی جب
وہ اپنی بیوی کے پاس سے آئے تو حضرت جابر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت
کیا ہے اس حدیث سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں یہ دونوں حدیثیں
ایک قصہ کی ہیں اور دونوں حدیثوں میں ایک
قصہ کا بیان ہے اور ان دونوں حدیثوں میں
تعدد قصہ کا جو دعویٰ کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے
اس لئے کہ ان دونوں حدیثوں کے راوی ایک ہیں
اور ان دونوں حدیثوں کا مضمون ایک ہے
اور ان دونوں حدیثوں کا ایک ہی صحابی سے
ایک ہی مجلس میں سماعت کرنا ثابت ہے
اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں
یہ مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء
حاجت کے لئے تشریف لے گئے تھے اور حضرت جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس کے ساتھ تھے تو اس قصہ میں
حضور کے ساتھ جماعت ثابت ہوئی اور یہاں تنہا حضرت

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معلوم ہو گیا کہ قصہ ایک نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ میں سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ کے دو حصے کرنے کے بعد جیسا کہ اعمش کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جو اگلے باب میں آئی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دو شاخیں ان دو خواتین کی جن کے ساتھ حضرت نے مضاف عالم سے رخصت فرمایا تھا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ دونوں شاخیں اس اس حال میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس حالت کو دیکھا کہ آپ ہر گدنا جن کے سایوں پر خواب راحت کا ایسا شدید غلبہ تھا ان کے لیے خواب اس وقت تک کے لیے مقدر ہو گیا تھا تک کہ شاخیں تر ہیں تیسری وجہ ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں سات دونوں ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی گیا ہے چوتھی وجہ جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں ایک ان وجوہ سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں مختلف واقعات ہیں مگر ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ایک قبر پر گذرے اور

ذہابا دمیرے پاس دو شاہین لاؤ پس ایک بڑے کے برابر نے،
اور ایک بائیں لگائی گئی یہ حدیث بطلان پر دلالت کرتی
ہے اور واقعہ نہیں ہے اب اس شخص کا علم ساقط ہو گیا جس
نے یہ دعویٰ کیا کہ واقعہ ایک ہے جیسا کہ نووی اور قرطبی
نے ان دونوں سے یہ کہا ہے ۱۲

علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح
صحیح بخاری میں لکھا ہے

وقد ذهب الى ذلك جماعة منهم احمد
واسحاق وابو ثور وجمع عظيم من اهل
الحديث والنظر وذهبت طائفة من
اصحابنا عليه الصلوٰة والسلام حاجة
وقضاء حاجة فى سفره وذهبت طائفة
منهم الى ان ذلك مرتان احداهما قبل
الاسراء والاخرى بعده وفى صحيح ابن حبان ما يدل
على الثانية ۱۲

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نووی و قرطبی کا دعوی کہ واقعہ کا ایک ہونا
مسلم نہیں دونوں اقوال میں تعارض ہے بلکہ حدیث ابوہریرہ جو صحیح ابن حبان میں

مردی ہے تیسرے واقعہ پر دلالت کرتی ہے اب علامہ مولیٰ رحیم صاحب سے
شفاعت والی حدیث پیش کی ہے وہ واقعہ ہی دوسرا ہے جس
مغائرت ہے جس سے میں نے استدلال کیا ہے مولیٰ صاحب اپنا زور
کیا کہتا ہے اور ہم کیا۔ دونوں حدیثوں کے لفظ جو بعضے قریب قریب
ہو کر وہ حدیث یعنی ثابت نہ ہاتھ سے جاتی رہی۔

موفق رحیم ہے استغفر

سبحان اللہ کونسی بات ہے جو اس کی ہدایت سے

وگرنہ مجنوں اور کونسی بات ہے

لیکن لی یہ دیا تھی حدیث سے

گر اسی مبلغ علم پر اسی حوصلہ پر تو مولیٰ صاحب سے
تو دیکھئے کیا کیا گل کھلتے ہیں

نام اقدس کے ساتھ صلعم لکھنے کی ممانعت

فائدہ مولیٰ صاحب نے صلعم کی بحث کے ساتھ
ساتھ درود اور خطبہ جمعہ کا بھی ذکر کیا ہے اس کے ساتھ صلعم لکھنا یا
یہ دونوں صلوٰۃ و تر فضی کی روایتوں میں مولیٰ صاحب نے جو دلیل ذکر کی ہے
دو چار لفظوں میں ہی اختصار کی ضرورت تھی حقیقت میں جواب کو طول نہیں دینا

مذہب کے ملاحظہ ہو کہ امام نووی قدس اللہ تعالیٰ روحہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

یستحب اذا کتب الحدیث او غیرہ ذکر اللہ عزوجل ان یکتب عز وجل او تعالی او سبحانہ تعالی او نحو ذلک او تبارک وتعالی او جل ذکرہ او تبارک اسمہ او جل ثناؤہ او نحو ذلک ویکتب محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما لا یجوز الاقتصار علی احدھما دون الصلوٰۃ علیہ وکذا یکتب الصلوٰۃ علیہ اذا تکرر ذکرہ فی صحیفۃ او نحوھا ولا یجوز الاقتصار علی الصلوٰۃ دون الکتابۃ ولا علی الکتابۃ دون الصلوٰۃ بل یکتبھما کلما تکرر ذکرہ ویفرد کل واحد من الصلوٰۃ والتسلیم فی کل مرۃ ولا یجوز الاقتصار علی الصلوٰۃ دون التسلیم ولا علی التسلیم دون الصلوٰۃ بل یجمع بینھما کما امر اللہ تعالیٰ

یعنی کاتب حدیث کے لئے مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھے تو اس کے ساتھ عزوجل وتبارک وتعالیٰ یا جل ذکرہ یا تبارک اسمہ یا جل ثناؤہ یا اس کے مثل اور لکھے اور ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ یوں

صلی اللہ علیہ وسلم لکھے اور دونوں کی رمزیں یعنی تم اصلعم ۔۔۔ لکھے اور صلوٰۃ و سلام
میں سے ایک ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ دونوں کو لائے اور اگر صحابی کا ذکر آئے تو
اللہ تعالیٰ عنہ لکھے اور پورا پورا لکھے اگرچہ اصل منقول رضی ہیں۔ لکھا ہو یوں یا پڑھا جاتا ہے
ہیں بلکہ دعا ہے اور پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ اس کا ذکر پڑھتے ہوئے
ذکر کیا۔ اگرچہ کہ اصل میں مذکور ہو جس کو پڑھتے ہوئے اس کا ذکر
اور جو اس سے غافل رہے وہ خیر عظیم اور بڑے فضل سے محروم رہا

اب ذرا محاوری شرح درج کی جاتی ہے

[illegible]

کی عبارت سے بھی معلوم ہوئی اور اصل مدعا یہ ہے کہ اس [illegible]
کے معنی لکھنا مروج ہے ان میں سے ایک لکھا یا ایسا لکھا جاتا ہے کہ پڑھا جاتا رہے
کے جیسے موضع میں سے ہے جس کسی نے علیہ السلام یا علیہ السلام کو ساتھ لکھا ہو اس
کا کہنا ہے کہ یہ غلط ہے اور نبیا علیہ السلام کے ساتھ استخفاف سے خالی
نہیں ہے۔

اعتراض ۲۰ ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
تحت میں لکھا ہے ان وضعہ صلعم علی لقبہ یقال العلما ھو محمول علی انہ

سوال التفاعلة عما وحيت سماعنه، تعصف عنصر ان يبيشاء احق

جواب مجھے نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب کا یہ قول نقل کرنے کے لائق نہ تھا۔ یہ بات دیانت سے خالی ہے تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے پیش نہاد حیثیت اور اعتماد کے ساتھ اس دیانت کا کیونکر مرتکب ہوا۔ اس عبارت سے جو مولوی صاحب نے نقل کی ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ عبارت اس عبارت سے جو مولوی صاحب نے نقل کی ہے بالکل جدا ہے اور اس عبارت کے ساتھ جو مولوی صاحب نے نقل کی ہے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی نقل کی ہوئی عبارت یہ ہے

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] اللہ علیہ وسلم
[illegible] وحیت سنہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]

یہ عبارت شرح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے اگر آپ چاہیں تو فقہ دمالیں میں اصل کتاب سے صفحہ نشان دے دیں گا۔ میں اس اصل عبارت میں اور مولوی صاحب کی نقل کردہ عبارت میں اتنا فرق ہے کہ

امام نووی میں تو وضو کے بعد پورا صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے اور میر صاحب نے وہی اپنا اہم علو صلی لفظ صلعم لکھا

۲ امام نووی نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا ہوا ہے تین بھی لکھا میر صاحب نے یہ لفظ ہی چھوڑ دیا اور معنی کی طرف التفات نہ فرمایا

۳ نووی میں محمول ہی اور کے صلی اللہ علیہ وسلم تھا میر صاحب نے یہ بھی چھوڑ دیا

نووی کی عبارت نہ ہوا ہے فضل ہوئی اور نہ ہی تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اور مستحب عرفاں ہے صلی اللہ علیہ وسلم درود یعنی لفظ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے میر صاحب نے صلعم کے بعد بھی نا ہوئی عزوجل سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میر صاحب نے بھاگ فضیلت عبارت میں میر صاحب جا صلعم لکھ کر صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تھی ہوئی ہے صلعم نہ ہوا ہے نابود کر دیا میر صاحب جو تین سے تو گھبراتے ہیں ہوئے کیوں ماتھ دیکھتے ہیں

اب یہ ملاحظہ فرمائیے کہ میر صاحب نے نووی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک لفظ تو نقل کر دیا مگر کہیں کوئی عبارت اپنے خلاف مدعا چھوڑ نہیں گئے تو چھوڑ دیا نہ جانتے خلاف عادت کیسے کرتے اگر لکھ دیتے تو کیا خالف کا منہ کالا کرتے

جواب

اول تو یہ صاحب مسلم شریف کی یہ عبارت [illegible]
تا قیامت یہ عبارت یہ صاحب کو مسلم شریف کی [illegible]
کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے آخر کتاب میں لکھا ہے [illegible]
کتاب میں تو کہیں یہ عبارت [illegible]
ہے اور اپنے خط والے دعوے [illegible]
اس میں موجود ہو [illegible]
تو یہ صاحب [illegible]
علم معلوم ہو گیا

دوسرا صاحب [illegible]
عبارت [illegible]
بہت لمبی ہے [illegible]
والا ہے آپ [illegible]
کی تباہی ہے فی حقیقت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
کے بعد [illegible]
نقل کیا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]
کی عبارت کو ایک واسطہ سے نقل کیا ہے [illegible]
ملاحظہ ہو کہ یہ عبارت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible]

ایک سطر ہاجی فصل ہیں

"آوزاں باد باین ہمت ۔۔۔ تر"

[illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

حکیم صاحب کی عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ تضیف مذاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس
مبارک کی برکت یا دعاے مولی حریدۃ کو اس میں دخل نہیں

جواب: یہ ہے کہ آپ یہ عبارتیں پیش ہی میں رستے تھے جب
شامی کی عبارت نقل کر رہا تھا جس کو اب یہ کہتا ہوں [illegible]

تتمہ یکرہ ایضا قطع [illegible]
دون الیاس کما فی البحر [illegible]
فی الامد بانہ مادام [illegible]
بہ وتمرل بذکرہ رحمۃ [illegible]
دلیلہ ما ورد فی الحدیث [illegible]
والسلام خویدۃ [illegible]
[illegible]
مالم یسمادایہ [illegible]
اذا ھو کمل من تسبیح یاس [illegible]
نوع حیاۃ وعلیہ فکراھتہ قطع [illegible]
نبت بعضہ [illegible]
المیت ویخدش ذلک ومن الحدیث یدب [illegible]
ذلک الاتباع ویقاس علیہ ما اعتید فی [illegible]
وضع اغصان الاس ونحوہ وصح بذلک ایضا [illegible]

من انتفاعه وهذا اولی مما قاله بعض المالکیة
من ان التخفیف من التقریر انما حصل ببرکة ید
الشریعة صلی الله تعالی علیه وسلم او دعائه لها فلا
یدل علیه غیره وقد ذکر البخاری ان بیدة
[illegible] صلی الله علیه اوصی ان یجعل فی
قبره اجر [illegible] الله علیه وسلم

ہے مستحب کے لئے کس نے لازم کیا کہ سب بالاجماع اس پر عامل ہو ایسی
کا قول اور باقی کا عدم انکار بلاشبہ کافی ہے
اھ تتمہ ارشاد ہوتا ہے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں تم
پیروی کرو راہ پاؤ گے۔ یا یہ فرمایا کہ جب تک میرے صحابہ
میرا اتباع نہ کرو اس نص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور جن بعض کو علماء نے
تو عدم نقل نقل عدم نہیں
بھی وہاں یہی عبارت نقلی سے
میں خود عبارت نقلی سے منقول ہے کہ
تقریر خصوص فی قبور
اموات کی قبروں میں بگ خرچہ
فقرنا جاری رہتی نقلی کی وفات
اعتراض ۹ حکیم صاحب
فی العربیۃ معنی یحصہ

جواب:

جناب حکیم صاحب یہ عبارت ترجمہ الصلوٰۃ سے
لاتقربوا الصلوٰۃ زینت۔ غلط ست
واز امر باد نکو اوا شربوا ترا

سوال نمبر ۲ جواب عبارت نقل کی آدھی تو لکھ گئے اور خلاف مدعا باقی چھوڑ
گئے اب ذرا غور سے پڑھیئے۔

لیس فی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

بہ روزے کرمانی یا قسطلانی شافعی کی ہے مگر اس سے پہلے لی عبارت مجمع البحار میں تھی جس قیل کو مذہب محققین سے مردد کیا تھا غیر صاحب اسے بھی اڑا گئے ہیں بعد ذکر احتمال شفاعت کے لکھتے ہیں

وقیل لکن بھما یبحان ما دام صبی الفرد علی
ولی من شیئ لا یسبح و شی حی احمد یحتمل
ما حبس و حجرہ لم یسبح المحقق
تعمیم التسبیح و تسبیحہ الة
قراءة القرآن عند
فتلاوة القرآن
امت یہ ہے کہ وہ شاخیں جب تک
جائز اور قرآن پڑھتے رہتے ہیں
اور لکڑی کی
تک قطع نہ کیا جائے
اور اس کی تسبیح صانع پر دلالت
سنا جب کہ پڑھنا ملائکہ سے مستحب ہے
تجرید سے تخفیف حاصل ہوتی ہے تو
اور بھی اولیٰ ہے غیر صاحب نے اول و آخر
کا جملہ پکڑ لیا

ہر چند کہ خطابی کے قول کا قبول ہونا بیان ہو چکا مگر ابو اصفہان کے
لیے اور بھی ملاحظہ فرمائیے علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو اپنے زمانہ کے
ذہبی جیسا کہ علامہ علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

وشیخ مشائخنا السیوطی هو الذی اخذ علیه التفسیر
المأثور [illegible] جمع جمیع الاحادیث المتفرقة
فی حدود [illegible] الدین منه وشرح
مسند [illegible] معتزلات یستحق ان یکون
هو [illegible] هو اعرف بحدیثه
[illegible] السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جن سے
[illegible] نے تفسیر ماثور لی اور جمع کیا احادیث متفرقہ کو ان میں سے
[illegible] اور شرح کی مسند [illegible] معتزلات کی ہیں کون ہے جو
[illegible] ان کی زیادت و غرابت کو جانتا ہو
[illegible] ان کے ساتھ ہیں جیسا کہ ان سے دوسروں نے
[illegible] اپنے اقوال میں نقل و استدلال کیا ہے

یہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہر ربیع المجتبیٰ یعنی شرح نسائی شریف میں
تحریر فرماتے ہیں۔

وقد سئل عن ابی داود من شیعة وضع الناس علیه

ونحوہ فی القبر عملا بھذا الحدیث قال الطرمسی ان
ذلک خاص ببرکۃ یدہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال
الحافظ ابن حجر لیس فی السیاق ما یقطع بانہ اثر
الوضع بیدہ الکریمۃ بل یحتمل ان یکون وضعہ
وقد وصی بیدہ ان تحصیب اصحابہ
وصی بیدہ ان یوضع من قرأ حزبہ
یتبع من غیرہ انتھی قلت
ان سعد وقد رأیتہ فی کتاب
مع حزن فی روایۃ الاسنی معرفۃ
عسکر وقد یوفق السنۃ
لا وجہ لہ فی خلاصۃ یہ ہے کہ ان سے
لوگوں کی قبروں پر تاخیں وغیرہ رکھنے کا
نے کہا کہ اس سے کہ یہ خصوصی طور علیہ وسلم کے
کی برکت کے ساتھ مختص ہے حافظ ابن حجر نے
کہ سیاق بھی یقین نہیں دلاتا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنے دست مبارک کی سے تاخیں رکھنے کا
احتمال ہے کہ کسی کو یہ حکم فرمایا ہو اس عبارت سے
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو تاخیں

رکھی جائیں اور جو ان کا اتباع کرنے سے ان کا اتباع مناسب
ترسے امجد وسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ وہ مانتے ہیں کہ ان میں
بدیہ کا اطلاقات ہیں سو ہیں قرن کی بالیات اور میں نے
کتاب ترجمہ حصہ ہیں تا ابو زرعہ اسلمی حق قرطاس عنہ کے
[illegible] ایسے بدلا ان کے [illegible] کی ان وجہ ہیں ہیں
ترجمہ [illegible] ہیں۔

[illegible] ما بعدہ [illegible] عن
[illegible] متعلقین بہذا الحدیث [illegible]
[illegible] بحق خطاب سے کوئی قرآن
[illegible] اصلی [illegible]
[illegible] ان وجہ ہیں سے

[illegible] سے ہمارا [illegible] حقیقت علی [illegible] کے
[illegible] ہیں ہیں چند باتیں اور بھی
قابل حاظرین

[illegible] صحیح بخاری [illegible] خطابی سے نقل کیا ہے ان کو
سوطی تلمیذ سے انکار ہے باتباع حرمانی خصوصیت سے زیادہ ترجیح ہونی چاہیئے
کچھ عبارت یہ ہے

وما قیل هل وجد معنی یخصه فی العرف علی القاہر

لتخفيف العذاب الحواب لا لمعنى يخصه بل
المقصود ان يكون فيه رطوبة من اى شجر
كان ولهذا انكر اصحابنا ما من شعره وصح بيع
العريد. یعنی کھجور کی شاخ میں کیا خصوصیت ہے ہر درخت
پر رکھی جائے اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود تخفیف ہے
خصوصیت نہیں مقصود تو ترے سے ہر درخت کی
سوا اور اسی وجہ سے صحابی نے ہر ایک سے تخفیف سے
کی خاطر شاخ رکھنے کا حکم دیا ہے

ثانیاً یہی خطابی تسلیم کرتے ہیں کہ شاخ سے
تخفیف کی امید ہے اور عنقریب آجائے گی

قال بعضهم وفيه دليل على استحباب كل ما
العريد على القبر لانه ما دام رطبا يسبح
بتخفيف تسبيح شجر فلا وجه لقصره على
يجاب وحشة نه یعنی خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل
ہے ہر درخت کی شاخ کے قبر پر رکھنے کی جب تک وہ تر ہے
تب درخت کی تسبیح میں بیت سے تخفیف عذاب کی
امید ہوتی ہے تو قرآن عظیم کی تلاوت میں تو امید ہائے عظیم
ہے امام خطابی کا یہ قول بعینہ ہمارے مذہب کی تسلیم ہے

شاشی، لطیف، یہ ہے امام خطابی صراحۃً اس قول کو علماء اہل اللہ کا قول بتاتے
ہیں علامہ حافظ محمد احسان [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی شرح الصدر بشرح الموتی فی القبور ص [illegible]

"زال الحصر عند اهل العلم لحصول علم اليقين
ما دامت عين الحصر باقية وظاهرة يشاهدها
حتى لو غطى عليها او حال حاجز زال الحصر
صلة [illegible] الخطابي في [illegible] اهل العلم
[illegible] ان [illegible] ان [illegible] حالت
[illegible] الى [illegible] ان [illegible] الموت
[illegible] ان [illegible] ما دام عين الحصى
[illegible]

اس [illegible] خطابی کا قول کہ وہ مضطرب ہے، مضطرب تو قابل
استناد نہیں ہوتا مگر صاحب صراحت کے ترجمے ماولی و علی بھی خطابی تھے ان کا حال
معلوم ہو لیا ہوتا ہے ہمارے سامنے صحیح کرتے اور اسی کو علماء کرام سے نقل فرماتے
ہیں اور ماعرض الخطابی سانحی مسکر ہوتے تو بھی حکیم صاحب ان کے قول کے
مقابلہ میں حدیث شریف و فقہ حنفی چھوڑتے شرم آنی چاہئے بالخصوص
جبکہ علماء اس کو رد کر چکے ہوں جب حدیث شریف سے صراحۃً ثابت ہے کہ خود
سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ترشا ہوا قبر پر جانا

اور صحابہ کرام نے ان کا اتباع کیا وقتاً فوقتاً علماء مسلمانوں میں [illegible]
اسے مستحب کیا پھر اس امر میں گفتگو کرنا اور یہ کہنا کہ [illegible]
آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم [illegible]
اپنی فقہ حنفی کی یہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

تمسک واجب ہونا ہے صحابہ کا اتباع لازم ہے

ہم تو صحابہ کی امتیاز بتاتے ہیں ان بزرگوں کے اعمال شریفہ کا اتباع کرتے ہیں اور ان کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں کہ کیسی تکلیفیں اٹھا کر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا ہے اور انہیں سے تعلیم ہوتی ہے کہ ہمارا حشر ان سے آپ کر خدا صاحب سے بہت دور ہے ان کے اعمال باتیں سے جوتے ہیں جن مفید اور ضروری باتیں ہوتی ہیں اور ان سے حوالہ ہوتی ہیں ہم ان سے ہیں صاحب یہ بھی ہمارے ہیں ہم ان سے حسن عقیدہ و تعلیم کا اتباع کرتے ہیں

ہمارے صاحب نے جو کچھ حوالہ جات سے بعد صحیح عبارت نقل کی ہے۔ اس کا حال ہے اصل کی عبارت کے ساتھ ملانے کا مضمون خود ہی ہے جو کچھ حوالہ جات انہوں نے نقل کیے ہیں جن کو خدا صاحب نے دیکھا ہے ان کے ساتھ ملا کر دیکھ لیں ہم تو اس سے زیادہ نہیں کہتے

وھل التحقیق حق اللہ سبحانہ وکان لعلمہ الجلیل
حدا ان یسمہ بہ وحدا بعض وجب المصیر الیہ والعمل
بما دل علیہ عند تعارضہ بحدیث لا یدل
علی ذلک صحیح صریح غیر معارض بمثلہ او اقوی منہ
الخ وقال فی موضع آخر ما حکمہ فی کلام طویل
یطعن بہ فان العدل بعد دعوی العموم فی تتبع

کل شی قلت یمکن ان یکون معرفۃ ھذا
کمعرفۃ عدد الزبانیۃ فی اسہ تعالیٰ ھو مختص بہ۔

اعتراض نمبر ۱ سوائے آنحضرت صلعم کے سلف سے لے کر اب تک
سے سرگزشت نہیں ہو سکتا کہ ان کا بھی یہی قول تھا

جواب سبحان اللہ حکیم صاحب کے [illegible]
علیہ وسلم سے ثابت ہونا ہی نہیں گراد [illegible]

[illegible] حکیم صاحب اپنے [illegible] مولوی سمیع اللہ صاحب [illegible]
مشرک ٹھہرتے ہیں اور رسول اللہ صلعم [illegible]
سند چاہتے ہیں اور صاحب تقویۃ [illegible]
میں لکھتے ہیں اور اگر کسی کا یہ اعتقال [illegible]
وزیر کی یا بادشاہ کی یا پنڈت کی بات کو [illegible]
آیت و حدیث کے مقابل میں اپنے پیارے [illegible]
حدیث کے مقابل میں اور سچے کے قول کو [illegible]
انہی کا حکم ہے ان کا بھی جی چاہتا تھا [illegible]
لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے [illegible]

آپ کے فضل اور برکت مختصہ سے تھی اور اصحاب قبور نفع
یاب ہوتے ہیں وہ عمل صالح سے ہوتے ہیں اس واسطے علامہ
قسطلانی نے تعاقب فرمایا ہے اور کہا ہے زیارت سے
مراد جانا ہے انتہی بلفظہ

جواب : اولاً علاوہ کشف و کرامات [illegible]
یعنی اور کہاں قسطلانی سے نقل : عبارت جسے جو ساتھ [illegible]
بتلاتے ہیں یعنی فائدہ وہ آجاتا ہے جو صلہ [illegible]
جی کو خبر نہیں کہ امام عینی امام قسطلانی کے استاد [illegible]
کے شاگرد ہیں اور حاوی قسطلانی کے [illegible]
قسطلانی میں صرف مگر عینی سے [illegible]
امام عینی کی وفات ۸۵۵ھ میں ہے [illegible]
خود قسطلانی بخاری شریف کے شروع میں بخاری سے [illegible]

شرحه العلامة [illegible]
اجزاء [illegible]
المتوفى سنة [illegible]

حکیم صاحب اگر ان عبارات عینی میں [illegible]
ذیل ان کے اظہار کو اظہار کریں گے اور حکیم جی کو ایک پیمانہ [illegible]
عبارت اور حکیم صاحب کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں صاحب [illegible]

اقتباس ۱۳ ذلك عضه وری ن عمر قسطلانی کا ترجمہ کرتے ہیں
اس والے علامہ قسطلانی سے تعاقب فرمایا ہے۔ (یا خوب، اور کیا ہے ان نے اس کو
کسی کی تقریر نہیں ڈالے دیا اس نے جیرا دیوبندی صاحب کو) ۔ فرمایا ہے سبحان اللہ کیا مطلب
حیدر صاحب دیوبندی نے اپنا باپ سے دیتے ہیں ان جو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں ۔ ۔ ۔

خاص نہ مانا۔

جناب حکیم صاحب! قسطلانی کو جب حوالہ آپ نے عینی سے نقل کیا ہے جس کا مطلب جناب نہیں سمجھے ہیں اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حدیث اپنے عموم پر ہے تو یقین کیا جائے کہ حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ کے بعد از حضرت [illegible] اس صنعت اور صورت میں صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] خیال کیا ہو۔

تو جب [illegible] تسلیم بھی کر لیتے تو [illegible] سیدہ وقد [illegible] سے ہر ایک شرح [illegible] نے فرمایا [illegible] زیادہ مناسب ہے۔

خصوصاً اصول حنفیہ میں [illegible] سے مگر حکیم صاحب اصول حنفیہ سے [illegible]

اعتراض ۳۔ تیسرے یہ ان [illegible] ثابت نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے [illegible] لفظ

جواب: حکیم صاحب نے [illegible] عبارتیں اور [illegible]

فتاوی قاضیہ و مفید العوام و منہاج الفارقین جیسی کتابیں جو مقبول و متداول فقہیہ دنیا کی
اس اقلیم سے کس طرح نے سنی حنفی بن جانے سے انتظام سے مہیب اعتقاد ہو گیا تھا میر صاحب
نے تصحیح نقل سے بے پروا طلاق لیا ہے۔ ہمت اور یہی بات ہے رحمان
ہے ہمارے اس حل میں وہی بات ہے کہ ہم یہاں کا وہ سے ہر عالم
کی صحیح نقل کی ان کتابوں کو موجود ہے ہیں بس وہاں صفحوں کے ساتھ تیکھر
صاحب سے ان نقل کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نے مکروہ تحریمی بتایا تھا اسی کو امام عینی نے سنت فرمایا اسی وجہ سے تو صاحب
فتوہ کا نقل کیا اب اسے چاہے حکیم صاحب دیانت فرمائیں چاہے اصفہانی علیہ
حکیم ہی اس عبارت کے پھول اوپر کھ دینے کی نسبت لیس ہیں جو
الفاظ دیکھ کر خوش ہوئے ہوں گے اور یہ خبر نہیں کہ یہ لفظ کہیں
عذر نہیں تو صرف ہی ہوئے کہ کسی نے
تو فقط نفی سنت کرے گا منافی استحباب نہ ہوگا
تو نفی مذہب کرے گا منافی اباحت۔ ہوگا کبھی معنی اباحت بھی

ہے۔

وقوف الناس یوم عرفۃ علی عرفات وقفۃ
لیس بمسنون هو مکروہ فی موضع وفی موضع
العلۃ من فرض وواجب ومستحب فیہ
وقیل یستحب ذلک لحدیث فی مسند

والمختار میں ہے

فی الذخیرۃ عن محمد علیہ الرحمۃ صوم یوم
تعرفۃ انہ کان لا یصوم شیئا وتفسیر متقدمی
فی معناہ قیل لا یصوم تسمہ وقیل شکرا
وقیل اراد نفی الوجوب وقیل نفی المشروعیۃ
ان فعلہ مکروہ لا یثاب علیہ بل تکہ

اولی وعزاہ فی المصفوا الی الاکثرین فان کان
مستند الاکثرین ثبوت الروایۃ عن الائمہ
فہو کذلک والا فکل من عبارتیہ السابقین
محتمل والاظہر انہا مستحبہ لما نص علیہ
ابی [illegible] استناد محض نظر اعتماد بلوں کے مقابل ان کا
[illegible] ان دوم کا شاہ [illegible] ہیں تو ان کی یہ
تو نہ قبول شان [illegible] یا سلام ؛

[illegible] ہیں [illegible] بیت جول ڈالنے کی
[illegible] ہیں تو [illegible] فرض [illegible] بیت قبول
[illegible] ہیں [illegible] مانگیں اور شائق کی
عبارت آپ [illegible] عبارت پیش کرتا ہوں

"[illegible] اسلام [illegible] اللہم ان
[illegible] حق تعالیٰ [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] رکوع نہ دن ولی ست
[illegible] ست [illegible]

"بیت [illegible] ہیں [illegible] اندکے گیاہ تر از گور شاہ
[illegible] گیاہ تر بود از رحمت بیشتر بود کذا فی الترغیب
[illegible] قیمت اولی تر "

ایسا ہی فقہ اکبر کی اکثر کتابوں میں مسطور ہے لفظ اقتصار چھوڑا جاتا ہے مگر مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی کی ایک عبارت اور پیش کی جاتی ہے کہ اگر یہ عبارت صاحبان کے صور منفذ ہوں گے

فتاوی عزیزیہ میں ہے

[illegible]

اعتراض ۱۲: یہ فتوی عقل و نقل کے بھی برخلاف ہے روایت فتاوی غائب بلکہ احادیث کثیرہ و آثار صحابہ و روایات کتب ستہ و فقہیہ کے بھی مخالف ہے کتب میں انہی لفظ

جواب حکیم صاحب یہ فی ہیش کی مولی عبارت روما نے ہیں کہ بتا ر
احادیث تشہد لیا وقت صحت سے یہ فرمانا حکیم صاحب کا تو جب درست تھا جب
اول حدیث اپنے معنی نا چہ میں ہیش ہوتے تو یہ حدیث بھی ہیش کر سکتے اور احادیث
شہد کا رد سے دیا

ہے ان کو حکیم صاحب نے کا رد صحیح فرمایا اور دیدہ دانستہ ان سے یہ
جواب نہ لیا اس کی کچھ وجہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکتی

[illegible] سے ہمیشہ کے لیے [illegible] رہنے سے

[illegible] سے حکیم صاحب سے [illegible] بات صحت فقیہ حنفیہ [illegible] فرمایا
ہے جواب سے [illegible] وجہ نہیں ہے بات [illegible] فتاوی
[illegible] سے [illegible] صحیح [illegible] ہے۔ [illegible] جہاں [illegible] اس
[illegible] پتہ [illegible] [illegible] حکیم صاحب [illegible] ما نہ [illegible] جس [illegible]
[illegible] صحت [illegible] [illegible] صحت [illegible] صحت [illegible] صحت

تھی اس کو تو خوش خوش کہہ دیا اور جو غیر مفید مطلب عبارت
کی اصل عبارت فتاوی عالمگیری کی یہ ہے ۔ وصح وجود
وان تصدق فجنة کان حسن اول ترجیب صاحب نے
مسلہ فتاوی و بیان ۔ فرمایا اور دوسرے یہ کہ لفظ حسن
نے امتیاز کیا قول سقی ۔ کو کس کس لفظ سے ترجیہ

جواب مگر صاحب نے میری

ان کی عنایت سے اور بھی ہو جاتیں

سے دور ہوں صاحب دانے ہیں

کو غیر مفید عبارت کا چھوڑ دینا باقی ہیں

افضل سے نہ ہے جو عبارت

لکھی اور غیر

جو عبارت چھوڑ

تو یہ ہے کہ اوپر

چنانچہ اس مضمون کی عبارت

کا مطلب یہ ہے رجسٹروں کی قیمت

عبارت

طرف جو دیانتی کی نسبت کرنا ان کی عنایت سے ہی ہے

یہ تنگ بندی کی یعنی چونکہ وہ اپنی تحریر میں

عبارتوں کی جگہ سے چلتے

[illegible] اس خیال سے [illegible] ہدایات لکھا ہے گا دیکھی تو
یہ مقدمہ ہے [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] اس [illegible] صاحب نے ممتاز
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہم نے اتنے صاحبوں کے اقوال نقل کئے اس میں بھی یہ بات کہ ایک بات
دو دو رنگ گئے چنانچہ عینی شارح بخاری عمدۃ القاری شارح
بدرالدین ابو محمد احمد عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ ایک بڑے عینی شارح
صاحب عمدۃ القاری شارح بخاری کہ کر گئے وہ یہ کہ
تمام حرکات کے ان کے نزدیک جائز تھا

اقول اس پر ایک اور بھی سوال ہوتا ہے
نے اپنے تصنیف
مسنون قرار دیا جائے گا اس سے ساقط ہو جائے
بعذاب الٰہی
داخل ہو گئے اس بنا پر عقیدہ نجیب صاحب
نہیں ہیں قدیم سب

جواب
اس خط کا
القاری شرح صحیح بخاری میں پہلے ہی دے چکے ہیں

وسمعت انه قيل ان النبي صلى الله عليه وسلم
هذا مرعب من العذاب وعن لا علم له
الجواب انه لا يلزم من كون
يترك ذلك لا ترى انا ندعو للميت بالرحمة والمغفرة

یوحمہ اللہ تعالیٰ

اسی طرح شیخ الاسلام قاضی القضاۃ حافظ ابوالفضل احمد ابن حجر
عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری ہے

حاصل [illegible] علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے شفاعت
کی نسبت [illegible] احادیث مرفوعہ وارد ہیں ان کا متعلق علماء
[illegible] ان دونوں قسموں کی احادیث کو جمع کرنا
[illegible] اور [illegible] نہیں ہوتا
[illegible] جمع کرنے کی [illegible] صاحب
[illegible] احادیث کو [illegible] دیگر
[illegible] علی حیدر خلفہ [illegible] صفحہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب وجود بسبب تعظیم آثار [illegible]
صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ و دیگر [illegible]

آداب الاخیار فی تعظیم الآثار

تصنیف لطیف

فرزند ارشد صدر الافاضل استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول [illegible]

امیر سید محمد نعیم الدین [illegible]

قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس فقیر کے پاس ظاہر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جھوٹے ہیں کہ کر مسلمانوں کو ان سے روکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی اختلاف ہیں اور وہ اس حد پر ہیں کہ بیچ صاحب

آپس میں بھی نہیں سلجھ سکتے

اس فقیر سے چونکہ اس معاملہ میں جس کو شروع ہوئے [illegible] سے

گئی ہے اس لئے بموجب تعالی وکم مہ جو تحقیق ہے وہ کی [illegible]

پہلے استفتاء نقل کیا جائے گا اس کے بعد جو اس [illegible]

مفتی صاحبان کی علاحدہ علاحدہ بھی واضح کر دیا جائے گا [illegible]

عطا فرمائے اور کوشش [illegible] صاحب صدر [illegible]

آمین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید [illegible] ہمراہ [illegible] چند مسلمان [illegible] مزار [illegible] کے [illegible] مزار کو [illegible] عقیدت [illegible] علیحدہ [illegible] مسجد [illegible] بجوار [illegible] واقع [illegible] جاتا ہے [illegible] مزار [illegible] آتا ہے [illegible] مزار [illegible] مسجد [illegible] اور [illegible] مسجد [illegible] جاتا ہے [illegible] بستہ [illegible] مقصد [illegible] پڑھتے ہوئے [illegible] کھولا [illegible] مزار [illegible] بتلائیے [illegible] مزار [illegible] شب [illegible] مزار [illegible] رات [illegible] بستہ [illegible] پڑھتی ہیں [illegible] بستہ [illegible] رہتے [illegible] مزار [illegible] آنکھوں سے [illegible] ہیں [illegible] مزار کی [illegible] بستہ [illegible] ہاتھ باندھ کر [illegible] مانگتے ہیں

پس آں جناب سے التماس ہے کہ زید و عمر کے مندرجہ ذیل پر تفصیلہ مفصلہ فرماتے ہوئے واضح دلائل شرعیہ سے جواب تحریر فرمائیں کہ ان آثار کی زیارت و عزت

کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ کیوں کہ یہاں مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے لوگ موجود ہیں
ایک زید کے ہم خیال جو ان آثار کے حامی ہیں اور ان آثار کے مخالفوں پر توہین آمیز
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں محبت والی نہیں ملتی
طرف عمرو کے ہم خیال ہیں جو آثار پرستوں کو بدعتی اور گمراہ قصور کرتے ہیں اور ان کی
زیارت اور نمائش کرنا ناجائز کہتے ہیں۔

زید کے خیالات اور دلائل

زید کہتا ہے [illegible]
اور جو شخص ان آثار کی عزت اور رعایت نہیں کرتا وہ [illegible]
خالی ہے جس کے دلائل یہ ہیں:

دلیل اوّل: یہ وہ آثار ہیں جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
ہیں بے علاقہ ہے جس سے ہمیں [illegible]
واجب ہوئی

دلیل دوم: [illegible] سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible]
پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
تھے پس جس کام کو صحابہ کرے [illegible]

دلیل سوم: قرآن شریف اور تاریخ سے [illegible]
ہوتا تھا جس میں انبیاء و سابقین علیہم [illegible]
سے بنی اسرائیل کی تسکین و تسلی ہوتی تھی یہاں تک کہ بنی اسرائیل [illegible]

عدو کے خیالات اور دلائل

نعوذ باللہ! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک صحابہ کرام کے طور پر اپنے پاس رکھتے تو
موئے مبارک آج کہاں اور مدینہ میں موجود ہوتے حالانکہ وہاں ان موئے مبارک کا
وجود ان تک نہیں اور نہ ممالک اسلامیہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسا کہ
پنجاب اور ہندوستان کے بعض دوسرے صوبوں میں صرف رافضی سے
مبارک تبایا جاتا ہے اور اپنی سی پی والی وغیرہ میں صرف
مسجد میں کچھ تھوڑے ہوجود ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان سے صرف
انتہائی کوششوں سے ان کو حاصل کیا جبکہ ہی مقصد ملا ہے اور
سے کہ یہ واقعی وہ آثار تبرکات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور کثرت ہی صحابہ تھے ان سے یہ بال
گھرانے کی شہرت
ملتے ہیں

زید کے دلائل کی تردید

اس پر میری شفاعت ہے جب سوال میں مضمون کی تمام باتیں
صحیح حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں

۲۔ دلیل ۲ کی تردید: یہ بات تو
کہ بعض صحابہ کرام کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تھے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثار کو
مطابق ان کے کفنوں سے نہ نکالا کر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کا وجود کبھی ثابت نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام ان آثار کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان آثار کی زیارت کے لیے مسلمان کا دور دور سے اجتماع ہوتا تھا۔ پس عالمِ اسلام کا اجتماع کا وجود ہونا یقینی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا تو صحابہ کرام کے زمانہ میں صحابہ کرام کے پاس ہونا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک وقت میں جو تبرکات تھے صحابہ کرام اپنی جان و مال سے بڑھ کر عزیز رکھتے تھے [illegible] ان کی حفاظت کرتے تھے [illegible] ان تبرکات میں سے خصوصاً صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ آجاتے تو مسلمان [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

[illegible] یہ تبرکات میں سے ایک تابوت تھا۔ [illegible] بنی اسرائیل [illegible] بنی اسرائیل والا تابوت [illegible] ہاتھ آگیا تھا۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اس لیے [illegible] مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس قسم کے [illegible] دیا گیا ہے اور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے [illegible] صحابہ کرام کے حوالے کیا۔ بلکہ بوقت وصال [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی حفاظت کی وصیت فرمائی ہے اور بس۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کے لیے قرآن مجید ہی کو شعار و رحمت قرار دیا

ہے غرض کوئی مسلمان اگر تسکین اور شفا و برکت اور راحت حاصل کرسکتے ہیں تو اور صرف قرآن مجید ہی سے حاصل کرسکتے ہیں مسلمانوں کے پاس قرآن مجید کی ایک سچی و واقعی اور مبارک سند ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچا ہے اسی کی وجہ سے ہم مسلمان یہودی و نصاریٰ پر غالب تھے اگر اس مسلمان کی قوت ایمانی و یقین و عزم جتنی کمزور ہوتی گئی اسی کے موافق شکست و ذلت و خواری ہمارے اوپر مشرکین سے نشہ ہوگا رہا صحابہ کے ساتھ

نیز زمانہ و شیوع و ترویج اس سلف اور اس کے ایمان زمانہ میں کس طرح کی ہوئے۔ فقط

المستفتی

فقیر محمد سلیمان

نیز ان کی صحت کی شہادت

صحیح العقیدہ خادم دین متین

موحد خیر صحیح العقیدہ

مطابق ۱۱ ربیع ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احسان بعون الملک الوھاب

وخصائل پر اور اس سے علاقہ رکھنے والی شے اور جو چیز اس کی طرف منسوب ہو
سب کو پیاری اور محبوب ہوتی ہیں اور اس کا جذبہ محبت ان سب کی تعظیم و حرمت اور
کا مستدعی ہوتا ہے اور یہ محبت کی نشانی ہے ایسا ہی تو محبت [illegible]
یہی وجہ ہے کہ احمد شریف کے حق میں حضرت یعقوب علیہ کے [illegible]
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم اس کے محبوب ہو جس کی [illegible]
ایمان سے ہوں گی جن میں سے بعض عنقریب ذکر کی جائیں گی [illegible]

آثار کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے [illegible]

یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم [illegible]

ان ھذہ علمۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت [illegible]

بنی اسرائیل سے ان سے نبی حضرت شمویل علیہ السلام نے [illegible]
نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا جس میں [illegible]
اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے متروکات [illegible]
آپ میں تمہارے رب کی طرف سے [illegible]

یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام سے [illegible] علیہ السلام
نسلاً بعد نسلاً آتا رہا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible]
سے دوسرے کو پہنچتا رہا پھر [illegible]
اور دشمن قوی سے مقابلہ ہوتا تو یہ تابوت آگے رکھتے [illegible]
مقابلہ میں فتح طلب کرتے اور ان کی فتح ہوتی وہ غلبہ و منصور ہوتے قصہ [illegible]

وكانوا حصروا القتال قد موا بين يديه يستفتحون به على عدوهم
ويصرفون

اس تاریخ میں کیا عقیدہ چیز تھا وہ حق جس کو آنکھ سے دیکھ کر
حضرت نے اپنی قوم میں سنت قائم کی وہ حقیقت تھی
[illegible]

[illegible]

[illegible]

وثیاب موسیٰ وثیاب ھارون تفسیر لباب التاویل میں ہے وقیل کان فیہ عصا موسیٰ وعلاۃ وعصا ھارون وعامۃ اس کے علاوہ اور بھی اقوال

بہر حال اس میں شک نہیں کہ اس میں انبیاء علیہم السلام سے تبرکات شریفہ تھے اور اس تابوت کے آنے کو قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے لئے حضرت طالوت کی نشانی بتایا گیا

تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ جب بنی اسرائیل جنگ میں مغلوب ہوتے تھے تو وہ اس تابوت سے فتح حاصل کرتے تھے

حضرت شمویل علیہ السلام کے زمانہ میں جب بنی اسرائیل نافرمانی و طغیان میں مبتلا ہوئے انبیاء علیہم السلام سے تبرکات متبرکہ اور ان کی برکت سے محروم ہوئے تو ان کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا اور ان سے تبرکات چھین لئے ان تبرکات کو ایک جماعت نے بتوں کے مندر میں رکھا صبح جب بتوں کے سامنے تبرکات دیکھے تو بت اوندھے پڑے ہوئے تھے ان کو اٹھا کر سیدھا کیا دوسرے دن پھر بت اوندھے پڑے ہوئے تھے اور ٹوٹ گئے لیکن تبرکات اسی طرح مندر میں رکھے ہوئے تھے

علامہ اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں حکایت ان قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیھا شدۃ انکسر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لکثرۃ من قتل فیھا فقال لم تعلھا بسبب القلنسوۃ بل لما اعتصمتہ من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم لئلا یسلب برکتہ وتقع فی ایدی المشرکین یعنی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلاہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ٹوپی گر گئی قیل ھوفی غزوۃ الیمامۃ فی حدیثہ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] آپ کی ٹوپی گر گئی [illegible] اس سے زیادہ آپ کی [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] ٹوپی کے ساتھ [illegible] مبارک تھے [illegible] اس کی برکت سے [illegible]

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں [illegible] یعنی اس [illegible] سے [illegible] حاصل کی جاسکتی ہیں

سیدنا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحلق عمرۃ الحدیبیۃ فحلق رأسہ وکنت اول من شعر رأسہ فرأیتہ رمی بشعرہ تحت شجرۃ فاتیتہ فاخذت شعرتہ فجعلتہ فی ھذہ القلنسوۃ فلم اشھد قتالا وھی معی الا رزقت النصر رواہ ابو یعلی بلفظ ما وجھت فی وجہ الا فتح

یعنی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ فرمانے کے بعد اور غالباً وہ جعرانہ تھا سے مبارک حلق [illegible] مبارک حاصل کرنے میں بڑی کوشش اور جلدی کی میں نے ان سے بہت [illegible] پیشانی کے موئے مبارک حاصل کر لئے اور انہیں اپنی ٹوپی میں [illegible] برکت ہوئی کہ جب میں کسی جنگ میں شامل ہوتا [illegible] مجھے فتح مبین حاصل ہوتی اور میری ٹوپی میں [illegible] موجود رہتے ہیں فتح ہوتی

اس سے صاف صاف ثابت ہے کہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار [illegible] سے [illegible] رکھتے تھے [illegible] اس سے برکت حاصل کرنے [illegible] ہمیشہ اس اعتقاد سے [illegible] ہوتے [illegible] اقتضائے محبت سے [illegible] اقتضائے

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے بعد جب یہ مبارک [illegible] صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے [illegible] رغبت و شوق سے [illegible] حاصل کرنے کی [illegible] کی [illegible] مبارک کے موئے [illegible] سو دو سو نہیں بلکہ لاکھوں [illegible] اور وہ اس [illegible]

زیادہ عزیز رکھے گئے تو اب تیسرے مقامات پر ایک ایک دو دو موئے مبارک کا پایا جانا اور دیا ہیں موجود ہونا کچھ بھی قابل تعجب نہیں

خود وہ یہ قول راگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک صحابہ کرام کے پاس رکھنے آج وہ موئے مبارک مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں موجود ہوتے حالانکہ وہاں ان موئے مبارک کا کہیں پتہ نہیں ملتا یہ تمام باتیں اس شدت سے بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ موئے مبارک جو صحابہ کرام کے پاس تھے وہ صرف روزمرہ کے استعمال کے لئے نہیں تھے بلکہ ان کی بڑی عزت و تکریم کی جاتی تھی اور ان کے ساتھ برکت کا عقیدہ وابستہ تھا اسی لئے ان کی حفاظت کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور ان کے ساتھ ادب و احترام کا برتاؤ کیا جاتا تھا

یہ سب باتیں ان روایات کی تردید کرتی ہیں جن میں موئے مبارک کے ضائع ہونے کا ذکر ہے اور یہ بتاتی ہیں کہ یہ روایات محض افسانہ ہیں جو واقعات کے خلاف بنا لی گئی ہیں اگر واقعی صحابہ کرام کے پاس موئے مبارک ہوتے تو صحابہ کرام ان کا ذکر ضرور آثار رکھتے کیونکہ یہ ان کے لئے بڑی اہم چیز تھی اگر جھوٹا آثار رکھے ہوئے موئے مبارک ہونے کا دعویٰ کرنے والا پیدا ہوا ہے تو ہونے مبارک کو جھوٹا آثار رکھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کی بات اور ان سے حاصل شدہ موئے مبارک سب تسلیم ہو گئی جس کو اس موئے کے بارے میں خیال مفتی آثار پرستی اور شرک تک بتا رہے ہیں

پھر رفع تالی کہاں کہ رفع مقدم نتیجہ نکلے ابھی ہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر چکے ہیں انہوں نے موئے مبارک کی کس قدر عظمت کی اور اس کا احترام کیا کیسی وارفتگی و شیفتگی تھی ان موئے اقدس سے ساتھ تھی اسے حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بھی خطرے میں ڈال دی اور ان کی پروا نہ کی اور حضرت خالد بھی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعتقاد و محبت اس کی برکت ہے اس کا وہابی گستاخ نذر پرستی کہیں گے اسے ہے وہ سے دور بھی بعید نہیں سے گر ہمیں کے لئے سما سے فضل محبت ہی ہوتے سے سمجھ بطور آثار رہتے اس کی آنکھ میں میالی ہوتا ہے سے جس کو صحابی کی عظمت و احترام سے ساتھ رکھ دو تو ایک بال سے ہزار کام لے سکتے تھے وہابی ورتا بھی اس میں محبت ہے ان ۱۰۰ شعر بھی پڑھ لیں

وہابی کا فیہ تالیہ اعتراض ہے صحابہ سے موئے مبارک دلیل نہ بنائیں یہی حضرت خالد تھے تو ہاتھ نے ایسا کام کیا جو صحابہ سے خالی نہیں

یہ گستاخ فیہ تالی حضرت خالد کی محبت سے ایسا تاثر محسوس کرتے ہوئے مبارک موئے کو ذریعہ اپنی طرف سے نہیں بتاتا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ سیاہ باطن ان کی عظمت بتاتے اور انہیں جھٹلاتا ہے۔ اور جو بات سے باطل کہتا ہے انہوں نے فرمایا جب یہ

نہیں شیطانی افترا کے سد باب کے لئے ہیں اس کا اتباع کرتے ہیں اور اسلام
ڈالنے کے لئے آسمان جیسی مخلوق پیدا کرتے ہیں
جہاں کے غیر معقول مجموعہ روایت کا ثبوت تو بل کر
کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں موجود ہے
یا وہ ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی
یہ دعویٰ کرتے اور یا
مدینہ طیبہ میں بھی ہو
سالہا سال خدا جانے
بعد کی ہوئی سب آیا
استدلال سے
جب
وغیرہ ممالک میں
ان ممالک میں
رکھی تھیں لیا
قدر
عرصہ
کا مکہ
اسی
ایک

بڑی جسارت ہے یہ قابل لحاظ ہے کہ آٹھ سو سال کی امت
استفاضہ و تبرک تو قرآن شریف و احادیث نبویہ و اقوال
سے ثابت ہے اور جو اور اس کے سوا شیطانی نیرنگ
دور رہے ہیں والی آیت ان کی تائید میں
اور دین کے دشمن ہیں
اور قرآن و حدیث میں موجود و صحابہ
وہابیہ طاغوت پرستی کر رہے ہیں
خود گرفتار محنت ہیں
احادیث دلیل صحابہ عامت امت
وہابی آثار یعنی آلہ تیاسے ہیں
سے پہلی خاص وہابی سے
بدعت
سے حنفی تکلیف
مطلق علیہ
استغاثہ
صادق آتے ہیں تلاوت سنیہ
کلمہ میں

کرام آپ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے ۔ ابن حجر عسقلانی
اس کا مقتضی ہے کہ اس آب وضو سے وہ پانی مراد ہو جو اعضاء شریفہ پر گرا
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی
ہیں ھذا الحدیث یدل علی ان الاداوۃ ۔۔۔ من فضل
وضوئہ ۔۔۔ من فضل ما بقی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔
باب بخاری کا ناظر کیا مانے اور ۔۔۔
اور بھی اور طریق پر ثابت ہے ۔۔۔
نسبت رکھتے اور وقت وضو ۔۔۔
وضو فرمایا اس کی صحابہ سے ۔۔۔
تعالیٰ علیہ وسلم سے ۔۔۔
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔
اور بعض سے نہ فرمایا ۔۔۔
میں فرماتے ہیں ۔۔۔
ہے آثار صحابہ ۔۔۔
ایک حدیث ۔۔۔
علیہ وسلم ۔۔۔
منہ و ذراعیہ ۔۔۔
ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قدح لوٹ

فرمایا جس میں پانی موجود ہے اس نے [illegible] مبارک اور چہرہ اقدس دھویا اور اس میں کلی
فرمائی پھر حضرت ہاجرہ سے فرمایا اس میں سے پی لو اور اپنے چہرے
اور سینوں کو اس سے تر کرو [illegible] سے ثابت ہوا کہ شاہجہانپور کے تبرک [illegible]
[illegible] حضرت علیہ [illegible] فرمایا کرتے تھے کہ [illegible]
حدیث [illegible] وقت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یقین
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جذبہ محبت وعقیدت کی تو یہ کیفیت ہے کہ وہ مقامات جہاں
کوئی جگہ معین کرنا چاہتے تو یہی تمنا ہوتی ہے کہ اس جگہ بیٹھے
نماز ادا فرماتے اور اس مقام کو حضور کی تشریف آوری سے
ہمیشہ کے لیے یہ مقدس جگہ ہو جاتا چنانچہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم
ان اصلی
اللہ علیہ وسلم
اباب
حلوہ
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
کیا جائے گا
نیاز مند خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے
رکاب سعادت میں تھے آفتاب بلند ہو چکا تھا

فلما قبضت قبضته وكان النبي صلى الله عليه وسلم يسبه فحن بعسله ثم حتى تستقي
يعني رواه مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ایک طیالسی کسروانیہ جبہ شریف نکالا جس میں گریبان کی جگہ پر [illegible]
دیبا ہی سے اس کے چاک بند کے ہوئے تھے حضرت [illegible]
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف ہے حضرت [illegible]
کے پاس تھا ان کی وفات کے بعد میں نے [illegible]
اسماء دیباجوں کے لیے [illegible]

اس حدیث سے [illegible]
بہت حاصل کرنا مستحب ثابت ہوا [illegible]
کی شرح میں فرماتے ہیں [illegible]
الصالحین [illegible]
صالحین کے [illegible]
ہونے کی دلیل [illegible]
وہابیہ کا یہ [illegible]
نیز یہ ثابت ہوا [illegible]
غایت عظمت کے [illegible]
حصول شفا کا اعتقاد [illegible]
اور جہل کی بے قیدوں میں اس قدر بے باک نہ ہو [illegible]

سید الطائفہ شیخ جنید قدس سرہ العزیز وہ ہستی ہیں جن کے ارشادات
پر جامع نفوس ان کی ان علمی بصیرت و ثبات وجود پر یکساں شہادت دیتی ہیں۔

اشتہار الطیبات صفحہ ۲۰ (۲۰)

[illegible] سے [illegible] جن قبیح [illegible] یا [illegible]
[illegible] سوال و تعجب [illegible]
[illegible] شیخ [illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible] قبیح [illegible]
[illegible] شیخ [illegible]
[illegible] ان [illegible]

اشتہار الطیبات صفحہ ۲۰ (۲۰)

[illegible] ان [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] اللہ [illegible]
یعنی [illegible] ان [illegible] ان [illegible]
[illegible] ان [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] ان [illegible]

[illegible] ان [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] ان [illegible] ترمذی [illegible] جیسا کہ علامہ محمد بن علی صابونی

زرقانی نے اس کی شرح میں فرمایا و معنی کونه فی ید هم انهم کانوا یلبسونه تقیید کما قال النووی التبرک بآثار الصالحین ان کے ہاتھ میں ہونے سے معنی یا تو یہ ہیں کہ وہ حضرات اس کو پہنتے تھے تو بقول نووی اس سے آثار صالحین سے ہاتھ تبرک حاصل ہوتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ وہ حضرات اس کو اپنے پاس رکھتے تھے یا لڑائی میں اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے یا ہاتھ میں رکھنے کو عادت سے تعبیر کیا ہے زرقانی نے یہ قول معنی فی تصرف للاہیر و منه یہ جب یہ انگشتری حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین روز تک [illegible] اس کا بھی سبب تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] میں سے [illegible] لبسه و سقطه و حتمه یعنی اس انگشتری کی وجہ سے [illegible] سبب یہ تھا کہ حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] حضور نے اس کو پہنا تھا اس سے ہمارے [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وآلہ وصحابہ [illegible] سے [illegible] اور وہ اس قدر استعمال فرماتے ہیں کہ [illegible] ہیں اور اس حد تک [illegible] قال الحافظ [illegible] فی [illegible] نقش الخاتم [illegible] کان ذلک [illegible] قتله و انصبت [illegible] قال بعض العلماء و کان هذا الخاتم الذی

من السرشی ما ۵ ب ی ح ۲ ملیان لا ۵ ۵ فقد خاتمه دهب ملکه

(رقائق سہروردیؒ)

اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
خلافت کے ابتدائی سال تو اس وقت سے خلافت علی پر ہوا اور خوارج
نے آپ پر حملہ کیا اس میں آپ کی شہادت ہوئی
وہ فتنہ تھا اور اس سے ۴۰ سال بعد فتنہ دجال ہوگا
حضرت عثمان کے ۴۰ سال بعد اس کا ظہور ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا مظلوم
شہید ہونا اس وقت کے حالات کے لحاظ سے
مقدر تھا اور اس کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا
اور فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے فتنوں کو
دور فرمایا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
بعد تابعین کے زمانہ میں فتنے ہوئے
حالانکہ ان حضرات کے زمانہ میں
دین کے بڑے بڑے کام ہوئے تھے جو
دین کے لئے بہت ضروری تھے مثلاً حدیث
کی تدوین وغیرہ ان کاموں کے ساتھ
ساتھ فتنے بھی ہوئے اور ہر فتنہ
پہلے فتنہ سے بڑھ کر ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حالات کے
بدلنے سے فتنے ہوتے ہیں اور حضرت
امام مالک رضی اللہ عنہ کے

اس سے وہیں مبارک حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا تھا اسی میں ہے
وروی عن البخاری عن ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت لعبیدۃ
عندنا من شعر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من
قبل اھل انس فقال ان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیھا
یعنی بخاری نے حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں
نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں
جو ہم کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے متعلقین سے پہنچے ہیں حضرت عبیدہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس حضور کا ایک موئے مبارک ہو تو مجھے تمام دنیا
اور اس کے تمام سامان سے زیادہ پیارا ہے۔ دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آثار شریفہ
کے ساتھ کیسے جذبے رکھتے ہیں ایک موئے مبارک ان کو تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ
پیارا و محبوب ہے اسی نور الایمان میں ہے۔ وکان لام عمارۃ شعرات من شعرۃ
صلی اللہ علیہ وسلم کان تغسلھا ویشرب غسالتھا المرضیٰ فیحصل لھم الشفا
یعنی حضرت ام عمارہ کے پاس حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے
اور ام عمارہ ان کو دھو کر غسالہ شریف بیماروں کو پلاتی تھیں اس سے وہ تندرست
ہو جاتے تھے۔ دیکھو موئے مبارک اور آثار شریفہ کے ساتھ صحابہ کے یہ اعتقاد ہیں
آثار پرستی بتانے والے وہابی آنکھیں کھول کر دیکھیں کتنے صحابہ کرام کس قدر تبرک بہم
پہنچاتے کس عقیدت سے رکھتے ان سے کیسی برکتیں حاصل کرتے تھے اسی نور الایمان
میں ہے وکان عند عمر بن عبد العزیز اشیاء من متروکاتہ صلی اللہ علیہ وسلم

منها الخفان والقطيفة والكنانة وغيرها كان هو يحافظها ويهتم بها وكان يزورها كل يوم مرة واذا جاء عنده واحد من الاشراف اذهب هناك ويقول هذا ميراث من اكرمكم الله وعزكم به كذا اورد الشيخ الدهلوی. یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی تبرکات تھے ان میں دو موزہ شریف ایک چادر مبارک ایک ترکش شریف تھا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی محافظت فرماتے اور ان کے لئے اہتمام کرتے اور ہر روز ان تبرکات عالیہ کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے اور جب ان کے پاس سادات میں سے کوئی صاحب تشریف لاتے انہیں وہاں لے جاتے اور کہتے کہ یہ اس جناب پاک کی میراث ہے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں معزز و مشرف فرمایا اس سے تبرکات کا بحفاظت رکھنا ان کی زیارت کرنا اور دوسروں کو زیارت کرانا ثابت ہوا اسی کو بدعتیہ وہابی ناجائز کہتا ہے اسی نور الایمان میں ہے۔ ومن ذالك لمس الحجر الذی فی مكة فی رواق الحجر فی طریق بیت ام المومنین خدیجة وهو مركب فی جدار یزوره الناس ویتبركون بمسح هذا الحجر وقال ابن الحجر المكی الهیتمی انه نقل متواتر من اهل مكة ان هذا الحجر هو الحجر الذی كان یسلم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل النبوة اقول ومكتوب فوق هذا الحجر هذا البیت ؎

انا الحجر المسلم كل حین ... علی خیر الوری فی البشر وقت

فضلت من ذی المعالی ... خصصت بها وانی من حجارة

وفی ذالك الرواق فی مقابلة اثر المرفق الشریف ویروی انه صلی الله علیه وسلم

حتی زار سیدنا ابی بکر یوما فاتکا علی هذا الجدار ونادی یا ابا بکر هرتین کذا فی العقد الثمین فی فضائل البلد الامین۔ یعنی اس قبیل سے ہے اس سنگ مبارک کو مس کرنا جو مکہ مکرمہ کے کوچہ زقاق الحجر میں حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ کے راستے میں ایک دیوار نصب ہے خلق اس کی زیارت کرتی ہے اور لوگ اس حجر شریف پر ہاتھ پھیر کر برکت حاصل کرتے ہیں امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ وہی پتھر ہے جو قبل نبوت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کیا کرتا تھا مولانا فرماتے ہیں کہ اس حجر شریف پر یہ دو شعر مکتوب ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ میں وہی ہوں جو ہمیشہ حضرت خیر الورای پر سلام عرض کیا کرتا تھا تو میرے لئے بشارت ہے میں نے صاحب معالی سے فضیلت پائی اور میں باوجود پتھر ہونے کے اس فضیلت سے ممتاز ہوا اور اسی کوچہ میں اسی حجر شریف کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی شریف کا نشان ہے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور اس دیوار سے تکیہ لگا کر دو مرتبہ یا ابا بکر فرما کر پکارا اس سے معلوم ہوا کہ حجاز مقدس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ موجود ہیں اور وہابی کا یہ قول باطل ہے کہ وہاں آثار مبارکہ نام و نشان تک موجود نہیں ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ خلق ان آثار کی زیارت کرتی ہے اور ان سے برکت حاصل کرتی ہے اور علمائے دین اس کو مسند بناتے ہیں اس سے وہابی کے اس قول کا بطلان ظاہر ہے کہ آثار کی نمائش ناجائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ کسی امر کے ثبوت کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مسلمانوں میں اس کی زیارت

کا رواج رہا ہو۔ امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو دلیل قرار دیا ہے اسی نور الایمان میں ہے وجاء عن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اقبر اخذت قبضۃ من تراب قبرہ الشریف وجعلتہ علی عینہا و بکت کذا فی الجوہر المنظم۔ یعنی منقول ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انور میں جلوہ فرمانے کے بعد قبر مبارک سے ایک مشت خاک لے کر اپنی آنکھوں سے ملی اور گریہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبر شریف کی خاک سے تبرک حاصل کرنا بھی اہلبیت کرام کی سنت ہے ان نادانوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے جو اس قدر کثیر روایات کے باوجود تعظیم و زیارت و تبرک باآثار بزرگان دین خصوصاً آثار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو آثار پرستی اور بدعت و شرک کہتے ہیں کس گمراہی میں ہیں اتنی سندیں ایسے صاف و صریح واضح کثیر موجود ہوتے ہوئے آثار مبارکہ کی تعظیم و توقیر و زیارت تو بدعت ہو جائے اور مبتدعین وہابیہ کے مدارس جلسہ ہائے امتحان و دستار بندی اور تعمیر درس حدیث اور مدرسین کو نوکر رکھنا۔ نصاب مقرر کرنا تعطیل کرنا ایام کی تعین جلسوں کے لئے اشتہار سے دعوت جلسوں کی زیب و زینت کثیر روشنی اور اس میں اسراف اور ہجوم عوام اور نمود و نمائش کاغذ کی جھنڈیوں اور مجلس گاہ کو تماشہ گاہ بنانا جیسا کہ تمام وہابیہ کے مدارس میں ہو رہا ہے یہ کچھ بدعت نہ ہوا دہلی کے غیر مقلد نے کہا کہ مدرسہ تو بدعت نہیں صفہ شریف مدرسہ ہی تھا وہ بتائے کس حدیث میں ہے کہ وہ مدرسہ ہی تھا اور وہاں کس کس کتاب کا درس ہوتا تھا کتنے مدرس ملازم تھے کیا کیا تنخواہیں مقرر تھیں تعطیل کیلئے کون کون سے

ایام متین تھے یہ نہیں تو تمہارے مدرسے قاعدے سے بدعت سیئہ ہیں دستار
وسند کے طریقے بھی بدعت ہیں جس دستار بندی وسند سے تم مفتی اور عالم
بننے کے مدعی ہو وہ دستار بدعت وہ سند بدعت ہے۔ پھر ایسا مولوی ہر چیز کو
بدعت کہے تو کیا تعجب ہے بدعت کے مدرسہ میں پڑھا بدعت کی سند پائی
بدعت کی دستار بندی اب ہر چیز اس کو بدعت نہ معلوم ہو تو کیا معلوم عوام کو فریب
دینے کے لئے وہابیہ نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ آثار شریفہ کی سند نہیں لہٰذا وہ جھوٹے
ہیں جعلی ہیں اور اس پر حدیث "من کذب علی متعمدا" لکھ کر مسلمانوں پر تبرا بکا ہے،
اول تو یہ دعوی غلط ہے کہ ان آثار کی سند نہیں جا بجا سندیں موجود ہیں اور غیر
مقلد کے پاس تو کسی چیز کی بھی سند نہیں اس سے اگر طلب کی جائے تو اس کی
عقل حیران رہ جائے وہ سند مانگنے کا کیا منہ رکھتا ہے جس کو یہ معلوم نہیں کہ ہر شے
کے ثبوت کے طریقہ جدا جدا ہیں کہیں شہرت معتبر ہوتی ہے کہیں محض تسامع فقط
رواج کہیں خبر واحد کہیں شہادت عدلین کہیں چار عدل مشہود کہیں تواتر آثار کا
ثبوت ان میں سے کسی طریقہ سے ہوتا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے قرآن
کریم نے جا بجا پچھلی قوموں کے آثار سے درس عبرت فرمایا ہے اولم یسیروا فی
الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم وغیر ذالک من الآیات
کیا ان آثار کے ایسے ثبوت وہابیہ کے پاس موجود ہیں جیسے کہ وہ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار کے لئے طلب کرتے ہیں یا محض شہرت عوامی کافی ہے
اور قرآن کریم نے اسی کو معتبر رکھا ہے۔ تو پھر آثار بزرگان دین کے لئے اپنی طرف

قید بڑھانا کیونکر بدعت نہیں اگر ہر ایک پر ہر چیز کے ثبوت کے لئے ایسی ہی پابندی عائد کر دی جائے تو وہ بہت پریشانی میں مبتلا ہو جیسا کہ بات یہ ہے کہ آثار کے ثبوت کے لئے تو اس کو حدیث کی جیسی سند چاہیئے لیکن آثار کو جھوٹا جعلی نقلی بتانے کے لئے کسی ادنیٰ ثبوت کی بھی ضرورت نہیں کس جرأت کے ساتھ من کذب علی متعمدا بے محل لکھ دیا۔ خدا کا خوف نہ رسول کی شرم حدیث شریف کے اندر کیسا جعلی اور صریح غلط موجود تھا۔ معتمداً اس کو دیکھتے ہوئے بھی موئے مبارک اور تبرکات کی تنقیص کرنے والوں کو اہل ایمان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بادب امت کو مقبولان بارگاہ کو بزرگان دین کو سب کو عناداً مفتری ٹھہرا دیا۔ معاذ اللہ ناری قرار دے دیا۔ کیا بغیر تحقیق کسی کو جھوٹا کہنا جائز ہے یہ جرأت ہے اور اتباع سنت کے بلے چوڑے دعوے حدیث میں تو ارشاد ہے ظنوا المومنین خیرا یعنی مومنین کے ساتھ نیک گمان کرو قرآن کریم میں حکم الٰہی یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس کی تفسیر میں امام محی السنۃ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں ان یظن باھل الخیر نھی اللہ تعالیٰ المومن ان یظن باخیہ المومن شرا یعنی نیکیوں کے ساتھ برا گمان کرنے سے بچو اللہ تعالیٰ نے مومن کو اپنے مومن بھائی کے ساتھ بدگمانی کرنے سے منع فرمایا۔ قرآن و حدیث کا تو یہ حکم مگر اتباع سنت کے مدعی فقط گمان ہی نہیں اس کے جھوٹا ہونے پر جزم کرتے ہیں اور من کذب علی معتمدا کے تحت میں داخل کرتے

ہیں یہ تو خالی گمان ہے ہوں کا تو شریعت نے یہاں تک احترام کیا ہے کہ اگر کوئی فاسق اس کے خلاف خبر بھی لے آئے تو وہ بھی بے تحقیق نہ مانی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ یا یھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین۔ اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاتے نہ رہ جاؤ۔ وہابی کو نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کی سب کے خلاف عمل اور پھر متبع سنت ہونے کا دعویٰ۔ اوظاہر آراستہ کرنے والو! باطن میں ایمان کا اثر ہونے دو دلوں کو ایمان کی برکات سے معمور کرو اتباع سنت کے جھوٹے دعوے کام نہ دیں گے خدا اور رسول کے احکام کے سامنے سر جھکاؤ مسلمانوں پر بدگمانی نہ کرو انہیں اپنے ضد و عناد سے جھوٹا نہ بتاؤ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلمانوں کو اہل کتاب کی تکذیب سے بھی منع فرمایا محض اتنے احتمال پر کہ شاید وہ سچ کہتا ہو باوجودیکہ اہل کتاب کا صدق بہت ہی نادر الوجود ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم۔ یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی تصدیق بھی نہ کرو اور ان کی تکذیب بھی نہ کرو۔ اس حدیث کے حاشیہ میں علامہ علی قاری کی مرقاۃ سے نقل کیا ہے۔ لاحتمال ان یکون صدقا وان کان نادرا لان الکذب یصدق۔ یعنی اہل کتاب کی تکذیب کی ممانعت اس احتمال کی بنا پر ہے کہ شاید انہوں نے سچ کہدیا ہو اگرچہ ان کا سچ بولنا بہت ہی نادر ہے مگر جھوٹا بھی کبھی سچ

بولتا ہے۔ کتنے احتمال سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو جھٹلانے سے منع فرمایا اور یہ مدعیان اتباع سنت ان تمام آیات واحادیث اور ارکار خدا و رسول کے خلاف نیک مسلمانوں کو اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں جعلی و نقلی بتلاتے ہیں خداوند عالم ان کے قلوب کی قساوت دور کرے ان آیات واحادیث سے بزرگوں کے آثار کو جو ان کی طرف منسوب و مشہور ہیں نقلی جعلی کہنے کا تو رستہ ہی بند کر دیا ایسا تو وہی بے باک کہے گا جو قرآن و حدیث کی مخالفت کے لئے تیار ہو۔ اب رہی یہ بات کہ آثار کے لئے کس قسم کا ثبوت چاہیئے جو وہ مان جائیں اس کے متعلق ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ابھی گذر چکا ہے کہ جس میں انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے والے پتھر کی نسبت فرمایا کہ: اہل مکہ میں متواتراً منقول ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو سلام عرض کیا کرتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں کسی متبرک شے کا رائج ہونا اور قرناً بعد قرن اس کا بزرگوں کی طرف منسوب ہونا یعنی پچھلوں کا پہلوں سے سنتے آنا آثار کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ شریعت میں ایسی مثالیں بہت ہیں کہ تعظیم و آداب کے لئے ظن بھی کافی ہو سکتا ہے قاضی خاں وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ لو وجد طریقا فی المقبرۃ وھو یظن انہ طریق احدث لا یمشی فی ذالک یعنی اگر قبرستان میں رستہ پایا اور گمان ہوتا ہے کہ یہ نیا نکالا گیا ہے یعنی قبروں پر تو اس پر نہ چلے یعنی حرمت قبور کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قبر کے وجود کا یقین ہو اور اس پر دلیل قطعی قائم ہو بلکہ احترام قبر کے لئے فقط ظن ہی کافی ہے حضرت امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں ومن اعظامہ

واکبارہ اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ ومعاھدہ وملابسہ علیہ السلام اوعرف بہ۔ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور حضور کے اعظام واکرام میں داخل ہے حضور کے تمام اسباب کی تعظیم اور حضور کے مشاہدہ وامکنہ ومشاہدہ ومعاہد وملبوسات کی تعظیم واکرام جو آپ کی طرف منسوب ہوں اس سے معلوم ہوا کہ کسی شے کی عزت وعظمت کے لئے بزرگوں کی طرف نسبت ہونا کافی ہے علامہ علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا ہے ان المراد ما ینتسب الیہ ویعرف بہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ومعروف ہوں۔ اب تصریح ہو گئی کہ فقط منسوب ہونا تعظیم آثار کے لئے کافی ہے۔ مخالفین کے مسلم ومستند مولوی عبدالحی صاحب کے والد ماجد مولوی عبدالعلیم فرنگی محلی اپنی کتاب نور الایمان میں علامہ علی قاری کی یہ عبارت نقل فرمانے کے بعد اوعرف بہ پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ ای ولو کان علی وجہ الاشتہار من غیر ثبوت اخبار فی آثارہ کذا قال علی القاری۔ یعنی منسوبات ومعروفات کے لئے محض شہرت بغیر ثبوت خبر کافی ہے حقیقت یہ ہے کہ نسبت سے ادب کیا جاتا ہے معظمین کی طرف منسوب ہونا اہل ادب کے احترام وتعظیم کے لئے کافی ہے۔ نور الایمان میں ہے۔ ولو کان احمد بن فضلویہ یقول لا امس توسا الا متطھرا فانی سمعت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ ومن ذالک انہ یستحب اتیان الابار والمساجد والمقامات المنسوبۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احمد بن فضلویہ فرماتے تھے کہ میں کمان کو بے طہارت ہاتھ نہیں لگاتا کیونکہ میں نے

سنا ہے کہ کمان دست مبارک میں لے لی ہے اور اسی قبیل سے ہے کہ جو کنویں اور مسجدیں اور مقامات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں ان کی زیارت کے لیے حاضر ہونا مستحب ہے ظاہر ہے کہ ہر کمان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک میں نہ لی تھی مگر جس کو لیا تھا اس کے ساتھ اسی مناسبت رکھنے کے باعث احمد بن فضلویہ مطلقاً کمانوں کا یہ ادب فرمانے لگے کہ انہیں بے طہارت ہاتھ نہ لگائیں۔ اسی کو وہابی آثار پرستی کہتا ہے۔

"بے ادب محروم گشت از فضل رب"

یہ مسئلہ تو فقہ و مناسک کی کتابوں میں بکثرت مذکور ہے کہ جو مقام حضور کی طرف منسوب ہیں ان کی زیارت مستحب ہے۔ مگر وہابیہ کو نہ مسائل کی خبر نہ کتابوں پر نظر اس کے علم کی نہایت تو یہ ہے کہ ہر چیز کو بدعت کہہ دیا کرے اور تعظیم و ادب بزرگان دین سے تو اس کو خاص عداوت ہے۔ مشرکین ہند کی تو وہابی غلامی کرتے پھرتے ہیں ان کی تعظیم و تکریم کو تو فرائض پر ترجیح دیتے ہیں مگر اولیاء و انبیاء کے ساتھ عناد ہے مقبولان بارگاہ خدا کی تعظیم شرک معلوم ہوتی ہے۔ اور شرع مطہر کے احکام سے آنکھیں بند ہیں۔ نور الایمان فی مطالب المومنین ولا باس بتقبیل قبر والدیہ لما فی کفایۃ الشعبی ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقبل رجل الام وجبھۃ الاب ویروی انہ قال یارسول اللہ ان لم یکن لی ابوان فقال قبر الاب فقبلھما فلا تحنث فی یمینک کذا فی مغفرۃ

الغفور زیارۃ القبور۔ یعنی ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آستان جنت چومنے کی قسم کھائی ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چومے مروی ہے کہ اس نے عرض کیا کہ اگر میرے ماں باپ نہ ہوں۔ فرمایا ان دونوں کی قبروں کو بوسہ دے عرض کیا اگر قبریں نہ معلوم ہوں فرمایا کہ دو خط کھینچ اور نیت کر کہ ایک ان میں ماں کی قبر ہے دوسری باپ کی ان دونوں کو بوسہ دے قسم اتر جائے گی۔ یہ روایت مخالفین کے مقبول و مسلم پیشوا الٰہی عبدالحیٔ صاحب کے والد ماجد مولوی عبدالحلیم صاحب فرنگی محلی نے لکھی اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ قبروں کا چومنا بھی جائز اور قبر موجود نہ ہو تو ایک خط کو قبر فرض کر کے اس کا احترام کرنا بھی صاحب قبر کا احترام ہے اور نعلین شریفین اور ان کے نقوش کی زیارت اور ان سے برکت حاصل کرنا ہمیشہ سے مومنین صالحین کا معمول ہے اکابر علماء کرام نے اس میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ظاہر ہے کہ نقشہ نعل نعل تو نہیں ہے مگر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاپوش مبارک کی یاد ہو جاتی ہے۔ اہل ذوق و محبت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری مسلک متقسط میں فرماتے ہیں والحاصل ان کل ما یکون النظر الیہ یدل علی الحق ولیشیر الیہ فھو عبادۃ یعنی خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نظر کرنا حق کی طرف مائل کرے اور خدا کو یاد دلائے وہ عبادت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آثار شریفہ کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا ان کی زیارت داخل عبادت ہوئی

اگرچہ اس بحث میں اور بھی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں مگر الحمد للہ جس قدر لکھا گیا عاقل منصف کی تسکین اور جاہل متعصب کی ذہن دوزی کے لئے کافی ہے۔ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسیدہ رسلہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ امین

صفر المظفر ۱۳۶۰ھ

نماز صبح کے بعد قضاء عمری کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب نماز قضاء عمری پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز قضاء عمری انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے کسی وقت کی ممانعت نہیں۔

المستفتی

سیٹھ ابراہیم حاجی محمد ابابلڈنگ

نل بازار۔ بمبئی۔

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع سے قبل نفل مکروہ ہیں قضاء فرض جائز ہے۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے ویکرہ التنفل بعد صلوٰتہ ای فرض الصبح ویکرہ التنفل بعد صلوٰۃ فرض العصر وان لم تتغیر الشمس لقولہ علیہ السلام لا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ العصر حتی تغرب الشمس

ولا صلوٰة الفجر حتی تطلع الشمس رواہ الشیخان والنهی یعنی فی غیر الوقت وهو جعل الوقت کالمشغول فیه بفرض الوقت حکما وهو افضل من النفل الحقیقی فلا یظهر فی حق فرض یقضیه وهو المفاد بمفهوم المتن.

مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے وعن النفل بعد صلوٰة الفجر والعصر عطف علی قوله منع ای عن التنفل بعد صلوٰة الفجر والعصر وروی ان النبی علیه الصلوٰة والسلام نهی عن ذالک کذا فی الهدایه لا عن قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلوٰة جنازة ای لا باس ان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت الخ۔ تنویر الابصار میں ہے وکره نفل وکل ما کان واجبا لغیره کسنة ورکعتی الطواف والذی شرع فیه شرع افسده بعد صلوٰة فجر وعصر لا قضاء فائتة وسجدة تلاوة و صلوٰة جنازة۔ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع سے پہلے صرف نوافل مکروہ ہیں۔ فوائت کی قضا مکروہ نہیں۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز قضا عمری انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے کسی وقت کی ممانعت نہیں ان کا یہ قول صحیح نہیں۔ کیونکہ اوقات ثلاثہ یعنی وقت طلوع آفتاب اور وقت استوا اور وقت غروب کوئی نماز فرض واجب ادا و قضا جو اس وقت سے پہلے واجب ہو چکی ہو درست نہیں۔ مراقی الفلاح میں ہے۔ ثلاثة اوقات لا یصح فیها شیئ من الفرائض والواجبات الذی لزمت فی الذمة قبل دخولها محطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے لا یصح فیها شیئ اداء وقضاء۔

واللہ تعالیٰ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم.

کہ - العبد المعتصم بحبل المتین

محمد نعیم الدین عفا اللہ المعین

مراد آباد.

وہابی کی امامت کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ وہابی دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے بعض مولوی کہتے ہیں نماز تو فاسق و فاجر کے پیچھے بھی درست ہے اور حدیث شریف بتاتے ہیں۔ اور داڑھی منڈے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ مفصل جواب سے ممنون و مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

فقط والسلام

المستفتی

محمود علی سہارنپور

ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ داڑھی منڈانے والا فاسق ہے اور ہر فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ قال فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہا فاسقہ شرعاً فی ردالمحتار لیکن اس کے پیچھے نماز بکراہت ہو جاتی ہے اور وہابی بے دین منکر ضروریات دین

خارج از اسلام ہیں۔ اس کے پیچھے کسی طرح نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کو امام بنانا شریعت کی نافرمانی اور سخت جرم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر آیا ہے کافر نہیں آیا ہے۔ اس حدیث سے وہابی کی امامت پر استدلال باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۸ رجمادی الاول سنہ ۱۳۳۷ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں اگر نماز فجر میں امام کھڑا ہے اور مقتدی سنت ادا نہ کرے اور امام سے مل جائے تو سنت کب ادا کرے۔ سورج جب نکلے تو پڑھے یا فرض ختم کر کے پڑھ سکتا ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی

فقیر محمد دین

الجواب

بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد سنت فجر اگر تنہا رہ گئی اور فرض پڑھ لئے گئے تو اس کی قضا لازم نہیں بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہتر ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے لازم نہیں ہے اور آفتاب کے طلوع سے قبل اور زوال کے بعد بالاتفاق سنتوں کی قضا نہ پڑھی جائے گی۔ مراقی الفلاح میں ہے ولم تقض سنۃ الفجر الا بفوتھا مع الفرض الی الزوال وقال محمد رحمۃ اللہ تقضی منفردۃ بعد الشمس قبل الزوال فلا قضاء لما قبل الشمس ولا بعد الزوال۔ اتفاقا۔

محطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ قیل لاخلاف بینھم فی الحقیقۃ لانھما یقولان لیس علیہ القضاء وان فعل لاباس بہ ومحمد رحمہ اللہ یقول احب الی ان یقضی وان لم یفعل لاشیئ علیہ۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم۔

کہ۔ العبد المعتصم بحبلہ المتین بہ

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متینان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض حافظ سجدۂ تلاوت جو پارہ عمّ کے سورہ علق کے آخر میں ہے وہ سجدۂ تلاوت نہیں کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ مہربانی فرماکر مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

فقط والسلام
المستفتی
مجاہد حسین۔ کالپی۔
مورخہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

امابعد۔ قرآن پاک میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔ سورہ علق کی آخری آیت بھی انہیں میں سے ہے جو حافظ اس کا سجدہ ادا نہیں کرتا وہ تارک واجب اور گنہگار ہے۔ کنز الدقائق میں ہے سجود التلاوۃ تجب باربعۃ عشرۃ ایۃ مستخلص الحقائق میں ہے وایات السجدۃ فی اخر الاعراف والرعد والنحل وبنی اسرائیل ومریم والحج والفرقان والنمل والم التنزیل السجدۃ والصاد وحم والنجم واذا السماء انشقت واقرأ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ اگر پیش امام قرأت کے اندر رک جائے فرضوں میں تو اس کو لقمہ دینا چاہیئے یا نہیں؟ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا کیا حکم ہے، بینوا توجروا۔

الجواب

صحیح ہے جس نے لکھا ہے

بعون الملک الوھاب

الجـــــــ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حنفیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو ایک حد شرع سے کم داڑھی رکھے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے بینوا توجروا۔

المستفتی

ضیاء الدین ساکن پور راجستھان

بعون الکریم الوھاب

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

داڑھی رکھنا شعار اسلام میں سے ہے اور اس کا حلق قبضہ بھیجے سے قبل حرام ہے۔ بخاری شریف مسلم شریف۔ ترمذی شریف۔ نسائی شریف۔ ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خالفوا المشرکین احفوا الشوارب و اعفوا اللحی یعنی مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں پست کرو داڑھیاں بڑھاؤ ایک روایت حدیث مسلم شریف میں بایں الفاظ وارد ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحفی الشوارب و یعفی اللحی یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مونچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے احیاء العلوم میں ہے کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ابن ابی لیلیٰ

قاضی المدینۃ شھادۃ من کان ینتف لحیتہ۔ یعنی حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اور قاضی مدینہ ابن ابی لیلیٰ دونوں پیشوایان اسلام نے داڑھی کوٹنے والے کی شہادت (گواہی) رد فرمادی نیز اسی میں ہے شھد رجل عند عمر ابن عبد العزیز بشھادۃ وکان ینتف لحیتہ فرد شھادتہ۔ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی گواہی دی اور وہ داڑھی کچھ چنا کرتا تھا حضرت خلیفہ نے اس کی شہادت رد فرمادی۔ درمختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ جب ثابت ہوگیا کہ داڑھی ایک مشت سے کم کترانا یا منڈوانا ممنوع ہے تو اس کا عامل اور مصر فاسق معلن ہوا۔ اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی۔ کما فی عامۃ المتون و الشروح والفتاوی من کرھۃ امامۃ الفاسق۔ اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے غنیہ شرح منیہ میں ہے لو قد موا فاسقا یاثمون یعنی فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ سبحنہ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو امام سود خواروں کے گھر کھانا کھائے یا ان کی خوشامد کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بینوا توجروا۔

المستفتی

ضیاء الدین عفی عنہ

بعون الکریم الوھاب

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ سود خوروں کے گھر کا کھانا حرام نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کھانا حرام سے تیار کیا ہوا ہے۔ یا اس کے پاس کوئی مال حلال موجود نہ ہو۔ نیز خوشامد اگر ترغیب دین اور اصلاح حال کے لئے ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل متین

محمد نعیم الدین غفا اللہ المعین

ھدایۃ کاملہ قنوت نازلہ

۱۳۶۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ وخاتم انبیائہ صاحب الشفاعۃ العظمیٰ الذی فتح اللہ تعالیٰ بہ اعینا عمیا وقلوبا غلفا واذانا صما وعلیٰ الہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سفن النجاۃ ونجوم الھدیٰ. اما بعد. مسلمانوں پر کوئی حادثہ یا مصیبت نازل ہونے کے ایام میں صرف نماز فجر کی رکعت اخیر کے رکوع کے بعد قومہ میں امام کا دعائے قنوت نازلہ پڑھنا اور اس میں دفع مصیبت حفاظت مسلمین ہلاکت اعدا کی دعائیں کرنا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے بہتر یہ ہے نماز سے فارغ ہوکر دعائیں کی جائیں.

قنوت نازلہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف چند روز ایک ماہ یا اس سے کم پڑھی پھر ترک فرمادی. اس ترک کا باعث بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارکہ میں تو یہ ہے کہ ضرورت نہ رہی تھی اور بعض اصحاب کرام رضی اللہ عنہم یہ فرماتے ہیں کہ قنوت نازلہ آیت لیس لک من الامر سے منسوخ ہوگئی اس لئے حضور نے ترک فرمادی. الحاصل نسخ عدم نسخ صحابہ کرام میں مختلف فیہ

ہے فقہاء محققین ائمہ دین حضرت امام اعظم اور ان کے صاحبین نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دونوں گروہوں کے اقوال و افعال پر تصرف فرما کر بعد تحقیق و تنقیح یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ قنوت نازلہ صرف نماز فجر میں بعد رکوع جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر ہے کہ نماز کے بعد دعا کی جائے تاکہ خلاف اولیٰ کا ارتکاب بھی نہ ہو اور مسلمان اختلاف و انتشار سے بھی محفوظ رہیں۔ فجر کے سوا قنوت اور کسی نماز میں جائز نہیں۔ تو جو شخص سوائے فجر کے اور نمازوں میں قنوت پڑھے گا اس کی نماز نہ ہوگی یعنی دوبارہ پڑھنی ہوگی

تفاصیل دلائل لقنوت النوازل

حدیث بخاری شریف سئل انس بن مالک اقنت النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصبح قال نعم فقیل او قنت قبل الرکوع قال بعد الرکوع یسیرا۔ یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح میں قنوت پڑھی ہے فرمایا ہاں۔ پھر دریافت کیا گیا قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے؟ فرمایا رکوع کے بعد۔ (یا رکوع کے بعد چند روز۔)

حدیث بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۴۶۔ عن انس بن مالک قال قنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم شہرا یدعوا علی رعل وذکوان یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی رعل وذکوان پر بد دعا فرماتے تھے۔

حدیث حلبی شرح منیہ صفحہ ۳۶۰۔ روی الخطیب فی کتاب القنوت من حدیث محمد بن عبد اللہ روی قال حدثنا سعید بن عروبۃ عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یقنت الا اذا دعا لقوم او دعا علیہم وھو سند صحیح قالہ صاحب تنقیح التحقیق۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے تھے مگر جبکہ کسی قوم کے لئے دعا فرماتے یا کسی قوم پر بد دعا فرماتے۔

حدیث (حلبی صفحہ ۳۶۰) اخرج ابن حبان عن ابراھیم عن سعد عن الزھری عن سعید وابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقنت فی صلوۃ الفجر الا ان یدعوا لقوم او علی قوم وھو سند صحیح یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے لئے دعا فرماتے یا کسی قوم کے حق میں بد دعا فرماتے۔

حدیث شرح معانی الآثار شریف صـ ۱۴۳ عن انس قال قنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشرین یوما یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس روز (۲۰) قنوت پڑھی (ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ نماز فجر میں بعد رکوع ایک ماہ یا بیس روز پڑھی) ایک ماہ یا بیس روز کی میعاد بتاتی ہے کہ اس کے بعد ترک فرمادی اور یہ احادیث میں مصرح بھی ہے۔

حدیث۔ سنن ابن ابی داؤد شریف جلد اول صفحہ ۲۰۴۔ عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شھرا ثم ترکہ یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی پھر ترک فرمادی۔

حدیث۔ نسائی شریف جلد اول صفحہ ۲۲۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شھرا یدعو علی حی من احیاء العرب ثم ترکہ۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ پر بددعا فرماتے تھے پھر اس کو ترک فرمایا۔

حدیث۔ شرح معانی الآثار شریف جلد اول صفحہ ۱۴۴۔ عن عبد اللہ قال لم یقنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا شھرا لم یقنت قبلہ ولا بعدہ۔ یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی نہ اس سے قبل پڑھی نہ اس کے بعد۔

ان احادیث سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز صبح میں چند روز قنوت پڑھنا اور پھر ترک فرمادینا ثابت ہوتا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ائمہ دین کے نزدیک

حضور کے قنوت نازلہ پڑھنے کی حیثیت کیا تھی۔ اور ترک فرمانے کی کیا وجہ تھی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضور کا قنوت پڑھنا فعل سنت ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں کہ

"بدانکہ اللہ را در قنوت نماز صبح اختلاف ست شافعی و مالک و احمد و عبداللہ بن المبارک وغیرایشاں قائل اند بان بطریق سنت"

حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہیں حادثہ کے وقت کی قنوت بھی امام اعظم (امیرالمومنین) یا امیر جیش کے ساتھ خاص ہے ہر امام کے لئے روا نہیں۔

شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۱۰ "وزرکشی در شرح خرقی گوید کہ قنوت در غیر وتر نزد احمد نیست واگر باشد نزد نزول حادثہ است وآں نیز مخصوص ست بامام اعظم یا امیر جیش نہ ہر امام را"

شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۱۱ نزد امام ابوحنیفہ قنوت در نماز فجر اصلاً نیست، وقنوت آنحضرت مخصوص بوی بود صلی اللہ علیہ وسلم و در قضایای مخصوص بود بعد ازاں ترک کرد"

اب یہ تحقیق کرنا ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت ترک فرمانے کی کیا حیثیت ہے اس میں اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک حضور کا قنوت نازلہ کو ترک فرمانا اس لئے تھا کہ وہ آیت

منسوخ ہوگئی تھی اور بعض حضرات کے نزدیک اس لئے کہ ضرورت باقی نہ رہی تھی۔
اس کے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۹۲۔ عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع راسہ من الرکوع فی الرکعۃ الاخیرۃ من الفجر یقول اللھم العن فلانا وفلانا وفلانا بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد فانزل اللہ لیس لک من الامر شیئ الی قولہ فانھم ظلمون۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضور پر نور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا جب آپ نے فجر کی اخیر رکعت کے رکوع سے سر مبارک اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد فرمایا تو فرمایا۔ یا اللہ فلاں وفلاں وفلاں پر لعنت کر۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لیس لک من الامر الآیہ۔

حدیث مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۳۷۔ عن ابی ھریرۃ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول حین یفرغ من صلوۃ الفجر من القراءۃ ویرفع راسہ من الرکوع سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد ثم یقول وھو قائم اللھم انج الولید بن الولید وسلمۃ بن ھشام وعیاش بن ربیعۃ والمستضعفین من المومنین اللھم اشدد وطاتک علی مضر واجعلھا علیھم کسنی یوسف اللھم العن لحیان ورعل وذکوان وعصیۃ عصت اللہ ورسولہ ثم بلغنا انہ ترک ذلک لما انزل لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظلمون۔ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ

سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی قرأت سے فراغ اور رکوع سے سر مبارک اٹھانے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد فرمانے کے بعد قنوت میں فرماتے تھے یا اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما۔ یا اللہ اپنی گرفت مضر پر سخت کر اور اس کو ان پر سالہائے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح کر دے۔ یا اللہ لعنت کر لحیان و رعل و ذکوان و عصیہ پر جو اللہ اور رسول کے نافرمان ہیں۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (قنوت نازلہ) کو آیت لیس لک الخ کے نازل ہونے کے وجہ سے ترک فرما دیا۔ (یعنی قنوت نازلہ کا پڑھنا اس آیت سے منسوخ ہوگیا۔

حدیث (شرح معانی الآثار، جلد اول صفحہ ۱۴۲) عن سالم عن ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الصبح حین رفع راسہ من الرکوع قال ربنا ولک الحمد فی الرکعۃ الاخیرۃ ثم قال اللھم العن فلانا وفلانا علی ناس من المنافقین فانزل اللہ تعالیٰ لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظلمون۔ یعنی حضرت سالم سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ نماز فجر کی رکعت اخیرہ میں رکوع سے سر اٹھا کر فرمایا ربنا ولک الحمد پھر فرمایا "یا اللہ فلاں و فلاں پر لعنت کر" چند منافقوں کے حق میں فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی لیس لک من الامر شیئ الخ (یعنی قنوت نازلہ منسوخ ہوگئی)

حدیث ۱۲ (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۳) وکان احد من روی عنہ القنوت عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن ابی بکر فاخبرنی فی حدیثہ الذی رویناہ عنہ بان ما کان یقنت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء علی من کان یدعو علیہ وان اللہ عز وجل نسخ ذلک بقولہ لیس لک من الامر شئ او یتوب علیہم او یعذبہم الآیہ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنہوں نے قنوت کی روایت کی ہے ان میں سے ایک حضرت عبد الرحمن ابن ابی بکر ہیں ان سے ہم نے جو حدیث روایت کی ہے اس میں انہوں نے خبر دی ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی قنوت بد دعا تھی ان لوگوں پر جن کے حق میں حضور نے بد دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آیت سے منسوخ فرمایا لیس لک من الامر الخ۔ احادیث ۱۳ اس مضمون کی بکثرت روایتیں ہیں یہاں اسی قدر پر اکتفا کیا گیا

بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور کا قنوت نازلہ کو ترک فرمانا اس لئے تھا کہ ضرورت باقی نہ رہی تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جنگ میں قنوت پڑھتے تھے اور جب جنگ نہ ہوتی نہ پڑھتے۔

حدیث ۱۳ (شرح معانی الآثار۔ جلد اول صفحہ ۱۴۰ میں ہے عن الاسود قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا حارب قنت واذا لم یحارب لم یقنت۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قنوت کا نسخ صرف اس زمانے کے لئے ہے جبکہ جنگ نہ ہو۔ شرح

معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸ میں ہے وانما نسخ عندہ الدعاء فی حال عدم القنائل.
اسی طرح یہ قنوت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۱۴ (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸) کان علی وابو موسیٰ یقنتان فی الصلوٰۃ الغداۃ۔ یعنی حضرت علی مرتضیٰ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث ۱۵۔ (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸) عن عبید بن حسین قال سمعت ابن معقل یقول صلیت خلف علی الصبح فقنت۔ یعنی عبید بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے ابن معقل کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں صبح کی نماز ادا کی آپ نے اس میں قنوت پڑھی۔

حدیث ۱۶۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص ۱۴۸) عن ابی رجاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال صلیت معہ الفجر فقنت قبل الرکعۃ۔

ان احادیث سے حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ قنوت عند النازلہ ان حضرات کے نزدیک منسوخ نہ تھی جبکہ صحابہ کرام کے درمیان قنوت نازلہ کے نسخ وعدم نسخ میں اختلاف ہے اور وہ اس حد تک ہے کہ بعض اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قنوت کو بدعت تک فرماتے ہیں۔

حدیث ۱۷ (نسائی شریف جلد اول صفحہ ۱۲۲) عن ابن مالک الاشجعی عن ابیہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یقنت وصلیت

خلف ابی بکر فلم یقنت وصلیت خلف عمر فلم یقنت وصلیت خلف عثمان فلم یقنت وصلیت خلف علی فلم یقنت ثم قال یا بنی انها بدعة۔ یعنی حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی حضور نے قنوت نہ پڑھی چاروں خلفاء میں سے ہر ایک کی اقتدا میں نماز پڑھی ان میں کسی نے قنوت نہ پڑھی۔ اے میرے فرزند یہ بدعت ہے۔

جملہ احادیث اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال اور ہر ایک کے طرز عمل پر نظر و فکر کرنے کے بعد ہمارے فقہائے کرام و ائمہ عظام اس نتیجہ پر پہنچے کہ مصیبت و بلا کے زمانہ میں صرف نماز فجر میں بعد رکوع قنوت نازلہ پڑھنا زیادہ سے زیادہ جائز ہو سکتا ہے مگر خلاف اولیٰ ہے

شرح معانی الآثار، جلد اول میں ہے وثبت بما ذکرنا انہ لا ینبغی القنوت فی الفجر فی حال حرب ولا غیرہ قیاسا ونظرا علی ما ذکرنا من ذلک وھذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالیٰ یعنی ہم نے جو روایات ذکر کی ہیں ان پر نظر کرنے کے بعد ثابت ہوتا ہے کہ فجر میں قنوت نہ پڑھنی چاہیئے خواہ زمانہ جنگ کا ہو یا نہ ہو یہی قول ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبین جلیلین حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا۔

ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہٗ رسالہ ارکان صفحہ ۱۲۰ میں فرماتے ہیں وعند

لیس مشروعا فی الصلوۃ المکتوبۃ وھو الاشبہ بالصواب۔ یعنی قنوت نازلہ ہمارے نزدیک فرض نمازوں میں مشروع نہیں یہی اشبہ بالصواب ہے۔

تفسیرات احمدیہ (طبع کلکتہ) صفحہ ۱۲۵ میں ہے دعاء القنوت عندنا انما یجب فی صلوۃ الوتر خاصۃ ولا یجوز فی صلوۃ الفجر اصلا۔ یعنی دعائے قنوت ہمارے نزدیک صرف وتر نمازوں میں واجب ہے اور نماز فجر میں بالکل جائز نہیں۔

فتاوی عالمگیری (طبع کلکتہ) صفحہ ۱۶۵ میں ہے ولا یقنت فی غیر الوتر کذا فی المتون۔ یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھیں۔ ان روایات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قنوت نازلہ کسی نماز میں بھی نہ پڑھی جائے بعض علماء جو عند النازلہ قنوت کو جائز فرماتے ہیں وہ اس کو نماز فجر کے ساتھ خاص کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی نماز فجر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نازلہ جائز نہیں۔

رد المختار۔ جلد اول صفحہ ۴۷۱ میں ہے ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوۃ الفجر دون غیرھا من الصلوۃ الجھریۃ والسریۃ۔ یعنی قنوت نازلہ ہمارے نزدیک نماز فجر کے ساتھ خاص ہے اس کے سوا کسی نماز جہری یا سری میں جائز نہیں۔

طحطاوی علی الدر۔ جلد اول صفحہ ۲۸۳ میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت للبلیۃ فی صلوۃ الفجر فقط۔ یعنی حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے زمانہ میں قنوت صرف نماز فجر میں پڑھی ہے۔

اسی طحطاوی میں بعد ذکر دلائل فرماتے ہیں فھذا صریح فی تخصیص القنو

ہوگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی کیونکہ قنوت پڑھنے میں جو تاخیر ہوگی وہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے زیادہ ہوگی اور اتنی تاخیر اگر سہواً ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور یہاں تو یہ سہواً نہیں بلکہ قصداً اور عمداً ہے تو سجدۂ سہو بھی کافی نہیں نماز کا اعادہ دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

طحطاوی علی الدر۔ جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں ہے واما بین قیام الرکوع او الرفع بین السجدتین اکثر من تسبیحۃ بقدر تسبیحۃ تساہیا یلزمہ سجود السہو۔ یعنی اگر رکوع کے قیام یا سجدتین کے درمیان اٹھنے کو ایک تسبیح سے بقدر ایک تسبیح کے بھول کر زیادہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے۔

رد المحتار۔ جلد اول صفحہ ۴۱۱ میں ہے واعلم انہ لا یجبر بسجود السہو بل تلزم فیہ الاعادۃ۔ حاصل یہ کہ جو فعل قصداً ہو اس کے لئے سجدہ سہو کافی نہیں بلکہ اس میں اعادہ ضروری ہے۔

بعض لوگوں کو شرح نقایہ کی عبارت منسوبہ الی الکفایہ سے یہ شبہ ہو گیا ہے کہ جس کو بحر الرائق نے قنت الامام فی صلوٰۃ الجہر وھو قول الثوری واحمد کے لفظوں سے نقل کیا ہے اگر یہ شبہ بہت بیجا اور اہل علم کی شان کے خلاف ہے کیونکہ صلوٰۃ الجہر کا لفظ کاتب کی غلطی ہے کتابوں کی سیر کرنے والوں پر اس کا پوشیدہ رہنا کمال تعجب کی بات ہے منصوصاً ایسے حال میں کہ بحر کے حاشیہ منحۃ الخالق جلد دوم صفحہ ۴۴ میں بحر کی اسی عبارت کے متعلق مذکور ہے ولعلہ محرف عن الفجر وقد وجد تم بھذا اللفظ فی حواشی مسکین وکذا فی الاشباہ وکذا فی شرح اسمعیل لکنہ غلط فی غایۃ البیان

ولم اجد المسئلة فيها فلعله اشتبه عليه غاية السروجی بغاية البيان۔

طحطاوی علی الدر المختار۔ جلد اول صفحہ ۲۸۳ میں ہے والذی یظهر لی ان قوله فی البحر وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوٰة الجهر تحریف من الناسخ وصوابه الفجر۔ ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ شرح نقایہ کی عبارت منقولہ بحر میں لفظ صلوٰۃ الجہر کاتب کی غلطی ہے کہ اس نے بجائے صلوٰۃ الفجر کے یہ لفظ لکھدیا۔ یا مسطور ذیل عبارتیں بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح۔ صفحہ ۲۲۰ میں ہے الذی فی البحر عن الشمنی فی شرح النقایة معزیا للغایة اذا انزل بالمسلمین نازلة قنت فی صلوٰة الفجر وهو قول الثوری واحمد۔

الاشباہ والنظائر صفحہ ۵۸۳ میں ہے صرح فی النقایة وغیرہ الشمنی الیها بانه اذا نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوٰة الفجر وهو قول الثوری واحد اب بحمد اللہ تعالیٰ وکرمہ مسئلہ خوب واضح ہوگیا کہ قنوت نازلہ فجر کے سوا کسی نماز میں جائز نہیں فجر میں جائز ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ نماز میں نہ پڑھیں بعد نماز امام دعا کرے مقتدی آمین کہیں۔ وصلے اللہ تعالیٰ علی رسولہ وخیر خلقہ وخاتم انبیائہ سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین
محمد نعیم الدین خصہ اللہ تعالیٰ بمزید الصدق والیقین۔
۱۳ ذی الحجہ المبارک ۱۳۶۶ھ

اُردو میں خطبۂ جمعہ کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ خطبہ جمعہ کے درمیان یعنی خطبۂ اول وثانی کے درمیان میں کچھ وعظ کہنا۔ یا جو اردو تقریر یا شریں درج سے سب خطبوں میں اس کا پڑھنا کیسا ہے۔ یہاں پر لوگ عربی بالکل نہیں سمجھتے تو اگر خطبہ میں کچھ اردو نہیں پڑھا جائے گا تو لوگ کیا سمجھیں گے۔ لوگوں کی ہدایت کے لیے کچھ اردو میں نصیحتیں۔ درمیان خطبہ کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیسا ہے فقط

المستفتی

اصغر علی۔ از جزیرہ جگوناس۔

الجواب بعون الملک الوھاب

خطبہ جمعہ میں اردو پڑھنا خلاف سنت ہے۔ اور مکروہ ہے۔ زمانہ صحابہ میں عجمی ممالک فتح ہو گئے تھے کہیں سے خطبہ جمعہ غیر عربی میں ثابت نہیں نصیحت کے لئے خطبہ کے علاوہ دوسرے وقت وعظ کئے جائیں۔ فقط۔

سنہ ۱۳۲۷ھ

سید محمد نعیم الدین غفرلہ۔ ۱۵ جمادی الآخر

تثویب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں کہ بروز جمعہ جو قبل از نماز جمعہ بآواز بلند "الصلوٰۃ قبل الجمعہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پکارتے ہیں۔ یہ پکارنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر اور مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی پیش امام صاحب گدکہ، مولوی جلال الدین رائباغی، مولوی عبدالحی رائباغی مدرس محمد ایوب دہلوی اور مولوی احمد علی لاہوری کے فتوے ہیں کہ "الصلوٰۃ سنت قبل الجمعۃ" کا کہنا بے اصل ہے۔ اور کتاب خان الیسر جو تصنیف مولوی عبدالحی بنگلوری محدث کی ہے اس میں لکھا ہے کہ مدارج النبوۃ و شرح وقایہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہ اس (تثویب) کا کوئی ثبوت نہیں اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔ کیا اس کتاب خان الیسر اور اوپر لکھے ہوئے مولویوں کے فتوؤں پر اعتبار کر کے تثویب "الصلوٰۃ قبل الجمعہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا کہنا موقوف ترک کر دینا چاہیئے۔ اس مسئلہ کا بحوالہ کتب احادیث وفقہ حل فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

سید خادم علی۔ شہر بنگلور۔

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صورت مذکورہ بالا میں تثویب جائز اور اشخاص مذکورہ کے سوال کا انکار غلط اور باطل اور یقیناً نماز بر و تقویٰ میں داخل ہے. اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے. لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عھدوا والصبرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون "نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو. ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے. اور اپنا قول پورا کرنے والے جب وعدہ کریں. اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور لڑائی کے وقت یہی ہیں جنہوں نے بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں"

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز بر و تقویٰ میں داخل اور نمازی بار و متقی ہے. اور مسلمانوں کو نماز کی ترغیب و دعوت دینا اور نماز کا اعلان کرنا بر و تقویٰ پر معاونت

ہے جس کا قرآن کریم میں حکم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وتعاونوا علی البر والتقوی۔ کہ بر و تقویٰ پر معاونت کرو۔ الحمد للہ کہ تثویب کا جواز خاص قرآن شریف سے ثابت ہوا منکرین متعجبین کو شرمانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب کتب فقہ پر ایک سرسری نظر ڈالیئے کنز الدقائق میں ہے ویثوب علامہ شیخ مصطفےٰ علیہ الرحمہ شرح کنز میں فرماتے ہیں۔ ویثوب فی جمیع الصلوٰۃ۔ عینی شرح کنز میں ہے۔ ویثوب من التثویب وھو عود الی الاعلام وانما اطلقہ تنبیھا علی استحسنہ المتاخرون من التثویب فی کل الصلوٰۃ لظھور التوالی فی الامور الدینیۃ نیز اسی میں ہے۔ وما استحسنہ المتاخرون التثویب فی سائر الصلوٰۃ لزیادۃ غفلۃ الناس والیہ اشار المصنف بقولہ ویثوب بغیر فصل بین الفجر وغیرھا مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے ویثوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظھور التوالی فی الامور الدینیۃ فی الاصح وتثویب کل بلدۃ بحسب ما تعارفہ اھلھا طحطاوی وحاشیہ مراقی الفلاح میں ہے۔ استحسنہ المتاخرون وقد روی احمد فی المسند والبزار وغیرھما باسناد حسن موقوفا علی ابن مسعود وما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ بدائع ملک العلماء امام کاشانی رضی اللہ عنہ میں ہے عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال کان التثویب علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ خیر من النوم۔ نیز اسی میں ہے فصار سائر الصلوٰۃ فی زماننا مثل الفجر فی زمانھم فکان زیادۃ الاعلام من باب التعاون علی البر والتقوی فکان مستحسن۔ بحر الرائق میں واطلق فی التثویب فلیس لہ

لم یخصہ بل تثویب کل بلدۃ علی ما تعارفوہ اما بالتسبیح ویقولون الصلوٰۃ الصلوٰۃ
ثبت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل بما تعارفوہ فعلی ھذا واحدث
الناس اعلاما مخالفا لما ذکر جاز کذا فی المجتبیٰ واقول واللہ لا یخص صلوٰۃ بل ھو فی
سائر الصلوٰۃ وھو اختیار المتاخرین لزیادۃ عقلہ آیات مذکورہ و عبارات مسطورہ سے
ظاہر ہے کہ نماز کیلئے بعد اذان اعلام جس کو تثویب کہتے ہیں جمعہ وغیرہ نماز ماروں تیج ر
اور متاخرین کے نزدیک مستحسن اور منکرین کا انکار اور اصرار غلط اور بیجا ہے۔ واللہ سبحانہ
وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتقن واحکم۔

کتبہ العبد المقصر حسن اللہ میرٹھی

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ امین

استفتاء

منبع علم وحکمت تاجدار السنت صدر الافاضل فخر الاماثل استاذ العلماء مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج شریف بخیر و عافیت مطلوب!

عرض خدمت ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ نماز جمعہ مسجد جامع کے علاوہ جو لوگ اور مسجدوں میں پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ثواب نماز جمعہ کا ان کو ملتا ہے یا نہیں۔ ازراہ کرم مدلل جواب سے ممنون و مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

منشی شوکت حسین رامپوری

الجواب بعون الکریم الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد۔ ایک شہر میں جمعہ چند جگہ بنا بریں مذہب مفتیٰ بہ جائز ہے لہٰذا

جو لوگ علاوہ جامع مسجد کے اور مسجدوں میں جمعہ پڑھتے ہیں ان کی نماز درست اور جمعہ ادا ہوتا ہے اور اس کا ثواب ملتا ہے، درمختار میں ہے وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی شرح المجمع للعینی وامامۃ فتح القدیر دفعا للحرج۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المتصم بحبلہ المتین بہ

سید محمد نعیم الدین غفرلہ المعین

گاؤں میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

استفتاء

جمعہ کی نماز شہر کے علاوہ کس مقام پر ہونی چاہیئے؟ واضح رہے کہ وہ مقام جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے جمعہ ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا تو کیا کرنا چاہیئے۔ نیز اس گاؤں کے آدمی اتنی فرصت نہیں رکھتے کہ جمعہ کی نماز شہر میں جا کر ادا کر سکیں۔ اور علاوہ اس شہر کے یا گاؤں کے دوسرے گاؤں کے لوگ بھی جمعہ پڑھیں تو درست ہو گا یا نہیں۔ والسلام۔

المستفتی۔

شیخ رحیم بخش چاولہ از قصور پنجاب

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جمعہ کی صحت ادا کے لئے مصر (شہر) شرط ہے۔ اور فناء شہر یعنی شہر کے گرد و پیش کا وہ میدان جو اہل شہر کے حوائج و مصالح میں کام آتا ہو شہر کے حکم میں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علیؓ سے بسند وجیہ سے روایت کی لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع الحدیث فقہ کے تمام متون و شروح میں اس کی تصریح ہے۔

توجو آبادی فنا شہر میں نہیں خواہ وہ شہر سے قریب ہو اس میں جمعہ صحیح نہیں۔ نہ ان لوگوں پر جمعہ واجب۔ بحر الرائق میں ہے۔ فان المذھب عدم صحتھا فی القری فضلا عن لزومھا وفی التجنیس ولا تجب الجمعۃ علی اھل القری وان کانوا قریبا من المصر لان الجمعۃ انما تجب علی اھل الامصار اھ واللہ سبحنہ وتعالی اعز وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۱۰ ربیع النور شریف ۱۳۵۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

رسالہ

تسکین الذاکرین و تنبیہ المنکرین

فی

فضیلۃ الجہر بالذکر علی حسب ما ثبت بالنصوص الادلۃ الشرعیۃ الصحیحۃ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و رشائح عظام اس مسئلہ میں کہ ذکر اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب یا بدعت یا حرام یا شرک یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی اور یہ بھی فرمایا جائے کہ ذکر اللہ کا باآواز بلند یعنی بالجہر تنہا ایک شخص کا یا چند اشخاص کا مجتمع ہو کر بطور حلقہ کرنا شرع سے ثابت ہے یا نہیں اور جہر ریا میں داخل ہے یا نہیں کسی پیر کی دعوت کرکے اور اس پیر کا میزبان کے یہاں قیام کرکے حسب خواہش میزبان اس کے مکان پر ذکر جلی کرنا کیا ہے۔ بعض لوگ حلقہ باندھ کر ذکر کرنے والوں کی حقارت کرتے ہیں اور بدعتی وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں ایسے آدمی کے لئے جو ذکر بالجہر کو برا سمجھ کر منع کرے اور

بازر کے اس کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی
عبدالوہاب پٹیل رعوف

بعون الکریم الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سائل نے نفس ذکر اللہ سے اگر مطلق ذکر اللہ مراد کیا ہے تو وہ واجب ہے اس لئے کہ قرآن شریف میں ہے یا یھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اس میں اذکروا صیغہ امر ہے اور امر مطلق وجوب کے لئے ہوتا ہے کما ھو معلوم عند اھل العلم پس مطلق ذکر اللہ واجب ہوگا اور جہر کا ادنی مرتبہ یہ ہے کہ پڑھنے والے کا غیر بھی سن لے اگرچہ کچھ فاصلہ پر بھی ہو اور پڑھنے والا غیر کو سنانے کا ارادہ بھی کرے۔ اور مخافۃ کا ادنی مرتبہ یہ ہے کہ پڑھنے والا خود سنے اور اگر کسی دوسرے شخص نے بھی جو قریب ہے سن پایا تو بھی جہر نہ ہوگا چنانچہ درمختار میں ہے وادنی الجھر اسماع غیرہ وادنی المخافۃ اسماع نفسہ ومن یقربہ فوسط بجل اور جلان فلیس الجھر ولا اسماع غیرہ ای ممن لم یکن بقربہ بقرینۃ المقابلۃ وکذا قال فی الخلاصۃ والخانیۃ عن الجامع الصغیر ان

الامام اذا قرا فی صلاۃ المخافتۃ بحیث سمع رجل او رجلان لاجھر و الجھر ان یسمع الکل ای کل الصف الاول لا کل المصلین۔ دوسرے سوال میں سائل نے دریافت کیا ہے کہ ذکر اللہ جہر سے حلقہ باندھ کر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنا شرع سے ثابت ہے یا نہیں اور جہر ریا میں داخل ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ذکر اللہ جہر سے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنا بے شک شرع مطہر سے ثابت ہے چنانچہ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم۔ یعنی جب تم نماز سے فارغ ہو چکو تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے اور بیٹھے ہونے کی حالت میں اور اپنی کروٹوں میں یعنی ہر حال میں ذکر کرو چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے فاذا قضیتم الصلوٰۃ فرغتم منھا فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم ای داوموا علی ذکر اللہ فی جمیع الاحوال (الخ) اور تفسیر معالم التنزیل میں محی السنہ امام بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے وقیل اذکروا اللہ بالتسبیح والتحمید و والتھلیل والتمجید علی کل حال اخبرنا عمرو بن عبد العزیز الکاشانی انا القاسم بن جعفر الثلث نظیرۃ فی سورۃ النساء فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ ذکر اللہ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے چنانچہ مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا برجل من المشرق کبیر السن فاصدا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم و یمشی و یذکر اسم الجلال بصوت عال الی

ان وصل النبی وکان صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فقام وقال یا علی صوته الله الله فقام ابو بکر وقال الله الله وقام الصحابة کلهم و اذکروا الاسم الشریف قیاما وقعودا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذاکر کو سنا تو خود بھی قیام کی حالت میں ذکر فرمانے لگے اور حضور کو دیکھ کر خلیفہ اول یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر مثل رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے جہر سے ذکر فرمانے لگے اور یہ سماں بندھا کہ تمام صحابہ کھڑے ہو گئے اور اللہ اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر کرنے لگے۔" اس حدیث سے جہر کا مشروع ہونا ثابت ہوا خواہ ذاکر کھڑے ہو کر ذکر کرے یا بیٹھ کر اور ذکر نہ کرنا سخت حسرت و پشیمانی ہے۔ حدیث عن ابی هریرة ما من قوم جلسوا مجلسا و تفرقوا منه ولم یذکروا الله فیه "الا کانوا تفرقوا عن جیفة حمار وکان علیهم حسرة یوم القیمة۔ اور دوسری حدیث میں ہے عن ابن عباس قال قال النبی صلی الله علیه وسلم الشیطان جاثم علی قلب ابن ادم فاذا ذکر الله خنس واذا غفل وسوس۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر الله اولئك فی ضلل مبین۔ اس میں شک نہیں کہ وہ دل سخت ہیں جو اللہ کے ذکر سے بھاگیں اور وہ گمراہ ہیں جو ذکر الٰہی کا انکار کریں اور اس کو مضر خیال کریں ذکر الٰہی ایک بڑی نعمت ہے جس پر اس کا فضل ہوتا ہے اس کو رحمت ہوتی ہے اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی رہبر نہیں ہو سکتا ہے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔ نیز اور ارشاد فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے استحوذ علیھم الشیطان فانسٰھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن ھم الخٰسرون۔ اب معلوم ہوا کہ شیطان اپنے قابو میں کر کے ذکر اللہ سے غفلت میں ڈالتا ہے اور یہ لوگ ذکر اللہ کو بھول گئے ہیں شیطانی گروہ اور ٹوٹنے والے ہیں اور فرمایا باری تعالیٰ عز اسمہ نے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ یعنی نہ اطاعت کر اس شخص کی جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اس نے اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ بہر صورت ذکر کی خوبی اور عمدگی اور ذاکروں کے فضائل اور بزرگیاں جو بنقل صحیح ثابت بہت ہیں ان سب کا جمع کرنا انسان ضعیف البنیان سے تھوڑے سے وقت میں ناممکن ہے اس لئے یہاں چند آیات پر اختصار کیا جاتا ہے اور تھوڑی سی حدیثیں لکھی جاتی ہیں اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اللہ فی الغافلین کالحی بین الاموات۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا عن ابی الدرداء فقال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انبئکم بخیر اعمالکم واذکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم تضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا وما ذاک یا رسول اللہ قال ذکر اللہ تعالیٰ۔ حدیث قدسی میں ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ

اذا ذکرنی عبدی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی واذا ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر من ملائکہ۔ اور دوسری حدیث میں ہے سبعۃ یظلھم اللہ عزوجل فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ من جملتھم رجل ذکر اللہ فی خلاء ففاضت عیناہ۔ اور ایک حدیث میں ذاکرین کی شان میں ارشاد ہے قوم لا یشقی جلیسھم اور حدیث قدسی میں ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین۔ اور ایک حدیث قدسی میں ہے ان جلیس من ذکرنی ان کے سوا اور جو آثار واحادیث وآیات واقوال بزرگان دین فضیلت ذکر میں کثرت سے موجود ہیں وہ کہاں تک لکھے جائیں سلیم الحواس کے لیے تو یہ بھی بہت ہے اگر انصاف کی نظر خدا نصیب فرمادے تو اس کا انکار ممکن نہیں سب ہی جہر ثابت کرتے ہیں وہ بھی محل انکار نہیں اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی تو ذکر کر اللہ کا جیسا کہ ذکر کرتے ہو اپنے باپوں کا یا اس سے زیادہ اور یہ ظاہر ہے کہ باپوں کا ذکر کوئی آہستہ یا کان میں نہیں کرتا بلکہ جہر سے ذکر کرتے ہیں پس اللہ کا ذکر بھی اتنے ہی جہر سے یا اس سے زیادہ سے کرنا چاہیے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاٰخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون یعنی جس وقت کہ ذکر کیا جاتا ہے خدا کا پریشان ہوتے ہیں دل ان کے جو ایمان نہیں رکھتے ہیں قیامت پر اور جس وقت کہ ذکر کیے جاتے ہیں وہ کہ سوائے خدا کے ہیں ناگاہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس آیت شریفہ سے بھی معلوم ہوا کہ ضرور سننے

کہ وہ جب ہی ناخوش اور پریشان ہو سکتے تھے کہ جب سنتے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور سنتے تھے اور ناخوش ہوتے تھے۔ پس جہر ثابت ہو گیا اور اس آیت شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی سن کر ناخوش ہونا بے ایمانوں کا کام ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے عن ابی الدرداء قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتفع الاصوات ولها نور ساطع الی عنان السما فقال له عمر حلقة یذکرون الله جماعة بالصوت فقال له مر معی فسار معه عمر الی ان وصل الیهم فجلس الیهم فی وسطهم وقال غفر الله لهم ساکنهم الجنة۔ یعنی ابو درداء نے کہا کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آوازیں بلند ہوئیں اور ان آوازوں کے ساتھ آسمان سے نور بلند ہوا پس کہا خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک حلقہ ہے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں اللہ کا جماعت کے ساتھ بلند آواز سے۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چل میرے ساتھ پس حضرت عمر جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس حلقہ تک پہنچے پس ان لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخش دیا اللہ نے ان کو اور جگہ دی حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں اس حدیث سے جہر کے ساتھ ذکر اور جماعت و حلقہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

دوسری حدیث میں ہے۔ عن عبد اللہ ابن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰته یقول بصوته الا علی لا الہ الا اللہ الا اس حدیث سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز

سے فارغ ہونے کے بعد ذکر بالجہر کرنا ثابت ہوا اور اس مضمون میں انہیں عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الا علیٰ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے بندے کے گمان سے نزدیک ہوں جو میرے ساتھ رہتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جس وقت کہ مجھ کو یاد کرتا ہے پس اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں یاد کروں گا میں اس کو اپنے نفس میں اور اگر یاد کرے گا مجھ کو جماعت میں یاد کروں گا میں اس کو جماعت میں کہ بہتر اس جماعت سے ہے علامہ جزری نے لکھا ہے کہ اس میں ذکر بالجہر کے جواز کی دلیل ہے اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الذکر فی الملاء لا یکون الا عن جھر فدل الحدیث علیٰ جوازہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فانہ اوا۔ یعنی ایک شخص بلند کرتا تھا آواز ساتھ ذکر کے پس کہا ایک شخص نے کہ اگر یہ پست کرتا اپنی آواز کو تو بہتر ہوتا تو فرمایا

اذا ختم القرآن جمع اهله ودعا واخرج ابی داؤد عن الحکم بن عیینه قال ارسل الی مجاهد وعنده ابو امامة وقال انا ارسلنا الیک لانا اردنا ان نختم القرآن والدعا یستجاب عند ختم القرآن واخرج مجاهد قال کانوا یجتمعون عند ختم القرآن ویقول عنده تنزل الرحمة۔ یعنی ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا سنت ہے اس کو ابی داؤد نے ایک جماعت تابعین سے نقل کیا اور اور اہل واحباب کا جمع ہونا بھی مسنون ہے۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ وہ جب قرآن پاک ختم فرماتے تھے اپنے اہل کو جمع فرما کر دعا کرتے تھے۔ ابو داود نے حکم بن عیینہ سے روایت کی انہوں نے کہا میرے پاس مجاہد نے کسی کو بلانے کے لئے بھیجا اور اس وقت ان کے پاس ابن ابی امامہ تھے۔ دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے پاس اس لئے بلانے والے کو بھیجا کہ ہمارا ارادہ قرآن پاک کے ختم کرنے کا ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔ مجاہد نے نقل کیا کہ اسلاف ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے وہ کہتے ہیں کہ ختم کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ختم قرآن کی خوشی واہتمام اور اہل واحباب کو جمع کرنا اور دعا مسنون ومستحب ہے۔ بزرگان دین صحابہ وتابعین سب کا معمول رہا ہے یہ وقت قبول دعا کا ہے مگر بدقسمت اس سے چڑتا ہے۔ اس کو یہ عبارتیں دکھاؤ مگر امید نہیں کہ وہ اپنی ضد سے باز آئے۔ اللہ تعالیٰ آنکھ عطا فرمائے۔ اور ہدایت فرمائے آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا سلم من الیۃ قال سبحان الملک القدوس
تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ اپنی آواز بلند فرمایا کرتے تھے اور روایت ہے عمر رضی
اللہ عنہ الذکر یا رسول اللہ بالجہر او بالسر فقال لدیقول اللہ تعالی من ذکرتہ
بالسر ذکرتہ بالسر ومن ذکرنی بالجہر ذکرتہ بالجہر الحدیث میں
ہے۔ وعن معاویۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی
حلقۃ من اصحابہ یذکرون بالصوت فقال لہم بشرکم اللہ بالخیر
والحور والولدان۔ اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے
سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ دلنی علی اقرب
الطریق الی اللہ تعالی واسہلہا علی عبادہ وافضلہا عند اللہ تعالی فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی علیک بمداومۃ ذکر اللہ تعالی وسر جہرتقول
علی رضی اللہ تعالی عنہ کل الناس ذکروا ما اریدان اخص بشیئ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان اہل السموات السبع والارضین السبعین من فی
لا الہ الا اللہ ولو ان اہل السموات السبع والارضین السبعین فی کفۃ ولا الہ
الا اللہ فی کفۃ لرجحت بہن لا الہ الا اللہ الحدیث اب سائل
حدیث نقل کروں کہ یہ خزانہ بے نہایت ہے اللہ تعالی جل جلالہ نے ہم کو اسی لیے
پیدا کیا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں چنانچہ ارشاد فرمایا وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون اور عبادت معرفت پر موقوف جب معبود کو نہ جانیں عبادت کس
کی کریں۔ اسی لیے ارشاد ہوا کہ التوحید راس الطاعات پس ہماری خلقت

کا سبب توحید کا معلوم کرنا ہے اور اسی کے ظاہر کرنے کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان اس کلمہ توحید کے ظاہر کرنے اور پکار کر پڑھنے سے کیوں ناراض ہیں تمام احادیث و آیات اور تمام احکام شرع کی اصل اور غرض یہی توحید ہے مسلمانوں کو مشرکوں سے ایسی امتیاز دین کی کتابوں میں اس کی بحث ہے جس کو تمام کر کے لکھ دینا میری قوت سے باہر ہے لہٰذا اسی قدر احادیث و آیات پر اکتفا کر کے عبارات فقہ اور اقوال اکابر دین سے اس مسئلہ پر استدلال کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ حلق الذکر وانشاد القصائد قد جاء فی الحدیث کما اقتضی علیہ بخوان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاخیر منھم رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ واحد باسناد صحیح والذکر فی الملأ لایکون الاجھرا۔ ردالمحتار میں ہے اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قاری۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے واما التسبیح والتھلیل لاباس بہ الا اذا رفع صوتہ کذا فی الفتاوی الکبری۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات کی پہلی جلد باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے " بدانکہ جہر بذکر مطلقاً وبعد از نماز مشروع است وارد شدہ است در وے احادیث" اور اسی فصل میں ہے " دشخصین از ابن عباس آمدہ کہ رفع صوت بذکر وقت انصراف مردم از نماز فرض در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہود بود" اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے رسالہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں

وینبغی ان یجتمع اھل السلوک حلقۃ بعد الفجر والعصر یذکرون اللہ علی وجھہ الجمعیۃ ففی ذلک فوائد لا توجد فی الوحدۃ ۔ وہ لکھتے ہیں جلی خفی میں ہے واما رفع الصوت بالذکر فجائز کما فی الاذان والخطبۃ والجمعۃ والحج ؛ نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول جمیل میں فرمایا ہے۔ ولد بابان باب فوقانی وباب تحتانی اما الباب الفوقانی ففتحہ بالذکر الجلی واما التحتانی ففتحہ بالذکر الخفی ۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز سورہ مزمل میں تحت آیت کریمہ واذکر اسم ربک کے فرماتے ہیں وباید ان نام پروردگار خود را بر سبیل دوام در ہر وقت و ہر شغل و ہر حالت عبادت خواہ و اثنی آں در اول و آخر آں خواہ بزبان و خواہ بقلب و خواہ بروں و خواہ بسر و خواہ بجلی و خواہ بخفی و خواہ بنفس و خواہ در روز و خواہ در شب ذکر لسانی و خواہ غیر باشد و خواہ علنیہ

امام شعرانی اپنی کتاب ذکر الذاکر للمذکور وشکر الشاکر للمشکور جمع علماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالی جماعۃ فی المساجد من غیر نکیر الا ان یشوش جھرھم بالذکر علی نائم او مصل وقد عرف کما ھو مقرر فی کتب الفقہ ۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنبیہ میں فرماتے ہیں ان حرمۃ المسجد خمسۃ عشر وذکر من جملتھا ان لا یرفع فیہ الصوت فی غیر ذکر اللہ ۔

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حصن حصین کی شرح میں تحت حدیث ان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ

فی ملاء خیر منهم کے لکھتے ہیں کہ "در حدیث مذکور اشارت است بسوئے آنکہ ملائکہ را بر ذکر قلبی اطلاعی نیست مگر آنکہ خداوند تعالیٰ مطلع سازد بسوئی آنکہ جہر روا ست بے کراہت و سنت اختلاف دارند دریں کہ ذکر خفی افضل است یا جہری حجت مرجح خفی آنست کہ عمل سرّ افضل است و حجت مرجح جہری آنست کہ عمل در جہری اکثر است یا آنکہ در اول تنبیہ دیگراں ہست و صحیح کہ جہر با حضور دل افضل است از ذکر خفی"

اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ مکتوب یازدہم میں فرماتے ہیں کہ "بعد حمد و صلوٰۃ مخفی نماند کہ طائفہ از فقہائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ در انکار ذکر جہر غلو نمودہ و طائفہ در پے فضل جہر بر خفی افتادہ ہر دو فریق براہ افراط و تفریط افتادند و از بحث انصاف سخن نہ گفتند و تعلیم کلہ طیبہ ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بجہر کہ از حدیث شداد بن اوس ثابت شدہ است بجہر متوسط خواہد بود نہ بجہر کہ ازاں گفتگو در جواز و عدم جواز جہر نیست بلکہ در فضل یکی بر دیگرے ست پس دعوائے فضل ذکر جہر مطلق بر ذکر خفی از کار نصوص و از کار جمیع اقسام ذکر جہر نیز ہمی حکم دارد"

شاہ ولی محدث دہلوی اپنے رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ اذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنی یاد کنید خدائے عزوجل را یاد کردنی بسیار پس یکی از خصائص ذکر آنست کہ ہیچ وقت منع نیست بلکہ ہمہ اوقات ماجور است نقل ست از حضرت بندگی شیخ عبداللہ قدس سرہ مرا فرمودہ اند کہ پیر دستگیر حضرت قطب الدین حاجی قدس سرہ میگفتہ کہ اوائل جہر دوازدہ سال گفتم از صبح تا شام و از شام تا صبح فائدہ کہ در ذکر جہر یافتم در ہیچ عبادت نیافتم چوں ختم قرآن میکردم کم از سہ ختمی نمی

رکعت نماز بگزاردم کمتر از ہزار رکعت نمی گزاردم وچوں دعوت اما میکردم لقمہ از
ہیچ یکے از ینہا ندیدم :
ب بارہا خواندم فاما ثمرہ کہ در ذکر دیدم در ہیچ یکے از ینہا ندیدم :

اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ ذکر خدا سے تعالیٰ عزوجل بآواز بلند کھڑے ہو کر یا
بیٹھ کر شرعاً سے ثابت ہے اور حلقہ کا جواز بھی مذکور ہوا مزید اطمینان کے لیے یہ
حدیث اور بھی لکھی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
انہیں سے فرمایا کہ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قيل وما رياض الجنة قال حلق الذكر۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ذکر کے حلقوں کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا باغ اور ان میں شریک ہونے والوں کو ان
باغوں میں چرنے والا فرمایا ہے۔ اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ذکر کے حلقے مشروع اور
موجب ثواب ہیں۔ احادیث میں ان کی بہت خوبیاں مذکور ہیں جو اس وقت بنظر
اختصار چھوڑی جاتی ہیں رہا یہ امر کہ جہر ریا میں داخل ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ
کہ ریا کے معنی کسی کام کو صرف دکھاوے کے لیے کرنا اور اپنے ہم چشموں میں ممتاز بننا
ہے کوئی فعل اس کے ساتھ خاص نہیں کہ فلاں فعل میں ضرور ریا ہو گا بلکہ ریا صرف
فاعل کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس نے فعل اللہ کے لیے خلوص سے نہیں
کیا بلکہ یہ لحاظ رکھا کہ میرے اس کام کو دیکھ کر لوگ مجھے متقی یا زاہد یا ذاکر یا مثل اس
کے جانیں گے تو بیشک یہ حرکت نہایت مذموم ہے اور اس کو شرک خفی کہتے ہیں۔
حدیثوں میں اس کی سخت ممانعت مذکور ہے ہاں بعض افعال کو مثل روزے اور
اذان کے سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کیا ہے کہ ان میں ریا نہیں ہوتا

بہ صورت کسی پر ریا کا حکم کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کے بیان پر یہ حکم کیا گیا ہے جب تو اس شخص کے حق میں صحیح ہے۔ یا بیان پر نہیں تو ریا کا حکم کرنا بہت سخت نالائق حرکت ہے اس لئے کہ اس پر گویا نیت پر آگاہ ہونے کا دعوی ہے اور یہ ہر کس و ناکس سے ممکن نہیں تو کم از کم جھوٹ اور بہتان ہے یا صرف یہ گمان کہ ذاکر جہرے اظہار بندگی کے سوا کچھ نہیں چاہتے تو یہ گمان خود مسلمان کے حق میں ناجائز ہے چنانچہ فرمایا اللہ جل شانہ نے یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظنوا المومنین خیرا۔ یہ بھی ذاکرین کی خوش نصیبی ہے کہ لوگ انہیں ریا کار بتلائیں اس لئے کہ ایک تو ان کو حسنات ملیں گے دوسرے ذاکر کا کمال یہ ہے کہ لوگ ذاکر کو ریا کار کہنے لگیں یا پاگل اور دیوانہ بتائیں چنانچہ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکروا اللہ ذکرا حتی یقول المنافقون انکم تراؤن خلاصہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا کہ تم یہاں تک ذکر کرو کہ منافق تم کو ریا کار کہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذاکرین کو ریا کار کہنا منافقوں کی شان ہے پس مسلمان پر لازم ہے کہ منافقوں کی شان نہ اختیار کرو۔ اور ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثروا ذکر اللہ حتی یقولون انہ مجنون اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں پس خوشا نصیب اس گروہ کے جنہوں نے یہاں تک ذکر کی کثرت کی جہاں تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا تھی۔ ذکر کا سنت ہونا اوپر بخوبی ثابت ہو گیا اور سنت

کا استخفاف اور حقارت کفر ہے۔ پس مسلمانوں کو آگاہ ہونا چاہیے اور وہ اس کی حقارت نہ کریں اور بدعت نہ بتائیں چونکہ ذکر کی سنیت ثابت ہو چکی ہے اس لئے اس کا منع کرنے والا مانع الخیر میں سے ہے۔ امام ہمام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ جن کے مقلد دنیا میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور ہندوستان میں تو تقریباً سب مسلمان انہیں کے مقلد ہیں انہوں نے ذکر بعد الصلوٰۃ سے منع کرنے والے کو رافضی بتایا ہے اور مانع ذکر کے لئے سزا کیا جانا تجویز فرمایا ہے۔ چنانچہ شرح مصفا میں ہے۔ سئل عن امام المسلمین ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عن الذین یمنعون الظلمۃ الطیبۃ بعد اداء الصلوٰۃ فقال ھم الراھبون لا فی ھذہ الامۃ بل خلاف فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان یجھر مع اصحابہ بہ الکلمۃ الطیبۃ بعد اداء الصلوٰۃ متصلا رجلا یذکر اللہ تعالیٰ جھرا واخر یمنعہ یعنی ھا مانع لانہ منع امر اللہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی سرا وجھرا رہا کسی پیر بزرگ کا کسی شخص کے یہاں مدعو ہونا اس کو حلقہ ذکر میں کچھ دخل نہیں کسی کے دعوت کرنے سے حلقہ ذکر کرنا جائز نہیں ہو سکتا اور نہ ذکر کرنے سے دعوت حرام یا مکروہ ہو سکے ذکر ایک امر مستحب ہے کسی کے کہنے سے یا بلے کے کسی وقت معین یا غیر معین میں کسی زمانہ مقرر یا کسی مکان مقرر یا غیر مقرر میں کہیں ہو بے شک مستحب ہے اور ابھی اس کا استحباب قرآن شریف اور احادیث و اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور

عبارات فقہ اور اقوال علماء معتبرین ومفسرین سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے پس وہ کسی جگہ کسی کے کہنے سے یا بے کہے جہر سے یا بے جہر کے جماعت سے یا بے جماعت کے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کھانا کھا کر کرے یا بے کھائے کسی طرح سے کیا جائے مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم۔ حررہ العبد المسکین راجی شفاعۃ سید المرسلین سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین المرادابادی غفرلہ الہادی فی یوم الثانی والعشرین من شہر رمضان سنہ ۱۳۲۳ الف وثلثمائۃ وثلثۃ عشرین من ہجری سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۳ھ

مجموعہ مسائل متعلقات ختم قرآن و رمضان و عید

ماہ رمضان المبارک میں مسلمان بالعموم عبادت کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں نمازوں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ خیرات و حسنات کی کثرت کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے سننے سے روحانی لذتیں اٹھاتے ہیں۔ اس زمانہ میں وعظ و نصیحت ان کے نرم قلوب پر اور زیادہ اثر کرتی ہیں مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی اور یاد الٰہی سے معمور رہتی ہیں۔ جا بجا حفاظ کرام قرآن کریم سناتے ہیں ایک ایک مسجد میں کئی کئی ختم ہو جاتے ہیں اس پر بھی سننے والوں کی رغبت پیاسی سی رہتی ہے۔ شبینے ہوتے ہیں کیسے کیسے نفیس پڑھنے والے قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ شبینوں میں پڑھ کر سناتے ہیں۔ یہ ماہ مبارک اعمال حسنہ کے چمنستان کا عالم بہار ہوتا ہے۔ اللہ کے عاشق دن بھر روزہ دار رہ کر شب کو یاد الٰہی کے لطف اٹھاتے ہیں۔ جماعتوں کی جماعتیں مسجدوں کی طرف چلی جاتی ہیں راستے نمازیوں سے بھرے نظر آتے ہیں۔ تراویح میں قرآن پاک سنائے جاتے ہیں۔ ختم کے روز مساجد میں نرالی زیب و زینت ہوتی ہے برکات قرآن کے لیے مجمع اتنا کثیر ہوتا ہے کہ مساجد میں گنجائش نہیں رہتی۔ حفاظ اپنے احباب کو جمع کرتے ہیں حافظوں کے گروہ کے گروہ چلے آتے ہیں۔ جب حافظ صاحب سورہ اخلاص پر پہنچتے ہیں تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھتے ہیں اور سورہ اخلاص کی تین مرتبہ تکرار کرتے ہیں ختم قرآن

ہونے کے بعد آخر رکعت میں سورہ بقرہ مفلحون تک پڑھتے ہیں ختم ہونے پر مسلمان اپنے اوپر دم کراتے ہیں۔ کوئی پانی لاتا ہے کوئی الائچی، اجوائن زیرہ نمک کھجور سرمہ پردم کراتا ہے۔ پھر یہ چیزیں ایک دوسرے کو تبرک کے لیئے دیتے ہیں۔ بعد ختم خشوع و زار کے ساتھ اسلام و مسلمین کے لیئے دارین کی دعائیں کی جاتی ہیں بندے اخلاص کے ساتھ اپنے مالک کے حضور سوال کے ہاتھ پھیلا کر مانگتے ہیں آخر میں کہیں پنج آیات پڑھ کر بغیر اس کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں رمضان مبارک کے اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھا جاتا ہے جس میں رمضان المبارک کے فضائل و برکات کا بیان ہوتا ہے اور اس ماہ مبارک کے رخصت ہونے اور ایسے بابرکت مہینہ میں حسنات و خیرات کے ذخیرے جمع نہ کرنے پر حسرت و افسوس اور آئندہ کے لیئے لوگوں کو عمل خیر کی ترغیب اور باقی ایام رمضان میں کثرت عبادت کا شوق دلایا جاتا ہے مسلمان اس خطبہ کو سن کر خوب روتے اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے اور آئندہ کے لیئے نیکی کا عزم کرتے ہیں۔ عید کے روز عموماً سوئیاں پکتی ہیں اور عید کی نماز کے بعد مسلمان باہم ملتے اور معانقہ و مصافحہ کرتے ہیں اس سے آپس میں محبت و اتحاد کے روابط مضبوط ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کشادہ دلی کے ساتھ اپنے دینی بھائی سے بغل گیر ہوتا ہے۔ مدتہائے دراز سے مسلمانوں کے یہ معمول ہیں اور بالعموم علماء و صلحا کا یہی طریقہ ہے سب اسی پر کاربند ہیں۔

بعضوں نے ان پر بہت سے امور کو ممنوع و ناجائز قرار دیا اور مسلمانوں کو ان سے روکنے کی بڑی کوشش کی اپنی مساجد میں بعد ختم تراویح وعظ کہے

ان وعظوں میں مذکورہ بالا امور سے بھی بہت سی باتوں کو مثلاً ختم قرآن سے بعد پانی یا کسی چیز پر دم کرنا بدعت و بے اصل بتایا خطبۂ وداع سخت مخالفت کی کہ بدعت و ناجائز بتایا۔ بعد عید مصافحہ و معانقہ کو بھی مثل دیگر بدعت و ناروا بتایا کہ ساتھ ہی حسب عادت زیارت قبور کے لئے سفر اور فاتحہ کیا رہنا ایصال ثواب کے دوسرے طریقوں میں اعتراض کئے جس سے بعض ناواقف و ضعیف خیال لوگوں کو کچھ تردد ہو گیا۔ وہ دریافت کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا امور جائز ہیں یا نہیں۔ اور ایسا کرنے میں شریعت کا مواخذہ اور گناہ تو نہیں ہے اس لئے براہ کرم ان امور کے متعلق شرعی حکم صادر فرما کر مسلمانوں کو مطمئن فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

المستفتی

محمد شوکت حسین شوکت رامپوری

بعون الکریم الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد۔ سائل نے مسطورہ ذیل امور کو دریافت کیا ہے (۱) ختم قرآن پاک کی خوشی اور اہتمام (۲) ختم کے لئے مسلمانوں کا اجتماع اور احباب کو جمع کرنا۔ (۳) تراویح میں ایک مرتبہ بسم اللہ کا جہر (۴) سورۂ اخلاص کی تکرار۔ (۵) بعد ختم قرآن سورہ فاتحہ و بقر

آمنون پڑھنا (۶) دعا بعد ختم قرآن پاک (۷) پنجآیت (۸) تقسیم شیرینی (۹) خطبہ الوداع (۱۰) عید کی سویاں۔ (۱۱) معانقہ و مصافحہ عید۔ اب ان میں سے جدا جدا ہر ایک کے متعلق ہم حکم شرعی بیان کرتے ہیں۔

ختم قرآن پاک پر خوشی اور اس کیلئے احباب کا اجتماع

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم و جلیل نعمت ہے امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث روایت کی اس میں ہے ۔ لاحسد الا علی اثنین رجل اتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ اناء اللیل و اناء النھار ورجل اتاہ اللہ مالا فھو ینفق منہ اناء اللیل و اناء النھار۔ یعنی رشک دو شخصوں پر محمود ہے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سے سرفراز فرمایا اور وہ اوقات لیل و نہار میں شب و روز قرآن پاک کے ساتھ مشغول رہتا ہے دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ رات دن اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ یہ دونوں قابل رشک ہیں یعنی انسان کو ان کی ایسی نعمت کے حاصل ہونے کی آرزو کرنا چاہیے

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقرؤا القرآن فانہ یاتی یوم القیمۃ شفیعا لاصحابہ یعنی قرآن پاک پڑھو کہ وہ روز قیامت اپنے اصحاب کے لئے شفیع ہو کر آئے گا۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الذی لیس فی جوفہ شیی من القرآن

جاتے ہیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی رسورہ منارکم بالصلوٰۃ وقرأۃ القرآن یعنی اپنے مکانوں کو نماز اور قرآن پاک کی قرأت سے منور کرو۔

اور حضرت نعمان ابن بشیر سے حدیث روایت کی افضل عبادۃ امتی قرأۃ القرآن میری امت کی بہترین عبادت قرآن پاک کی تلاوت ہے۔

یہ چند احادیث ذکر کی گئیں اور فضائل قرآن میں بکثرت احادیث وارد ہیں فی الواقع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ ہم کو یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ عطا ہوئی، ورنہ کیا ہم اور کیا ہمارا منہ۔ سوائے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے مؤمنہ کی مقدس جماعتیں اس دولت سے بہرہ مند نہیں۔ اتقان میں ہے قال ابن الصالح فی فتاواہ قراءۃ القرآن کرامۃ اکرم اللہ البشر فقد رأیت من یمسکۃ لم یعط ذلک وانہا حریصۃ علی استماعہ من الانس۔ یعنی ابن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں کہا کہ قرآن پاک کی قرأت ایک کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشرف فرمایا۔ حدیث میں وارد ہوا کہ ملائکہ کو یہ نعمت نہیں دی گئی اور وہ انسان سے قرآن پاک سننے کے آرزومند رہتے ہیں، سبحان اللہ کیا نعمت ہے کیا کرم ہے۔ اس پر جتنی خوشی کی جائے جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس لیے ختم کے روز روزہ رکھنا اعزا واحباب کو جمع کرنا مسنون ومستحب ہے۔ اتقان میں ہے۔ یسن صوم یوم الختم اخرجہ ابن ابی داؤد عن جماعۃ من التابعین وان یحضر اھلہ واصدقاءہ اخرج الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کان

لبیت الخراب۔ جس کے دل میں قرآن بالکل نہ ہو وہ ویرانہ گھر کی طرح ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من قراء حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا۔ جس شخص نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور نیکی برابر دس نیکیوں کے ہے۔ سبحان اللہ جب ایک ایک حرف کا اتنا عظیم ثواب ہے تو تمام قرآن پاک کے ثواب کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

امام احمد ابو داؤد نے حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قراء القرآن وعمل بما فیہ البس والداہ تاجا یوم القیمۃ ضوء احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بھذا۔ یعنی جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا روز قیامت اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی بہت بہتر ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے گھروں میں اگر ہو آفتاب تمہارے گھروں میں تو تمہارا کیا گمان ہے اس کے حق میں جس نے اس پر عمل کیا۔

امام بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی البیت الذی یقرء فیہ القرآن یتزین لاھل السماء کما یتزین النجوم لاھل الارض۔ جس مکان میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے وہ آسمان والوں کے لئے ایسا مزین کیا جاتا ہے جیسے زمین والوں کے لئے ستارے مزین کئے

۳ تراویح میں ایک مرتبہ بسم اللہ کا جہر

تراویح میں ایک مرتبہ بسم اللہ کا جہر کسی ایک مقام پر جائز ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ یا اور کسی سورۃ کا جزو نہیں لیکن آیت ہے تو تکمیل ختم کے لئے اس کو جہر سے پڑھنا چاہیئے ورنہ ایک آیت رہ جائے گی اور ختم ناتمام ہوگا خواہ بسم اللہ کو سورہ اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے یا اور کسی موقع پر۔ تفسیر مدارک میں ہے ان التسمیۃ آیۃ من القرآن انزلت للفصل بین الصور عند ابتدائہ فخر الاسلام فی المبسوط تفسیر علامہ ابی السعود میں ہے قیل انہا آیۃ فذۃ من القرآن انزلت للفصل والتبرک بہا وھو الصحیح من مذھب الحنفیۃ۔ منیۃ المصلی شرح منیہ میں ہے واجماع الصحابۃ علی اثباتہا فی المصحف لا یلزم منہ انہا آیۃ من کل سورۃ بل اللازم منہ مع الامر بالتجرید عن غیر القرآن وبہ نقول انہا آیۃ منہ نزل للفصل بین السور کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

۴ سورۂ اخلاص تین بار پڑھنا

سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھنا درست ہے حدیث شریف میں وارد ہے قل ھو اللہ احد ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔ چونکہ ختم کے روز اجتماع اور احباب کا جمع کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور کثرت سے لوگ آتے ہیں جو روزانہ حاضر نہ ہوتے تھے۔ اس لئے اس روز سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھی جاتی ہے تاکہ یہ لوگ بھی ایک قرآن کا ثواب پالیں۔

اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر قرآن پاک کی تکمیل وادا میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو سورہ اخلاص کی تکرار سے وہ بھی پوری ہو جائے۔ اتقان فی علوم القرآن میں ہے۔ عن الامام احمد انہ منع من تکریر سورۃ الاخلاص عند الختم لکن علیہ الناس علی خلافتہ قال بعضھم والحکمۃ فیہ ماورد انھا تعدل ثلث القرآن فیحصل بذالک ختمۃ فان قیل فکان ینبغی ان یقرأ اربعا یحصل ختمتان قلنا المقصود ان یکون علی یقین من حصول ختمہ اما التی قراھا واما التی حصل ثوابھا بتکریر السورۃ یعنی امام احمد نے ختم قرآن کے وقت سورہ اخلاص کی تکرار کو منع فرمایا لیکن عمل لوگوں کا اس کے خلاف ہے بعض علما نے فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورۂ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے تو اس سے ایک ختم حاصل ہوگا اگر کہا جائے کہ اس صورت میں مناسب تھا کہ سورۂ اخلاص چار مرتبہ پڑھی جائے تاکہ دو ختم حاصل ہو جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ مقید یہ ہے کہ ایک ختم بیقین کامل ہو جائے خواہ وہ جو پڑھا یا وہ جس کا ثواب تکرار اخلاص سے حاصل ہوا۔ اب ایسی برکت کو چھوڑ دینا اور اس میں بے فائدہ ضد کرنا محض نفسانیت و نادانی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ بعد ختم سورۂ بقرہ تا مفلحون پڑھنا

بعد ختم قرآن سورۂ بقرہ تا مفلحون پڑھنا مسنون ہے۔ اتقان میں ہے لیس اذا فرغ من الختمۃ ان یشرع فی اخری عقیب الختم لحدیث الترمذی وغیرہ احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحال المرتحل الذی یضرب من اول

القرآن الی اخرہ کلما حال ارتحل واخرج الدارمی بسند حسن عن ابن عباس عن ابی ابن کعب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اقرأ قل اعوذ برب الناس افتتح من الحمد ثم قرأ الی اولئک ھم المفلحون۔ اس سے معلوم ہوا کہ ترمذی و دارمی کی حدیثوں سے ختم قرآن پاک کے بعد سورۂ فاتحہ و اول سورۂ بقرہ کا مفلحون پڑھنا ثابت اور مسنون ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ واللہ سبحنہٗ اعلم۔

۶۔ دعا بعد ختم قرآن

دعا بعد ختم قرآن بھی مسنون اور مستحب ہے اور وقت قبولیت دعا ہے۔ یہی ہے جو ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جواب نمبر ۵ میں نقل کر آئے ہیں اس میں یہ الفاظ بھی ہیں ثم دعا بعد دعاء الختمۃ جس سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد ختم قرآن دعا فرماتے تھے۔ اور نمبر ایک میں حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی گذرا انہ کان اذا ختم القرآن جمع اھلہ ودعا کہ وہ حضرات جب قرآن پاک ختم فرماتے اپنے اہل کو جمع کرتے اور دعا کرتے تھے۔

اسی اتقان میں بروایت ابن ابی داؤد حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ وہ مجاہد ابن ابی امامہ نے فرمایا الدعاء یستجاب عند ختم القرآن کہ دعا ختم قرآن کے وقت مقبول و مستجاب ہوتی ہے۔

اسی اتقان میں ہے لیس الدعاء عقب الختم بحدیث الطبرانی عن العرباض بن ساریۃ مرفوعاً من ختم القرآن فلہ دعوۃ مستجابۃ وفی الشعب

من حدیث انس مرفوعا مع کل ختمة دعوة مستجابة۔ یعنی بعد ختم قرآن دعا مسنون ہے اس لئے طبرانی وغیرہ کی حدیث میں عرباض بن ساریہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے قرآن پاک ختم کیا اس کی دعا مستجاب ہے۔ اور شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مرفوع مروی ہے جس میں فرمایا ہر ختم کے بعد ایک دعا مستجاب ہے۔ اس لئے بعد ختم قرآن دعا کی جاتی ہے اس سے سنت بھی ادا ہوتی ہے اور مقاصد بھی حاصل ہوتے ہیں اور اسی لئے مسلمان اپنے اموات کے ایصال ثواب کے لئے جب تیجہ یا عرس کرتے ہیں تو قرآن پاک ختم کراتے ہیں، تاکہ دعائے مغفرت بعد ختم قرآن مستجاب ہو۔ اور میت اس عالم میں راحت و آرام پائے وہابیہ اپنی کم عقلی سے ان چیزوں کو بدعت کہتے ہیں جو مسنون ہیں اور جن کی حدیثوں میں ترغیب دلائی گئی ہے۔ یا تو بندگان حرص و ہوا نے کتب دینیہ دیکھی ہی نہیں۔ اور احادیث تک ان کی نظر نہیں پہنچی، محض اپنے تخیل سے جس چیز کو چاہا بدعت کہہ ڈالا یا دیدہ و دانستہ پیر کی عاقبت داری میں حق پوشی کی۔ یہ ہے کہ پیر پرستی اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

۷۔ پنج آیت پڑھنا اور دم کرنا

پنج آیت پڑھنا اس طرح سے کہ ایک جماعت نوبت بنوبت قرآن کریم کی آیات و سورتیں پڑھنا جائز ہے۔ اتقان میں ہے۔ لا باس باجتماع الجماعة فی القراءة ولا باداء ھا ان یقرء بعض الجماعه قطعة ثم البعض قطعة بعدھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پنج آیت پڑھنا جیسا کہ معمول ہے جائز ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

دم کرنا قرآن پاک پڑھ کر جائز ہے اس کو منع کرنا اور ناجائز بتانا جہل و نادانی ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیھما فقرء فیھما قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح ما استطاع من جسدہ یبدء بھما علی راسہ ووجھہ وما اقبل من جسدہ یفعل ذالک ثلث مرات۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب وقت خواب بستر مبارک پر تشریف لاتے ہر دو کف دست مبارک کو جمع کر کے ان میں دم کرتے اور سورہ قل ھو اللہ اور سورہ فلق و سورہ ناس پڑھتے پھر دونوں مبارک ہاتھوں کو جہاں تک وہ ہاتھ پہنچ سکتے اپنے جسم مبارک پر پھیرتے سر مبارک چہرہ مبارک اور بدن اقدس کی سامنے کی جانب سے ابتدا فرماتے اور یہ عمل مبارک تین مرتبہ فرماتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم پڑھ کر دم کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ اور اس کو منع کرنا اور ناجائز بتانا جہل و نادانی ہے۔

اسی حدیث کے حاشیہ میں لمعات سے منقول ہے قد روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ اخذ بیدی عائشۃ فقراء ونفث فیھما دامرھا بامرارھا علی جسدہ الشریف۔ یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض کی حالت میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہر دو دست مبارک میں پڑھ کر دم فرماتے۔ اور ان مبارک ہاتھوں کو اپنے جسم مبارک پر پھیرنے کا حکم دیتے۔ دیکھئے دم کرنا اور ہاتھوں کا بدن پر پھیرنا حدیث شریف سے ثابت اور

مدد کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک ہے۔ اس کو ناجائز اور بدعت کہنا کیسا اندھے پن اور نابینائی ہے۔ کیا ان بدنصیبوں کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال بھی بدعت ہو گئے۔ بقت ہزار تف اس باطل مذہب پر جس کی ضد اس درجہ کو پہنچ گئی کہ اس نے امور مسنونہ افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدعت کہہ ڈالا۔ مگر اپنی اس بدعت میں وہ خود کہاں بچے گا۔ اس سے کہو کہ گھر کی تو خبر لے اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے اور اپنے استاذ الاساتذہ اور پیر پیراں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی کتاب "قول جمیل" پڑھے جس کی آٹھویں فصل میں لکھا ہے سمعته یقول اذا ظهر مرض الحصبة فخذ خیطا ازرق واقرء سورة الرحمن وکلما مررت علی قوله تعالیٰ فبای الآء ربکما تکذبن فعقد عقدة فیها وعلق الخیط فی عنق الصبی یعافه الله تعالیٰ من ذلك المرض۔ اس کا ترجمہ پیشوائے آں طائفہ مولوی خرم علی نے ان لفظوں میں کیا "اور میں نے حضرت والد سے سنا فرماتے تھے جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر سورہ رحمن پڑھ اور جتنی بار کہ فبای الاء ربکما تکذبن پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے شفا دے گا۔"

اب دیکھئے یہ لوگ اپنے شیخ المشائخ پر کیا حکم لگاتے ہیں انہوں نے پھونکنے پر التفات نہیں کیا۔ بلکہ تاگا اور گرہ لگانا اور اضافہ فرما دیا۔ ان کے نزدیک تو یہ دونوں بدعتیں ہوئیں ان کے متعلق بھی کچھ حکم صادر کریں۔

انہیں شاہ صاحب نے اسی فصل میں یہ بھی فرمایا والتی تملص جنینها

یاخذ خیطا معصفرا علی مقدار طولہ و یعقد علیہ تسع عقد ینفث فی کل منہا واصبر واما صبرک لا باللہ انی محزون وقل یا یہا الکفرون الی اخرہا" اس کا ترجمہ مولوی خرم علی نے یوں لکھا ہے "اور جو عورت بچہ اسقاط کرتی ہو تو ایک تاگہ کسم کا رنگا اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہ لگاوے اور ہر گرہ پر تبت واصبر واما صبرک تا محزون اور قل یا یہا الکفرون پڑھ کر پھونکے"

کہیے یہ دورا اور کسم کا رنگنا اور عورت کے قد کی ناپ اور نو گرہیں اور پھر پھونکنا بدعت ہوا یا نہیں؟ اور ان کی اصل و نسل ہے بھی ظہیر یا نہیں؟ اور اس پھونکنے سے یہ لوگ نہ جلے نہ پھکے اور نہ انہوں نے اپنے پیر کے گھر کو بدعت بتایا پھونکنے تو ہیں افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے افعال کو جزات کے سے قدر بدعت بتا بیٹھتے ہیں پیر سے عداوت نہیں جو ان کے افعال پر ٹوکیں لگائیں بس وہابی صاحب نے اس قدر کی بدعت کا انبار لگا دیا ہے۔ اسی نسل میں لکھتے ہیں ولمن بہ الخناز یر یعقد علی سریر من الادیم علی مقدار طول المریض احدی واربعین عقدۃ ینفث فی کل عقدۃ قل اللہ الرحمن الرحیم عوذ بعزۃ اللہ الخ اس کا ترجمہ خرم علی نے یہ لکھا کہ "اور جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے"

کہیے اب بھی اس پھونکنے سے تم بھی کچھ پھکے یا وہی ضد ہے، شاید کہو کہ وہ پیر پرانے پرانے ہو گئے اب تو نئی گئی نیا کھیل۔ آج کل تو مولوی اشرف علی کی چلتی ہے ان کے سامنے پروانوں کو کون پوچھے۔ تو مولوی اشرف علی کا ترجمہ قرآن اٹھا لائیے

اور سورۂ فاتحہ کے خواص دیکھئے جہاں وہ لکھتے ہیں کہ " امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ الحمد شریف چالیس بار پانی پر دم کرکے بخار والوں کے منہ پر چھینٹا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ بخار دفع ہو۔ (در النظیم) آنکھ کے درد کے لئے فجر کی سنت و فرض کے درمیان اکتالیس بار دم کرنے سے درد جاتا ہے"

اب دیکھئے ان کے دین کے اس نئے مجتہد نے پانی پر دم کرنے کا بھی حکم دیا اور مریض پر دم کرنے کا بھی۔ اور اسی ترجمہ میں یہیں بحوالہ تفسیر عزیزی لکھا ہے کہ ہر قسم کے درد کے لئے سات بار پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب ہے"

دیکھنا ہے کہ اب یہ کیا کہتے ہیں اپنے اس حکم کو غلط مانتے ہیں یا اپنے نئے پرانے پیروؤں کو بدعتی گردانتے ہیں۔ یہ حقیقت ہوتی ہے ان بدعتوں کی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

تقسیم شیرینی ختم قرآن کریم کے بعد تقسیم شیرینی کا طریقہ مسلمانوں میں صدیوں سے بلا نکیر رائج و معمول ہے اور علماء و صلحا کا اس پر عمل رہا ہے اور صالحین کا طریقہ اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ ہے اسی راستہ پر چلنے کی دعا سورۂ فاتحہ تلقین فرمائی گئی۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے نعمت فرمائی۔ اور وہ حضرات جو منعم علیہم ہیں اور نعمت الٰہی کے ساتھ امتیاز رکھتے ہیں وہ چار گروہ ہیں جن میں سے اخیر صالحین ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ صالحین منعم علیہم ہیں۔ ان پر انعام الٰہی ہے۔

اور مسلمانوں کو ان کی راہ ہدایت چاہنے کی سورۂ فاتحہ میں تلقین فرمائی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ صالحین کی راہ صراط مستقیم ہے تو جب تقسیم شیرینی وغیرہ عمل صالحین کا طریقہ ہے تو یقیناً صراط مستقیم میں داخل ہے اس کا انکار وہ کرے گا جو صراط مستقیم سے منحرف ہوتا ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسوں کے شر سے بچائے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ حدیث شریف میں بھی اس مضمون کو صاف کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ جس چیز کو مسلمانوں نے اچھا جانا وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔

جواب نمبر ۱۔ میں جو احادیث گذری ہیں ان سے ثابت ہے کہ ختم قرآن پاک کے لئے اہتمام اور خوشی اور احباب کا جمع کرنا طریقہ صحابہ کرام سے شیرینی کی تقسیم بھی ختم کی خوشی کا ایک طریقہ ہے لہٰذا بے شبہ مستحسن ہے بعض جاہل جو اپنی نمود پر مرتے ہیں ختم سے ایک یا دو روز پہلے شیرینی تقسیم کر دیتے ہیں۔ گو یا ان کے نزدیک تقسیم شیرینی تو ضرور ہے مگر وقت ختم ہونا اس کا قابل اعتراض ہے۔ یہ عمل ان کی جہالت اور طریق صحابہ سے ناواقفی ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین ختم کے لئے اہتمام فرماتے تھے حتیٰ کہ غیر رمضان میں بھی ختم کے لئے روزہ رکھتے تھے اسی دن اہل واحباب کو جمع کرتے تھے لوگوں کو بلاتے تھے پھر ختم کے دن میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس شیرینی پر اگر دم کر دیا جائے تو وہ تبرک ہو اور اس سے مسلمان منتفع ہوں۔ وہ اگر قرآن کریم کی برکت کے اگر دل سے قائل ہوتے تو وہ اس تبرک کی دل سے قدر کرتے لیکن ان کے نزدیک تو حلال کھانا اور لذیذ وطیب غذائیں بھی قرآن پاک پڑھنے سے معاذ اللہ خراب ہو جاتی ہیں اس لئے وہ

فاتحہ کو منع کرتے ہیں اور فاتحہ کے کھانے کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اگر انہیں قرآن پاک کی برکت کا اعتقاد ہوتا تو ہرگز طعام فاتحہ کو برا نہ سمجھتے اور ختم قرآن پاک کے منکر نہ ہوتے واللہ یھدی من یشآء الی سواء السبیل۔

خطبۃ الوداع

خطبۃ الوداع میں ان وہابیہ نے نہایت شور وغل مچایا اور اس خطبہ کو ناجائز و ممنوع بتایا باوجودیکہ ان کے پاس ممانعت کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے اور نہ وہ کوئی ایک حدیث یا ایک فقہی عبارت اس کے عدم جواز میں پیش کر سکتے ہیں مگر ان کا دستور ہی یہ ہے کہ وہ اپنی رائے کو دین میں دخل دیتے ہیں اور اپنے خیال سے جس چیز کو چاہتے ہیں ناجائز کر ڈالتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ منصب رسالت پر حملہ کرتے اور اس منصب عالی میں شرک کرتے ہیں اسی لئے انہوں نے امکان نظیر کا مسئلہ اٹھایا اسی لئے انبیاء کو بڑا بھائی بتایا۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اسی لئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نبی پیدا ہونا ممکن ٹھہرایا اور اس کو منافی خاتمیت نہ جانا اسی لئے اپنے بڑے بڑوں کو انبیا کا استاد بھائی کہا اور ان کی طرف وحی باطنی آنے کا دعوی کیا چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد واجب العمل اور دلیل شرعی ہیں۔ اور ان کا اتباع سب پر لازم ہے کسی کو حق نہیں کہ ان سے کسی حکم کی دلیل مانگے۔ احکام ان کی طرف مفوض ہوتے ہیں ان کو بھی حرص ہوئی کہ وہ بھی شارع بنیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ برابری کا دعوی کر کے دنیا پر اپنا حکم چلائیں اس لئے انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جس چیز کو چاہا بے دلیل ممنوع و ناجائز کہہ دیا۔ خطبۃ الوداع کس طرح ناجائز ہو گیا خطبہ میں تو چیزیں شرعاً مطلوب ہیں ان میں سے کونسی ان میں نہیں پائی

جاتی یا کونسا امر ممنوع اس میں داخل ہے، تذکیر خطبہ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ رمضان مبارک کے گذرے ہوئے ایام میں عمل خیر پر حسرت و افسوس اور ہائے کت ایام کو غفلت میں گذارنے پر قلق و ندامت اور مہینہ کی رخصتی کے وقت اپنی گذشتہ کوتاہیوں کو مدنظر لاکر آئندہ کے لئے تیقظ و بیداری اور مسلمانوں کو عمل خیر کی ترغیب و تشویش یہ بہترین طریقہ تذکیر ہے اور اس میں نہایت نافع و سودمند نصیحت و پند ہے اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ جاتی ہیں اور انہیں سچی توبہ نصیب ہوتی ہے۔ بارگاہ الٰہی میں استغفار کرتے ہیں آئندہ کے لیے عمل نیک کا مصمم ارادہ کر لیتے ہیں اس تذکیر کو فقہا نے سنت فرمایا ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ عاشرھا العظمۃ والتذکیر یعنی خطبہ کی دسویں سنت پند و نصیحت ہے وہابیہ نے اس سنت کو بدعت و ناجائز کہہ دیا اس جرأت کی کیا انتہا اور اس بے باکی کی کیا حد کہ شریعت طاہرہ میں جو چیز سنت ہو یہ ظالم اس کو بدعت کہتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعینہٖ یہ الفاظ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں تو بھی باطل ہے کیوں کہ سنت فقط پند و نصیحت ہے۔ خواہ وہ کسی عبارت سے بھی حاصل ہو نہ کہ خاص الفاظ اور یہ خود جو خطبے پڑھتے ہیں ان کے الفاظ و عبارتیں کب حضور سے منقول ہیں۔ اور کیوں یہ خاص حضور ہی کے خطبے نہیں پڑھتے نئے خطبے کیوں اپنی طرف سے گڑھتے ہیں ان کے گرو گھنٹال اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں انکا لکھا خطبہ چھپا ہوا ہے یہ خطبہ لکھ کر وہ بدعتی ہو گیا اور جو وہابی اس خطبہ کو پڑھتا ہے وہ اپنے ہی حکم سے بدعتی ہے ورنہ کیا معنی کہ تمہارا بنایا ہوا خطبہ بدعت نہ ہو اور اکابر علماء دین کے خطبے بدعت ہو جائیں۔ بات یہ ہے کہ

وہابی کا عمل اس کے قول پر لعنت کرتا رہتا ہے ان کے لکھنے کی باتیں اور ہوتی ہیں اور کرنے کی اور اور وہابیہ کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اس جمعہ کو جمعۃ الوداع کیوں کہتے ہیں؟ مگر یہ ایسی لایعنی بات ہے کہ کوئی سمجھدار انسان اس طرح کی بات زبان پر لانا گوارا نہیں کرے گا کون نہیں جانتا کہ رمضان مبارک کا سب سے پچھلا جمعہ جمعۂ اخیرہ اور وقت وداع کا جمعہ ہے۔ اس کو جمعۃ الوداع کہہ دیا تو کیا بے جا کیا۔ کبھی وہابی یہ نہیں سوچتا کہ اس کو عبدالحق کیوں کہتے ہیں سارے ہی مسلمان عبدالحق ہیں اسی کو کیوں تخصیص ہے۔ اسی طرح رشید احمد خلیل احمد وغیرہ نام کیوں رکھے جاتے ہیں جمعۃ الوداع کو تو مناسبت بھی ہے۔ ان ناموں کو تو ان اشخاص کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں۔ پھر مسجدوں کے نام رکھ لئے ہیں کسی مسجد کا نام موتی مسجد نہ اس میں موتی لگے ہیں نہ ان میں موتی نام کوئی مرد یا عورت اس کا بانی تھا پھر یہ نام کیوں رکھے گئے اور مسجدوں کے ایسے نام رکھنے کہیں قرون ثلثہ میں پائے گئے تھے۔ مدرسہ کا نام رکھ لیا مدرسۃ الغرباء اس نام کی کیا سند ہے؟ پس وداع نام سے چڑ ہے اور ہر چیز کا نام رکھتے پھرتے ہیں۔

عید کی سویاں

سویاں اگرچہ نہایت نفیس طیب اور لذیذ غذا ہے مگر "حلوا خوردن روئے باید" وہابیوں کی چڑ ہے اس سے بہت کھسیاتے ہیں۔ لطافت طبع کا یہ عالم کہ کوا ہضم اس کا کھانا سو شہیدوں کا ثواب' وہابیوں کو کپورے بہت پسند ہیں فتاوی رشیدیہ میں اس کو جائز لکھا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں کی ہولی دیوالی کی کچوری پوری شوق سے کھاتے ہیں مگر شب برات کو مسلمان حلال مال سے جو پاکیزہ حلوا تیار کرے اس سے بہت نفرت ہے۔ عید کے روز سویاں جو کمال نفاست

کے ساتھ پکائی جاتی ہیں اس کی مخالفت میں وہابی بہت سرگرم رہتے ہیں پوچھے یہ کیوں؟ کیا سیدہ ناجائز ہے؟ یا سویوں میں کوئی ناجائز چیز پڑ گئی ہے یہ نہیں سنے تو جانا جائز کیسے ہو گئیں مگر وہابیہ نے قرآن پاک کے احکام نہیں دیکھے یا دیکھ کر قرآن پاک کی مخالفت پر کمر باندھ لی، اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ ان پاک چیزوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال فرمایا۔ اور حد سے نہ گذرو بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند رکھتا حد سے گذرنے والوں کو۔ مگر وہابیہ نے اس کی کچھ پروا نہ کی شب برات سے حلال طیب سویوں کو اور عید کے حلال وطیب سویوں کو بیدھڑک ناجائز کہہ دیا اس میں قرآن کریم کی مخالفت ہے حکم الٰہی کی نافرمانی ہے۔ رہا یہ عذر کہ عید کے روز خاص رسویوں نے جانے کو منع کیا جاتا ہے تو اس میں دو غلطیاں ہیں۔ اول تو سویاں عید کے ساتھ خاص نہیں بکثرت لوگ دوسرے ایام میں بھی سویاں پکاتے ہیں رمضان المبارک میں بھی پکتی ہیں اس کے بعد بھی پکتی ہیں ایسا کوئی بھی نہیں ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ عید کے سوا کسی دن سویاں کھانا جائز ہی نہیں ہے دوسری غلطی یہ کہ اگر سویاں خاص عید کو ہی پکتی ہوتی اور کسی دن نہ پکتیں مگر لوگ جانتے یہ کہ دوسرے ایام میں بھی ان کا پکانا جائز ہے تو بھی اس کی ممانعت کی کیا وجہ ہے کیا عید کے روز حلال چیز پکانے سے حرام ہو جاتی ہے شرع مطہر میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ عیدین کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت کے ایام ہیں وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے یہاں ضیافت ہو تو حلال چیز بھی حرام ہو جائے۔ مگر لطف

یہ کہ جس طرح سویاں عید کو پکائی جاتی ہیں اسی طرح افطار میں سارے مہینہ دال سیو استعمال میں رہتے ہیں اور وہابی خوب ان کے پھینکے اڑاتے ہیں کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے گھر کی پکی ہوئی سیویاں تو ناجائز ہوگئیں اور ہندوؤں کے بنائے ہوئے دال سیو جائز ہی رہے یہ شاید کانگریس کی محبت میں مورد عنایت ٹھہرے سیو اور سیویوں میں فرق کیا ہے، صنعت دونوں کی ایک طرح کی ہے سیویاں سیدھی ہوتی ہیں اور سیو بیسن کے مگر انہیں ناجائز کرنے میں ہندو دوستوں کی تجارت میں نقصان پہنچتا تھا تو آج تک کسی وہابی مولوی نے بھی دال سیو سے افطار ممنوع و بدعت نہیں ٹھہرایا اس کے علاوہ فرق اور بھی ہے اور وہ یہ کہ افطار میں کھجور افضل ہے سیو اور دال کو کوئی فضیلت نہیں مگر عید کے روز سیویوں سے ایک مستحب ادا ہوتا ہے عالمگیری میں ہے "واستحب فی عید الفطر ان یاکل قبل الخروج الی المصلی تمرات ثلاثۃ او خمسا او سبعا واقل او اکثر بعد ان یکون وترا والا ما شاء من ای حلو اکان کذا فی العینی شرح الکنز" یعنی عید الفطر کے دن نماز عید کو جانے سے قبل مستحب ہے کہ مسلمان کھجوریں تین یا پانچ یا سات یا کم زیادہ کھائے مگر ہوں وتر ورنہ اگر کھجور نہ کھائے تو جو شیرینی چاہے۔

فقہ کی کتابوں کا تو یہ حکم ہے کہ جو شیرینی چاہے کھائے اس کا کھانا اور وہابی مولوی کا یہ حکم کہ اگر مسلمان شیرینی سیویاں کھانا چاہے تو ناجائز۔ یہ حکم قرآن کے بھی خلاف اور فقہ کے بھی خلاف۔ بے دینوں نے شریعت کی مخالفت کو دین سمجھا ہے اور جس کی پردہ شدت ہے وہ سرگرمی ہے وہ کوششیں ہیں جو کسی امر حرام کے

روکنے کے لئے وہابیوں کو کبھی میسر نہ آئیں۔

مصافحہ و معانقہ

عید کے روز مصافحہ و معانقہ کی ممانعت پر وہابیہ کو نہایت اصرار ہے اور اس کو روکنے کے لئے وہ اشتہاری رسالے شائع کرتے ہیں اسے بدعت سیئہ و ناجائز بتاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مصافحہ اور معانقہ سنت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ان دونوں کے باب میں احادیث وارد ہیں۔

حدیث:۔ بخاری شریف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قلت لانس اکانت المصافحۃ فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم" حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ سے دریافت کیا کہ کیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مصافحہ تھا فرمایا کہ ہاں

حدیث: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت براء بن عازب سے حدیث مرفوع روایت کی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یتفرقا۔ کوئی دو مسلمان ایسے نہیں ہیں کہ باہم مل کر مصافحہ کریں مگر ان کے جدا ہونے سے پیشتر ان کی مغفرت فرما دی جاتی ہے

حدیث:۔ بیہقی نے براء بن عازب سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلمان اذا تصافحا لم یبق بینھما ذنب الا سقط دو مسلمان جب باہم مصافحہ کرتے ہیں ان کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہتا مگر ساقط ہو جاتا ہے۔

حدیث:۔ ابوداود نے ایوب ابن بشیر سے روایت کی کہ وہ قبیلہ کے ایک مرد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ھل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصافحکم اذا لقیتموہ قال ما لقیتہ قط الا صافحنی وبعث الی ذات یوم ولم اکن فی اھلی فلما جئت لحیرت فاتیتہ وانا فی مزمنی وکانت تلک اجود واجود یعنی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ فرماتے تھے جب تم حضور سے ملتے حضرت ابوذر نے فرمایا کہ میں حضور سے کبھی نہ ملا حضور نے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ اور ایک روز میری طرف آدمی بھیجا اور میں اپنے اہل میں نہ تھا پس جب میں آیا تو مجھے خبر دی گئی میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ افروز تھے حضور نے مجھ سے معانقہ فرمایا تو یہ معانقہ نہایت ہی خوب تر اور خوب تر تھا۔

حدیث:۔ امام احمد نے علی سے روایت کی ان حسنا وحسینا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضمھما الیہ۔ امام حسن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑ کر آئے حضور صلوۃ اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے انہیں سینے سے لگا لیا۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصافحہ و معانقہ سنت رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اب رہا کہ کسی خاص وقت میں سنت ہے یا مطلقاً۔ احادیث مذکورہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت کسی مخصوص وقت کے ساتھ خاص نہیں جس وقت جس زمانہ جس دن بھی مصافحہ یا معانقہ علی درجہ محمود کیا جائے گا سنت ہی ہوگا۔ اور ادائے سنت کی نیت رکھنے

والے کو سنت کا ثواب ملے گا۔ مجمع البحار میں ہے ھو سنۃ مستحبۃ عند لقاء وما اعتادوہ بعد صلوٰۃ الصبح والعصر لا اصل لہ فی الشرع ولکن لا باس بہ وکونہم حافظین علیہا فی بعض الاحوال معرضین عما ہو فی الاہمیۃ لا یخرج ذلک البعض عن کونہ مما ورد الشرع باصلہ وھو من البدع الاضافیۃ یعنی مصافحہ ہر ملاقات کے وقت سنت مستحبہ ہے۔ اور یہ جو لوگوں نے فجر و عصر کے بعد عادت ڈال لی ہے اس عادت کی شرع میں کوئی اصل نہیں لیکن ان میں کچھ مصالحہ بھی ہے اور بعض اوقات میں لوگوں کا مصافحہ کی پابندی کرنا اور بہت حالات میں لوگوں کا ان بعض اوقات کو اس سے خالی نہیں کرنا ان کی اصل کے ساتھ شرع والا ہونا (یعنی بعد عصر و فجر کی پابندی مصافحہ کو سنیت سے خارج نہیں کرتی۔ اور یہ عادت یعنی فجر و عصر کے بعد پابندی مصافحہ) بدعات اضافیہ میں سے ہے

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مصافحہ ہر ایک ملاقات کے وقت سنت مستحبہ ہے خواہ وہ ملاقات عید کو ہو یا رمضان میں یا کسی جمعہ کو یا اور کسی روز اور خواہ صبح کو ہو یا دوپہر کو یا شام یا شب میں جب کبھی ملاقات ہوگی اور مصافحہ کیا جائے گا سنت ہی رہے گا کوئی وقت اور دن اس کو سنت سے خارج نہ کر سکے گا یہی احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث نمبر ۲ حدیث نمبر ۳ سے یہ مضمون صراحۃً ظاہر ہو رہا ہے۔ اب عید کے روز مصافحہ کا منع کرنا حدیث شریف کی مخالفت ہے۔

دوسری بات عبارت مجمع البحار سے یہ معلوم ہوئی کہ مصافحہ بعد نماز فجر و عصر

معمول ہے جائز ہے اور ان وقتوں کی پابندی اس کو ثابت الاصل فی الشرع ہونے سے خارج نہیں کرتی اور ایسی عادت ڈال لینا بدعت مباحہ میں سے ہے یہاں یہ شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ مصافحہ بعد عصر و فجر سنت میں داخل کرنا اور بدعت مباحہ بتانا دونوں متضاد اور مخالف باتیں ہیں کیونکہ بدعت حسنہ خود وہابیہ کے اقرار سے مخالف سنت نہیں بلکہ داخل سنت ہوتی ہیں چنانچہ پیشوائے وہابیہ نے براہین قاطعہ صفحہ ۳۰ میں لکھا ہے کہ "قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکھتے ہیں اور ملحق بالسنہ جانتے ہیں" اور اس طرح چند سطر بعد پھر لکھا ہے کہ "قسم محمود سنت میں داخل ہے" جب بدعت حسنہ سنت میں داخل ہوئی تو مجمع البحار کی عبارت میں کوئی شبہ نہ رہا اور صاف ثابت ہو گیا کہ فجر و عصر کے بعد مصافحہ کی عادت داخل سنت ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "و مصافحہ سنت است نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود و آنکہ بعضے مردم مصافحہ بعد از نماز میکنند یا بعد از نماز جمعہ کنند چیزے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت اما نیت مصافحہ کہ علی الاطلاق است باقی است پس بوجہ سنت است و بوجہ دیگر بدعت" اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ سنت ہی ہے خواہ بعد فجر و عصر ہو یا بعد جمعہ البتہ تخصیص اس طرح کہ دوسرے اوقات میں نہ جائے بدعت مباحہ ہے۔

تیسری بات مجمع البحار سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کلام ایسی عادت میں ہے کہ بعد فجر و عصر تو مصافحہ کی پابندی کی جائے اور دوسرے اوقات میں بھی مصافحہ کیا جائے۔ تو اس میں کچھ کلام ہی نہیں۔

چوتھی بات اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ کسی عمل کا خاص وقت میں عادی ہوجانا اس عمل کے حکم کو نہیں بدلتا اور جائز کو ناجائز نہیں کرڈالتا۔

اب عید کے مصافحہ پر غور کیجئے تو آجکل مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ عید کو بھی مصافحہ کرتے ہیں اور بغیر عید کے بھی مصافحہ کرنے والے کوئی تخصیص نہیں کرتے البتہ مانعین منکرین یعنی وہابیہ عیدین کے مصافحہ کو اطلاق احادیث کے خلاف ناجائز کہتے ہیں مصافحہ کو باقی ایام کے ساتھ عمل و اعتقاد میں کرتے ہیں یہ تغیر سنت اور تبدیل حکم ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور یہی بدعت مذمومہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ (رواہ احمد) یعنی جو کوئی قوم کوئی بدعت نکالتی ہے اس کی مثل سنت اٹھالی جاتی ہے۔

دوسری حدیث دارمی کی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں ما ابتدع قوم بدعۃ فی دینھم الا نزع اللہ من سنتھم مثلھا ثم لا یعیدھا الیھم الی یوم القیمۃ یعنی کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت نہیں نکالتی مگر (جب نکالتی ہے) تو اللہ تعالیٰ ان کی سنتوں میں اس کی مثل اٹھا لیتا ہے۔ پھر اس کی طرف قیامت تک واپس نہیں فرماتا۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ایک بدعت سیئہ کی شامت و نحوست سے بدعتی قوم ایک سنت سے محروم کردی جاتی ہے۔

اب دیکھئے کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ مصافحہ جمیع اوقات و زمان میں مستحب ہے وہابیہ نے مصافحہ عیدین کو ناجائز بتایا اس سے وہ اس سنت سے محروم ہوگئے اور مصافحہ و معانقہ جو جمیع زمان میں مسنون تھا اس کو انہوں نے

خلاف شرع غیر ایام عیدین کے ساتھ خاص کر دیا۔ اور ایام عیدین کو عموم اوقات سے بعض اپنی رائے سے خارج کر دیا یہ ابتداع فی الدین ہوا۔ اور اس سے رفع سنت لازم آیا یہ وہابیہ کی بدعتِ سیئہ ہے۔

معانقہ کی نسبت وہابیہ نے یہ مشہور کیا ہے کہ معانقہ صرف وقت قدوم یعنی سفر سے آنے کے بعد جائز ہے۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ معانقہ قدوم کے ساتھ مشروط نہیں کیونکہ حدیث ۵ و ۶ سے صاف ظاہر ہے کہ معانقہ کے لیے سفر سے آنا شرط نہیں۔ ان دونوں حدیثوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو معانقہ ثابت ہے وہ بعد سفر نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث ۵ کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "از ینجا معلوم گردد کہ معانقہ در غیر حال قدوم از سفر نیز آمدہ از برائے اظہار محبت و عنایت" یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معانقہ سفر سے آنے کے سوا اور حالات میں بھی اظہار محبت و عنایت کے لئے ثابت ہے۔ جب حدیث شریف سے یہ معلوم ہو گیا کہ معانقہ اظہار محبت کے لئے بھی ہوتا ہے تو اب معانقہ عیدین میں کیا کلام رہا جو یقیناً اظہار محبت ہی کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس کا سنت ہونا حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ وہابیہ نے ستم ڈھایا کہ سنت کو بدعت بتا دیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ بھی وہابیہ کے معلومات کی کمی ہے کہ وہ معانقہ کو وقت قدوم سفر کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ معانقہ کن کن وقات میں اور کن کن حالات میں مشروع ہے۔ اگر اشعۃ اللمعات بھی دیکھی ہوتی تو اتنا جانتے کہ قدوم کے علاوہ تو دیع و طول عہد

ملاقات اور حب فی اللہ بھی اس کے محل ہیں۔ حضرت شیخ محقق قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں "وجائز آنکہ نزد تودیع وقدوم سفر باشد باجہت طول عہد ملاقات یا غلبہ وشدت حب فی اللہ بود" اور ظاہر ہے کہ عیدین میں دور دور سے لوگ اپنے وطن آتے ہیں اور مدتوں کے بچھڑے باہم ملتے ہیں تو وہاں معانقہ سے تین وجوہ پائے گئے ایک اظہار محبت ومودت، دوسرے قدوم سفر، تیسرے طول عہد ملاقات۔ پھر ان سب سے انوکھا جانا اور عید کے روز معانقہ ومصافحہ کو ناجائز کہنا کس جہالت وحق فراموشی سے جاہلوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ معانقہ کس حال میں ممنوع ومکروہ ہے حضرت شیخ محقق قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں "واشیخ ابومنصور ماتریدی در تطبیق احادیث نقل کردہ است کہ آنچہ بروجہ شہوت ادکردہ ست وآنچہ بروجہ کرامت باشد مشروع وفعلہ اند رخلاف وجہ تیست کہ برہنہ تن باشد یا قمیص وجبہ لاباس بہ است باجماع وہو الصحیح کذا فی الکافی" اس سے معلوم ہوا کہ جو معانقہ شہوت کے ساتھ ہو وہ مکروہ ہے اور جو بر کرامت کے طور پر ہو جیسا کہ عیدین کے موقعہ پر ہوتا ہے وہ جائز ومشروع ہے علماء نے یہ بھی فرمایا کہ خلاف اس میں ہے کہ معانقہ برہنہ تن ہو کر کیا جائے کرتا قمیص وغیرہ کوئی کپڑا بدن پر نہ ہو ننگے سینہ سے ننگا سینہ ملا ہو لیکن جب قمیص یا جبہ یا اور کوئی کپڑا حائل ہو تو معانقہ باجماع جائز ہے یہی صحیح ہے۔ فقہا تو فرماتے ہیں مگر وہابیہ کی یہ ضد کسی طرح مانتی بھی نہیں۔ حدیث وفقہ کی تو وہابیہ کو کیا پرواہ ہوگی اور وہ کیا مانیں گے اب ہم انہیں انہیں کے امام ومقتدا اور بزرگ وپیشوا کا قول دکھاتے ہیں شاید اسی سے کچھ شرمائیں۔ "زبدۃ النصائح" مولوی اسمٰعیل دہلوی پیشوائے وہابیہ کی تقریر

میں ہے۔ ہمہ اوضاع از قرآن خوانی وفاتحہ خوانی وطعام خوراندن سوائے کندن چاہ واشارہ ودعا واستغفار واضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقہ روز عید ومصافحہ بعد نماز صبح یا عصر۔ یعنی کنواں کھودنے اور اس کی مثل اور کام اور دعا واستغفار قربانی کے سوا تمام اوضاع قرآن خوانی وفاتحہ خوانی اور کھانا کھلانا سب بدعت ہیں۔ گو خاص بدعت حسنہ ہیں۔ جیسے کہ عید کے دن کا معانقہ اور نماز صبح وعصر کے بعد مصافحہ بدعت حسنہ ہے۔

وہابیوں کے اس پیشوا نے عید کے معانقہ کو بدعت حسنہ بتایا ہی تھا اس کے ساتھ فجر وعصر کے بعد کا مصافحہ اور قرآن خوانی وفاتحہ خوانی اور کھانا کھلانا یعنی فاتحہ گیارہویں تیجہ چالیسواں عرس وغیرہ سب کو بدعت حسنہ بتایا اور وہابیوں کے سارے گھر ہی کو ڈھا دیا کیونکہ وہابیہ کے نزدیک بدعت حسنہ داخل سنت ہوتی ہے جیسا کہ ہم اوپر بحوالہ "براہین قاطعہ" نقل کر چکے ہیں تو وہابیہ کے طور پر یہ تمام امور سنت ہوئے کس قدر ڈھٹائی ہے کہ معانقہ عیدین جو حدیث فقہ کے علاوہ خود امام الوہابیہ کے قول سے سنت ثابت ہوا نئے وہابی اس کو تشبیہ بالیہود بتائیں تو گویا تشبیہ بالیہود کو ان کا امام سنت کہتا ہے۔ شرم

یہ تو ان کو معلوم ہی ہوگا کہ تشبیہ میں کیا کیا شرطیں ہیں اور تشبہ کن حالات میں ممنوع ہوتا ہے مگر شاہی مسجد مراد آباد میں گھنٹی بجاتے ہوئے ہنود کا تشبہ یاد نہ آیا! اور اب تشبہ کی وہابیہ کو کیا پروا ہے۔ قشقے لگا چکے ٹکٹکیاں اٹھا چکے جے بول چکے انگوچھے ڈال چکے مسجدوں میں ہندوؤں کو اعزاز واکرام کے ساتھ بلند مقاموں پر بٹھا چکے۔

ہندو لیڈر کو اپنا رہنما و پیشوا بنا چکے مسلمانوں سے لڑے اور ہندوؤں نے نے مسلمانوں پر حملے کیا اور ہندوؤں کی تعریفیں کیں ہندوؤں کی اتباع میں جہاں تک فائدہ سب ہندوؤں کے نشتہ کا ناگوار ہونا ایک بہانہ ہے حیلہ ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مسائل بحمداللہ تعالیٰ قرآن کریم اور احادیث نبویہ عبارات کتب معتبرہ فقہیہ درخود تصریحات اکابر وہابیہ سے ثابت کر دیئے گئے اس وضوح تام کے بعد بھی اگر وہابیہ کو انکار ہے تو یہ ایک بے مثال ضد اور بے نظیر ہٹ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ آنکھوں سے پردے اٹھائے اور دلوں کو قبول حق کی توفیق مرحمت فرمائے اور مسلمانوں میں آئے دن کی تفرقہ اندازی سے بچائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وحسنہ رسلہ وعلی جمیع انبیائہ ومن اتبعھم اجمعین۔ آمین

کتبہ العبد المقصر محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۲۰ رشعبان المعظم سنہ ۳۵۴ھ

سنیوں کی مساجد میں غیر مقلدین کی نماز کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد اہلسنت وجماعت میں حنفی امام کے پیچھے وہابی نماز پڑھتے ہیں اور آمین بالجہر کہتے ہیں ان کو منع کرنے سے فساد ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ خدا خانہ سے آپ کو کوئی حق روکنے کا نہیں ہے ہم لوگ آمین بالجہر ضرور کہیں گے ایسی حالت میں ان کو آمین بالجہر کہنے سے روکا جائے اور نہ ماننے پر مسجد میں آنے سے روکا جائے تو کیا خلاف مسئلہ ہوگا۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

المستفتی
فخر الدین۔ پیلی بھیت۔ ۱۳۵۷ھ

اَلجَوَابُ بِعَونِ الکَرِیمِ الوَھَّابِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم۔ اہلسنت وجماعت کی مسجد صرف اہلسنت کے لئے ہے کوئی رافضی خارجی وہابی، دیوبندی، غیر مقلد بدمذہب اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔ واقف کا وقف خواہ مسجد ہو یا مدرسہ اس میں کسی بدمذہب کو داخلے کا حق نہیں پہنچتا۔ ردالمحتار میں ہے کہ مدرسۃ موقوفۃ علی الحنفیۃ مثلاً لا

یملك احدا ان یجعلها لاهل مذهب اخر۔ مذہب حق مذہب اہلسنت وجماعت ہے اور باقی سب فرقے گمراہ اور بے دین ہیں یہی صراط مستقیم ہے یہی طریق مسلمین ہے اس پر قائم رہنے کا حکم شرع مطہر نے دیا ہے اس کے چھوڑنے والے کے حق میں وعیدیں وارد ہوئیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ ترجمہ "اور جو مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی"۔ اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے طریقہ کا اتباع لازم اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ تفسیر مدارک میں ہے۔ ای السبیل الذی ھو علیہ من المذھب الحنفی وھو دلیل علی ان الاجماع حجۃ لا تجوز مخالفتھا کما لا تجوز مخالفۃ الکتاب والسنۃ لان اللہ تعالی منع بین اتباع غیر سبیل المومنین وبین مشاقۃ الرسول فی الشرط وجعل جزاءہ الوعید الشدید فکان اتباعھم واجبا کموالاۃ الرسول

تفسیر خازن میں ہے وذلک لان اتباع غیر سبیل المومنین وھو مفارقۃ الجماعۃ حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المومنین حاصلھو واجبا۔ تفسیر احمدی میں ہے ویتبع غیر سبیل المومنین من عمل او اعتقاد اور اسی میں ہے ھذہ الایۃ ھی التی تدل علی ان الاجماع کالکتاب والسنۃ اسی میں ہے الایۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع نیز اسی میں ہے واذا کان اتباع غیر سبیلھم محرما کان اتباع سبیلھم من عرف سبیلھم ھذا الفظہ فعلم ان اتباع سبیل المومنین ای ما علیہ المومنین باجمعھم واجب وذالک سمی بالاجماع فیکون حجۃ قطعیۃ

یکفر جاحدہ کالکتاب والسنۃ المتواترۃ۔

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اعمال وعقائد میں طریق مسلمین کا اتباع واجب مخالفت ناجائز مستوجب وعید شدید اور جماعت مسلمین سے مفارقت حرام اور جس امر پر مسلمان متفق ہوں وہ واجب! اسی کو اجماع کہتے ہیں وہ حجۃ قطعیہ ہے کہ اس کا منکر کتاب وسنت کے منکر کی طرح بے دین ہے۔ یہ مضمون بکثرت نصوص سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو کیونکہ جو اس سے جدا ہوا جہنم میں ڈالا جائے گا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ (دست قدرت) ہے۔

جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس امر پر امت پر متفق ہو وہ باطل نہیں ہو سکتا کہ اس امت مرحومہ کا خدا نگہبان ہے۔ واللہ خیر حافظا ان ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے کہ صراط مستقیم مسلمانوں کی راہ ہے جس پر وہ عامل ہوں اور جو اس راہ سے جدا ہو جہنمی گمراہ بے دین ہے اور ظاہر ہے کہ تمام مسلمان تقلید شخصی کرتے ہیں اور صدہا سال اس پر عمل کرتے گذر گئے تو اس پر مسلمانوں کا اجماع ہوا اور اس کا ماننا بحکم خدا اور رسول واجب ولازم۔

تفسیر احمدی میں ہے قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز لاربع۔ یعنی اس پر اجماع ہو چکا کہ فقط ائمہ اربع ہی کا باہمی اتباع جائز ہے نیز اسی میں ہے وینبغی ان یکون التقلید منحصرا لمذہب معین خاصۃ یعنی ضروری ہے کہ تقلید بالخصوص مذہب

معین میں منحصر ہو۔ اور اسی میں ہے۔ ولھذا قالوا بضلالۃ فوق الاھواء من المعتزلۃ و الروافض والخوارج وغیرھم ویتعین الحق فی مذھب السنۃ والجماعۃ۔ یعنی اس سے اہل ہوا فرقوں کی ضلالت کے قائل خواہ وہ معتزلہ ہوں یا روافض یا خوارج ان کے سوا اور کوئی ہے۔

اشباہ میں ہے ومایخلف الائمۃ الاربعۃ یخالف الاجماع قد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذھب المخالف الاربعۃ لانضباط مذاھبھم وکثرۃ اتباعھم۔ یعنی جو قول یا حکم ائمہ اربعہ کے مخالف ہو وہ اجماع کے مخالف ہے امام ابن ہمام نے تحریر میں تصریح فرمائی کہ ائمہ اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل ناجائز ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا کیونکہ ان کے مذاہب منضبط ہیں اور سواد اعظم ان کا اتباع کرتا ہے

اب بحمد اللہ تعالیٰ یہ امر خوب پایہ ثبوت کو پہنچا کہ حق مذہب اہل سنت وجماعت ہے اور وہ ائمہ اربعہ کے مقلدین میں منحصر۔ اور تقلید شخصی پر اجماع منعقد لامحالہ اس کا منکر اجماع کا منکر بے دین گمراہ بندہ ہوا۔ ان کو مسجد میں آنے دینا جائز نہ کیا بلکہ غیر مسجد میں ان کے ساتھ مصاحبت وہم نشینی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔

تفسیر احدی میں اسی آیت مبارکہ کے تحت میں فرمایا ان القوم الظلمین ھم المبتدع والفاسق والکافر والعقود کلھم ممتنع یعنی قوم ظالمین اہل بدعت اور فساق وکافر سب داخل ہیں۔ ان سب کے ساتھ قعود ممنوع ہے۔ اور بکثرت احادیث ان فرق باطلہ کے ساتھ مجالست اور مخالطت کے ممنوع ہونے میں وارد ہیں اور مسلمانوں کو ان سے علیحدہ رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے ایاکم وایاھم لایضلونکم

دل یفتنوکم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں جب ان گمراہ قوموں سے بچنا اور انہیں اپنے سے دور کرنا لازم ہے تو اہلسنت کے لیے اپنی مساجد میں انہیں آنے دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے، علاوہ بریں مساجد کی حرمت یہ ہے کہ فتنہ سے ان کو بچایا جائے۔ اور ان لوگوں کا مسجد میں آنا یقیناً باعث فتنہ ہے جہاں یہ مسجد میں آئے فتنہ انگیزی شروع کی سینکڑوں جگہ مار پیٹ ہوئی ہے مقدمہ بازی تک نوبتیں پہنچی ہیں۔

حموی شرح اشباہ میں ہے ومنھا ما یترتب علی ذلک فی کثیر من المساجد من اجتماع الصبیان واھل البطالۃ ولعبھم ورفع اصواتھم واتیانھم بالمساجد وانتھاک حرمتھا وحصول اوساخ فیھا وغیر ذالک من مقاصد التی یجب صیانۃ المسجد عنھا۔ تو اہل ہوا جن کے آنے سے فساد کا قوی اندیشہ ہے انہیں مسجد میں آنے کی اجازت دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اہلسنت کی مسجد میں وہابی وغیر مقلد کو کوئی حق نہیں اس کے آنے سے فساد ہے اور فساد سے مسجد کو بچانا واجب نیز اس کی صحبت مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ علاوہ ان سب کے اس کا آنا اور غیر مقلد آ حرکات مسلمانوں کے لئے ایذا ہے۔ اور جس سے ایذا ہو اسکو مسجد سے روکنے کا مسلمانوں کو حق ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔ والحق بالحدیث کل من اذی الناس بنفسہ ولسانہ وبہ یفتی ابن عمر وھو اصل فی نفی کل ما ینادی بہ لہٰذا غیر مقلدین کو مسجدیں نہ آنے دیں وہ نہ مانیں تو قانونی طور پر روکوا دیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین ۱۳۵۰ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھانا کیسا ہے۔ ازراہ کرم واضح فرمائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی

ضیاء الدین جے پور راجستھان
۲۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ

بعون الکریم الوھاب

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اما بعد بے عذر مسجد میں جنازہ لانا اور نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ لحدیث ابوداؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوۃ لہ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

یکم محرم الحرام ۱۳۴۹ھ

مسجد میں جوتا پہنکر جانے اور نماز پڑھنے کا حکم

استفتاء

سوال۔ ماقولکم ایھا العلماء حمکم اللہ تعالیٰ۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا ایک مضمون رسالہ "پیشوا" جلد ۵ نمبر ۵ میں چھپا ہے۔ رسالہ بھی ملاحظہ کے لئے حاضر ہے۔ اس مضمون میں صاحب موصوف نے مسجد میں جوتا پہنکر جانے اور جوتا پہنے ہوئے ہی نماز پڑھنے پر بہت زور دیا ہے اور اس امر کو جائز و مستحب ہی کے درجہ تک نہیں رکھا بلکہ واجب قرار دیا ہے اور ایسا نہ کرنے والوں پر ترک واجب کا الزام لگایا ہے اور انہیں ضعیف الایمان ٹھہرایا ہے اپنی تائید میں کچھ احادیث بھی پیش کی ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائیں تاکہ مسلمانوں کو حکم شرع معلوم ہو اور گمراہی سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں اجر عطا کرے۔ آمین۔ والسلام فاکسار محمد ظہور اختر فتحپوری۔

الجواب بعون الملک الوھاب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین میں نے رسالہ پیشوا نیز حسن نظامی صاحب کا جو تیوں والا مسئلہ دیکھا اس مسئلہ میں انہوں نے بہت حد سے تجاوز کیا ہے اور مسجد میں جوتیاں پہنکر

نماز پڑھنے کو جائز ہی نہیں بلکہ واجب تک قرار دیا ہے اور جو شخص برہنہ پا نماز کو بہتر سمجھے اس کے ایمان میں شبہ کیا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ عجب خود پسندی کی انتہا ہو گئی۔

مسلمانوں میں تفرقہ اندازی

تمام عالم کے مسلمان مساجد میں جوتا اتار کر داخل ہونے کے پابند ہیں اور اس کو مسجد کا احترام سمجھتے ہیں اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی تفصیل و تشریح کے تحت جوتا پہنکر مسجد میں داخل ہونا جائز یا افضل و اولیٰ بھی ہو تو اتنے امر کے لئے مسلمانان عالم کے متحد طریق عمل میں تغیر کرنا اور ان میں ایک نئے تفرقہ کی بنیاد ڈالنا سخت ممنوع ہوگا آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے انتشار کو دور کیا جائے۔ اور جس حد تک ممکن ہو سکے اور کوئی مخدوش شرعی لازم نہ آئے ان میں ارتباط و اتحاد پیدا کرنے کے لئے کامل جد و جہد کی جائے بجائے اس کے ڈھونڈ ڈھونڈ کے ایسی باتیں نکالنا جس سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو۔ اور ان کے صدیوں کے معمول اور اپنے اکابر علماء و مشائخ اولیاء و ائمہ اور بزرگوں کو دیکھے ہیں ان سب کے معمول کے خلاف انہیں مجبور کرنا یقیناً ایک فساد عظیم کی بنیاد ہے۔ اور مسلمانوں میں ایک نئی جنگ چھڑ جانے اور تفرقہ پیدا ہونے کی تحریک ہے جو درحقیقت مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور حکم اسلام کی مخالفت ہے۔ ابوداؤد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال ڈالا۔ مگر حسن نظامی صاحب کو اس کی مطلق پرواہ نہ

ہوئی اور انہوں نے ذرا بھی لحاظ نہ کیا کہ اس تحریک کا کیا اثر ہوگا۔ مسلمانوں میں کیسا فساد عظیم برپا ہوگا۔ اس نازک حالت میں ان کی قوت کو کیسا صدمہ پہونچے گا۔ اگر مطلقاً جوتے پہنکر مسجد میں جانا اور نماز پڑھنا جائز بھی ہوتا تاہم اس میں اختلاف پیدا ہونے کے اندیشہ سے اس کی تحریک سے باز رہنا شرعاً ضروری تھا۔ ایک ایسے امر میں جو زیادہ سے زیادہ مباح ہو سکتا ہو آپ کا یہ اہتمام ہے اس قدر تاکید ہے۔ مسلمانوں میں تفرقہ پڑنے کی پرواہ نہیں ہے لیکن کتنے منہیات ممنوعات محرمات بلکہ ضلالات ہیں جن کی طرف آپ کو التفات نہیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل۔ اب میں مسئلہ سے متعلق منع گذارش کروں گا۔

مساجد خیر بقاع ہیں

زمین کے تمام خطوں اور بقعوں میں مساجد بہترین بقاع ہیں ہر مسلمان ان کو غایت احترام کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور دین اسلام نے یہی تعلیم بھی دی ہے۔ مسلم شریف میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے کہ احب البلاد الی اللہ مساجدھا اللہ تعالیٰ کو بلاد میں سب سے پیاری مسجدیں ہیں۔ شریعت مطہرہ نے مسجدوں کے احترام کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے آداب مقرر فرمائے ہیں۔ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے۔ مسجد میں بیٹھکر دنیا کی باتیں کرنے تک سے روکا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے من اکل ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا جو اس بدبودار درخت (ہیاز) کو کھائے ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔ بیہقی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یاتی علی الناس زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم

فی امر دنیاھم فلا عم السوھم فلیس اللہ فیھم حاجۃ یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی مسجدوں میں ان کی گفتگو امر دنیا میں ہوگی ان کے ساتھ مجالست نہ کرو اللہ تعالیٰ کو ان کی پرواہ نہیں۔ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں فرمایا الکلام المباح فی المسجد مکروہ تاکل الحسنات۔ یعنی جو کلام فی نفسہ مباح ہے وہ بھی مسجد میں مکروہ ہے نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ کلام دنیا سے مسجدوں کو یہاں تک بچایا ہے کہ معاملات بیع و شرا کی بھی اجازت نہیں ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا رأیتم من یبیع او یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتک۔ یعنی جب تم دیکھو کہ کوئی شخص مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہے تو کہو کہ خدا تیری تجارت کو مفید نہ کرے۔ بلکہ گمشدہ چیز کو تلاش کرنے کے لئے بھی مسجد میں آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں چنانچہ حدیث مذکورہ بالا میں یہ بھی ارشاد ہوا۔ اذا رأیتم من ینشد ضالۃ فقولوا لا ادا اللہ علیک۔ یعنی جب تم دیکھو کہ کوئی شخص مسجد میں گمشدہ چیز کو تلاش کرتا ہے تو کہو خدا تجھے واپس نہ دلائے بخاری شریف میں حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے کہ طائف کے دو شخص مسجد میں بلند آواز سے بولتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر فرمایا لو کنتما من اھل المدینۃ لاوجعکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی اگر تم مدینہ شریف کے ساکن ہوتے تو میں تمہیں مارتا مسجد رسول میں آواز بلند کرتے ہو۔ ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ شریعت طاہرہ نے مسجد کے احترام کی کسقدر تاکید فرمائی۔ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا گمشدہ چیز کو بآواز بلند تلاش کرنا۔ بلند آواز سے بولنا خرید و فروخت کا معاملہ کرنا سب ممنوع فرمادیا

مسجد کی صفائی، پاکیزگی و تطییب کا حکم دیا! ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء المساجد فی الدور وان ینظف ویطیب یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجد بنانے اور اس کو خوب پاک وصاف اور مطیب رکھنے کا حکم دیا کیا یہی پاکی اور صفائی ہے کہ ہر کس وناکس کی مسجد میں جوتا پہنے پھرنے کا اذن عام دیدیا جائے۔ اور گرد و کوڑے سے فرش مسجد جو اہل اسلام کا سجدہ گاہ ہے آلودہ اور گندہ رہے۔ سینکڑوں بے احتیاط چلنے والے بازاروں کی سنی سنائی نجاست آلودہ جوتیاں پہن کر چلیں۔ فرش مسجد اس سے ملوث ہو۔ اسی فرش پر پرستاران حق پیشانیاں رگڑیں، سجدے کریں۔ کیا یہی مسجد کی پاکیزگی و تنظیف ہے؟ خواجہ صاحب کے فرش دلبستر پر اگر کوئی جوتہ پہن کر پاؤں رکھے تو شاید انہیں ناگوار ہو۔ مگر مسجد کے لئے گوارا ہے حیف صد حیف! اور اگر خواجہ صاحب نے انگریزوں کا سا مزاج پیدا کر لیا ہو اور ان کو جوتے و ٹوپی میں فرق و امتیاز باقی نہ رہا ہو جس طرح وہ جوتے پر ٹوپ، اور ٹوپ پر جوتا بے تکلف رکھ لیا کرتے ہیں۔ آپ کو بھی گوارا ہو تو آپ کے ذوق سلیم سے سوال کرنا بے کار ہے اور حکم شرع بیان کرنا عبث۔

صحابۂ کرام کی مثالیں دینا بے کار ہے آج ان کی طرح طہارت و نظافت کا لحاظ کس کو ہے۔ کون احتیاط رکھتا ہے کہ اس کا قدم ناپاک جگہ پر نہ رکھا جائے۔ اور اس کا جوتا نجاست پر نہ پڑے۔ صحابہ کرام کی دینداری اور ان کی طہارت سے دوسروں کو کیا نسبت ان کی پاپوش مبارک جیسی پاک وصاف رہتی تھیں آج لوگوں کو اپنے لباس کے لئے وہ پاکیزگی میسر نہیں۔ خواجہ صاحب نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث

نقل کی جس میں ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے نعلین شریفین کو نماز میں پائے اقدس سے اتارا تو صحابہ نے اپنی پاپوش اتاریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ سے پاپوش اتارنے کا سبب دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے حضور کو کر ایسا کیا ارشاد فرمایا کہ جبرئیل نے ہمیں آکر خبر دی کہ نعلین شریفین میں کچھ لگا ہے اس لئے ہم نے نعلین شریفین کو اتارا تم میں سے جب کوئی مسجد میں آئے چاہیئے کہ اپنی پاپوشوں کو دیکھ لیا کرے اگر ان میں کچھ لگا ہے تو ان کو رگڑ کر صاف کر لے۔

اس حدیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نعل پاک میں جو چیز لگی تھی وہ نجاست تو نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی کیوں کہ نجاست ہوتی تو نماز کا اعادہ فرمایا جاتا کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ آدھی نماز نجس نعلین سے پڑھ لی جائے علاوہ بریں نجاست کی صورت میں چونکہ نماز ہی درست نہ تھی اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نماز سے قبل حاضر ہو کر اطلاع کرتے اس سے صاف ظاہر ہے جو چیز لگی تھی وہ نجاست نہ تھی لیکن گرد و کوڑے کا گمان بھی حبیب کے نعل شریف میں رحمت الٰہی کو گوارا نہ ہوا اور یہ بھی آپ کے منصب عالی کے لائق قرار نہ دیا گیا چنانچہ اسی حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وقذر بفتح قاف و ذال معجمہ آنچہ مکروہ بیند دارد و آنرا طبع ظاہر انجاستی نبود کہ نماز بآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا خوش دارد و الا نماز از سر نگیرفت کہ بعضے از نماز بآں گزاردہ بود خبر دادن جبرئیل و برآوردن از پا بجہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود" اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعل شریف کی طہارت کا تو یہ عالم ہے کہ اس کو اگر کوئی ایسی چیز بھی لگ جائے جس کو طبع سلیم ناپسند رکھے تو نماز میں جبرئیل

حاضر ہو کر عرض کرنے جگہ ایسی نعل پاک ہے جس سے کسی کے جبہ و دستار کو بھی کچھ نسبت نہیں اس پر آج کل کے بے احتیاط لوگوں کے جوتوں کو قیاس کرنا سراسر خطا ہے پھر یہ ادعا بھی غلط و باطل ہے کہ حضور کی عادت کریمہ ہی یہ تھی کہ پاپوش مبارک پہن کر نماز پڑھیں اور ہمیشہ ایسا ہی کیا جاتا تھا اور صحابہ بھی سب اس کے عامل تھے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلا یضع نعلیہ عن یمینہ ولا عن یسارہ فتکون عن یمین غیرہ الا ان لا یکون علی یسارہ احد ولیضعھما بین رجلیہ یعنی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو جوتا اپنے داہنے طرف نہ رکھے اور نہ بائیں طرف رکھے کیونکہ وہ دوسرے شخص کے داہنے ہو جائے گا مگر جس حالت میں کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ جوتا اپنے پاؤں کے درمیان رکھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمانہ اقدس میں بھی جوتا پہن کر نماز پڑھنا امر عادی نہ تھا جب تو جوتا رکھنے کی جگہ بتائی گئی۔ اسی ابوداؤد شریف میں دوسری روایت حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حافیا ومنتعلا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پابرہنہ نماز پڑھتے بھی دیکھا اور جوتا پوش مبارک پہنے ہوئے بھی۔ اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ پاپوش مبارک پہنکر نماز پڑھنا امر عادی نہ تھا خود حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پاپوش مبارک کے بغیر نماز پڑھتے اور صحابہ کرام بھی۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے جوتا پہنکر نماز پڑھنا واجب بتایا ہے تو کیا ان کے نزدیک معاذ اللہ صحابہ کرام اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی واجب

ذکر کیا کرتے تھے؛ اور خواجہ صاحب نے تو نمازیں جوتا نہ پہننے والے کو ضعیف الایمان ٹھہرایا ہے کس قدر نادانی اور جہالت ہے اور یہ بات کہاں تک پہنچتی ہے خواجہ صاحب اگر حق وانصاف کا کچھ بھی لحاظ ہو تو فوراً توبہ کریں اور توبہ کا اعلان بھی شائع کریں کہ فوبتاسر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ یعنی جس طرح گناہ ویسی توبہ۔

مسجد کی صفائی اور تنظیف کے جو احکام اوپر احادیث سے بیان کئے گئے ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف ناپاک چیز سے تو مسجد کو بچایا جائے بلکہ جو چیز ناپاک نہ ہو مگر طبع سلیم اس سے گھن کرتی ہو اور ناپسند رکھتی اس سے بھی مسجد کو بچانا داخل تنظیف ہے اور نہ تھوک اور رینٹھ سے خواجہ صاحب کی مسجد خوب گندہ ہوتی رہے۔ اور خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ چیزیں ناپاک نہیں ہیں مگر خواجہ صاحب کے کہنے سے کیا ہوتا ہے جو حدیث شریف میں اس کی تشریح فرمادی گئی بخاری ومسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ البزاق فی المسجد خطیئۃ یعنی مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ باوجودیکہ تھوک نجس ونا پاک نہیں مگر طبیعت سلیمہ اس سے کراہت کرتی ہے۔ تو جوتا جب بازاروں سڑکوں میں ہر طرح کے پاک وناپاک راستوں میں استعمال کیا جائے تو اس کی پاکی کا احتمال ضعیف ہے۔ اور غالب ہے کہ ضرور اس میں نجاستوں کا نفوذ ہوا ہو اور فرض کرو ایک شخص نے نہایت احتیاط کی کبھی نجاست پر اس کا قدم نہ پڑا تب بھی ایسی چیزیں جوتے میں لگ جانا بہت غالب ہے اور اس سے مسجد کی تلویث کا قوی اندیشہ ہے اس لیے جوتے کو مسجد میں لے جانا درست نہ ہوا جیسا کہ بچوں کا مسجد میں جانا اندیشۂ تلویث وتنجیس سے درست نہیں۔ درمختار میں ہے ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسھم والا فیکرہ اور حدیث

میں وارد ہوا۔ جنبوا مساجدکم عن صبیانکم ومجانینکم۔ زمانہ اقدس پر قیاس نہیں ہو سکتا اس لئے کہ صحابہ کی جیسی احتیاط کسی کا کیا منہ ہے کہ کر سکے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش اقدس میں کوئی پاک چیز بھی لگ جائے جو طبع سلیم کو پسند نہ ہو تو وحی آئے، وہاں اطمینان ہے کہ وہ نعل اقدس ایسی پاک چیزوں سے بھی آلودہ نہیں جن سے طبع سلیم متنفر ہو تو اس نعلین پاک کا مسجد میں جانا یقیناً موجب تلویث مسجد نہیں۔ علاوہ بریں اس زمانہ میں مسجد شریف میں بچھنے فرش تھا جس کی تلویث کا اندیشہ ہوتا اس کے ماسوا جن احادیث میں جوتا پہن کر نماز پڑھنے کی نسبت ارشاد ہوا ان میں اس کی علت کفار (یہود) کی مخالفت بتائی گئی۔ اور آج کفار (نصاریٰ وغیرہ) کا عام دستور ہے کہ وہ جوتا نہیں اتارتے۔ جیسا کہ خود خواجہ صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ تو ان کی مخالفت جوتا اتار کر مسجد میں جانے کی علت ہے۔ مقصود شارع علیہ السلام کی مخالفت کفار ہے۔ اور اب وہ جوتا اتارنے میں حاصل ہے۔ تو پہننے کا حکم اور اس پر تاکید خلاف منشائے شارع علیہ السلام ہے۔ یہ تمام باتیں کتابوں میں تھیں اور خود خواجہ صاحب نے جس رد المحتار کی عبارت نقل کی ہے میں موجود تھیں۔ مگر ان پر نظر نہ ڈالنا اور اس عبارت کو چھوڑنا حق و انصاف کا خون ہے بلاحظہ فرمایئے۔ رد المحتار کی عبارت (وصلوا فیہ) ای فی النعل والخف الطاہرین افضل لمخالفۃ الیہود وتاثر خانیۃ وفی الحدیث صلوا فی نعالکم ولا تشبہوا بالیہود رواہ الطبرانی کما فی الجامع الصغیر رامز الصحتہ واخذ منہ جمع من الحنابلۃ انہ سنۃ ولو کان یمشی بہا فی الشوارع لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ کانوا یمشون بہا فی المدینۃ ثم یصلون بہا قلت لکن اذا خشی تلویث فرش المسجد بہا ینبغی عدمہ وان کانت طاہرۃ واما المسجد النبوی فقد کان مفروشا بالحصا فی زمنہ

صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف فی زماننا ولعل ذلک لعلل ما فی عمدۃ المفتی من ان دخول المسجد متخلعا من سوء الادب تامل. یعنی بنظر مخالفت یہود پاک جوتوں اور موزوں کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جوتوں سمیت نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ تشبیہ نہ کرو۔ اس حدیث سے ایک جماعت صحابہ نے اخذ کیا کہ یہ سنت ہے خواہ ان جوتوں کو پہنکر رستوں میں چلتا ہو۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مدینہ طیبہ کے راستوں میں پاپوش مبارک پہنکر چلتے پھر ان کے ساتھ نماز پڑھ لیتے علامہ فرماتے ہیں لیکن جب مسجد کی تلویث کا اندیشہ ہو تو چاہیئے جوتا پہن کر مسجد میں نہ چلے جو دو جوتا پاک ہی کیوں نہ ہو لیکن مسجد نبوی میں زمانہ اقدس میں سنگریزے بچھے تھے لہٰذا فرش نہ تھا بخلاف ہمارے زمانہ کے اور شاید یہی محل ہو اس کا جو عمدۃ المفتی میں ہے کہ مسجد میں جوتے پہنکر داخل ہونا بے ادبی ہے۔ اور مسجد کی شان و عظمت کے خلاف ہے۔

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جوتا پہنکر نماز پڑھنے کی فضیلت قصد مخالفت کفار کے ساتھ مختص ہے۔ اور جب کفار جوتے کے پابند ہو گئے تو اب مخالفت جوتا پہنکر نماز پڑھنے میں نہ رہی بلکہ جوتا اتارنے میں ہوئی۔ اور اسی علت سے اب جوتا اتارنا ثابت ہوا۔ دوم یہ کہ مخالفتِ کفار کے قصد سے بھی وہ جوتا پہنکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے جو پاک ہو اور اس سے اندیشہ تلویث مسجد نہ ہو۔ اور یہ بات آج حاصل نہیں ہمارے جوتوں سے مسجد کی تنجیس و تلویث کا کافی اندیشہ اور ظن غالب ہے۔ لہٰذا ان جوتوں کو پہن کر مسجد میں جانا ہرگز درست نہیں رہا خواجہ حسن صاحب کا یہ فرمانا کہ جوتا رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے مطلق صحیح نہیں کیوں کہ نجاست غیر ذی جرم سے بغیر دھوئے ہرگز پاک نہیں ہو سکتا نہ کسی حدیث

سے ایسا ثابت کر سکتے ہیں۔ بلکہ جو حدیثیں آپ نے لکھی ہیں ان کی شرح دیکھئے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے اما النجاسۃ مثل البول ونحوہ یصیب الثوب او بعض الجسد فان ذلک لا یطھر الا بغسل الجمیع کما ذکرہ الطیبی۔ یعنی پیشاب اور اس کی مثل نجاست کپڑے یا جسم کو لگ جائے۔ تو وہ بالاجماع بغیر دھوئے پاک نہیں ہو سکتا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں "اما در غیر ذی جرم مثل بول وخمر غسل واجب است" درمختار میں ہے۔ وان لا جرم لھا کبول فیغسل۔ یعنی اگر پیشاب کی طرح نجاست غیر ذی جرم ہو تو دھونا لازم ہے۔ شامی میں ہے فیغسل ای الخف قال فی الذخیرۃ والمختار یغسل ثلاث مرات ویترک فی کل مرۃ حتی ینقطع التقاطر ویذھب المداوۃ ولا یشترط الیبس۔ یعنی ذخیرہ میں ہے کہ مختار یہ ہے کہ تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا جائے کہ تقاطر موقوف ہو اور تری جاتی رہے۔ بالکل خشک ہونا شرط نہیں۔ خواجہ صاحب کا یہ خیال کہ نجاست غیر ذی جرم رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے بالکل غلط اور کتب دینیہ کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اور نجاست مجسدہ کو نجاست غیر ذی جرم سمجھ جانا علم کی کمی ہے اور باوجود اس قدر بے علمی کے مسائل دینیہ میں قلم اٹھانا کمال جرأت ولاحول ولاقوۃ رہی یہ بات کہ حدیث شریف میں جوتے کا رگڑنے سے پاک ہونا بیان کیا ہے اس سے کون سی نجاست سے پاک ہونا مراد ہے؟ یہ حدیث کی شرح سے معلوم کیجئے۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے "و نجاست حسیہ است کہ چیزے ازاں متلبس گرفتہ است بخلاف پس دلالت کردآں را بالفحوٰی یعنی حدیث میں خشک نجاست مراد ہے کہ اگر وہ جوتے یا موزے کو لگ جائے تو زمین سے رگڑنے سے پاک ہو جائے گا اور یہ بات قرآن عقل بھی ہے کہ خشک نجاست اگر جوتے

کو لگ گئی تو رگڑنے سے چھوٹ جائے گی جوتا پاک ہو جائے گا بموجب نجاست سے جو جوتے کے جرم میں تھی وہ تو کر ہی نہیں پائے تھے لیکن نجاست سے جو جوتے کے جرم میں تھی وہ صرف رگڑنے سے کیسے پاک ہو جائے گی اور یہ بات عجیب عقل ہے جو جوتے اور برلوہے کی جالیاں رکھی جائیں سر آنے والا پہلے ان سے اپنے جوتے رگڑ لے جب خواجہ حسن صاحب کے نزدیک جوتا اتنا پیارا ہوتا ہے کہ حالت نماز میں اس کے ساتھ چھوٹ جانے (یہ انہیں کے الفاظ ہیں) تو اس جوتے کو روزانہ کم از کم پانچ دفعہ رگڑ رگڑ کر اور زمین کو زخمی کون گوارا کرے گا؟ یہ قید لگا دیجئے تو جوتے کی محبت والے مسجدیں ویران چھوڑ دیں گے اور نماز کے لئے یہ نقصان گوارا نہ کریں گے کہ چھ ماہ چلنے والا جوتا ہفتہ عشرہ میں ہی ختم ہونے لگتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ فتویٰ دے کر دلی کے جوتا فروشوں کی اعانت بالنصیحت

الحاصل جب یہ واضح ہو گیا کہ عام طور پر جوتوں میں رات دن رہنے کی وجہ سے نجاست لگی رہتی ہے اور صحابہ کرام کی سی احتیاط آج کسی کو میسر نہیں تو مسجدوں کی تطہیر و تنظیف کے لئے ضروری ہے کہ فرش مسجد کو جوتوں سے رکھوایا جائے اور جو لوگ کہ مسجدوں میں جوتے سمیت داخل ہونے کو جائز نہ سمجھا جائے جیسا کہ دیر نقل کی ہوئی عبارت کتب معتمدہ سے ثابت کر دیا گیا۔

علامہ ابن عابدین شامی نے اس کی تصریح فرما دی ہے کہ اگر جوتا پاک ہو مگر فرش پر نجاست اس کو لگی ہو تو اس سے مسجد کی تلویث کا اندیشہ ہو جب بھی ان کو باہر رگڑ کر اندر آنا چاہیے مگر خواجہ صاحب نے یہ عبارت دیکھ کر بھی نقل نہیں کی حالانکہ یہ عبارت کے صرف ہے زمانہ اقدس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جوتا سمیت تشریف لاتے اس کی تین وجہیں ہیں دو وجہیں تو دیگر ہیں ایک یہ بھی تھی کہ جوتا پاک ہے

ہونا۔ دوسرا مخالفت کفار کا قصد۔ اور تیسری وجہ علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں یہ تحریر فرمائی کہ اس زمانہ میں مسجد نبوی میں سنگریزے بچھے تھے فرش پختہ نہ تھا لہٰذا پاک جوتوں سے اس کی تلویث کا اندیشہ نہ تھا بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ اب فرش پختہ ہیں، پاک جوتا بھی ان پر نہ پہنا چاہیے کہ اس سے تلویث مسجد ہوگی اور حالات بدلنے سے ضرور حکم بدل جاتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور کے زمانہ میں مسجد کے اندر کتے آتے جاتے تھے اس کا یہی تو باعث تھا کہ فرش خام تھا تلویث کا اندیشہ نہ تھا کیا اب بھی خواجہ صاحب اجازت دیں گے کہ فیشن ایبل جنٹل مین بوٹ پہنکر کتا ساتھ لے کر مسجد کے اندر آیا کریں۔

اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے شرح میں فرمایا: "گفتہ اند کہ ایں در ابتدائے اسلام بود بر اباحت اصلیہ پس ازاں وارد شد امر بتکریم مساجد و تطہیر آں محافظت آں از در آمدن کلاب و حیوانات و ساختن درہا و در بند ہا تا آنکہ یک وقتے امر کردند بکشتن سگاں"۔ یعنی یہ حکم اباحت اصلیہ کی بنا پر ابتدائے اسلام میں تھا اس کے بعد مساجد کی تکریم و تطہیر اور ان کی حفاظت و نگہداشت کا امر وارد ہوا۔ اور کتوں اور جانوروں کو مسجد شریف سے روکنے کے لئے دروازے اور کیواڑ بنائے گئے یہاں تک کہ ایک وقت کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا گیا۔

اب الحمد للہ خواجہ صاحب کے تمام واہی تباہی شبہوں کا قلع قمع ہو گیا، اور مسئلہ خوب واضح ہو گیا۔ اگر خواجہ صاحب اب بھی نہ سمجھیں تو بعون اللہ تعالیٰ ایک مبسوط تحریر سے ان کے اطمینان کی کوشش کی جائے گی مگر تعجب یہ ہے کہ اس قدر صاف مسئلہ

ہیں انہیں الجھن کس طرح ہوئی۔ انہیں تو اتنا سمجھ لینا کافی تھا کہ تمام دنیا کے مسلمان صدیوں سے مسجدیں جوتا پہنکر آنا ناجائز سمجھتے ہیں اسی پر تمام امت کے اخیار، ابرار، صالحین علماء ائمہ اولیا سب کا عمل رہا ہے یہ مسئلہ اجماعی ہوگیا آج بھی تمام مسلمان اس کے عامل ہیں اور کسی مسئلہ کی صحت کے لئے مسلمانوں میں اس کا بلا نکیر رائج ہونا بھی دلیل شرعی ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن جو مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہے اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل مؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ یعنی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کردیں گے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی تفسیر مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں وھو دلیل علی ان الاجماع لا تجوز مخالفتھا کما لا تجوز مخالفۃ الکتاب والسنۃ لان اللہ تعالیٰ جمع بین اتباع سبیل المومنین وبین مشاقتہ الرسول فی الشرط وجعل جزاءہ الوعید الشدید فکان اتباعھم واجبا کموالات الرسول۔ یعنی یہ آیت دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے قرآن و حدیث کی مخالفت جائز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی راہ کے سوا دوسری راہ کے اتباع کو مخالفت رسول کے ساتھ شرط میں جمع فرمادیا اور اس کی جزا وعید شدید ٹھہرائی تو مسلمانوں کا اتباع رسول کی موالات کی طرح واجب ہوا تفسیر خازن میں ہے۔ وذلک

لان اتباع غیر سبیل المومنین وھو مفارقۃ الجماعۃ حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المومنین ولزوم جماعتھم واجبا. یعنی یہ اس لئے کہ مسلمانوں کی راہ کے سوا اور دوسری راہ کا اتباع اور وہ جماعت سے مفارقت کرنا ہی حرام ہے تو مومنین کی راہ کا اتباع اور ان کی جماعت کا لزوم واجب ہوا۔

اس مضمون پر بکثرت نصوص وارد ہیں۔ اور کوئی عاقل جو اسلام کا بدخواہ نہ ہو یہ گوارا نہ کرے گا کہ ایسا امر جس میں تمام دنیا کے مسلمان متفق اور متحد ہیں اور اس میں اصلا اختلاف نہیں اس کو مورد بحث بنائے اور مسلمانوں میں جھگڑے اور فساد پیدا کرے۔ مساجد کی بے حرمتی کے لئے عوام و خواص کو ہر طرح کے جوتے پہن کر مسجد میں آنے کی اجازت دے اور فساد کی ایک بنیاد قائم کرے یہ خیال خواجہ حسن صاحب ہی کے دماغ عالی میں پیدا اور اس پر آپ سنتوں شہیدوں کے ثواب کے بھی امیدوار ہیں اور جوتا پہنکر مسجد میں آنے کو سنت سمجھ رہے ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ جوتا پہنکر مسجد میں آنا واجب قرار دیتے ہیں اور جو اس میں ان کے ساتھ نہ ہو اس کے ایمان میں شک کرتے ہیں کس قدر ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔ آمین۔

المعجزۃ العظمی المحمدیۃ

۱۳۴۵ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مورخہ ۶ر شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ کو مغرب کے وقت بجانب قبلہ ایک روشن ستارہ نے ٹوٹ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمد صفحۂ آسمان پر نمایاں کیا۔ جبلپور کے اکثر مقامات کے ہزاروں باشندوں نے دیکھا کیا اس کرشمۂ قدرت یا آسمانی شہادت کو معجزہ کہا جا سکتا ہے۔؟ جواب مع عقلی و نقلی دلائل تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

احقر نوراللہ خاں کاتب الہ آبادی ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

ہر امر عجیب و خارق عادات جس کے ظہور کا تعلق نبی کی ذات و صفات اور

خصائص وحالات سے ہو۔ اگر وہ تحت تحدی و مقترن بدعوائے نبوت ہے تو معجزہ ہے ورنہ آیت لیکن بروجہ تشبیہ و تغلیب آیت پر بھی معجزہ کا اطلاق شائع و ذائع ہے۔ پھر یہ تعلق بھی نبی کی حیات ظاہری سے خاص نہیں بلکہ نبی کی وفات کے بعد بھی عام اور تا قیامت باقی ہے۔ حتی کہ نبی کی امت میں کسی ولی کی کرامت بھی اسی نبی کے معجزات سے ہے غرضیکہ نبی کی وفات کے بعد بھی اس سے نسبت رکھنے والے امور خارقہ عادت و کرہائے قدرت الٰہی آیات و معجزات دکھلائیں گے کیونکہ وہ نبی سے متعلق ہیں اور بدلالت قرائن و احوال و خصائص بھی حکماً مقترن بدعوائے نبوت اور تحت تحدی ہیں، زبیدی شرح احیاء میں ہے ؎

(ایدہ اللہ سبحانہ بالمعجزات الظاہرۃ والآیات الباہرۃ)
معنی الآیۃ العلامۃ علی صدقہ والمعجزۃ ھی الآیات مع التحدی بھا" اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی ظاہر معجزات اور کھلی ہوئی آیتوں کے ساتھ"

آیت کے معنی یہ ہیں کہ ایسی علامت حضور کی صداقت پر دلالت کرے، اور معجزہ بھی وہی آیت ہے جو تحدی کے ساتھ ہو۔ اور بھی زبیدی میں ہے۔ ؎

والقوم یعدون امثال ھذہ کشف الصدر واظلال الغمامۃ والتسلیم والحجر معجزات علی سبیل التشبیہ و التغلیب۔ اور قوم یعنی آئمہ کرام نے ایسی آیتوں اور نشانیوں

کو جو بغیر تحدی کے ہوں جیسے شق صدر اور ابر کا سایہ کرنا اور پتھر کا سلام کرنا معجزات میں بروجہ تشبیہ وتغلیب شمار کیا ہے"

فتاوی حدیثیہ میں ہے ان کرامۃ الولی من بعض معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولی کی کرامت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

پھر بعد وفات نبی جب تک نبی کی نبوت باقی اس کے دعوائے نبوت پر تحدی قائم۔ اور نبی کے تحت تحدی اور تحت نبوت جو امر خلاف معمول وخارق عادت صادر ہو وہ اس نبی کا معجزہ ہے کیوں کہ معجزہ ایک فعل الٰہی ہے جو منکرین ومشرکین وبعاندین کو نبی کی مخالفت اور اس کے مقابلہ معارضہ سے عاجز کرکے اس نبی برحق کے دعوی نبوت ورسالت کی تصدیق اور اس کے دین متین کی صداقت وحقانیت کی توثیق کرے تو اس کے لئے نبی کی حیات ظاہری کی حاجت نہیں۔ نشر المحاسن میں ہے کل فعل خارق للعادۃ مستلزم صدق النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فیما ادعاہ من الرسالۃ معجزۃ لہ۔ ہر فعل جو خارق عادت خلاف معمول ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ احیاء العلوم میں ہے۔ وجہ دلالۃ المعجزۃ علی صدق الرسل ان کل ما یعجز عنہ البشر لم یکن الا فعل اللہ تعالی۔ نبیوں اور رسولوں کی سچائی پر معجزہ کے دلالت کرنے کی وجہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے مقابلہ سے انسان عاجز ہو وہ اللہ ہی کی طرف سے اور اسی کا فعل ہے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے والمعجزۃ علی ھذا لا یشترط لھا حیاۃ الرسول بل تکون بعد موتہ ایضا تو اس بنا پر معجزہ کے لئے رسول کا حیات ظاہری

کے ساتھ زندہ رہنا شرط نہیں بلکہ معجزہ ان کی وفات کے بعد بھی ہوتا ہے۔

جب ظہور معجزہ کے لئے رسول و پیغمبر کی حیات ظاہری شرط نہ رہی تو بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی خرق عادت ظاہر ہوں سب معجزہ ہیں کیوں کہ وہ مقرون بالتحدی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بین شہادت دیتے ہیں اور بقرائن صریحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی صداقت وحقانیت پر دلالت کرتے ہیں اور منکرین و معاندین اس کے معارضہ سے عاجز اور مقابلہ سے مبہوت ہیں۔ فتاوی حدیثیہ میں ہے اکثر معجزات الانبیاء لاسیما نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقعت من غیر ادعاء النبوۃ انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر معجزات خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ادعائے نبوت کے واقع ہوئے۔ اور بھی فتاوی حدیثیہ میں ہے ان کل ما وقع منہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد النبوۃ مقرون بالتحدی لان قرائن اقوالہ واحوالہ ناطقۃ بدعواء النبوۃ وتحدیہ المخالفین واظہارہ ما یقمعھم ویجدیھم: جو معجزات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد نبوت ظاہر و واقع ہوئے وہ مقرون بالتحدی ہیں۔ کیونکہ حضور کے دعوائے نبوت اور حضور کے مخالفین پر تحدی اور حضور کا وہ باتیں ظاہر فرمانا جو منکرین و مخالفین کو توڑ دیں اور عاجز کر دیں ان تمام امور پر حضور کے اقوال اور احوال کے قرائن ناطق ہیں۔ شرح الشفاء للملا علی قاری میں ہے (معجزۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا تبید) ای لا تفنی ابدا ولا تنقطع (وآیاتہ) علاماتہ الدالۃ علی صدقہ (تجدد یوما فیوما ولا تضمحل) ای ولا تزول اصلا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور کبھی منقطع

نہ ہوگا اور حضور کی آیتیں یعنی حضور کی سچائی اور صداقت وحقانیت پر دلالت کرنے والی علامتیں دن پر دن نئی ظاہر ہوں گی اور کبھی کمزور نہ ہوں گی یعنی ہرگز زائل نہ ہوں گی حدیقہ ندیہ میں ہے۔ انہ کان مبعوثا الی الثقلین وخاتم الانبیاء والرسل والمعجزۃ الظاہرۃ باقیۃ علی الزمان وشہادۃ قائمۃ فی القیامۃ علی کافۃ البشر" بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے اور آپ خاتم ہیں تمام نبیوں اور رسولوں کے۔ اور آپ کے کھلے ظاہر معجزات زمانہ کے قائم رہنے تک باقی ہیں اور صدق نبوت کی شہادت قیامت تک کے تمام لوگوں پر قائم ہے۔

افضل القریٰ میں ہے ان ھذہ الشریعۃ کانت باقیۃ علی صفحات الدھر الی یوم القیٰمۃ بالمعجزات العقلیۃ الباقیۃ لیرھا ذو البصائر۔ بیشک یہ شریعت دنیا کے پردہ پر قیامت تک رہنے والی ہے۔ یہ شریعت خاص کی گئی ہے معجزات عقلیہ کے ساتھ جو باقی رہیں گے تاکہ انہیں عقل کی آنکھ والے دیکھیں۔

جامع الکرامات میں ہے" فکان بذالک صلی اللہ علیہ وسلم کانہ موجود بین امتہ لیشاھدون معجزاتہ بعد مماتہ کما کانوا یشاھدونھا فی حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیزداد الذین اٰمنوا ایمانا"۔ ان معجزات کے سبب گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے درمیان خود موجود ہیں کہ لوگ آپ کے معجزات کا مشاہدہ آپ کی وفات کے بعد کر رہے ہیں جیسا کہ آپ کی حیات ظاہری میں مشاہدہ کرتے تھے تاکہ ایمان والوں کے ایمان زیادہ ہوں"۔

واقعہ مذکورہ سوال ستارہ کا بصورت شہاب ثاقب نازل ہونا مطلع ہلال

پر قرار پکڑنا پھر اس کا تغیرات کے بعد اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جانا حسب تصریحات بالا یقیناً وہ سرکار رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بین معجزہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی انسان کا کام تھا نہ وہ کسی مجہول الحال کا نام تھا، نہ کوئی مہمل و بے معنیٰ کا کلمہ تھا بلکہ ایک فعل الٰہی اور کرشمۂ قدرت کبریائی تھا جس نے اپنے پیارے محبوب حقیقی مطلوب تحقیقی مختار مطلق برگزیدہ نبی برحق پیغمبر اعظم رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم محترم اسم پاک و معظم کو چمکا کر روشن فرما کر بھٹکتوں گم کردہ راہوں کو متنبہ کر دیا اور سوتوں غفلت آشناؤں کو بیدار فرمایا کہ یہی سرکار ابد قرار ہیں جن کا دین متین قیامت تک قائم و باقی اور جن کی نبوت کریمہ و رسالت عظیمہ دائم و لازوال ہے یہ ظہور اسم مبارک زبان حال سے کفار پر تحدی فرما رہا ہے کہ ہے کوئی دین کوئی مذہب کوئی ملت کوئی فرقہ جو اسلام کی ایسی کھلی صاف روشن مبارک مثال پیش کر سکے۔ لا واللہ ہرگز نہیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔ تو اے مخالفین اسلام! اگر تم ایسی ظاہری مثال پیش نہ کر سکو اور یقیناً تم ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو ڈرو اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر جنہیں یہ آدمی بت بنا کر پوجتے ہیں اور وہ مقرر کی گئی ہے صرف کافروں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ اسم اعظم علم معظم کو مرتفع فرما کر اپنے بندوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو بشارت عظیمہ دے رہا ہے کہ جس پیارے نبی کی پیروی جس برگزیدہ پیغمبر کی اطاعت جس رسول کی تعظیم کے اتباع میں تمہیں مراتب سعادت عطا ہوں تمہیں عذاب الٰہی، فتنۂ قبر اور عذاب آخرت سے نجات ملے اس کا نام پاک علم مبارک ہم نے مشعل

ہدایت بنا کر مطلع ہلال پر چمکا دیا اور حسب وعدۂ قرآنی ورفعنا لک ذکرک ہمنے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا" اسم مبارک کو رفعت و بلندی کے ساتھ تر پر سایہ افگن فرما دیا جو اپنی سعادت افروز تجلی اور مسرت افروز روشنی میں عامۂ امت اجابت و دعوت کو طریق خیر و سعادت اور صراط رشد و ہدایت کی طرف پکار پکار کر بتلا رہا ہے ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔ یقیناً یہی میری سیدھی راہ ہے۔ تو اس پر چلو۔ اور دوسری راہیں نہ اختیار کرو کہ سیدھی راہ سے بھٹکا دیں۔ بلاشبہ یہ ظہور اسم پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور کی نبوت و رسالت کے بقا و قیام و دوام کی بین شہادت اور دین مصدق و برحق اسلام کی برہان ساطع اور اس کی صداقت و حقانیت پر دلیل قاطع ہے جس کے ظہور سے نفار و مشرکین و مخالفین اسلام مبہوت اور اس کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز و قاصر ہیں یہی معجزہ کی تعریف ہے اور تمام مہا اس پر صادق۔

شرح مقاصد میں ہے المعجزۃ ھی فعل من اللہ تعالیٰ یقصد بہ التصدیق۔ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق مقصود ہے۔ اب کون ہے جو اعجاز محمدی ہونے میں شک لائے اور معجزہ ہونے میں کلام کرے۔

مسلمانو! ہوشیار خبردار۔ بہت سو چکے اور خواب غفلت میں اتنا کچھ کھو چکے کہ اس کی تلافی دشوار ہے۔ مگر جو کچھ باقی رہا اسی کو سنبھالو اور ظہور اسم تمہیں سبق دے رہا ہے کہ اسی مبارک و محترم نام والے سرکار ابد قرار کے سایہ میں تمہارے

سب کچھ ہے۔ صدق و اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت ان کا اتباع ان کی پیروی تمہارے لئے منہاج رفعت و عزت اور معراج ترقی ہے۔ اس سے اِدھر ہونے ان سے پھر جانے روگرداں ہو جانے میں تمہارے لئے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ قال عزوجل ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ و رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں سے ہیں۔ اللہ لکھ چکا کہ ضرور ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول غالب آئیں گے بیشک اللہ قوۃ والا عزت والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ عزمجدہ اتم واحکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین غفرلہ

۱۵ شوال المکرم ۱۳۲۵ھ

عرس کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں پر عرس کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب باسند کتاب اور یہ لفظ عرس کے کیا معنی ہیں بعبارات عربیہ یا فارسیہ وترجمہ مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام

مستفتی

مولانا مولوی برکی محمد علی صاحب

مسئولہ مقام بصنجن قاسم پور ضلع غفور گڑھ۔

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بزرگان دین کے مزارات پر ان کی وفات کے دن جو لوگ زیارت و ایصال ثواب وحصول برکات کے لئے سالانہ حاضر ہوتے ہیں اس کو عرس کہتے ہیں غیاث اللغات میں ہے مجاز بمعنی مجلس طعام فاتحہ بزرگان کہ بروز وفات بعد از سالے کنند چہ اکہ رحلت

از نمکدۂ دنیا بمنزلہ شادی عروسی است بحق عاشقانِ حق چنانکہ سعدی فرمائید ؎

عروسی بود نوبتے ماتمت　　اگر نیک روزی بود خاتمت

لفظ عرس اس معنی کے لئے حدیث شریف سے ماخوذ ہے نکیرین قبر میں جواب ثانی کے بعد بندہ مرحوم سے کہتے ہیں۔ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ رواہ الترمذی یعنی سو جا مثل سونے عروس کے جس کو اس کے اہل کے اس کے سب سے پیارے کے سوا کوئی نہ جگائے۔ فی الواقع جب منزل اول کے امتحان گاہ صدق و اخلاص میں بندہ کامیاب ہوا اور رحمت و کرم سے نوازا گیا۔ تو وہ دن اس کے لئے دنیا کے تمام ایام سے زیادہ شادی و خوشی کا دن ہے۔ اور حقیقت میں وہ آج ہی دولھا بنا ہے کہ ملائکہ رحمت اس کی ناز برداری کرتے ہیں۔ اور جنتی سامانوں سے اس کی قبر کو روضۂ پُر بہار بنا کر اس سے آرام کی نیند سونے کی درخواست کرتے ہیں جس کا بیان حدیث شریف میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ و افتحوالہ بابا الی الجنۃ الی اخرہ رواہ الحمد۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۴۲) ترجمہ جواب ثانی دینے کے بعد آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ میرے بندہ نے سچ کہا پس اس کے لئے جنتی فرش بچھاؤ اس کو جنتی لباس پہناؤ اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ جن کے لئے قبر میں یہ عزت و تکریم ہو ان کے لئے موت کے دن یقینی شادی کا دن ہے اس لئے اولیائے حق کے روز وفات کو روز عرس کہنا بالکل بجا اور حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔

یہ تو لفظ عرس کے معنی کا ایک مختصر بیان ہوا۔ اب مسئلہ عرس کے متعلق عرض کیا

کیا جاتا ہے۔

عرس کا جواز ریب و اشتباہ کا محل نہیں ہے۔ اگر شریعت میں اس کی کوئی سند بھی نہ پائی جائے تو بھی بسبب عدم ورود ممانعت کے جائز ہوتا کیونکہ عدم ممانعت ہی کا نام اباحت و جواز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا یہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنہا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنہا۔ اے ایمان والو! تم بہت چیزوں کو دریافت نہ کرو۔ اگر کوئی حکم ظاہر فرما دیا جائے تو تمہیں گراں گذرے گا۔ اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں دریافت کرو گے تو ظاہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے وہ معاف فرما دیا ہے۔"

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ جس امر پر شریعت حاضرہ نے حکم نہ دیا ہو وہ معاف ہے اس پر مواخذہ نہیں اور مباح اسی کو کہتے ہیں کہ اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہ ہو حدیث شریف میں وارد ہوا ما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ یعنی جس چیز کے بیان سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہیں دوسری حدیث میں ہے وسکت عن اشیاء من غیر سوء نسیانا فلا تبحثوا عنہا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں سے بغیر نسیان کے سکوت فرمایا ہے تم ان میں بحث نہ کرو یعنی نسیان سے تو اللہ تعالیٰ پاک ہے تو جن چیزوں کا بیان نہ فرمایا ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ فراموش ہو گئی ہوں۔ تو علم میں حاضر ہوتے ہوئے جس چیز کی نسبت کوئی حکم ظاہر نہ فرمایا اس سے صاف مرضی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے کرنے پر کوئی مواخذہ یا عذاب نہیں۔ ان آیات و احادیث سے فقہاء نے یہ قاعدہ حاصل کیا کہ الاصل فی الاشیاء

الاباحة۔ یعنی اصل چیزوں میں جانب شرع سے اباحت ہے تو جس پر ممانعت وارد نہ ہو وہ اباحت اصلیہ شرعی پر ہے۔ اما الاباحة الاصلية التی نالت بها المعتزلة فهی ما لا مدخلية فيها للشرع وهو غير ذلك۔ اس قاعدہ نافعہ اور اس اصل عظیم سے ہزارہا مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ اور کوئی مدعی اسلام ایسا نہیں جس کے کثیر معمولات اس اصل کی شہادت نہ دیتے ہوں جب یہ اصل آیت و حدیث و فقہ سے ثابت ہو گئی۔ تو عاقل کے لئے یہ جان لینا کافی ہے کہ عرس پر ممانعت کا وارد ہونا اس کے جواز کی بضبط دلیل ہے منکرین عرس کو کچھ بھی جائے چوں و چرا نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ ممانعت عرس کو کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ کریں۔ اور ممانعت پر اصلاً کوئی دلیل نہیں۔ تو جواز یقینی ہوا یہ تو اس تقدیر پر ہے جبکہ فرض کر لیا جائے کہ عرس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ علماء صلحاء مشائخ کے یہاں مدتہائے دراز سے ہر ہر ملک میں عرس معمول ہے مسلمان اس میں عام طور سے شرکت کرتے ہیں اور اس کو موجب خیر و برکت جانتے ہیں اور مستحسن سمجھتے ہیں۔ تو کافہ اہل اسلام کا عمل اور صالحین کا تعامل کسی چیز کے استحباب کے لئے خود ایک دلیل ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا مَا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ جو امر مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔" اگر منکرین کو عرس کی کوئی دلیل معلوم نہ تھی تو انہیں اتنا ہی سمجھ کر استحسان کا قائل ہو جانا چاہیئے تھا۔ اب میں آپ کو عرس کے ثبوت دکھاؤں۔ غور کیجئے کہ عرس میں زیارت قبور ہوتی ہے، تلاوت قرآن پاک ہوتی ہے، ذکر خیر اور ایصال ثواب ہوتا ہے یہ سب چیزیں احادیث سے ثابت ہیں۔ زیارت قبور

کے لیے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا یعنی میں نے تمہیں زیارت قبور سے پہلے منع کیا تھا پس اب ان کی زیارت کرو۔ اور بہت حدیثیں زیارت قبور کی ترغیب میں ہیں جن کا انکار کرنا ہٹ دھرمی اور انتہائی نفسانیت ہے رہی یہ بات کہ عرس میں ہیئت قضائی کہاں تھی؟ یہ سوال خود لایعنی اور ناقابل التفات ہے کیونکہ کسی چیز کے جائز یا مستحب ہونے کے لیے اس کی اصل کا ثابت ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ تمام مدارس بدعت و گناہ ہو جائیں گے اور ان میں جیسے دینا ان کی تائید کرنا اعانت علی المعصیت ہو کیونکہ مدرسہ کی یہ ہیئت قضائی زمانہ اقدس میں نہیں پائی گئی۔ طلباء کی جماعتیں نہ جماعتیں صف بندیوں کے ساتھ کب مرتب تھیں۔ امتحانوں میں یہ شان کب تھی۔ لیکن اگر آپ اپنے اس فعل کو بے اصل نہیں مانتے ہیں اور ہیئت کذائی ثابت الاصل ہونے سے خارج نہیں کر سکتے ہیں تو عرس کو بھی غیر ثابت الاصل نہیں کہا جا سکتا۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ وہ احادیث سے ثابت ہو جیسا کہ تفسیر درمنثور میں مروی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے مزاروں پر سال کی پہلی تاریخ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی کے صفحہ ۱۱۴ میں ذکر فرمایا۔ اب رہا یہ عذر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر تشریف لے جاتے رہے ہونگے تو دو ایک خادم ہمراہ ہوتے ہوں گے اجتماع کثیر کہاں سے ثابت! نہایت ہی بیجا اور بہت ہی کمزور بات ہے کیونکہ اول تو یہ قیاس کہ حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس موقع پر صرف دو ایک صاحب ہی رہے ہوں گے،

بے اصل بے دلیل ہے اس کے لئے کوئی نقل درکار ہے۔ علاوہ ازیں فرض کیجئے دو ایک خادم بھی ہمراہ نہ ہوتے ہوں تو بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخ معین پر تشریف لے جانا مسلمانوں کے لئے اس عمل کو سنت نہ کرے گا۔ اور جب باتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ معین پر اہل اللہ کے مزارات پر جانا سنت ثابت ہوا تو کونسا امتی ہے جس کو کوئی شخص بھی اس سنت کی ادا سے روک سکے تو اگر کسی مزار پر اتباع سنت کی نیت سے بکثرت جانے والے جائیں تو ان میں ہر ایک سنت کا عامل ہوگا اور ان کے بیک وقت مجتمع ہونے سے وہ سنت اٹھ نہ جائے گی اس لئے اس اجتماع کو عدم جواز کی دلیل بنانا غلط و باطل ہے۔ اور اس میں اپنی رائے سے سنت کی تقلید لازم آتی ہے حقیقت عرس اسی قدر ہے جو بحمداللہ احادیث سے ثابت ہے جب بقصد زیارت و اتباع سنت بکثرت مسلمان کسی مزار پر پہنچے اور وہاں اجتماع مومنین حاصل ہوگیا تو اب وعظ و ذکر تلاوت قرآن صدقہ بہترین مشاغل میں سے ہیں یہی کام عرس میں ہوتے ہیں علماء صلحاء اولیاء اہل اللہ ہر طبقہ کے لوگ اس ادائے سنت کے لئے آتے ہیں ان حضرات کی زیارتیں ان کی ملاقات ان کا فیض صحبت یہ ایک اور نعمت ہے جس سے مومن دینوی و اخروی منافع حاصل کرتا ہے جب اس مبارک مقصد کی بدولت اجتماع ہو تو اس کے فرش وغیرہ کا انتظام زائرین کی سہولت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا کہ بندگان خدا کے آرام کے لئے راستہ سے کانٹا وغیرہ کسی ایذا دینے والی چیز کا ہٹا دینا بھی ثواب اور ایمان کی نشانی ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلھا لا الہ الا اللہ

وادناها اماطة الاذی عن الطریق۔ جب راہگذر سے کانٹا پتھر ٹھوکر لگنے والی چیز ہٹانا بھی ثواب اور ایمان کی نشانی ہے اس لئے کہ اس سے بندگان خدا کو ایک طرح کا آرام پہنچتا ہے تو ادائے سنت کے لئے سفر کرنے والوں سے واسطے روشنی فرش لنگر یعنی کھانے کا انتظام کرنا بطریق اولیٰ موجب برکت و ثواب و کار ثواب ثابت ہو گیا اور بشرع سے ثابت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اس کی مخالفت میں تشدد نہ کرنا چاہیئے کہ اس سے مخالفت سنت لازم آئے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ احکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ متین

محمد نعیم الدین غفرلہ المعین

۱۷۔ ربیع الآخر، سنہ ۳۵۲ھ

مراد آباد۔

مستورات اور پردہ

مسلم خواتین کی عزت و حرمت اور ان کا پردہ صدہا سال سے دنیا میں ضرب المثل ہے لیکن اس زمانہ میں مغربی تعلیم والے مسلمانوں کو نصرانیت کی طرف کھینچ رہے ہیں اور وہ حکمراں قوم کے معائب کو بھی ہنر سمجھ کر فخریہ تقلید کرتے ہیں اور ان کا بیجا اصرار اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ اپنے طریق عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حکم شرع کا بھی انکار کر دیتے ہیں جو اصحاب بے پردگی کے حامی ہیں وہ پردہ کے خلاف تقریریں کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں کہ پردہ خود شریعت کے خلاف اس لئے ہم حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے محققانہ فتوے کو جس سے پردہ کا شرعی ثبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں ہے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کرتے ہیں. اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم بسر و چشم قبول فرمائیں. آمین.

استفتاء

غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے جائز ہے کسی طرح حرج نہیں. پردہ سے بے ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں. اور بکر کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ نے فتاوی رضویہ کتاب النکاح حصہ دوم صفحہ ۱ پر تحریر

کیا ہے کہ مریدہ کو پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے اور ناجائز ہے تو زید کا یہ فتویٰ صحیح ہے یا بکر کا۔؟

الجواب الوھاب

اجنبیہ عورت کے لئے شریعت مطہرہ نے غیر محرم اجنبی مردوں سے پردہ کا حکم دیا قرآن پاک میں سورہ احزاب پارہ ۲۲ میں فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اے ایمان والو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانوں میں نہ داخل ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ اور اس سے بڑھ کر ایک دوسری آیت مبارکہ میں تصریح یوں فرمائی ہے کہ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِھِنَّ اور جب تم ان سے متاع مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو **تفسیرات احمدیہ** میں اس آیت کے تحت علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ھٰذِہٖ اٰیَۃٌ اُخْرٰی لِیَظْھَرَ مِنْھَا اَنَّ حِجَابَ النِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ یعنی یہی وہ آیت مبارکہ ہے جس سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں اس آیت کا نزول اگرچہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی ازواج کے حق میں ہے لیکن حکم عام ہے جو تمام مومنہ عورتوں کو شامل ہے تفسیر احمدی میں ہے لان موردھا ان کان خاصًا فی حق ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحکم عام فی المومنات فیفید منہ ان یحتجب جمیع النساء من الرجال ولا یبدین شیئًا یعنی اس آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حق میں ہے لیکن یہ حکم ہر مومنہ عورت کے لئے عام ہے اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ تمام عورتیں اجنبی

مردوں سے پردہ کریں اور اپنے نفس کو ان پر ظاہر نہ کریں۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا۔
یٰایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اجازت لو اور سلام کرو ان کے گھر والوں پر۔ تستانسوا کے معنی تستاذنوا کے ہیں اور حضرت ابی کے قرأت میں تستاذنوا ہی آیا ہے۔ صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قلنا یا رسول اللہ ما الاستیناس قال یتکلم الرجل بالتسبیحۃ والتکبیر والتحمید او یتنحنح لیوذن اھل البیت۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ستیناس سے کیا مراد ہے فرمایا آدمی سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ پڑھے۔ یا کھکارے (گلے سے آواز کرے) تاکہ گھر والے اجازت دیں۔ دوسری حدیث میں ہے التسلیم ان یقول السلام علیکم اذا دخل ثلث مرات فاذا اذن لہ دخل والا رجع یعنی تسلیم سے مراد یہ ہے کہ آدمی یہ کہے السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں تین مرتبہ تک اگر اجازت مل جائے تو جائے ورنہ واپس ہو جائے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون ہ وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰبائھن او اٰباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخوتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورٰت النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ

جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون ۔ (سورۃ النور پ ۱۸) مطلب یہ ہے کہ اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایمان لانے والوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست کریں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزہ ہے بیشک اللہ خبردار ہے اس کاجو وہ کرتے ہیں اور مومنہ عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں چھپائیں اور اپنی شرمگاہوں کی نگہبانی کریں اور اپنی زینت مواضع یعنی ان اعضاء کو جن پر وہ سنگھار استعمال کرتی ہیں ظاہر نہ کریں مگر جو خود ہی ظاہر ہے اور چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے شوہروں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی عورتوں یا اپنی کنیزوں یا اپنے نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچہ جس کو عورت کی شرمگاہ کی چیزوں پر نگاہ نہیں ہے اور عورتیں اپنے پاؤں نہ ماریں جس سے ان کی چھپی ہوئی زینت جانی جائے اور اے ایمان والو تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں چند باتوں کا حکم ہے۔ مردوں کا عورتوں کی طرف اور عورتوں کا مردوں کی طرف نظر نہ کرنا اندام خاص یعنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا عورتوں کا اپنے سنگھار کے مواقع یعنی ان اعضا کا ظاہر کرنا جن پر وہ سنگھار استعمال کرتی ہیں اس حکم سے شوہر اور باپوں، شوہروں کے باپوں بیٹوں شوہروں کے بیٹوں بھائیوں بھتیجوں بھانجوں مسلمہ عورتوں مملوکوں، بے خواہش مردوں بچوں کا مستثنیٰ ہونا پاؤں کا زمین پر اس طرح رکھنا کہ جس سے زیور کی آواز نہ سنائی پڑے۔

پردہ کی انتہا ہے کہ مردوں کو عورتوں کے اور عورتوں کو مردوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے اور شریعت طاہرہ کو پردہ میں یہاں تک مبالغہ مقصود ہے کہ ان کے زیور کی آواز بھی غیر مرد نہ سننے پائے۔ البتہ ماظہر کے استثناء سے بعض روایات پر نظر کرکے ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ اور قدم چھپانا ضروری نہیں ہے جب کہ نظر بد سے امن ہو چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے والی الحرۃ الاجنبیۃ مطلقا ان لم یامن من الشھوۃ وما سوی الوجہ والکف والقدم ان امن منھا یعنی حرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے بشرطیکہ شہوت سے امن نہ ہو۔ اور اگر امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کے سوا باقی ہر حصہ بدن کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔

آج کون کہہ سکتا ہے کہ عورتیں چہرہ کھولے پھریں اور نگاہ بد سے امن ہو کہ کوئی بری نظر سے انہیں دیکھے ہی نہیں جب یہ بات نہیں ہے تو ہاتھ پاؤں اور قدم کا کھولنا اور اس کی طرف نظر کرنا بھی جائز نہیں یہ حکم تو اس قول پر تھا کہ لایبدین زینتھن کو مسئلہ نظر میں وارد پایا جائے لیکن علامہ بیضاوی کی تحقیق اس کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں الاظہر ان ھذا فی الصلوۃ لا فی النظر فان کل بدن الحرۃ عورۃ ولا یحل لغیر الزوج والمحرم النظر الی شئی منھا الا لضرورۃ کالمعالجۃ وتحمل الشھادۃ۔ یعنی اظہر یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے گٹوں تک ہاتھوں اور قدموں کے چھپائے یہ نظر کا حکم نہیں اس لئے کہ تمام بدن حرہ کا عورت اور قابل پردہ ہے اور شوہر اور محرموں کے سوا کسی کو اس کے بدن کے کسی حصہ کی طرف نظر کرنا جائز نہیں مگر بضرورت مثل معالجہ اور تحمل شہادت کے کہ جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ

سکتا ہے اس تحقیق کی بنا شہوت اور نظر بد سے امن ہونے کی صورت میں بھی تمام بدن کا سوائے چہرہ اور ہاتھوں اور پاؤں کے چھپانا اور پردہ کرنا لازم ہے اور کسی حصہ کی طرف نظر کرنا بھی جائز نہیں۔

احادیث سے پردہ کی ممانعت

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ اللہ تعالیٰ غیر کی عورت کو دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا گیا ہے اس پر لعنت کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ عورت کو دیکھنا اجنبی مرد کے لئے ناجائز اور سبب لعنت ہے اسی طرح جو عورتیں بے پردہ رہیں اور ایسا موقعہ دیں کہ خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں ان پر پڑیں حضور نے ان پر لعنت فرمائی۔ ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفہا الشیطان عورت مستور اور قابل پردہ ہے اور اس کا حق بھی ہے کہ وہ چھپے، جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اس حدیث میں پردہ کا بیان اور بے پردگی کی مضرت کا اظہار ہے کہ بے پردگی کی حالت میں شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور اس کو اغوا کرنے اور اس کے ذریعہ سے دوسروں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باہر نکلنے والی عورت کی طرف جو لوگ نظریں ڈالتے

ہیں ان کو شیطان فرمایا گیا ہے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت شعبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یارسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تم اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے بچاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور جیٹھ وغیرہ یعنی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر کے رشتہ دار ہوں؟ حمو عربی زبان میں شوہر کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں سوائے اس کے آباء وابناء کے حضور نے فرمایا حمو موت ہے۔ یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت زیادہ ضروری ہے۔ حضور نے مخنثوں تک کو مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ بخاری و مسلم میں بروایت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی ہے کہ حضور نے فرمایا لا یدخلن ھؤلاء علیکم یہ لوگ ہرگز تم پر داخل نہ ہوں۔

[1]

ترمذی و ابو داؤد میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ابن ام مکتوم صحابی رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ نابینا تھے۔ باوجود اس کے حضور نے ان دونوں پاک بیبیوں کو حکم فرمایا کہ وہ پردہ کریں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نابینا ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے حضور نے فرمایا افعمیا ن انتما لا تبصرانہ کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔؟ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نابینا شخص سے بھی پردہ ضروری ہے۔ اور عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔

---

[1] ترمذی شریف جلد دوم۔ صـ۱۰۱

شریعت طاہرہ میں پردہ کا کس قدر انتظام ہے ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن بشر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا اتی باب قوم لم یستقبل الباب من تلقاء وجھہ ولکن من رکنہ الایمن والایسر الحدیث۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازہ پر تشریف فرما ہوتے تو دروازہ کے سامنے رخ کر کے قیام نہ فرماتے داہنے یا بائیں بازو پر قیام فرما کر السلام علیکم فرماتے حضور کو خود یہ احتیاط ہے کہ کسی کے دروازہ پر تشریف بھی لے جائیں تو دروازہ سے ہٹ کر قیام فرمائیں کہ کہیں سامنے کھڑے ہونے سے نظر گھر والوں پر نہ پڑ جائے جبکہ سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انور سراپا شفقت و رحمت و کرم ہے نیز آپ اس امت کے لئے مثل والد کے ہیں بلکہ ہر ایک رسول کو اپنی امت سے ایسی ہی نسبت ہوتی ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ثم انہ قد ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم کالاب بالنسبۃ الی امتہ لیکن اس کے باوجود حیا کا بادشاہ اپنی نظر کو اپنی کنیزوں پر واقع ہونے سے بچا رہا ہے جس سے امت کو حیا اور پردہ کی تعلیم ہے اور عقلاً بھی حفظ ناموس و آبرو و حیا و حمیت کے لئے پردہ نہایت ضروری ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ بصیرۃ و بصارۃ فی الفقہ والفقاھۃ۔

درمختار میں ہے وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین الرجال لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ۔ جوان عورت کو مردوں کے بیچ میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا اس لئے نہیں کہ چہرہ عورت ہے بلکہ فتنہ کے خوف سے۔ کہ چہرہ باعث فتنہ ہے۔

رد المحتار میں ہے ولمعنی تمنع من الکشف لخوف ان یری الرجال وجهها فتقع فتنة لانه مع الکشف قد یقع النظر الیها بشهوة. مطلب یہ ہے کہ عورت کو چہرہ کھولنے سے بایں اندیشہ منع کیا گیا ہے کہ مرد اس کا چہرہ دیکھیں گے تو فتنہ واقع ہوگا کیونکہ چہرہ کھلا ہونے کی حالت میں کبھی اس کی طرف شہوت سے نظر پڑتی ہے، ان لوگوں کی عورتوں پر افسوس جو نصاری کی تقلید میں اپنی عورتوں کو بے پردہ لئے پھرتے ہیں اور مجمعوں میں ہر قسم کے لوگ ان کو دیکھتے ہیں اور بدنگاہیں ان پر پڑتی ہیں وہ مردوں سے ہاتھ ملاتی ہیں اور یہ شرع میں جو ان عورتوں کے لئے کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے خواہ شہوت سے امن بھی ہو جدید تعلیم یافتہ عورتیں مردوں سے بے تکلف کلام کرتی ہیں بلند آواز سے بولتی ہیں، مجمعوں میں تقریر کرتی ہیں شعر گاتی ہیں انہیں خبر نہیں کہ عورتوں کو مردوں سے بلند آواز کے ساتھ کلام کرنا جائز نہیں، شریعت میں عورت کی آواز یہاں تک محفوظ رکھی گئی کہ اذان دینا بھی جائز نہیں، اگر امام سے سہو ہو جائے تو عورت کو سبحان اللہ کہنے کی بھی اجازت نہیں ات چاہیئے کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مار کر آواز کرے تاکہ امام اپنے سہو پر متنبہ اور آگاہ ہو، رد المحتار میں نوازل سے منقول ہے نغمة المرأة عورة وتعلمها القرآن من المرأة احب۔ اسی میں امام ابو العباس قرطبی سے منقول ہے ولا یجوز لهن رفع اصواتهن تمطیطها وفیها وتقطیعها لما فی ذالك من امالة الرجال الیهن وتحریك الشهوات منهم ومن هذا یعلم ان تلذین المرأة۔ در مختار میں شرنبلالیہ سے نقل کیا ہے ولا یکلم الاجنبیة الا عجوزا عطست او سلمت فیشمتها ویرد السلام علیها والا لا یعنی غیر عورت سے کلام نہ کرے سوائے بوڑھی

عورت کے جس کو چھینک آئے یا وہ سلام کرے تو اس کو یرحمک اللہ کہہ دے یا سلام کا جواب دیدے۔ اور اگر بوڑھی نہ ہو تو یہ بھی نہیں۔ رد المحتار میں ہے ولا یشمت بل شابۃ لا یشمتہا ولا یرد السلام بلسانہ یعنی اگر عورت بوڑھی نہ ہو جوان ہو تو اس کی چھینک پر تشمیت بھی نہ کرے اور زبان سے اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے فتاوی قاضی خاں میں ہے ان کانت عجوزا رد الرجل سلامہا بلسانہ بصوت تسمع ان کانت شابۃ رد علیہا فی نفسہ عورت بوڑھی ہو تو مرد اس کے سلام کا زبان سے ایسی آواز کے ساتھ جواب دے جسکو وہ سن لے۔ اور اگر وہ جوان ہو اور سلام کرے تو اس کے سلام کا اپنے دل میں جواب دے۔ درمختار میں ہے ویحل لہا نظر وجہہ ان امن الشہوۃ وشک امتنع نظرہ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ ولا یحرم وجہہا فی زمانہا اما فی زماننا فیمنع من الشابۃ (قہستانی وغیرہ) لا ینظر الیہ لحاجۃ اگر غیر عورت کے دیکھنے میں شہوت کا اندیشہ ہو یا شک ہو تو اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا ممنوع ہے پس نظر کی حلت عدم شہوت کی قید کے ساتھ مقید ہے۔ یہ نہ ہو تو غیر عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حرام۔ یہ حکم تو زمانہ سلف کا ہے (جو زمانہ تقوی اور پاکبازی کا تھا اور نفوس ذکی تھے) لیکن ہمارے زمانہ میں جوان عورت کو منع کیا جائے مگر بشرط ضرورت اس کے چہرہ کی طرف نظر جائز ہوگی۔ عدم شہوت سے مراد یہ ہے کہ شہوت نہ ہونے کا یقین ہو چنانچہ علامہ شامی نے قہستانی سے نقل کیا وشرط لحل النظر الیہا والیہ الامن بطریق الیقین من الشہوۃ یعنی غیر مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف دیکھنے کی حلت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ شہوت سے امن کا یقین ہو اور شک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شہوت کا ہونا اور نہ ہونا کوئی یقینی نہ ہو

چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں معناہ استواء الامرین رد المحتار میں ہے قال فی التاتارخانیۃ وفی شرح الکرخی النظر الی وجہ الاجنبیۃ الحرۃ لیس بحرام ولکنہ یکرہ ویکرہ بغیر حاجۃ ھذا وظاھرہ الکراھۃ ولو بلا شھوۃ. یعنی تاتارخانیہ اور شرح کرخی نے کہا ہے کہ غیر عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حرام نہیں لیکن بے ضرورت مکروہ ہے ظاہر مطلب یہ ہے کہ غیر عورت کے چہرہ کو بے شہوت دیکھنا بھی مکروہ ہے یعنی اگر شہوت ہونے کا یقین موجب بھی بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں اور جو سے دیکھنا جو درمختار میں ہے وہ غیر شامی میں ہے ان کا معنی ہے کہ غیر عورت کے چہرہ کو بے ضرورت دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے اس کی نسبت صاحب درمختار نے فرمایا کہ یہ حکم سلف صالحین کے زمانہ کا ہے جن کی نگاہیں پاک و دل طہارت سے صاف تھا اور وہ دور تقوی اور دینداری کا تھا اور ہمارے زمانہ میں عورتوں کو بے ضرورت شرعیہ دیکھنا بغیر شہوت کے بھی حلال نہیں ہے مسلمان کو فتنہ سے بچنا ضروری ہے تو اب سمجھنا چاہیئے کہ یہ کوئی بھی ہو اگر عورت کا محرم نہیں ہے تو اس سے بھی از روئے شرع پردہ لازم ہے اگر وہ پردہ نہیں کرتا تو گنہگار ہے اور اجنبیہ عورتوں کا اس کے سامنے آنا جائز نہیں. البتہ اگر یہ صالح و متقی اور شیخ فانی ہو جوانی کی امنگیں مر چکی ہیں اور قوائے شہوانیہ میں طاقت باقی نہیں رہی ہو تو عورتیں اس کے سامنے اعضاء کو چھپا کر محرم کی طرح سے آسکتی ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوا ہے اولی الاربۃ من الرجال اور رد المحتار میں ہے لھا ان تصافح الشیخ ونحوہ من الذمیین العجوز شھوتھا کالشیخ الذی لا یجامع مثلہ بمنزلۃ المحارم

زید کا قول کہ پردہ سے بے ایمان ہوتے ہیں، خلاف شرع نہایت
قبیح اور سخت شنیع ہے یہاں سے حجاب زن و آقوں پر سب ایمان کا زائل ہوتا ہے۔ اور بے
ایمان کافر ہوتا ہے اس لیے واجب ہے زید پر اس قول سے توبہ کرے
ایک پیر و جوان عورت کو دیکھنا حق ہوا، بعض بدن بدون پردہ کے ضرور ہے
بعض کچھ شرع کے [illegible] دیکھنے میں [illegible] دیکھنا جائز ہے
درخواستی امتوں سے [illegible] دیکھنا جائز ہے جن کے سامنے کھلتی ہیں
[illegible] اپنے گھر سے [illegible]

پردہ [illegible] ہدایت [illegible] طریقہ پر عمل
[illegible] تعالیٰ [illegible] ہدایت [illegible] کو اپنی رحمت
[illegible] دین [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حسین
[illegible] محمد [illegible]

[illegible]

محمد نصیر الدین غفرلہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ نیچریوں کا دعویٰ ہے کہ پردہ قرآن کے خلاف ہے اس لئے کہ منہ چھپانے کا حکم کہیں قرآن میں نہیں ہے آیۃ کریمہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الآیہ وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہیئے اس لئے کہ جب تک چہرہ نہیں علامت کانچی نظریں رکھنے کا حکم فضول اور آیۃ کریمہ [illegible] کے متعلق کہتا ہے اس سے بھی ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے [illegible] نہیں ہوتا کا بچہ ناغیر ممکن ہے لہذا چہرہ چھپانا خلاف بات قرآنی ہے جواب صاف قرآن کی روشنی میں دیا جائے بینوا توجروا [illegible]

الجواب بعون الملک الوھاب

نیچریوں کا یہ دعویٰ کہ پردہ قرآن کریم سے خلاف ہے اور اس لئے کہ منہ چھپانے کا حکم کہیں قرآن میں نہیں نہایت ہی غلط ہے اور یہ وہم بھی اس لئے ہوا ہے کہ قرآن کریم میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ہے تو پردہ کا خلاف قرآن ہونا کیسے لازم آئے گا اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے کسی نے نماز کے رکعتوں کی تعداد اور صلوٰۃ کی افعال کی ترتیب قرآن کے خلاف ہے کیوں کہ ان کا حکم قرآن میں نہیں تو جیسا یہ قول باطل ہوگا ایسے ہی یہ استدلال بھی باطل ہوگا پردہ قرآن کے خلاف تو جب

کیا جا سکتا تھا کہ قرآن پاک میں یہ حکم ہوتا کہ عورتیں جنبی مردوں کے سامنے بے پردہ
ہوں جب یہ نہیں تو پردہ کا حکم قرآن پاک کے خلاف کیسے ہو گیا پھر یہ آیت اور یہ قصہ
سو سنین یعصون ان قصہ ھذہ ۔ قال تلمہ ست یعصص ان بعض
ان دونوں آیتوں کو ایجاد کے لئے جمع نہیں کیا ہے، ان آیتوں کے الفاظ ترجمہ
تا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں آیتوں سے دو قصے ہیں، جو آیتوں اور دونوں کے
ملنے سے منع کیا گیا ہے یہ دلیل تائید ہوتی ہے اور جیسے زوجیت
میں حال ہو پہ حمل ہوا ہے ان آیتوں میں دونوں آیتوں کی محافظت کی
پردگی ان سے ظاہر ہوا ہے ہوسکتا ہے کہ ہم نے جو کچھ صاحب نے دین کی
ہے جیسے ان سے ہوا ہے ان کی کاوش سے ہے کہ وہ آیت قرآن شریف کے
خلاف ہے اور قرآن شریف اس کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہوا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ کاوش ہے رجسٹر ان کے ہونے کی وجہ
ہوا ہے ایسے ہی دوسرے دین کے لوگ ہیں کہ مخالفت قرآن شریف کے خلاف
ہونے قرآن شریف کے ایسے ہی ہوا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سود لینا
چاہئے اس لئے رحم کھا کر سود لینا نہیں چاہیئے کا سود کھانے کی ممانعت نصوص سے جیسے
ان بے دینوں کا شیطانی دماغ ہے ایسا ہی تیجری کا یہ قول باطل ہے کہ آیۃ کریمہ
قرصوما ۔ الخ قصہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہئے اس سے
کہ جب تک چہرہ نہیں کھلا رہے گا بیچی نظریں رکھنے کا حکم فضول ہے۔
اس نادان نے یہ نہ سوچا کہ چہرہ کھلا رکھنے کے جواز پر آیت میں کونسی دلالت

ہے۔ چہرہ کھلا رکھنا جائز ہو تو ضروری ہے کہ دنیا میں کوئی فاسق اس کا خلاف نہ کرے اگر باوجود ناجائز ہونے کے کوئی چہرہ کھلا رکھے اور نیچری عورتوں کی طرح آزاد پھرے وہ سامنے آئے تو اس کو نہ دیکھے اور نظر نیچی کر لینے کا حکم دینا اس کی بے پردگی کے جواز کی دلیل کس طرح ہو سکتا ہے اس سے تو پردہ کی اور تاکید ہوتی ہے اور اگر کوئی بے پردہ پھرنے والا بھی تمہارے سامنے آجائے یا اتفاقیہ کسی اجنبی کا سامنا ہو جائے تو بھی تو پردہ کے اہتمام میں کمی نہ کرو اور اپنی آنکھیں نیچی کر لو۔ بے پردگی کی جہالت ظاہر ہوئی تو نگاہیں نیچی کرنے اور نہ دیکھنے کا حکم کیا معنی رکھتا ہے علاوہ بریں آیت میں یہ سامان ہے نامحرم کے سامنے ایسا کرنے کا حکم ہے، بارے نہ یہ حکم ہے نہ کوئی اور حیا کی تعلیم دی گئی ہو کہ محارم کے سامنے بھی نگاہیں نیچی رکھیں یہ علماء تو خصوصیت لے کر اور اس کے ظاہر ترجمہ پر نظر کر کے تھا کہ مگر سہل صاحب اب صرف قرآن شریف سے مانگتے ہیں یہ امر بھی ان کا باطل ہے۔ جب قرآن پاک سے صاحب لاتباع سنت تو حدیث رسول اور تمام دلائل شرعیہ بھی لازم العمل ہیں جو قرآن پر زیادتی نہ حدیث شریف سے حاصل ہوتی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کلام فی عینیہ کلام فی اللہ یعنی میرا کلام قرآن پاک کی تفسیر ہے اب ذرا اس آیت کی تفسیر بھی دیکھ لیجئے تفسیر احمدی میں فرمایا الا ظہر ان ھذا فی الصلوۃ لان کل بدن المرأۃ عورۃ لا یحل نظر غیر الزوج و المحرم الی شئی منہا الا ما ظہر و ھو ما یحل النظر الیہ یعنی ظاہر تر یہ ہے کہ آیت میں حکم نماز کا ہے کہ نظر نہ کرو کیونکہ تمام بدن عورت کے شوہر اور محرم کے سوا کسی کو اس کے بدن کا کوئی حصہ دیکھنا جائز نہیں الا لضرورۃ

معالجہ و شہادۃ نیچری صاحب اس آیت کو تو پڑھ گئے اور اس سے پہلی آیت کو چھوڑ گئے جس میں صاف ارشاد تھا یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا جس میں غیر ماں کے گھروں میں جانے کی ممانعت تھی اس سے آپ نے سوچا نیچری عورتوں کی طرح کھلا پھرنا جائز ہوتا تو مردوں کو دوسرے گھروں میں داخل ہونے کی ممانعت کیوں فرمائی جاتی یہ ان ثبوت نفسانی خواہشات کے لیے طرح طرح کے حیلے ہوتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے

وطن نیچری صاحب نے دلائل دی ہیں بجز ان کے لاکھ دھوکہ دیا ہو مگر ان میں سے کسی سے ہرگز ہدایت کتاب کی آیت کو بھی مخصوص اپنے لیے نہیں کیا ہے اور نہ دینے کی ضرورت تھی آدھی آیت لکھی اور آدھی چھوڑ دی اور پوری آیت بھی ایسی صاف لا واحتہ ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے ہیں ہیں سکتا تھا نیچری و غیرہ یعنی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے اور صاحبزادیوں اور سب مسلمانوں کی بیبیوں سے کہو کہ برقعے اوڑھے ہیں تاکہ پہچانی جائیں کہ یہ شریف عورتیں ہیں بازاری نہ ہوں یعنی برقع پوش عورتوں کی پہچان کے لیے علامت ہوگی ایسا اس تمام تفاسیر میں ہے آیت کا ظاہر صاف اس مدعا پر دلالت کرتا ہے اگر وہ مطلب نہ چاہے جو نیچری کہتا ہے اور پہچانا جانا مقصود ہو تو پہلی آیت جو اس نے نقل کی ہے اس میں بھی بصر یعنی نگاہ میں نیچی رہنے کا حکم کس لیے ہوگا اور دوسری آیت دقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی وغیرہ کی مخالفت لازم آئے گی بلکہ آیت کا حصہ خود اپنے

صدر کے خلاف ہوگا۔ اور کلامِ الٰہی تو بہت بلند و بالا ہے ایسا تو کسی عاقل کا کلام بھی نہیں ہو سکتا۔ اس نیچری کا مطلب جب ثابت ہوتا کہ اس سے پہلے بکشف وحی ھدیٰ ہوتا تو ذلک مشار الیہ کشف کو بنایا جا سکتا تھا۔ اب جب کہ بدنیں علیھن من حلاسھن ہے تو ذالک سے مراد وہ ہو سکتا ہے نہ کہ بے پردگی۔ اللہ تعالیٰ عقل دے اور ہدایت فرمائے۔ آمین

کتبہ عبداللہ الیتیم محمد یحییٰ عفی عنہ
۱۴ تو الحجہ ۱۳۲۹ھ

مسئلہ وما اھل بہ لغیر اللہ... اور عبارت درمختار کا مطلب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین شرع متین دریں مسائل حنفیہ کے بارے
وہو مفسرین کا حسن ظن کی وجہ سے تین محتاریں مروج غدوم الدین حرمت
واقوی دلیل سے ثابت ہوا لہذا کتب فتاویٰ مفتی شرع متین زید
نے آپ فتاویٰ میں لکھا ہے صرف ذبح کرتے وقت جائز ہوا ہے جواب تحریر فرمائیے
کہ آپ کی عبارت میں کیا تطبیق ہے بینوا توجروا

المستفتی
مبارک حسین کراچی ۲۰۰

الجواب بعون الملک الوھاب

قرآن کریم میں ذبح کے متعلق دو حکم ہیں۔ ایک تو یہ کہ وقت ذبح خدا کا نام لیا گیا ہو ورنہ ذبیحہ حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ دوسرا یہ کہ غیر کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ ما اھل بہ لغیر اللہ سے ظاہر ہے۔ یہ دونوں حکم وقت ذبح کے ہیں یعنی

ذبح یا اس کا قائم مقام مثل ارسال در ذبح غیر اختیاری جب ہی جائز ہو سکتا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ یہ بات بحث طلب نہیں ہے کہ تسمیہ عند الذبح یا عند الارسال معتبر ہے آیت صاف طور پر اس مدعا کو ثابت کر رہی ہے اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق بھی ہے اسی درمختار میں ہے۔ وتشترط التسمیۃ من الذابح حال الرمی للصید او الارسال۔ اور ظاہر ہے کہ تسمیہ قبل یا بعد مفید صحت نہیں۔ درمختار میں ہے۔ وسمی الذابح لو اشتغل بأکل او شرب لم یحل وقطع الفقہ [illegible] اب خوب ظاہر و روشن ہو گیا کہ تسمیہ عند الذبح معتبر ہے درمختار میں ہے۔ والمعتبر الذبح عقیب التسمیۃ قبل تبدیل المجلس

اتنا پیش نظر رکھ کر یہ عاقل کس نتیجہ پر پہنچا سکتے ہے ذبح [illegible] تو جہاں ذبح اختیاری ہو وہاں عین وقت ذبح تسمیہ ضروری ہے [illegible] ہو وہاں جو اس کا قائم مقام ہو مثل ارسال ورمی وغیرہ اس پر [illegible] تسمیہ و تکبیر کا وظیفہ پڑھتا رہتا تھا مگر وقت ذبح [illegible] لیا تو یہ [illegible] ہیں تسمیہ یعنی بنام خدا ذبح کرنا اس وقت ہوا ہوتا ہے جبکہ اس کے نام پاک کے ساتھ [illegible] نہ کیا جائے ورنہ ذبح خاص اس کے نام پر نہ ہوگا مسلمان کے ذبیحہ کو آیت [illegible] وما اھل بہ لغیر اللہ کی عبارت سے بیان فرمایا تو مسلمان کو نظر رکھنے والا ان دونوں آیتوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد اس یقین پر پہنچتا ہے کہ جس طرح تسمیہ عند الذبح ضروری ہے اسی طرح نیت کے نام سے مجرد ہونا بھی عند الذبح لازم ہے۔ اسی وجہ سے عام مفسرین عند الذبح کی قید لگاتے ہیں۔ اور یہ بالکل حق ہے فقہاء کے کلام میں اس کی مخالفت کہیں نہیں پائی جاتی اب یہ

بات ناقابل لحاظ ہے کہ ذکر الٰہی کے ساتھ ذکر غیر کی کئی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ غیر کا نام خدا کے نام کے ساتھ صورۃً معنیً دو طرح موصول ہو۔ دوسرے یہ کہ فقط صورۃً موصول ہو معنیً نہیں تیسری یہ کہ معنیً موصول ہو اس میں سب سے خفیف شکل وہ ہوئی کہ اس میں حقیقۃً اصل نہیں پھر بھی اس میں فقہائے راسخین نے فرمایا ہے باقی دو اں صورتوں میں دخل شیطان ہے اور دوسرے میں خیر ہے مگر ذکر الٰہی کی تو ہین معنیً دونوں میں حاصل ہے تو یہ دونوں صورتیں ما ھو خیر منہ میں داخل ہیں [illegible] فلا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] یہ ہے کہ وقت میں کہ صرف اللہ کا نام لیا جائے اور [illegible] وقت ہے جس وقت کہ غیر بھی مذکور ہو تو وہ اس میں غیر اللہ سے خواہ صورۃً ہو خواہ معنیً ہو جیسے لا اختیار جملہ عبارت سے بھی ظاہر ہوا خواہ فقط معنیً موصول ہو جیسے [illegible] سلطان کا قدوم الیسر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس حالت میں بادشاہ کا خود کھانا منظور ہو امیر نہ اس کے خدام کو کھلانا نہ اس کو خواہ سے کسی اور حالت کا استحضار بلکہ ارادہ قدوم کا منصہ امیر کی طرف تقرب ہو تو گو صورۃً ذکر امیر نہیں مگر معنیً ذکر امیر موجود ہے خواہ زبان سے عمر بھر کبھی امیر کا نام نہ لیا ہو۔ نوالہ وقت [illegible] بسم اللہ اللہ اکبر کے ساتھ امیر کا نام بھی مذکور ہے گو صراحۃً نہیں مگر التزاماً ہیں ہے لکن لما کان فی ذلک تعظیم لہ لم تکن التسمیۃ محمودۃ عند اللہ تعالیٰ حکماً

کما لو قال بسم اللہ واسم فلان. تو اب وقت ذبح غیر کے اس ذکر حکمی کو منع فرمانے کے معنی کس طرح ہو گئے کہ اہلال لغیر اللہ مطلقاً رفع الصوت باسم غیر ہے اور اس میں وقت ذبح کا کوئی اعتبار نہیں عجب لغویت ہے اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ سب وقت ذبح ہی کے تو احکام ہیں. رد المحتار میں اس کی شرح میں فرمایا اعلم ان المدار علی المقصد عند ابتداء الذبح اور جو اہلال لغیر اللہ کے معنی رفع الصوت لغیرہ لیتے ہیں ان سے نزدیک تو ان لقدوم الامیر محض قصد سے حرام ہونا ہی نہ چاہیئے کہ اس میں رفع الصوت باسم الامیر کا نام ونشان بھی نہیں رفع صوت باسم اللہ ہے وہ کس منہ سے اس کو ذبح لغیر اللہ کا خلاصہ پائے جس طرح تارک التسمیہ ناسیاً کو ذاکر حکماً قرار دیا گیا ہے اسی طرح قاصد غیر اللہ کو ذاکر اسم اللہ عند الذبح قرار دیا گیا درمختار میں ہے لو ذبح للہ تعالیٰ وذکر غیرہ فالذبیحۃ لہ اعتباراً للاسم الخ یہ میں اصلاً مخالفت نہیں یہ مسئلہ تو اس سے تطابق مناسبت رکھتا ہے کہ اس مقصود اصلی ثواب ہے نہ تقرب کما ھو المعلوم ثابت ہوا بلکہ عبارت ہی عبارت غایہ کے بالکل مطابق ہے. اور مخالفین کے ہذیانِ باطل کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتم واحکم.

کتبہ العبد المعتصم حبیب الدین محمد نعیم الدین عفا اللہ

۲۵ ذی الحجہ مبارکہ ۱۳۶۶ھ

فتویٰ ایصال ثواب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میت کے ایصال ثواب کے لئے جب قبر پر جاتے ہیں تو اس وقت جو لوگ قرآن مجید پڑھنا نہیں جانتے وہ کون سی دعا پڑھیں یا سورہ اخلاص وغیرہ کتنی پڑھ سکتے ہیں بینوا توجروا۔

مستفتی
عبدالرحمٰن صاحب مراد آباد

جواب الملک الوہاب

ثواب کے لئے قرآن شریف پڑھے ہوئے ہوں وہ جو آیتیں اور سورتیں یاد ہوں ان کو خواہ کل سے پڑھے ہوں دو کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچا دیں اور اسی عبادت سے اور نماز روزہ حج قرأت قرآن و نماز صدقہ وغیرہ ہر چیز کا ثواب میت کو پہنچتا ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ لاصل فی ھذا الباب ان یجعل ثواب عمل الخیر صلوٰۃ او صوماً او صدقۃ او غیرھا کالحج وقراءۃ القرآن والاذکار وغیرھا وھو لاحیاء عینھم صلوٰۃ وسلاماً والشھداء والانبیاء و الصالحین ویکفیں الموتی وجمیع انواع البر کلہ فی غایۃ الترجی شرح الھدایۃ۔

عبادت بدنیہ ومالیہ کے ثواب کا میت کو پہنچنا اہلسنت کا متفقہ فیصلہ ہے بنصوص کثیرہ اس کی شاہد ہیں۔

کتبہ المعتصم بحبل اللہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا اللہ عنہ

توہینِ علماء پر حکم شرع

استفتاء

کیا[۱] فرماتے ہیں علماء دین وحامیان شرع متین کہ ایک شخص داڑھی منڈا جو نہ کبھی نماز پڑھتا اور نہ کبھی داڑھی رکھتا ہے وہ اس عالم دین کی شان میں جو قرآن وحدیث کا وعظ بیان فرما رہا ہے اور لوگوں کو منہیات شرع سے روکتا ہے اس کے بیان کے خلاف میں ایسی غزلیں جو بالکل خلاف مذہب اسلام اور شرع ہیں لکھ کر اس مسجد میں پڑھتا ہے جہاں کہ لوگ وعظ سنکر متاثر ہو رہے تھے اور لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ مولویوں کے وعظ مت سنو۔ اپنے شعر میں مولویوں کی توہین کرتا ہے اور اس کو فخر سمجھتا ہے ایسا شخص از روئے شرع کیسا ہے؟

۲ شخص مذکور داڑھی منڈانے کی ممانعت میں حدیث نبی سننے کے بعد بھی باصرار کہتا ہے کہ داڑھی کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور داڑھی رکھنا اسلام میں داخل نہیں۔ ایسا شخص عند اللہ وعند الشرع کیسا ہے۔

۳ شخص مذکور نماز کبھی نہیں پڑھتا بلکہ نماز کو عبث سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز سے اسلام کو کیا واسطہ۔ نماز اسلام میں داخل نہیں ہے ایسے شخص پر کیا حکم عائد ہے؟

ایسا شعر جس کا مضمون بالکل خلاف شرع ہو اور جس میں علماء کی توہین کی گئی ہو جس کے خلاصہ مضمون یہ ہو کہ نماز اسلام کی چیز نہیں ہے، داڑھی شعار اسلام سے نہیں وضع ولباس اسلام میں داخل نہیں جیسا لباس چاہو پہنو۔ ایسا شعر جس کے مضامین اس قسم کے ہوں مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کی مدد واستعانت کرنا جو قرآن وحدیث کے خلاف کہہ رہا ہے کیسا ہے؟ اور ایسے قول کے سرزد ہونے کے بعد اسے کیا کرنا چاہیئے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی ابوالرشید محمد عبداللطیف

مدھوپور۔ یوپی

الجواب بعون الملک الوھاب

داڑھی منڈانا، نماز ترک کرنا فسق ہے، اور عالم دین (اہلسنت) کے وعظ سننے سے لوگوں کو روکنا منع خیر اور سخت جرم اور عالم کی توہین اشد حرام اور نہایت خطرناک ہے اگر اس کے لئے کوئی سبب دینوی یا اخروی نہ ہو شرح فقہ اکبر للملا علی قاری میں ہے من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر قلت الظاھر انہ یکفر لانہ اذا ابغض العالم من غیر سبب دینوی واخروی فیکون بغضہ لعلم الشریعۃ ولا شک فی کفر من انکرہ فضلا عن ابغضہ۔ یعنی خلاصہ میں ہے کہ جو شخص بغیر سبب ظاہر کسی عالم کو مبغوض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے حضرت علامہ فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا کیوں کہ جب اس نے بغیر دینی ودنیوی سبب

کے عالم دین سے بغض رکھا تو یہ بغض علم دین کی وجہ سے ہوا اور علم دین کا منکر بھی کافر ہے چہ جائیکہ اس کو مبغوض رکھنے والا۔ اسی شرح فقہ اکبر میں ہے "ان قال عالم من علماء الدین او العلوی علیوی بصیغة التصغیر فیهما قید بقوله قاصد به الاستخفاف کفر" اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی نے عالم کی تحقیر کے لئے تصغیر کے صیغے بنا لئے اور اس کا نام گھٹا کر یا وہ کافر ہو گیا۔ اللہ بچاوے ہمارے قید و کسان عادت ہے علماء دین کو استخفاف و تحقیر آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ اس میں اپنے ہی ایمان کا خطرہ ہے ایک عالم اپنی کتاب رکھ کر کہیں تشریف لے گئے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ آپ اپنی آدمی چھوڑ دیتے یہ بیٹھے پڑھا کرتے تھے اس کو دے دیا۔ اسی شرح فقہ میں ہے۔ امر القاضی بقتل من قال بقیه ترک کتابه وذهب ترکت المنشار هنا وذهب کفر۔ خانیہ میں ہے۔ رجلان بینهما خصومة فقال احدهما للآخر بیننا عالم ودیر فقال الآخر من تعنی بهذا قال ابوبکر القاضی یکفر المجیب لانه یستخف بالعلم۔ یعنی دو آدمیوں میں جھگڑا تھا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ علم کی طرف چلیں دوسرے نے کہا میں علم کو کیا سمجھتا ہوں قاضی ابوبکر نے فرمایا یہ دوسرا کافر ہو گیا کیوں کہ اس نے علم کا استخفاف کیا۔ خانیہ میں ہے۔ رجلان بینهما خصومة فجاء احدهما بخصوم لفقهاء والفتوی فقال الخصم لیس کما افتوا او قال لا نعمل بهذا وهذا من غرضا فمن کان علیه التعزیر۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کی تحریر فتوی کو کہدینا کہ ہم اس کو نہیں مانتے یا یہ ٹھیک نہیں ہے اس پر تعزیر ہوتی ہے لوگوں کی عادت ہو گئی ہے کہ علماء کے جھٹلانے اور ان کے تبدیلے

سوئے مسائل کی تکذیب کرنے پر جری ہو گئے ہیں اور ایسے بیہودہ کلمات اکثر زبان پر لے آتے ہیں۔ چاہیئے کہ اس سے احتیاط کریں۔ سوال میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہ شخص علماء کی تعلیم اور ان کے وعظ سے روکتا ہے اور علماء کی توہین کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ توبہ کرے۔

۲ اور ۳ یہ کہنا کہ داڑھی کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں اور داڑھی رکھنا اسلام میں داخل نہیں اور اسی طرح نماز کی نسبت ایسے کلمات کہنا اگر اس مطلب سے ہو کہ ان کا ترک گناہ ہے فسق کبیرہ ہے۔ مگر اس سے وہ شخص اسلام سے خارج نہیں ہو گیا تو جائے عذر ہے اور اگر نماز کی فرضیت کا انکار یا سنت کا استخفاف مدنظر ہو تو اس کو فقہاء کفر فرماتے ہیں۔ یہ بہت خطرناک جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ فتویٰ خانیہ میں ہے رجل قال لغیرہ نماز کن فقال اے مرد نماز کردن سخت کار گرانست برایں قالوا یکون کفرا۔

۴ سوال چہارم کا جواب سوال اول میں دیا جا چکا ہے۔ ایسے شخص سے توبہ لینا چاہیئے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول ترک کر دیں۔ لاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ ذاتم واحکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین
سید محمد نعیم الدین غفرلہ
۲۵ ربیع الآخر ۱۳۴۸ھ

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو یثرب نہ کہنا چاہیئے کیونکہ وہ مشتق ہے ثرب سے جس کے معنی فساد کے ہیں یا یہ وجہ ہے کہ یہ نام ایک کافر کا تھا اس سے ایسی زمین پاک کی نسبت کرنا سخت مذموم ہے نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان اللہ امرنی ان اسمی مدینۃ طابۃ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ مدینہ کا نام طابہ رکھوں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص مدینہ کی طرف کسی بدبو کی نسبت کرے یا وہاں کی ہوا کو برا کہے یا ناپسند کرے تو وہ شخص واجب التعزیر ہے اس کو قید کیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ خالص کرے اور عمرو کہتا ہے کہ اگر یہ لفظ برا ہوتا تو حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی ایسا کیوں لکھتی کہ۔

کے بود یارب کہ رود در یثرب و بطحا کنم
کہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

تو معلوم ہوا یثرب لکھنا جائز ہے۔ اور متاخرین شعراء نے بھی اس کو لکھا ہے جیسے مولانا تمنا صاحب یا مولانا فرید احمد وفا صاحب۔ تو اس بنا پر زید کا قول کسی طرح صحیح اور قابل تسلیم نہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا قول زید کا صحیح ہے یا عمرو کا؟

عبد فقیر عبد المصطفیٰ محمد صابر حسین المخاطب بصابر اللہ شاہ اشرفی مراد آباد مشتاق حسین عرف کن اشرفی سادہ کار مراد آباد۔ یوپی۔ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ۔

الحق بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم،

صورت مسئولہ میں زید کا قول صحیح اور قابل اعتماد و مطابق حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے کہ حدیث پاک میں مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے سے ممانعت وارد اور یثرب کہنا منافقین کی طرف منسوب ہے۔ نیز یثرب اسم قبیح ہے۔ اور طیبہ یا مدینہ اسم حسن ہے۔ اسمائے حسنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہیں۔ اور اسمائے قبیحہ کی نسبت مغوض ہے لہذا مدینہ طیبہ کو طابہ مدینہ کہنا چاہیئے یہی احمد ہے یہی محمود چنانچہ بخاری شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت بقریۃ تاکل القری یقولون یثرب وھی المدینۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو ایسے شہر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا گیا کہ تمام شہروں پر غالب آجائے گا لوگ اس کو یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی مرضی ہے کہ اس شہر کو بجائے یثرب کے مدینہ کہنا چاہیئے۔ اور یثرب نام رکھنا اس بقعہ طاہرہ کے لئے غیر مناسب ہے۔ اور اس کی شرح فتح الباری میں یقولون یثرب

وهی المدینة کے تحت ہے الی بعض المنافقین یسمیها یثرب وسمها
الذی یلیق بها المدینة یعنی بعض منافقین مدینہ طیبہ کو یثرب کہتے ہیں اور یہ
اس کی شان کے لائق نہیں اس کی شان کے لائق مدینہ ہے دوسری
حدیث میں حضرت امام احمد روایت فرماتے ہیں من سمی مدینة یثرب
فلیستغفر الله هی طابة یعنی جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہیئے کہ
استغفار کرے اس کا کہنا وبیہ ہے۔ بیاض الدعویت ہے
رسول الله صلی الله علیه وسلم هی یعنی مدینة یثرب وعن
ابی شیبة من حدیث یعنی حضور صلی الله علیه وسلم نے منع فرمایا
ہے کہ مدینہ طیبہ کو یثرب کہا جائے۔ اس فتح الباری میں ہے وهند قول عیسی
ابن دینار من سمی المدینة یثرب کتبت علیه خطیئة
وقال سبب هذه الکراهة لان یثرب اسم مشتق من الثرب هو النمیمة وملامة
او من الثرب هو الفساد وکلاهما مستقبح ورد صلی الله علیه وسلم
یحب الاسم الحسن ویکره الاسم القبیح یعنی ان کی احادیث شریفہ کی
بنا پر عیسیٰ ابن دینار مالکی نے فرمایا جس نے مدینہ کو یثرب رکھا اس پر گناہ
لکھا گیا اور فرمایا اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ یثرب یا تو تثریب سے
بنا ہے اس کے معنی جھگڑنے اور ملامت کرنے کے آتے ہیں اور یا ثرب
سے بنا ہے اس کے معنی فساد اور خرابی کے ہیں اور یہ دونوں معنی قبیح اور برے
ہیں اور حضور اقدس صلی الله علیه وسلم اچھے نام کو محبوب رکھتے تھے اور

برے نام کو ناپسند فرماتے تھے۔

ان احادیث اور تصریحات اکابر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا شرعاً مکروہ اور ممنوع ہے۔ اور اس پر اصرار کرنے کا حکم ہے اور اس یثرب کے معنی ایسے قبیح ہیں کہ جس کو مدینہ طیبہ کی طرف منسوب کرنا سخت برا ہے لہٰذا قول زید کا صحیح اور قول عمرو کا غیر صحیح ہے۔ رہا عمرو کا استدلال حضرت مولانا جامی کے کلام سے سو یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں ممانعت وارد ہوئی تو اس کے مقابل کسی بزرگ کے کلام میں اس لفظ کے استعمال کا پیش کرنا کیا مفید۔ کلام رسول کے لئے کلام غیر ناسخ نہیں ہو سکتا۔

علاوہ بریں حضرت جامی کے کلام کی بہت عمدہ توجیہ یہ ہے کہ یثرب سے حوالی و عوالی مراد ہیں۔ نہ خاص شہر مدینہ چنانچہ یثرب پر بطحا کو بطریق تفسیر عطف فرمانا اس کا موئید ہے۔ اور دوسرے شعر میں ہے ؎

گرد صحرائے مدینہ بویت آمد یارسول
من سر خود را فدائے خاک آں صحرا کنم

اس شعر میں مدینہ فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ شعر اول میں یثرب سے مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کا صحرا مراد ہے۔ ایک بزرگ کے کلام کی اسقدر توجیہ نہایت بہتر ہے تاکہ ممانعت حدیث لازم نہ آئے۔ مگر صریح حدیثوں کے ہوتے ہوئے اس کو سند بنانا نادانی ہے۔ عمرو نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر لکھا اور آیت کیوں نہ لکھ دی جس میں ارشاد ہوا یا اھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا۔

مگر اس کا کام اس سے کبھی نہ نکلتا کیوں کہ یہاں قرآن میں مقالہ کفار نقل فرمایا ہے اس سے جواز پر استدلال نہیں ہو سکتا فتح الباری میں ہے وقالو ما وقع فی القرآن انما ھو حکایتہ من قول غیر المومنین۔

اب بحمد اللہ مسئلہ واضح ولائح ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کو ہرگز یثرب نہ کہا جائے اور یثرب کہنے والے پر استغفار کرنے کا حکم ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ علم وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

محمد نعیم الدین عفا اللہ عنہ المعین

۲۰ جمادی الاخر ۱۳۳۵ھ

فرض نماز کے بعد کلمہ طیبہ یا درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ بعد نماز فرض قبل سنت چند آدمی بلند آواز یعنی متوسط آواز سے ملاکر درود شریف دس دس مرتبہ پڑھیں تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس پڑھنے سے جو تاخیر سنت میں ہوتی ہے تو عند الفقہا اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی
جمال احمد پٹیل۔ احمد آباد
۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۹ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ و صحبہ اجمعین: اما بعد۔ جائز ہے[1] کہ اس قدر فصل معتبر نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعد نماز اذکار مروی ہیں اور ان سے وصل سنت فوت نہیں

ہوتا۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں یقوم الانقطاع بلا فصل لا مقدار
ان یقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام
کچھ یہی دعا پر انحصار نہیں کہ یہی کلمات بعینہا جائز ہوں دوسرے ہوں تو ناجائز یا
لفظوں کا شمار نہیں بلکہ مقصد بصرف اسقدر ہے کہ درود میں فصل افضلیت و اولیت
کے خلاف ہے مکروہ تحریمی وہ بھی نہیں فی الغنیۃ لیس المراد انہ کان یقول
ذالک بعینہ بل کان یعتقد زمانا یسع ذالک المقدار ونحو ذلک من التقریر
تقریبا فلا ینافی ما فی الصحیحین عن المغیرۃ انہ علیہ السلام کان یقول
فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ
الحمد وھو علی کل شیئ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت
ولا ینفع ذا الجد منک الجد وکذا روی مسلم وغیرہ عن عبد اللہ بن زبیر
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰتہ قال بصوتہ الا
علی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر ولا
حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء
الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون لان المقدار المذکور
من حیث التقریب والتفہیم دون التحدید والتحقیق واللہ اعلم حاصل

لہ حاشیہ صفحہ گذشتہ نماز فرض بلند آواز سے درود شریف یا اور کوئی وظیفہ اسی صورت میں جائز ہے
جبکہ نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل کا باعث نہ ہو۔ وراقی الفلاح شرح نور الایضاح صفحہ ۱۱۱ بین واجع العلماء السلف
وخلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالیٰ جماعۃ فی المساجد وغیرھا من غیر نکیر الا ان یشوش جھرھم
باذکر علی نائم او مصل او قاری قرآن کما ھو مقرر فی کتب الفقہ۔

یہ کہ اس دعا سے یہ مراد نہیں ہے کہ بعینہٖ یہی الفاظ فرمائے تھے بلکہ اتنی دیر تشریف رکھنا ثابت ہے جس میں یہ مقدار اور قریب قریب اس کی مثل پڑھی جا سکے تو اس کو حدیث سے کچھ منافات نہیں جو بخاری و مسلم میں حضور انور سے ہی دوسری حدیث جو مسلم وغیرہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز سے فراغت کے بعد بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ الخ کہ یہ مقدار تقریب و تخمین کے طور پر ہے نہ کہ تحدید و تحقیق کے طور پر۔ علامہ شیخ احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں بعینہٖ مسطورۂ بالا عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں لان المقدار المذکور من حیث التقریب دون التحدید قد یسع کل واحد من ھذہ الاذکار لعدم التفاوت الکثیر بینھما ویستفاد من الحدیث الاخیر جواز رفع الصوت بالذکر والتکبیر عقب المکتوبۃ بل من السلف من قال باستحبابہ وجزم بہ ابن حزم من المتاخرین۔ یعنی مقدار مذکور تقریبی ہے تحدیدی نہیں اس میں ان تمام اذکار کی وسعت ہے کیونکہ ان کے درمیان تفاوت کثیر نہیں اور حدیث اخیر سے فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر و تکبیر کا جواز معلوم ہوتا ہے بلکہ سلف نے اس کو مستحب کہا اور متاخرین میں سے ابن حزم نے اس پر جزم کیا۔ تو دس بیس بار درود شریف بھی اس مقدار سے زائد نہیں علاوہ بریں شمس الائمہ حلوائی نے صاحب ورد کو اس حکم سے خاص فرمایا۔ غنیہ میں ہے قال شمس الائمۃ الحلوائی ھذا یعنی ما ذکر من انہ اذا کان بعد الصلوٰۃ تطوع یقوم الیہ من غیر تاخیر الی اخرہ اذا لم یکن

من قصده الاشتغال بالدعاء بان لم یکن له ورد معتاد یقرء عقیب المکتوبة فان کان له ورد وقد اعتاد ان یقضیه ای یاتی به بعد المکتوبة فان یقوم عن مصلاه ای عن المکان الذی صلی فیه فیقضی وردہ قائما وان شاء جلس ناحیة من نواحی المسجد فیقضی وردہ ثم یقوم الی التطوع یعنی شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا یہ جو مذکور ہوا کہ جس نماز کے بعد سنتیں ہوں ان میں بے تاخیر سنتیں پڑھے یہ صورت اس میں ہے کہ نماز فرض کے بعد اس کا کوئی ورد معین نہ ہو۔ تو اگر اس کا کوئی ورد معین ہے تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے جہاں نماز پڑھی ہے اس سے ہٹ کر کھڑے ہو کر البتہ ورد کو بعد سنت پڑھنا افضل ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے) (لا باس بقرأة الاوراد بین الفریضة والسنة) فالاولی تاخیر الاوراد عن السنة واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم

سید محمد نعیم الدین غفرلہ

مرادآباد

یکم ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین زید کہتا ہے کہ مسجدیں قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بدعت سیئہ ہے کیوں کہ مساجد ادائے نماز کے لئے بنائی گئی ہیں قرآن شریف اور درود شریف نماز نہیں۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

عبید علی کرلوی۔ ۱۵۔ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ

۲۵ اگست ۱۹۲۶ء

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد زید کا یہ قول کہ مساجد صرف نماز ہی کے لئے بنائی گئی ہیں اور ان میں قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بدعت سیئہ ہے باطل باطل اور دین پر افترا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت عزوعلا تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا الخ اس آیۂ کریمہ میں ذکر مطلق ہے اس کی

تقید اپنی طرف سے دین میں تحریف ہے۔ تفسیر جلالین میں اس اطلاق کے اظہار ہی کے لئے فرمایا بالصلوٰۃ والتسبیح۔ زید کو اپنے اس قول باطل سے بلد توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ ھوالموافق واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ عزاسمہ اتقن واحکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ امین

۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

فتویٰ دربارہ گلیم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یاایھا المزمل اے کملی اوڑھنے والے تو آیا یہ کملی کیسی تھی جو آجکل کے درویش اوڑھتے ہیں یا اور کسی کسی قسم کی، کس جانور کے اون کی تھی اور اس کا تانا کیسا تھا اور بانا کیسا تھا اور کس کے ہاتھوں کی بنی ہوئی تھی اور اگر سوت کی تھی تو سوت کیسا تھا اور کس زمین پر کپاس بوئی گئی تھی اور کس نے اس سوت کو کاتا تھا بہربانی فرما کر قرآن حدیث فقہ شریف سے جواب عطا فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

فقیر وحقیر محمد دین

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

امابعد۔ قرآن کریم میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار عالم نے ایک ادائے خاص کیساتھ

مخاطب فرما کر آپ کی محبوبیت کا اظہار فرمایا ہے اور یہ
سورت کی کوئی خصوصیت اس خطاب کا باعث نہیں جو کپڑا بھی تن نازنین و جسم اقدس
پر ہے اس سے حضور کو کچھ فضیلت نہیں ہر چیز کو حضور سے شرف ہے بنظر تو جہ
کی وہ ادا ہے جو وقتِ نزول وحی تھی اس لیے اس لباس کے تازہ کا دریافت کرنا
بے کار ہے۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔ دیکھنا ہے کہ ابتدائے حال
میں وحی کی عظمت کا اثر جو قلب مبارک پر ہوا اس سے بدن اقدس پر کچھ ایسی کیفیت
طاری ہوئی کہ جامۂ اقدس میں لپٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادائے محبوبانہ کو پسند فرما کر
تسکین خاطر اقدس کے لئے آپ کے اسی حال سے آپ کو مخاطب فرما کر لطف و
کرم کا اظہار فرمایا ہے کہ آپ کی یہ ادا محبوب ہے حتی کہ ہم اسی ادا سے خطاب فرماتے ہیں
قال السھیلی انما المزمل اسم المشتق من الحالۃ التی کان علیھا حین خطاب
ولکن اللہ المدثر وفی خطابہ صلی اللہ علیہ وسلم بھذا الاسم فائدتان اشرفھا
اللطافۃ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

۷۔ العبد المعصر جمیل النبیہ

سید محمد نعیم الدین غفرلہ المعین

تجوید سیکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تجوید سیکھنا ضروری ہے یا نہیں اور جو شخص تلاوت قرآن میں حروف کو صحیح ادا نہ کر سکتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں. ازراہ کرم مفصل جواب سے نوازیں. بینوا توجروا.

المستفتی

کمترین احمد دین

بنارس. ۲ ربیع النور ۱۳۴۲ھ

الجواب بعون الکریم الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد. قرآن کریم میں ترتیل یعنی حروف کا جدا جدا ان کی صفات پر ادا کرنا اوقاف وحرکات کا پورا پورا لحاظ رکھنا تغیر وتبدل سے بچانا اور تجوید کا بقدر ضرورت سیکھنا فرض ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ورتل القرآن ترتیلا تفسیر مدارک ص۳۰۳ میں ہے ورتل القرآن ترتیلا بین وفصل من الشعر المرتل ای المفلج

الاسنان وكلام مرتل بالتحريك اى مرتل ثغر مرتل ايضا اذا كان مسود
البيان اواقرأ على تودة تبيين الحروف وحفظ الوقوف واشباع الحركات
ترتيلا هو تاكيد فى ايجاب الامر به وانه لابد منه للقارى. تفسير
خازن میں ہے قال ابن عباس بينه بيانا وايضا اقراءه على هيئتك ثلاث آيات
واربعا او خمسا وقيل الترتيل هو الوقف والترسل والتمهل الافهام وتبيين
القرأة حرفا حرفا اثره فى اثر بعض المد والاشباع والتحقيق وهو تاكيد
فى الامر به وانه لابد للقارى منه۔ اب ثابت ہوا کہ تلاوت قرآن کے لئے
ترتیل فرض ہے۔ تفسیر اتقان میں ہے لیس تحسین صوت بالقراءة وترتيبها
بحديث ابن حبان وغيره زينوا القرآن باصواتكم وفى لفظ الدارمى حسنوا
القرآن باصواتكم فان الصوت الحسن يزيد القرآن حسنا واخرج ابن
وغيره حديث حسن الصوت زينة القرآن وفيه احاديث صحيحة كثيرة
فان لم يكن حسن الصوت حسنة فاستماع بحب لا يخرج الى التمطط
اگر اس طرح کی تغییر ہو کہ جس سے معنی بدل جائیں اور ایسے بدل جائیں کہ جن کا اعتقاد
کفر ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ان سے ایسے معنی نہ بدلیں
لیکن اس کا تغیر مثل قرآن پاک میں نہ ہو اور تغیر فاحش ہو تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی
جیسے کسی نے هذا الغراب کی جگہ هذا الغبار پڑھ دیا اور قرآن پاک میں اس کا مثل
نہ ہو اور اس کے معنی بھی کچھ نہ ہو جیسے سراٹر کی جگہ سرائیل پڑھ دیا تو بھی نماز
ہو گئی اور اس قول کے ساتھ اخذ کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے والقاعدة

عند المتقدمين ان ما غير المعنى تغييرا يكون اعتقاده كفرا مفسد فى جميع ذالك سواء كان فى القرآن اولا الا ما كان من تبديل الجمل مفصولا بوقف تام وان لم يكن التغيير كذلك فان لم يكن مثله فى القرآن ولا معنى له كالسرائل بلا مر مكان السرائر وان كان مثله فى القرآن والمعنى بعيد ولم يكن متغيرا فاحشا تفسد ايضا عند ابى حنيفة ومحمد وهو الاحوط اور اسی میں ہے فالاولى الاخذ بقول المتقدمين لانضباط قواعدهم وكون قولهم احوط ۔ والله سبحنه تعالى اعلم ۔

كتبه العبد المعتصر بحبله المتين

سید محمد نعیم الدین عفا عنه المعین

۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۰ھ

جنّت میں چند جانور بھی جائیں گے

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جنت میں کوئی جانور بھی جائے گا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

احقر فخر الدین خان غفرلہ مسجدوی

بعون الکریم الوھاب الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ جنت میں پانچ جانور داخل ہوں گے ۱ براق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ۲ دراز گوش حضرت عزیر علیہ السلام کا۔ ۳ ناقہ حضرت صالح علیہ السلام کا ۴ مینڈھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ۵ کتا اصحاب کہف کا۔ چنانچہ اشباہ ونظائر میں بسطرف سے منقول ہے کہ لیس من الحیوان من یدخل الجنۃ الا خمسۃ کلب الکھف وکبش اسمٰعیل وناقۃ الصالح وحمار عزیر وبراق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ لیکن حموی نے شرح اشباہ میں شرعۃ الاسلام سے مقابل

کا قول نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک دس جانور جنت میں داخل ہوں گے۔ ۱ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ ۲ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گوسالہ ۴ حضرت عزیر علیہ السلام کا دراز گوش ۵ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی ۶ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مینڈھا، ۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بقرہ ۸ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی، ۹ بلقیس کا ہدہد، ۱۰ اصحاب کہف کا کتا۔ قال مقاتل رحمہ اللہ عشرۃ من الحیوان یدخل الجنۃ ناقۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وناقۃ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام وعجل ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام وکبش اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام وبقرۃ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وحوت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام وحمار عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ونملۃ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام وھدھد بلقیس وکلب اھل الکھف کلھم یحشرون۔ کذا فی مشکوٰۃ الآثار سی کتاب میں شرح شریعۃ الاسلام سے بھی نقل کیا ہے کہ یہ سب مینڈھے کی صورت دیئے جائیں گے۔ حموی میں ہے وذکر فی مشکوٰۃ الانوار شرح شریعۃ الاسلام انھا کلھا تصیر علی صورۃ الکبش۔

سبحان اللہ مقربین بارگاہ کا یہ رتبہ ہے کہ جانور بھی ان سے نسبت رکھنے کی بدولت جنتی ہو گئے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

استفتاء

کیا فرماتے علماء دین مفتیان شرع متین اس بیان میں کہ حضرت
آدم اور ماں حضرت حوا علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام جب تک وہ دونوں
کر جنت کے اندر گندم کے درخت کے پاس نہ جاتا اور نہ کھاتا تو شیطان
نے دھوکہ دے کر ماں حوا علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کو دھوکہ دیا اور ماں حوا نے حضرت
آدم علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کو کھلا دیا تو خدا وند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام و
سرانديپ میں رکھا اور ماں حوا علی نبینا علیہا السلام کو جدہ میں اتارا تو شیطان
پر تو خداوند کریم نے جب ملائکہ کو حکم دیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو شیطان
لعین نے نہیں کیا تھا تو خداوند کریم نے اس کے حکم نہ ماننے پر شیطان کو کس جگہ
میں رکھا اس زمین کا کیا نام ہے اور کہاں سے کہاں تک ہے اور اس کا مفصل حال دیں۔ قرآن و حدیث
اور فقہ شریف سے واضح جواب مرحمت فرمانے کی زحمت دیں بینوا توجروا

فقط والسلام

المستفتی

فقیر محمد دین

بعون الملک الوھاب

الحدیث ابلیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو شجر ممنوعہ کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا۔ یہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ میں اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا جدہ میں۔ اور اس میں حکمت الٰہیہ ہے کہ خلافت کا اظہار اور اس کے احکام کا اجرا اسی طرح مقدور ہوا تھا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو براہ کرم کلمات توبہ کی تلقین فرمائی اور توبہ قبول کی۔ قرآن پاک میں فرمایا فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم۔ آدم وحوا کے ساتھ تو یہ فضل وکرم ہوا اور ابلیس لعین کا نام سریانی زبان میں "عزازیل" اور عربی زبان میں "حارث" تھا جب اس نے نافرمانی کی تو اس کے نام کو بدل کر ابلیس رکھا گیا جس کے معنی مایوس از رحمت ہیں۔ اور اس کی صورت تبدیل کر دی گئی۔ اور ذلت ورسوائی کے ساتھ اس کو زمین کی طرف ہانک دیا گیا۔ اور قیامت تک اس کو آسمان وزمین کے درمیان مورد لعنت بنایا۔ شیطان مقام آیلہ میں بھیجا گیا تھا جو مضافات بصرہ سے ہے۔ قرآن پاک میں ہے قال فاخرج منھا فانک رجیم وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین۔ اور دوسری آیت میں قال اھبط منھا فما یکون لک ان تتکبر فیھا فاخرج انک من الصغرین۔ تیسری آیت میں ہے قال اخرج منھا مذءوما مدحورا۔ لمن تبعک منھم لاملان جھنم منکم اجمعین تفسیر خازن اول منزا میں ہے۔ سمی بہ لانہ ابلیس من رحمۃ اللہ ای

یئس وکان اسمہ عزازیل بالسریانیۃ وبالعربیۃ حارث فلما عصی غیر اسمہ فسمی بہ لانہ ابلیس وغیرت صورتہ۔ یہ واقعہ کا مختصر بیان تھا شیطان کی شامت اور بدنصیبی کا انجام تو آخرت کا دائمی عذاب شدید ہے مگر سائل کا منشا معلوم نہیں کہ اس کو اس سوال سے کیا غرض ہے۔ مومن کو یقین کامل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام احکام سراسر حکمت وعدل ہیں اس پر کوئی خدا شناس اعتراض کی جرات نہیں کرسکتا بندوں کو عقل ہی کتنی کہ وہ حضرت حکیم علی الاطلاق کی حکمتوں کو سمجھ لینے کا دعویٰ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو توفیق نیک عطا فرمائے اور شر نفس شیطانی سے بچائے آمین۔ واللہ تعالیٰ سبحنہ اعلم۔

کتبہ العبد مقصر بحلیۃ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا اللہ عنہ المعین

جوازِ مجلسِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

از سیدی وسندی شیخ الکل حضرت علامہ سید محمد گل قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں ملک ہندوستان میں ہر شہر اور ہر قریہ میں لوگ مجلس میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے ہیں اور اس مجلس میں میلاد شریف یعنی تاریخ ولادت اور دن پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بیان ہوتا ہے آیا یہ کہ یہ بیان از روئے شرع شریف جائز ہے یا بدعت؟ جواب آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

کمترین بدرالدین۔ مراد آباد

الجواب بعون الکریم الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد۔ انعقاد مجلس میلاد از روئے شرع شریف جائز اور موافق حدیث کے

ہے چنانچہ ترمذی نے اپنی جامع ابواب مناقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ما جاء فی
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے بھی
بیان احادیث مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کیا ہے اور وہ شخص خود بخود بدعتی
اور اسلام سے خارج ہوگا اور وہ باب یہ ہے "باب ما جاء فی میلاد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم عن المطلب ابن عبد اللہ بن قیس بن مخرمۃ عن ابیہ عن
قال ولدت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل قال وسئل عثمان بن
عفان قبات بن اشیم اجابنی یعمر بن لیث انت اکبر او رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی واقدم منہ فی
المیلاد" اور صحیح مسلم میں بروایت ابوقتادہ حدیث صحیح روایت ہے اور اس
حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا دن بھی بیان فرمایا ہے
اور وہ حدیث یہ ہے "قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین
فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی۔ یعنی کہا ہوتا وہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا
ہوا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا لہذا میں روزہ رکھتا ہوں اس دن تک۔

لہ یہ باب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں سے روایت ہے قیس بن مخرمہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے چچا مطلب بن عبداللہ سے وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے کہ میں جس سال اترے حاجہ ہوئے ہے وہ ہاتھی والے سال تھا اور میں
پوچھا عثمان بن عفان نے قبات بن اشیم سے جو قبیلہ بنی لیث سے ہے، بڑے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو انہوں
نے کہا کہ رسول خدا مجھ سے بڑے ہیں اور پیدا ہونے میں میں ان سے پہلے ہوں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ جو لوگ مجلس میلاد منعقد کرتے ہیں اس میں آنحضرت کا مولد شریف اور ہجرت کا بیان بھی کرتے ہیں سو یہ جائز ہے یا بدعت؟ بینوا توجروا۔

المستفتی
احقر محمد اسلام بھوجپور

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد۔ یہ دونوں امر ابواب شمائل اور اخلاق نبوی میں بیان ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تورات میں بھی بیان کیا ہے سو کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ احادیث شمائل نبوی کے بیان کو بدعت سمجھے ورنہ خود بدعتی اور کتاب اللہ سے منکر ہوگا چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب شمائل میں ایک طویل حدیث مروی ہے اور اس حدیث کے آخر میں بیان مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت دونوں تورات سے منقول ہیں اور اس حدیث شریف کو ضرورت کی جگہ سے نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے فقالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یھودی یحسک فقال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم منعنی ربی ان اظلم معاھدا وغیرہ فلما ترجل النھار قال الیھودی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ وشطر مالی فی سبیل اللہ اما واللہ ما فعلت بک الذی فعلت بک الا نظرا الی نعتک فی التورات محمد ابن عبد اللہ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق۔ اور مشکوٰۃ شریف میں وارد ہے۔ وعن کعب یحلی عن التوراۃ قال نجد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدی المختار لا بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ وملکہ بالشام۔ نیز دارمی نے ایک باب جداگانہ در سلسلہ بیان ان اوصاف کے منعقد کیا ہے جو بعثت رسول سے پہلے کتب سماویہ میں ان اوصاف کا بیان تھا چنانچہ ایک حدیث انہوں نے روایت کی جو اخیر میں اس کے مسطور ہے۔ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام۔

اب غور کا مقام ہے کہ دارمی نے یہ حدیث بیان صفت رسول اللہ میں ذکر کی سو کونسا مسلمان ہوگا جو بیان اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت سمجھے گا وہ تو خود بدعتی اور اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

فتوی متعلق فاتحہ سوئم و چہلم وغیرہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ فاتحہ سوئم و چہلم وغیرہ جو مدتہائے دراز سے بلا نکیر مسلمانوں میں جاری ہے جب تک کہ وہابیہ کا فتنہ نہ اٹھا کسی نے اس پر انکار نہ کیا اس لئے یہ امور وہابیت کی علامت اور شعار ٹھہرے اب جو لوگ ان نیک کاموں کو بند کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی نسبت کیا حکم ہے آیا وہ مسلمانوں میں تشتت و تفریق کے مرتکب ہیں یا نہیں اور وہابیت کے مدد و معاون ٹھہریں گے یا نہیں اور وہابیوں کی امداد و اعانت اگرچہ بلا مقصد ہو اس کا کیا حکم ہے اور اگر ان امور کی بندش اور ان پر انکار بالقصد وہابیت کی امداد و اعانت کے لئے ہو تو حکم اور زیادہ سخت ہے یا نہیں تعین یوم برائے فاتحہ جس کو وہابی حرام و شرک کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمانوں پر اس کے ضروری سمجھنے کا الزام لگاتے ہیں یا کم از کم اسی بات کا کہ مسلمان ثواب کے لئے تیسرا دن اور چالیسواں دن ضروری جانتے ہیں کہ تیسرے دن اور چالیسویں دن ہی ثواب ہوگا اگر جو دن مقرر ہیں ان سے پہلے یا بعد کو فاتحہ کی جائے تو ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا یہ تعین عرفی اسی مصلحت سے ہے کہ اہل میت کو فاتحہ کی اطلاع دینے کی زحمت نہ ہو کہ لوگوں کو مطلع کریں کہ فلاں روز ایصال ثواب کے لئے مقرر ہے جو صاحب اپنے عزیز یا دوست

کی روح کو ثواب پہنچانا چاہیں وہ فلاں جگہ جمع ہوں اور کچھ قرأت قرآن بالکل وکالت ایصال ثواب کریں اسی مصلحت سے فاتحہ کے یہ ایام جو ایک عرصہ دراز سے مسلمانوں میں جاری ہیں اسے بدعت و شرک کہنے کا کیا حکم ہے؟ اور جتنے مسلمانوں نے جب سے کیا وہ ان شرک و بدعت کہنے والوں کے نزدیک مشرک و بدعتی ٹھہرے یا نہیں اب اس تعین ایام سے اس لئے کہ اس کا انکار وہابیوں کا شعار ہے مدول کا کیا حکم ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے "لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ" فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم اس فرمان ذیشان کی بنا پر سوئم و چہلم وغیرہ کو اسی حق رکھنا جس حق سے وہ جاری ہیں نیز اس لئے بھی کہ مسلمانوں میں تفریق و تشتت انہیں بے وجہ معقول اس سے نہ ہو اس لئے کہ وہ مصلحت فوت نہ ہو ضروری ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط والسلام۔

المستفتی

محمد مستقیم خاں۔ محل بازار بمبئی۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

بعون الملک الوھاب

الجـــــــ

ہیں اس قدر حد سے تجاوز کر گئے ہیں کہ شرک تک نوبت پہنچادی اور مسلمانوں کو شرک تک کہنے میں باک نہیں کیا محرمات قطعیہ بلکہ رسوم شرکیہ تک سے انہیں وہ نفرت نہیں جو ان امور خیر سے ہے۔ ہلاکت کمیٹی کے عہد میں لوگوں نے قشقے تک لگائے، بتوں کے جلوس میں شریک ہوئے، بتوں کے نقاب کشائی کی رسم میں باادب حاضر رہے وہابیہ نے اس پر کوئی آواز نہ اٹھائی اور یہ حرکات ان کو اتنی ناگوار نہ گذریں جتنی فاتحہ سوئم چہلم وغیرہا ناگوار ہیں اور رات دن انہیں کے شرک و بدعت ہونے کا وظیفہ ہے ان شرکی افعال کرنے والوں سے تو وہابیہ نے میل جول خلط ملط کچھ ترک نہ کیا ان کے افعال پر اظہار افسوس تک کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر فاتحہ کا نام سن کر ان کو طیش آجاتا ہے بدن میں آگ لگ جاتی ہے ان امور خیر کا انکار اور اس پر تشدد اس قوم کا وظیفہ ہو گیا ہے اس لئے ان کاموں کے بند کرنے کی تحریک خواہ وہ کسی حیلہ یا بہانہ سے ہو یقیناً وہابیت کی علامت اور یقیناً ایسی تحریک فتنہ پردازی ہے اب وہابیہ نے یہ بھی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ کفایت شعاری کی تعلیم کے پردے میں ان امور کے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسی چالوں سے آگاہ رہنا چاہیئے۔ اور ایسے بدمذہبوں کے مکر و کید سے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کے نادان لوگوں کو بچانا چاہیئے۔ ان امور کا انکار اور ان کی بندش کی کوشش وہابیت کی ترویج اور اس کی کھلی اعانت ہے۔ اس میں بلا قصد کا احتمال محض لغو ہے۔

متعین یعنی ہر بنائے مصالح کسی کلم کے لئے کوئی وقت یا دن مقرر کرلینا جائز ہے اس کی ممانعت پر اصلاً کوئی نص شرعی وارد نہیں ہوئی اور یہ تعیین ناگزیر

ہے۔ وہابیہ کے مدارس میں تعطیل کے لئے جمعہ اور رمضان وعیدین امتحان کے لئے شعبان اور ہر کتاب کے لئے وقت معین ہوتا ہے جس کی التزام کے ساتھ پابندی کی جاتی ہے۔ اگر وہ تعین حرام جانتے ہیں تو ایسا کیوں کرتے ہیں اور اگر وہاں ترک تعین کا عہد کریں تو انہیں دنیا میں زندگی دشوار ہو جائے۔ کھانے کا وقت معین سونے کا وقت معین کام کا وقت معین تاجر ہیں تو بازار میں جانے اور بیٹھنے کا وقت معین تعین کی بندشوں میں سر سے پاؤں تک جکڑے ہوئے ہیں اور ان بندشوں کو اپنے آپ مضبوط کرتے ہیں اور پھر تعین کو ناجائز بھی سمجھتے ہیں اس مجموعہ پر ہزار افسوس ہے ہم ایسے تعین کا پتہ چلتا ہے خود افعال کریمہ میں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے افعال میں اہل نظر کو تعین کی مثالیں ملتی ہیں۔ بخاری و مسلم میں مروی ہے کان عبد اللہ (ابن مسعود) یذکر الناس فی کل خمیس۔ یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پنجشنبہ (جمعرات) کو وعظ فرمایا کرتے تھے اس وعظ کے لئے پنجشنبہ کی تعیین سے نفس خیر کے لئے جب مصلحت وقت کا مقرر کرنا بخاری شریف کی اس حدیث سے ثابت ہوا امام بخاری اس حدیث کو باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ میں لائے ہیں۔ امام بخاری کے اس ترجمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس حدیث سے امور خیر کے لئے تعین ثابت کرتے ہیں۔ اور بہت احادیث ہیں جو اس مدعا پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر وہابیہ کو کوئی دلیل شرعی وجہ تسکین نہیں ہوتی ایک حدیث سنا دیجئے اس کے قبول کرنے میں ہزار عذر ہوں گے۔ "تقویۃ الایمان" پیش کر دیجئے تو گردن جھک گئی۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے دینوں سے

بچائے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے یہ کہنا کہ مسلمان اسی تعیین کو واجب اور ضروری سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بس تیسرے اور چالیسویں دن ہی ثواب ہوگا اور ان کے لئے علاوہ اور کسی دن ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا یہ مسلمانوں پر افترا ہے۔ کوئی شخص یہ خیال نہیں رکھتا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ فاتحہ کرنے والے تیسرے اور چالیسویں ہی دن فاتحہ پر بس نہیں کرتے، وہ موت کے دن سے چالیسویں دن تک فاتحہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو صاحب استطاعت ہیں ان کے یہاں سال بھر تک روزانہ فاتحہ ہوا کرتی ہے۔ اور جو ان سے زیادہ صاحب استطاعت ہیں وہ ہمیشہ روزانہ فاتحہ جاری رکھتے ہیں اور اس کے لئے جائیدادیں جاگیریں خاص کردی جاتی ہیں تو ان کی نسبت یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ تیسرے اور چالیسویں دن ہی ثواب ہوگا۔ اور ان کے لئے علاوہ اور کسی دن ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا۔ یہ مسلمانوں پر افترا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے حیلے اور فریب کرنے والا امور خیر کو روکنے کے لئے ایسی باطل باتیں کرنے والا بدمذہب ہے۔ اور اس کا یہ فعل وہابیت کی علامت ہے۔ اور ان امور خیر کے کرنے والوں کو مشرک بدعتی بتانا اس شخص کی بے دینی ہے ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور علامت وہابیت و بدمذہبی سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ اگر کسی وقت کسی بزرگ کا واسطہ دیا جائے تو کیا جائز ہے یا ناجائز اس کا جواب نہایت واضح طور پر بیان فرما کر مشکور فرمائیں بینوا توجروا۔

المستفتی

محمد امین بنارسی مقیم حیدرآباد

بعون الملک الوھاب

الجـــــــــواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

اما بعد۔ بزرگان دین و اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کا وسیلہ واسطہ بلاشبہ جائز ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ابدال کے آخر میں ہے۔ بھم تمطرون و بھم تنصرون و بھم ترزقون کہ انہیں کی بدولت تم پر مینہ برستا ہے اور انہیں کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور انہیں کے صدقہ میں تم سیراب کئے جاتے ہو۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بوسیلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ دعائے بارش کرانا اور بکثرت احادیث سے توسل کا جواز ثابت ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

سید محمد نعیم الدین عفا اللہ عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ ہم کسی کے نام سے فاتحہ وغیرہ پڑھیں تو وہ کس طرح پہنچتا ہے؟ کسی فرشتہ کے ذریعہ سے، یا اور کسی طرح سے اس کا جواب دلائل کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی
مقبول حسین۔ نارنگ بڑودہ
سنہ ۱۳۲۸ھ

بعون الملک الوھاب
الجـــــــ

میں وارد ہیں شرح الصدور میں ہے اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائدہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد والھکم التکاثر ثم قال جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لاھل المقابر من المومنین والمومنات کانوا شفعاء لہ الی اللہ تعالیٰ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص داخل ہو قبرستان میں پھر پڑھا فاتحۃ الکتاب قل ھو اللہ احد اور الہاکم التکاثر پڑھے پھر کہے میں نے جو تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب قبرستان کے مومنوں اور مومنات کو دیتا ہوں تو وہ اس کے بارگاہ الٰہی میں شفیع ہوں گے۔

اب رہی بات کہ مردوں کو ثواب پہنچنے کا یا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کے طریقوں کو کون شمار کر سکے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میت کو قرآن پاک کی آواز بھی انس ہوتا ہے اور اس کے کلمات طیبات سے راحت بخشی ہے فتاوی قاضی خاں میں ہے وقرات اٰیۃ الکرسی وسورۃ الاخلاص والفاتحۃ وغیر ذلک جائز ان یونس الموتی۔ اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن کی سورتیں اور آیتیں خود شفاعت کرتی ہیں جیسا دارمی نے خالد بن معدان سے روایت کیا کہ ایک شخص الٓمٓ تنزیل پڑھا کرتا تھا اور بہت گنہگار اس کی قبر میں سورہ مبارکہ نے اس پر اپنے بازو پھیلا کر عرض کیا کہ یارب اس کی مغفرت فرما یہ مجھ کو پڑھا کرتا تھا کما فی المشکوۃ و اخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من اھل بیت یموت منھم میت یتصدقون عنہ بعد موتہ الا اھدی لھا

نہ جبرئیل علی طبق من نور تحریقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر
عمیق ھذہ ھدیہ اھداھا الیک اھلک فاقبلھا فتدخل علیہ فیفرح بھا ویستبشر
ویخبر جیرانہ الذی لا یھدی الیھم شیئ۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت انس
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس گھر والوں
کا کوئی مرجائے اور وہ اس کے لئے صدقہ دیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کو طبق
نور میں لے کر پہنچتے ہیں اور اس کی قبر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں اے گہری
قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تجھے تیرے گھر والے نے بھیجا ہے اس کو قبول کر۔ وہ ہدیہ اسکو
پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی غمگین ہوتے ہیں جنہیں ہدیہ نہیں
پہنچا۔

الحمد للہ ان دلائل و شواہد سے خوب واضح ہو گیا کہ میت کو ثواب پہنچتا
ہے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب و اعتقاد بھی اسی پر ہے۔ واللہ المستعان۔

کتبہ العبد المتصبر بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

یکم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ

حکم زوجہ مفقود الخبر

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین زید مفقود الخبر کے حالات تحقیق کرنے کے بارے میں خلاصۃ المسائل میں جو مسئلہ جہاں سے زوجہ مفقود الخبر کی بعد انتظاری چار سال چار مہینہ کے حالات تحقیق رہتی ہے جس سے تیس ہوئے ہیں تحقیق یا تیس مولویوں کے دستخط درج ہیں تو ہمارے حنفی المذہب کے علماء بارے ہے حنفی مذہب کے سب علماء اس مسئلہ میں متفق ہیں یا نہیں۔ یہ مسئلہ اس مذہب کا ہے حنفی اس مسئلہ پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ مفصل تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی

ارشاد حسین راجپور ضلع ڈیرہ غازی خاں سندھ

الجواب بعون الملک الوھاب

مفقود الخبر کی زوجہ اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ قاضی اس کی موت کا حکم نہ کرے اور وہ موت کی عدت نہ گذارے عینی شرح کنز میں ہے وتعتد امراۃ ووجت منہ ای من المفقود حینئذ ای حین حکم بموتہ لا بکون مجتہ۔ اب رہی یہ بات کہ قاضی کب حکم کرے ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ اس کی موت کا اندازہ اسکے

بموطن اقران کی موت سے کیا جائے گا۔ جب وہاں اس کے ہم عمر مرچکیں تو قاضی اس کی موت کا حکم کر سکتا ہے۔ علامہ شیخ مصطفےٰ شرح کنز میں فرماتے ہیں۔ وفی ظاھر الروایۃ قدر بموت اقرانہ من اھل بلدۃ علی المذھب قران کی موت کتنے عرصہ میں ہوتی ہے اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ نوے سال کی عمر ہونے تک۔ ایک سو تیس برس ہونے تک۔ متاخرین نے ساٹھ برس اختیار کئے۔ امام ابن ہمام نے ستر برس کو مختار فرمایا۔ تو علمائے حنفیہ کا مسلک ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار سال گذرنے پر قاضی ان دونوں میں تفریق کردے۔ اور عورت کی عدت گذار کر چاہے تو نکاح کرلے عینی شرح کنز میں ہے۔ قال مالک اذا مضی اربع سنین یفوق بینھما وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تتزوج ان شاءت۔ اگر ضرورت شدیدہ ہو اور تفریق نہ کرنے سے کسی فتنہ قویہ کا اندیشہ ہو تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر عمل کیا جائے ردالمحتار میں ہے۔ لکن قدمنا ان الکلام عند تحقق الضرورۃ حیث لم یوجد مالکی یحکم بہ واللہ سبحنہ اعلم۔

کتبہ المعتصم بحبل اللہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۱۵ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۷ھ

تحریک آزادی ہند سے متعلق ایک اہم فتویٰ

استفتاء مندرجہ ذیل جناب سید ممتاز احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ انہ مدرسہ فراش خانہ دہلی نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے پاس بغرض حصول جواب بھیجا تھا حضرت مفتی صاحب نے جو جواب تحریر فرمایا وہ بغرض آگاہی عوام مسلمین شائع کیا جاتا ہے۔ المعلن۔ محمد دیانت۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین امور ذیل میں جواب مع ادلۂ شرعیہ بیان فرمائیں۔

اول ایک شخص غیر مسلم وغیر معاہد حکم کرتا ہے کہ قوانین مروجہ حکومت حاضرہ کی خلاف ورزی اس کی قوم اور اس کے ہم وطن کریں جس سے رام راج حاصل ہوگا بصورت قانون شکنی بغیر استطاعت اندفاع وبغیر کوشش اندفاع برداشت کرنے کی حتی کہ گولی چلنے کے وقت گولی کو اپنے سینہ پر لینے کی ہدایت کرتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

ثانیاً۔ اگر اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل میں کوئی مسلمان اس خطرہ میں یہ جانتے

ہوئے کہ گولی لگنے سے موت واقع ہو سکتی ہے اپنے آپ کو ہتلاکرے اور گولی لگنے سے مرجائے تو اس کی موت کیسی موت ہوگی؟ آیا اس کو شہادت کہیں گے یا خودکشی۔؟

ثالثاً ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ کھدر پہنو اس کی تعمیل میں کوئی مسلمان کھدر پہنتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس حکم کو فرض قرار دے کر دوسرے مسلمانوں کو اس غیر مسلم کے حکم پر آمادہ کرتا ہے اور جو شخص کھدر نہ پہنے اس سے نفرت کرتا ہے ایسی صورت میں اس کا کھدر پہننا حکم غیر مسلم کی تعمیل کو فرض سمجھنا کھدر نہ پہننے والے مسلمان سے نفرت کرنا کیسا ہے رابعاً حکومت حاضرہ کی طرف سے نمک بنانے پر جو حصہ سے محصول لیا جاتا ہے ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ یہ محصول دیئے بغیر بناؤ اور گرفتار ہو جاؤ اس پر ایک مسلمان کہتا ہے کہ اس نے باوجود غیر مسلم ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے اس لئے غیر مسلم کے حکم کی تعمیل ہر مسلمان پر فرض ہے مسلم کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور ناجائز ہے تو کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی

بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ غالباً یہ سوالات تقریب حاضر سے متعلق ہیں اگر ایسا ہے تو تحریر سوالات میں کسی قدر تلبیس سے کام لیا گیا ہے جو مناسب نہ تھا بلکہ چاہیے یہ تھا کہ واقعہ صاف صاف ذکر کرکے اس کا حکم دریافت کیا جاتا۔ مثلاً سوال اول یوں لکھنا چاہیے تھا کہ ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت کا جبراً قبضہ ہے جس کو ہندوستان کے رہنے والے کسی طرح پسند نہیں کرتے ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ یہ پردیسی قوم جو ہزارہا میل دور سے آکر ہمارے ملک و وطن پر جبراً قابض اور مسلط ہے اور ہمارے تمام خزائن اور منافع کو ہمارے ہاتھوں سے چھین کر لے جا رہی ہے اور جس کی بدولت ہمارا ملک بھوکے اور محتاج ہو گئے جلد سے جلد ہمارا ملک خالی کر دے تاکہ اہل ملک خود اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کریں اور اپنے ملکی ذخائر سے خود متمتع ہوں لیکن وہ پردیسی حکومت کسی طرح ہندوستانیوں کی خواہش کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور اپنے مادی طاقت کے بل پر جبراً حکومت کر رہی ہے ہندوستانیوں کے پاس مادی قوت اور طاقت نہیں ہے کیونکہ تمام مادی طاقتیں اور قوتیں اسی پردیسی قوم نے اپنے قبضہ میں کر رکھی ہے ہندوستانیوں کو اتنی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے بھی ہتھیار رکھ سکیں۔ اس لئے ہندوستان کی ایک ملکی مجلس نے جس میں ہندوستانی تمام اقوام کے نمائندے شریک ہیں

یہ طے کیا کہ اس غیر ملکی حکومت کے تسلط جابرہ سے آزادی حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے کہ اس کے جبریہ قوانین کے خلاف ورزی کی جائے اور اس سلسلہ میں جو تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پڑیں ان کو برداشت کیا جائے اور اپنی طرف سے تشدد کا ہرگز اقدام نہ کیا جائے تاکہ تحریک آزادی کی کامیابی کی امید ہو ورنہ بصورت تشدد حکومت کو تشدد کا بہانہ مل جائے گا اور پھر وہ اپنی مادی قوت سے قوم کو تباہ کر دے گی خلاف ورزی قوانین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ملک میں سے ایک شخص تیار ہوا جو غیر مسلم تھا اس مجلس مشاورت نے اس کو اس مظلومانہ جنگ کی انجام دہی کے لائق سمجھ کر اس جنگ کی تکمیل کے اختیارات دیدے اب وہ غیر مسلم تمام ہندوستانیوں کو جنگ کے آداب بتا رہا ہے اور قوم کو لڑا رہا ہے تو آیا اس کے حکم کی تعمیل جائز ہے یا نہیں اور اس مظلومی کی جنگ میں اگر مطالبہ حق آزادی کی وجہ سے کسی کی جان تلف ہو جائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں اور آیا بحالت مذکورہ آزادی کا مطالبہ کرنا اور اپنے آپ کو ایسے خطرات میں مبتلا کرنا جس میں جان تلف ہونے کا خطرہ ہے جائز ہے یا نہیں؟ سوال کی صحیح شکل یہ ہے۔ اب اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلم یا غیر مسلم دونوں قومیں آباد ہیں مسلمانوں کے مذہبی اصول سے مسلمانوں پر ایک غیر مسلم حکومت جابرہ کے تسلط سے اپنے ملک کو آزاد کرانا اولین فریضہ ہے مسلمان جو ان الحکم الا اللہ اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی وقت کسی طرح بھی غیر خداوندی احکام کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ اطاعت کرتے ہیں تو مجبوری اور اضطراری طور

پر کرتے ہیں اور اگر اس مجبوری اور اضطرار کو دفع کرنے کی کوئی صورت ہی ممکن ہو تو ان پر لازم ہو جاتا ہے کہ اول جبر حق حکومت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار پھینکیں یہ وجہ تو ایسی ہے کہ اس میں غیر مسلم شریک نہیں دوسری وجہ شبہ کہ جس میں تمام ہندوستانی اقوام برابری کی شریک ہیں) ایک اجنبی قوم کو جو ہزاروں میل پرے لی رہنے والی ہے کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کے خلاف جبراً حکومت کرے ہم کسی کی حکومت کو ایک لمحہ کے لئے بھی طوعاً برداشت کرنے کو تیار نہیں اور یہ ہمارا اخلاقی عقلی عرفی بین الاقوامی حق ہے اور جس تدبیر اور طریقہ سے ہو اپنا حق حاصل کرنے کا اختیار کرنے اور عمل میں لانے میں حق بجانب ہوں گے چونکہ ہمارے پاس مادی قوت نہیں ہے اس لیے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے معذور ہیں مگر عدم تشدد کے ساتھ سوال نافرمانی کی مظلومانہ جنگ یقیناً لڑ سکتے ہیں اور اگر ہمارے افراد اس کے لئے تیار ہیں کہ وہ لاٹھیاں کھائیں برچھیاں، چھرے اور گولیاں اپنے سینوں پر لیں تو یقیناً ان کو اپنے حق آزادی کے مطالبے کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کیوں کہ ان کا فعل فی حد ذاتہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنا حق طلب کرتے ہیں اس کے بارے میں اگر حکومت لاٹھیاں برسائے یا سنگینیں بھونکے یا چھرے اور گولیاں مارے تو یہ بربریت اور ظلم حکومت کا فعل ہے اس کی ذمہ داری حکومت پر ہے نہ کہ ان مظلوموں پر جو اپنا حق مانگتے ہیں اور کسی ایسے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں جس کو وہ پہلے سے ناپسند کرتے تھے۔ مگر مجبوراً اس کی تعمیل کیا کرتے تھے رہی یہ بات جانتے ہوئے کہ حکومت بسا اوقات اپنی برہمی کے مظاہرے کے لئے

ٹھیاں چلوانی ہے اور گولیاں بھی برسوانی ہے کسی کو ایسے خطرات میں پڑنا جائز ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطالبہ حقوق ہمیشہ خطرات سے پُر ہوتے ہیں مذہب وطن کی آزادی کا مقصد چونکہ اعلیٰ ترین مقصد ہے اس لئے اس کے راستہ کے خطرات بڑے ہیبت ناک ہیں مگر بغیر خطرہ کے تو کوئی مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی تشدد آمیز حرکت نہ کریں جس کا نتیجہ حکومت کی جانب سے تشدد ہو اور بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی تشدد آمیز حرکت ہو حکومت بلا وجہ تشدد پر اتر آئے اور ہمیں مار مار کر زخمی یا شہید کر دے تو اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی مثلاً یہ قصد ہو کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کریں اور پانچ سو اشخاص ایسے مہیا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ کریں اور حکام کے اس حکم سے کہ منتشر ہو جاؤ اس قصبہ سے جلسہ شروع کیا گیا اور وہ نہ صرف یہی اشخاص تھے اور یہ سب عدم تشدد کے پابند تھے اب حکام آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ مگر کوئی حرکت نہیں کی تو اس صورت میں حکومت کا فرض یہ ہے کہ ان سب کو آدمیت کے ساتھ گرفتار کرے اور قانونی کارروائی کرے مگر بسا اوقات حکومت آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو بھی گرفتار کرنے کے بجائے کبھی تو لاٹھیوں سے پٹوا کر منتشر کروانی ہے اور کبھی گولیاں چلوا کر بہیمیت اور بربریت کا انتہائی مظاہرہ کرتی ہے اس ظالمانہ کارروائی سے مظلوموں کو وہ فعل ناجائز نہ ہوگا جو عقل اور انصاف اور مذہب کے خلاف نہ تھا اور جو

لوگ اس بربریت اور بہیمیت کا شکار ہو کر شہید ہوں گے وہ یقیناً شہادت کی وجہ سے شہادت کا درجہ پائیں گے ان کو خود کشی کا مرتکب قرار دینا سخت بہتان اور ناواقفیت احکام شرعیہ کی دلیل ہے سول نافرمانی کی یہ تحریک جس میں ہر محب وطن اپنے وطن اور مذہب کو ایک غیر ملکی حکومت کے جبر و ظلم سے آزاد کرنے کے لئے اپنی وطنی مشترک مجلس کی جانب سے جو بھی حکم ملے اس کی تعمیل کے دائرے میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے احکام کی خلاف ورزی میں سے کوئی مذہبی رہنمائی اور دینی ہدایت نہیں ہے محض جنگی رہنمائی ہے جو ناجائز کرنے کی جرأت کرتے ہیں اور جنگ میں شہید ہونے والے کو شہادت کرتے ہیں اور مر جانے والے کو شہادت سے محروم کرتے ہیں وہ پہلے ان کے کا حکم بتائیں جو کسی غیر مسلم جابر دشمن اسلام و حکومت کی حمایت میں ملک گیری کی خاطر کے مقدمے کے ہوئے غیر مسلم فوج کی سامان میں غیر مسلموں کے فوجی احکام کی اطاعت کرتے ہیں اور بسا اوقات غیر مسلم حکومت کی طرف سے اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل بنانے میں یا خود کوئی کفار مر جاتے ہیں ان مسلمانوں کا کیا حکم ہے یعنی مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ حکومت کے غیر مسلم افسروں کی ماتحتی میں کام کریں اور مسلمانوں پر گولیاں چلائیں ولیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ غیر مسلم ججوں کے سامنے مقدمات لے جائیں اور ان سے خلاف شرع فیصلے صادر کرائیں۔ اور ان پر عمل کریں۔ اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ تمام معاملات نکاح اور طلاق۔ آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ وغیرہ نزاعات کے مقدمات

غیر مسلم حکام کی عدالتوں میں فیصلہ کے لئے لے جائیں اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفی میں ہیں تو ان حضرات کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ قوتِ ایمانی کا ثبوت دینے کے لئے پہلے ان امور کے متعلق فتوے شائع کرتے اور مسلمانوں کو ان مہلکات سے بچانے کی کوشش کرتے جنہوں نے ان کے اسلام اور قومیت دونوں کو فنا کر دیا ہے کھدر پہننے کا جو حکم اس غیر مسلم نے دیا ہے وہ اس نے اپنے مذہب کی بنا پر نہیں دیا ہے بلکہ وطن و ملک کی بھلائی اور دشمن کو کمزور کرنے کی ایک تدبیر سمجھ کر دیا ہے اور مسلمانوں کے لئے کھدر پہننا مذہبی امور کے تحت ناجائز نہیں ہے اس لئے کھدر پہننا ناجائز نہیں ہے یہ حکم ان احکام سے بدرجہا زیادہ قابلِ تعمیل ہے جو انگریزی عدالتوں کے غیر مسلم حکام سے حاصل کئے جاتے ہیں بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمان کے لئے کھدر ہی بہترین لباس ہے اور جبکہ پہننے والوں کی نیت اپنے بھائیوں کی فائدہ رسانی بھی ہو تو ایک پنتھ دو کاج دوہرا ثواب ملے گا۔ اس کو گاندھی پرست فرقہ کا شعار بتانا میری سمجھ سے باہر ہے اول تو کھدر پہننے والے مسلمانوں کو گاندھی پرست کہنا ہی ظلم عظیم ہے کیوں کہ وہ مسلمان ہیں اور خدا پرستی کے سوا کسی کی پرستش ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آئی وہ تو رسول پرست بننے سے بھی توبہ کرتے ہیں پھر ان کو گاندھی پرست کہنا کتنی بڑی جرأت و جسارت ہے دوسرے یہ کہ وکیلوں کے گون اور اسی طرح اداروں کے مخصوص لباسوں کے متعلق ان حضرات نے کبھی فتویٰ شائع کیا ہے یا نہیں اور اس کو حکومت پرستی یا ادارہ پرستی کی بنا پر ناجائز فرمایا ہے یا نہیں، نہیں تو کیوں نہیں؟ قانون مملکت کی خلاف ورزی اس کی سہولت

اور رہ گیری کے لحاظ سے اختیار کی گئی ہوگی۔ اس مقصود قانون شرعی تھی ابن ایسا قانون اختیار کیا گیا جس کی خلاف ورزی ہر مقام ہر صوبہ میں ہوئی اور ہر شخص انفرادی طور پر کر سکے یہ دوسری بات ہے کہ اس قانون کو منتخب کرنے میں یہ فائدہ بھی ظاہر ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں نمک کو اپنے فطری معاون میں آزادی رکھا گیا ہے اگر کسی مسلمان نے یہ کہدیا کہ اس قانون کی خلاف ورزی فی نفسہ بھی شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے تو اس نے کیا گناہ کیا یہ واقعی نہیں ہے اور یہ میرے خیال سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ گاندھی جی نے اس قانون کی خلاف ورزی کا حکم شرعی احکام کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ گاندھی جی غیر مسلم ہیں وہ اسلامی حکم کی تعمیل کی نیت سے کوئی حکم دیں یہ بالکل مشتبہ ہے مگر یہ ہر شخص نہ سنتا ہے کہ یہ حکم اسلامی کے خلاف نہیں ہے جیسے گاندھی جی شراب چھوڑنے کا حکم دیں تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ حکم شریعت اسلامیہ کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے مگر ہر مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلام کے حکم کے موافق ہے اسلام بھی شراب کو حرام قرار دیتا ہے اس نے مسلمانوں کو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے اور اس میں کوئی خلل نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے دیوبند کے اس فتوے کو حاضر کرکے دریافت کیا جاتا ہے کہ مسطورہ بالا جواب مجیب کا صحیح ہے یا نہیں اس کی پوری حقیقت سے آگاہ فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

بعون الکریم الوھاب

الجـــــــ

۱۔ ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت کا جبری قبضہ

۲۔ ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ یہ ولیسی قوم ہمارے [illegible] چھین کر لے جا رہی ہے جس کے سبب ہم محتاج ہو گئے ہیں وہ ہمارا ملک خالی کر دے

۳۔ اہل ملک اپنی مرضی کے مطابق حکومت اپنی ملکی ضرورت کو متحد ہوں۔

۴۔ یہ ملکی مجلس نے جس میں ہندو مسلمان تو ما تو امرے کا مسلک شریک ہیں طے کیا کہ آزادی حاصل کی جائے

۵۔ آزادی کا طریقہ جبریہ قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

۶۔ [illegible] ان سلسلہ میں جو مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں گی

۷۔ [illegible] مشترک مجلس نے یک غیر مسلح جنگ کے اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ تمام ہندوستان کو جنگ کے طریقے بتا کر [illegible] ہمارے ان بیانات میں مفتی صاحب جو عبارتیں اور تلبیسات کی ہیں وہ ملاحظہ کیجئے۔

مفتی جمعیۃ کے تلبیسات

سوال نمبر ۱ کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ جبری قبضہ سے کیا مراد ہے یعنی کہ کس طرح سے بعض لوگ اس قبضہ کو پسند نہ کرتے ہوں تو بزور و قوت ان پر حکومت قائم رکھی جائے یا کچھ اور اگر اور معنی ہیں مفتی صاحب بیان کریں اور اگر یہی معنی ہیں تو دنیا کی کیسی ولیسی حکومت ہے اور جہان میں ایسی کونسی سلطنت قائم ہوئی کہ جس کا کوئی مخالف نہ ہوا ہو اور جس نے اپنے قیام حکومت کے لئے قوت نہ جمع کی ہو۔

۲۔ ہندوستانیوں سے کون مراد ہے تنہا ہندو یا مسلمان بھی، دوسری صورت میں کیا مفتی صاحب کے علم میں نہیں ہے کہ ہندو مسلمانوں کو پردیسی بتاتے ہیں اور صرف اپنے آپ کو ہندوستان کے منافع کا مستحق سمجھتے ہیں اس لئے ان کی خواہش فقط انگریزوں کو نکال دینے سے پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ مسلمانوں کو بھی ہندوستان سے باہر نہ کر دیں اور ایسا وہ بارہا کہہ چکے ہیں اور بہتوں کے قلم سے ایسے مضامین نکل چکے ہیں۔ اور ملک میں اس کا غلغلہ مچایا گیا ہے اس کو چھپانا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہندوؤں کی صرف اتنی خواہش ہے کہ حکومت موجودہ کو نکال دیں اس کے بعد ہندوستان دوستوں میں مسلمانوں کو برابر کا شریک بنالیں یہ سخت تلبیس ہے بلکہ دھوکا ہے ایسے ہی دھوکہ دینے کے لئے سوال دوبارہ گڑھا گیا ہے۔

۳۔ اہل ملک سے کیا مراد صرف ہندو یا مسلمان بھی، دلیل کے ساتھ بیان کیجئے، ہندوؤں نے مسلمانوں کو اہل ملک قرار دیا ہے یہ بھی تلبیس ہے۔

۴۔ یہ بہت بڑی تلبیس ہے کہ ملکی مجلس میں ہندوستان کے تمام اقوام سے نمائندے شریک ہیں ایسی کونسی مجلس ہے آپ کانگریس کو ایسی مجلس بنانا چاہتے ہیں مگر یہ انتہائی درجہ کی تلبیس اور غایت درجہ کا فریب ہے کانگریس میں تمام اقوام کے نمائندے کب شامل ہیں کیا ہندوؤں کے زر خرید اشخاص کسی قوم کے نمائندے قرار دیئے جا سکتے ہیں یا آپ کی منحوس بھرجمعیۃ جو جمہور اسلام کے مخالف ہو کر کانگریس کا کلمہ پڑھنے لگی ہے اور تمام عالم اسلام اس پر نفرین و ملامت کر رہا ہے یہ ان کی نمائندہ ہو سکتی ہے جو قوم کسی جماعت سے ناراض ہو اس کو غدار سمجھے، وہی جماعت

اس کی نمائندہ قرار دی جا سکتی ہے۔ مسلمانوں نے کب کانگریس مدعیان اسلام کو اپنا نمائندہ بنایا کہاں اپنا قائم مقام مقرر کیا خود نمائندہ بن بیٹھنے سے کوئی شخص نمائندہ ہو سکتا ہے ایسی وکالت آپ نے کسی کتاب میں پڑھی ہے اور یہ مطابقہ نمائندگی کس دارالافتاء کے حکم سے جائز سمجھا ہے اسے کیے جو ہی نمائندگی اور یہ ہے تلبیس آپ کے مستفتی نے تو تلبیس نہیں کی مگر جناب کا سوال مجموعہ تلبیسات ہے۔

۵۔ جبریہ قوانین کے معنی بھی بتا دیجئے کیا ریاست حیدرآباد میں کبھی اسلامی حکومت قائم ہو تو آپ کے اہل ملک اور آپ کی ملی مجلس ان قوانین کو برضا و رغبت قبول کرنے کے لئے تیار ہوگی اور جبریہ قوانین نہ بتائے گی اور نہ ور بتائے گی اور بتا چکے ہیں اور جبریہ سے زیادہ سخت الفاظ کہہ چکے ہیں۔ اور شرعی قوانین کی مذمت توہین کر چکے ہیں اور آپ بھی کہہ رہے ہیں اگر آپ کے علم میں نہ ہو تو مجھ سے دریافت کیجئے گا میں آپ کو بتاؤں گا اور ذخیرے کے ذخیرے دفتروں کا جو اسلامی شریعت و اسلامی قوانین کی مخالفت و اہانت سے پُر ہیں تو آپ کی ملی مجلس اور آپ کے اہل ملک سوائے رام راج کے یعنی سوائے اپنے مذہبی قوانین کے دنیا کے ہر ایک قانون کو جبری اور ظالمانہ قانون کہتے ہیں۔ جب اہل ملک کے نزدیک اسلامی قانون بھی جبری اور ظالمانہ ٹھہرا اور جبری قانون سے آزادی مطلوب ہے تو آپ کے اہل ملک کے نزدیک آزادی رام راج میں منحصر ہوئی۔ آپ نے اس پر پردہ ڈال دیا آپ کی تلبیس ہے۔

۶۔ اہل ملک کی مذموم آزادی یعنی رام راج کے سلسلے میں تمام مصائب

برداشت کے جائیں آپس میں لٹنا پٹنا مارا جانا تباہ ہونا سب ہی کچھ آگیا آپ ہی انصاف سے کہئے کہ جو ہندوؤں کی محبت میں اس قدر فنا ہو گیا ہو وہ مسلمانوں کو رام راج قائم کرانے کے لئے مر جانے اور ہلاک ہونے کی رائے دیتا ہو اس کو اگر ہندو پرست کہا جائے تو کیا بے جا ہے۔ رام راج قائم کرانے کے لئے مدعا کر آپ نے لفظ آزادی کے پردہ میں چھپایا اس کو کہتے ہیں تلبیس۔

۷۔ کیا آپ اپنے اعتقاد میں یہ سچ جانتے ہیں کہ بحالت موجودہ مسلمانان ہند سب کے سب یا ان کے اعظم گاندھی ہی کو جنگ کے مکمل اختیارات دینے اور اپنا سپہ سالار اعظم بنانے پر راضی ہیں اور یہ جائز سمجھتے ہیں اور قرآن و حدیث میں اس کی اجازت دی گئی ہے شاید ایسا آپ بھی نہ کہہ سکیں اور اتنا صریح جھوٹ بولنے کی آپ کو جرأت نہ ہو تو آپ ہی بتایئے کہ جس جماعت یا قبیلہ نے عامۃ المسلمین کی مرضی اور ان کے عقیدے کے خلاف ایک مشرک کو سپہ سالار اعظم بنالیا ہو اور جنگ کے تمام اختیارات بھی تفویض کر دیئے ہوں وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہو سکتی ہے اور اس کو مسلمانوں کا نمائندہ بنانا کیسی بڑی تلبیس ہے اور مجلس مشترک کا لفظ اسی تلبیس کے لئے لایا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اس مغالطہ میں ڈالا جائے کہ کانگریس میں ہندو مسلمان ایک حیثیت سے ہیں اور جس طرح کانگریس ہندوؤں کے نمائندہ ہے اسی طرح تمام مسلمانوں کی بھی نمائندہ ہے یہ ہیں آپ کے تلبیسات۔

سوالات کی شکل

اس تنقید کے بعد مولوی کفایت اللہ صاحب کی تقریر سے سوالات کی مسطورہ ذیل شکل قائم ہوتی ہے۔

سوال ۵۔ جو کافر زمام راج قائم کرنے کے لئے اٹھا ہو اور اس کی سعی کا انجام ہو اس کے پیش نظر بے لازمی طور پر بھی کہ ہندوستان کو انگریزوں اور مسلمانوں سے آزاد کرایا جائے اور ہندو قانون رائج کیا جائے اس کو جو جماعت اختیارات جنگ تفویض کرے اور اس کے اشارہ کا اتباع اپنے اوپر لازم کرے اور مسلمانوں کو ان کی فرمانبرداری کی اجازت دے اور مسلمان کو یہ مغالطہ دے کہ جس طرح یہ کافر ہندوؤں کا نمائندہ ہے ویسے ہی مسلمانوں کا بھی نمائندہ ہے ایسی جماعت اسلام کی دشمن غدار ہے یا نہیں اور اس جماعت میں شامل ہونا اور اس کے احکام کا ماننا درست ہے یا نہیں شریعت میں ایسی جماعت کا کیا حکم ہے دلائل سے بیان کیجئے۔ یہ تو مولوی کفایت اللہ صاحب کی تحریر سوالات پر تنقید کرنے سے جو شکل سوالات پیدا ہوئی وہ تھی اور اصل مستفتی کے سوالات بدستور لاجواب ہیں۔ مفتی صاحب پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں کے جواب تحریر کریں اور دیانت و انصاف کے ساتھ تحریر کریں۔ اب مولوی کفایت اللہ صاحب کے جواب پر ایک نظر کی جائے اور دیکھا جائے کہ ان کے جواب میں کہاں تک پاس شرع ملحوظ ہے۔

مولوی کفایت اللہ کے کلام سے انگریزی حکومت جائز اور سوراجی حکومت اور اسکی کوششیں ناجائز ثابت ہوتی ہیں

مولوی کفایت اللہ صاحب نے غیر مسلم حکومت سے ملک کو آزاد کرانا اولین فریضہ

بتایا ہے اور اس کی دلیل میں دو آیتیں "ان الحکم الا للہ" اور "لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا" پیش کیں اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ ان آیات پر ایمان رکھنے والے ہوتا کسی وقت کسی طرح بھی غیر خدا وندی احکام کی اطاعت نہیں کر سکتے اگر کرتے ہیں تو مجبوری و اضطراری طور پر کرتے ہیں اور اس مجبوری کو دفع کرنے کی کوئی صورت بھی ممکن ہو تو اس سے آزادی حاصل کرنا ان پر لازم ہو جاتا ہے یہ مضمون ہے مفتی کفایت اللہ صاحب کے جواب کا جو انہوں نے وجہ اول میں بیان کیا اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انگریزی حکومت کا تباہ ہونا جائز ہے یہ نکتہ مجبوری اور اضطرار سے کیا جاتا ہے اور کانگریس کی مجوزہ حکومت جائز ہے کیونکہ اس میں ہندو اکثریت حکمراں ہوگی اور خدا وندی احکام کی اطاعت کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے گا اور ایسی حکومت بقصد و اختیار طلب کی جاتی ہے یہ نہیں ہے کہ ان کے تسلط سے مجبوراً ان کے احکام ماننے پڑے ہوں۔ لہٰذا مفتی صاحب کی پیش کی ہوئی آیات کے صریح مولوی صاحب کی تصریح سے ثابت ہوا کہ کانگریس کی مطلوبہ حکومت ناجائز اس کی اطاعت مسلمانوں کو حرام تو اس ناجائز حکومت کے لئے سعی کرنا وہ بھی ناجائز اب دو باتیں مفتی صاحب کے کلام سے ثبوت کو پہنچیں۔ ایک یہ کہ انگریزوں کی اطاعت مجبوری و اضطراری کی وجہ سے جائز ہے دوسری یہ کہ کانگریس کی شرکت اس کی تحریکات میں سعی و امداد ناجائز و حرام اور حکم قرآنی کے خلاف ہے۔

۲۔ جواب میں دوسری وجہ مفتی کفایت اللہ صاحب نے یہ لکھی ہے کہ اجنبی قوم کو حق نہیں ہے کہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کے خلاف جبراً حکومت کرے

ہم اس کی حکومت برداشت کرنے کو تیار نہیں یہ ہمارا فطری عقلی عرفی اور بین الاقوامی حق ہے مفتی صاحب سے چند لغت دریافت کرتے ہیں۔ اجنبی، ہمارا ملک، فطری عقلی عرفی اور بین الاقوامی حق۔ ان لغتوں کے معنی مفتی صاحب بیان کردیں تو بہت بہتر ہو کیونکہ اس سے یہ تردد ہو رہا ہے کہ ہمارا ملک کہنے کا حق دار کون ہے اور اس استحقاق کی بنا کس چیز پر ہے اگر کہئے کہ قبضہ پر تو قبضہ انگریزوں کا موجود ہے اور اگر کہئے کہ پیدائش پر تو کیا وہ ہندو یا مسلمان اجنبی سمجھے جائیں گے جو ولایت یا عرب یا اور کسی ملک میں پیدا ہوئے اور ان کے آبا و اجداد ہندوستان میں سکونت رکھتے تھے وہ خود بھی ہندوستان میں سکونت رکھتے ہیں اور کیا وہ انگریز جو ہندوستان میں پیدا ہوئے اجنبی نہ ہوں گے اور ہندوستان کی حکومت بقول آپ کے ان کا فطری عقلی عرفی بین الاقوامی حقدار ہوگی اور آپ کے نزدیک انہیں جائز ہوگا کہ وہ ہندوستان کو اپنا ملک بتائیں اسی طرح بہت سے افغانیوں چینیوں جاپانیوں کی ہندوستان میں اولاد ہوتی ہے کیا ان سب کو حق ہے کہ ہندوستان کو اپنا ملک کہیں یا ہمارا ملک کہنے کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جو ہندوستان میں زمانۂ قدیم سے بود و باش رکھتی ہیں اس تقدیر پر مسلمان تو مسلمان ہندو بھی اپنا ملک نہیں کہہ سکتے کیوں کہ وہ یہاں کے قدیم باشندے نہیں ہیں۔ ذرا اپنے خداوند نعمت (ہنود) سے پوچھ کر دیکھئے کہ وہ ملک کا حقدار کس کو کہتے ہیں اور ملک والا کس کو بتلاتے ہیں اجنبی کس کو ٹھہراتے ہیں۔ مسلمانوں سے کتنی مرتبہ کہا گیا ہے کہ تم ہندوستان سے چلے جاؤ تمہارا اس ملک میں کوئی حق نہیں ہے، جن کے آپ ہم نوا ہیں اور جن کی محبت میں آپ نے دین تک کو خیرباد کہہ دیا ہے

وہ ہندوستان کو خالص اپنا اور مسلمانوں کو غیر ملکی اور پردیسی کہتے ہیں جب ہمارا گورنمنٹ یہ مطالبہ کرے کہ ہندوستان ہمارا ہے اجنبی چلے جائیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ انگریز اور مسلمان دونوں اپنا بوریا بستر اٹھا کر چلتے ہوں۔ اگر جمعیۃ یا منتخب جمعیۃ کا نمائندہ کسی اس معاملے میں حقیر سمجھتی ہے تو وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے اخراج کی مساعی سے مفتی کفایت اللہ صاحب نے فطری حق کے کیا معنی لئے ہیں یہی، جہاں جو پیدا ہو جائے وہ جگہ اسی کے لئے ہے دوسرے کو اس سے کچھ سروکار نہیں یا کچھ اور اگر یہی معنی ہیں تو لکڑی کو دیمک سے کتاب کو کیڑے سے سرکوں سے چارپائی کو کھٹمل سے اگر آپ صاف کرنا چاہیں تو یہ ظلم ہوگا کیوں کہ بقول آپکے سرکوں کا فطری حق ہے چارپائی کھٹمل کا فطری حق ہے کتاب کیڑے کا فطری حق ہے اور اس کے علاوہ یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تو کیا آپ کے نزدیک حضور نے فطری حق سلب کیا تھا، اور اسی ہندوستان میں جو مسلمان دوسرے ممالک سے سلطنت کرنے کے لئے آئے وہ بھی اجنبی تھے پردیسی تھے ہزاروں میل دور کے رہنے والے تھے ہندوستان والے ان کی سلطنت سے راضی نہ تھے تو کیا آپ کا یہی فتویٰ ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان پر جبری حکومت کی اور ہندوؤں کا فطری حق چھینا اور وہ سلطنت فطرۃً عقلاً عرفاً اور بین الاقوامی طریقہ سے ناجائز تھی اور جس قدر تصرفات انہوں نے ملک میں کئے وہ سب ظلم تھے کھل کر کہئے اور اگر آپ یہ کہنے کے لئے تیار ہوں تو آپ کو اعلان کر دینا چاہیئے کہ سلطنت اسلام کی عطا کی ہوئی املاک و معدنیات و اوقاف پر جو مسلمان قابض ہیں یہ قبضہ ناجائز ہے۔ یہ

سب ہندوں کو واپس کر دینا چاہیئے۔ اور جس سلطنت کا ہندوستان پر قبضہ ہی ناجائز تھا اور اس کو فطری عقلی عرفی اور بین الاقوامی طور پر کوئی حق ہی حاصل نہیں تھا اس نے جتنی مسجدیں بنائیں وہ بھی سب غصب کی زمین تھی ان کے لئے کیا حکم ہے اگر ہندوؤں کو واپس دینے کا فتویٰ دیدیجئے تو آپ کا کام بن جائے اور جو مطمح نظر ہے وہ پورا ہو جائے اور آپ کے ہندو آقایان نعمت خوب خوش ہوں۔ آپ ہندوؤں کی محبت میں اس قدر محو ہیں اور اسلام و حکومت ہائے اسلام پر درپردہ حملے کر رہے ہیں اس کو ہندو پرستی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے جس کے مقابل شریعت کی پروا ہے نہ دین کی نہ مسلمانوں کے طریق و آئین کی انگریزوں کی مخالفت تو ایک بہانہ ہے اصل مقصد تو ہندوؤں کو راضی رکھنا اور مسلمانوں کو کچلوانا اور مروانا ہے ہندوستان کے مسلمانوں کو ہلاک کرادو پھر ہندوستان صرف تمہارے دوستوں کے لئے ہی رہ جائے گا سوراج ہی سوراج ہے۔ رہا سوراج ہو تو ایسا ہو قوم لٹ جائے مٹ جائے مذہب برباد ہو جائے مگر ہندو راضی رہیں۔ خوب حق نمک ادا کیا واہ رے مفتی۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے)

۳ مفتی کفایت صاحب نے لکھا ہے چونکہ ہمارے پاس مادی قوت قوت نہیں ہے اس لئے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے مجبور ہیں یہاں تو انگریزوں سے جنگ آزما ہونے سے انکار اور مجبوری کا اظہار ہے اور ساتھ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ اگر ہمارے افراد اس کے لئے تیار ہیں کہ وہ لاٹھیاں کھائیں سنگین اور برچھیاں چھرے اور گولیاں اپنے سینوں پر لیں تو یقیناً انہیں اپنے حق آزادی کے مطالبے کے لئے

یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے مفتی صاحب کی دونوں تعلیمیں باہم مخالف و متضاد ہیں ایک مادی طاقت نہ ہونے سے جنگی مجبوری کا اظہار ہے دوسرے میں لاٹھیاں سنگینیں برچھیاں چھرے گولیاں کھانے کے لئے مسلمانوں کو ابھارا گیا ہے جب تمہارے پاس مادی طاقت نہیں ہے نہ تم دشمن کو مار سکتے ہو نہ ان کی مار کو روک سکتے ہو تو چھرے اور گولیاں سنگینیں کھانے سے نتیجہ مسلمان گولیاں کھا کھا کر مر گئے تو آزادی ہوں لے گا کہو ہمارے یار ہندو جن کے اوپر ہم مسلمانوں کو بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں کیا سزا ہے ہندوں کے لئے ملک خالی کرانے کے واسطے مسلمانوں کو مر جانے اور جان کھونے کے لئے تیار کیا جاتا ہے جب آپ کا یہ فتویٰ ہے اور مسلمانوں کو نشانہ بندوق بننے کا آپ مشورہ دیتے ہیں تو خود کیوں ایسے موقع پر آگے نہیں بڑھتے جناب کی ساری بہادری اسی وقت تک ہے جب تک بندوق کا رخ دوسرے مسلمان کی طرف ہو اور جناب مفتی صاحب کی طرف بندوق کا رخ ہو تو ابھی معافی مانگ لیں اور یہ فتویٰ یاد نہ آئے یہ فتویٰ اپنے گھر چھوڑ کر سارے جہان کے لئے ہے اپنے گھر پر آفت آئی دیکھیں تو ہندوں کی دوستی سے بھی دست بردار ہو جائیں مفتی صاحب کی طرح سے بہت سے ملند آہنگیاں کرنے والے بہادر جو مسلمانوں کو بڑھا دے دے کر کنوئیں میں دھکیلا کرتے تھے معافی مانگ بیٹھے اور تحریک کے مخالف ہو گئے اب رہی یہ بات کہ جب کفار سے مقابلہ کی قوت نہ ہو اس وقت ان کے مقابل ہو جانا ان کی تیغ و سنان سے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالنا جو مفتی صاحب نے جائز لکھا اس جواز سے کونسا جواز مراد ہے جواز سوراجی یا فطری یا عقلی یا عرفی یا بین الاقوامی کونسا جواز یہ جواز صغریٰ اگر ہوتا

تو اس پر آپ کوئی شرعی دلیل تحریر فرماتے تو کہاں سے فرماتے شریعت کے خلاف تو کہہ ہی رہے ہیں شریعت نے تو مسلمان کو اپنی جان کی حفاظت کا حکم دیا ہے کسی مباح کام کرنے یا ترک کرنے پر اگر اس کو جان کا اندیشہ ہو اور دشمن قتل کرنے یا کم سے کم کسی عضو کے تلف کرنے پر آمادہ ہو تو مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنی بات پر اڑا رہے اور یہ کہے کہ میں تو مباح کام کرتا ہوں جائز کام کرتا ہوں ہرگز اس سے باز نہ آؤں گا اگر اس نے ایسا کیا اور دشمن نے اس کو مار ڈالا تو وہ گناہگار ہوگا اور اس پر الزام ہوگا کہ اس نے اپنی جان ہلاک کرنے میں دشمن کو مدد پہنچائی بلکہ اگر کسی حرام کام پر بھی مجبور کیا جائے تو شریعت مسلمان کی جان کی حفاظت مقدم رکھتی ہے اور یہ حکم دیتی ہے کہ جان بچانے کے لئے حرام کا ارتکاب کرے اس ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ پکڑے گا زیادہ بسط تو کیا کہا جائے آپ کو ہدایہ کی صرف ایک عبارت دکھا دی جاتی ہے متداول کتاب سے ملاحظہ کیجئے ان اکرہ علی ان یاکل المیتۃ او یشرب الخمر فاکرہ علی ذالک بحبس او یضرب او قید لم یحل لہ الا ان یکرہ بما یخاف منہ علی نفسہ او علی عضو من اعضائہ فاذا خاف علی ذالک وسعہ ان یقدم علی ما اکرہ علیہ ولکن اعلی ھذا الدم ولحم الخنزیر لان تناول ھذا المحرمات انما یباح عند الضرورۃ کما فی حالۃ المخمصۃ لقیام المحرم فیما وراءھا ولا ضرورۃ الا اذا خاف علی النفس او علی العضو حتی لو خیف علی ذالک بالضرب الشدید وغلب علی ظنہ ذالک یباح لہ ذالک ولا یسعہ ان یصبر علی ما توعد بہ فان صبر حتی اوقعوا بہ ولم یاکل فھو اثم لانہ لما یبیح کان بالامتناع معاونا لغیرہ علی ھلاک نفسہ فیاثم کما فی حالۃ المخمصۃ۔

ترجمہ: مردار کھانا شراب پینا شرعاً حرام ہے اور اس سے باز رہنا مسلمان کا دینی و شرعی فریضہ ہے جو مسلمان مردار کھانے یا شراب پینے سے انکار کرتا ہے وہ نہ فقط امر جائز کا مرتکب ہے بلکہ اپنے فرض کو ادا کیا ہے لیکن جس حالت میں کوئی شخص اس کو ان چیزوں کے کھانے پینے پر مجبور کرے اور قتل یا قطع عضو پر آمادہ ہو جائے تو مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان چیزوں کو نہ کھائے پیئے اور قتل ہو جائے اگر مسلمان نے ایسا نہ کیا اور مارا گیا تو گنہگار ہوگا اور اپنی جان ہلاک کرنے میں دشمن کی اعانت کا مجرم قرار دیا جائے گا ہدایہ کی مذکورہ بالا عبارت میں یہ مضمون صاف و صریح موجود ہے مفتی کفایت اللہ کی یہ طبع زاد دلیل کہ جان آزادی کا طلب کرنے والا ایسا امر جائز کا مرتکب تھا حکومت نے گولیاں برسائیں تو یہ اس کا فعل ہے اور اس کی ذمہ داری مرنے والے پر کچھ نہیں یہ ان کی ذاتی رائے ہے وہ بھی ایسی جو شریعت کے خلاف شریعت اس شخص کو گناہگار بتاتی ہے اپنے دشمن کی اعانت کا مجرم قرار دیتی ہے مگر مولوی کفایت اللہ صاحب خلاف شرع اس کو بری کر رہے ہیں آپ کی دلیل نہ قرآن سے مقتبس نہ حدیث سے نہ فقہ سے معلوم نہیں ہندوؤں کے دھرم شاستر سے آپ فتویٰ دیتے ہیں یا انگریزی قانون سے غرض جو کچھ ہو یہ فتویٰ شریعت حقہ کے خلاف ہے آپ نے اس کی تائید میں لکھا ہے

"دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کریں اور پانچ سو اشخاص ایسے مہیا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ کریں اور حکام کے اس حکم سے کہ منتشر ہوں اس قصد سے جلسہ شروع کیا گیا ہے اور فرض کرو کہ یہی

پانچ سو اشخاص تھے سب عدم تشدد کے پابند تھے حکام آئے اور حکم دیا کہ منتشر ہو جاؤ انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا، اس صورت میں حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان سب کو آدمیت کے تحت گرفتار کرے اور قانونی کارروائی کرے مگر بسا اوقات حکومت آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے بجائے کبھی تو لاٹھیوں سے پٹوا کر منتشر کرتی ہے اور کبھی لوگوں کو گولیاں چلوا کر بہیمیت و بربریت کا انتہائی مظاہرہ کرتی ہے اور ظالمانہ کارروائی کرتی ہے مظلوموں کا وہ فعل ناجائز نہ ہوگا جو عقل و انصاف اور مذہب کے خلاف تھا اور جو لوگ اس بربریت اور بہیمیت کا شکار ہو کر شہید ہوں گے وہ مظلومیت کی وجہ سے شہادت کا درجہ پائیں گے ان کو خودکشی کا مرتکب بتانا سخت جہالت اور ناواقفیت ہے۔"

احکام شرعیہ کی یہ مذکورہ بالا لحظ کشیدہ عبارات مفتی کفایت اللہ صاحب کی ہے۔ اس میں آپ نے خودکشی کا مرتکب بتانے والوں کو سخت جاہل اور ناواقف شرع تو فرمایا مگر وہ احکام شرع نقل نہ فرمایا جو دفعہ ۱۴۴ کے توڑنے پر اپنی جانیں ہلاکت میں ڈالنے والوں کو مظلوم اور شہید قرار دیتے اور آپ وہ احکام بیان کہاں سے کرتے ہیں شریعت میں تھے کہاں شریعت کے خلاف تو آپ نے خود فتویٰ دیا جسے احکام شرعیہ کا نام مغالطۂ عوام کے لئے دیا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی شرعاً فرض نہیں اس کی موافقت لازم شراب کی طرح حرام ہوگی یہ ہوگی کہ ایک امر جائز ہو اس کے لئے جان کا ہلاک کرنا کس طرح مظلومیت اور شہادت ہوگی جبکہ شریعت نے مردار اور حرام شراب جیسی چیزوں سے محترز رہنے پر جان کو ہلاکت میں ڈالنا جائز نہیں رکھا اور ایسے شخص کو اپنے قتل کا معین اور گناہگار قرار دیا۔ جیسا کہ ہدایہ کی مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے شریعت اس شخص کو ظالم کا معین قرار دیتی ہے اور آپ کی شریعت اس کو گنہگار بتاتی ہے حکم شریعت کی آپ صراحۃً مخالفت کر رہے ہیں اور جہالت کا الزام دوسروں پر۔ جہالت تو یہ ہے کہ آپ نے خود اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ ہمارا فریضہ یہ ہے۔

"ہم اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس کا نتیجہ حکومت کی جانب سے تشدد ہو" اور خود ہی اس کے خلاف پیشوائی دیا کہ مخالفت میں اڑے رہنا اور جان دیدینا شہادت ہے۔ ایک ہی صفحہ میں اتنا بڑا تعارض اسی صفحہ میں آپ نے قانون شکنی کو جائز قرار دیا اور اسی صفحہ میں حکومت سے قانونی کارروائی کرنے اور دفعہ ۱۴۴ کے خلاف کرنے والوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا جس قانون کی آپ مخالفت کرتے ہیں اسی قانون کے برتاؤ کرنے کی گورنمنٹ سے استدعا کرتے ہیں مفتی صاحب نے یہ فتویٰ کس خمار میں بیٹھ کر لکھا جو اپنی بات خود بار بار کاٹ رہے ہیں اور حافظہ نباشد کا مضمون پیش آتا رہتا تھا۔ آپ کے اس فتوے نے بہت سے مسلمانوں کی جانیں کھوئیں جنہوں نے شہادت سمجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور جنہ دا جانے اور کتنے آپ کے تیغ ستم کے قتیل ہوں گے اور آپکے

اس خنجر خونخوار کی دھار سے موت کے گھاٹ اتریں گے مسلمانوں کو تو یہ غلط فتویٰ دے کر مروا ڈالو اور ہندوؤں کے لئے ملک خالی کر دو، اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔

مولوی کفایت اللہ نے غیر مسلم کی اطاعت جائز کر دی

اس فتوے میں مہا دیو مفتی نے

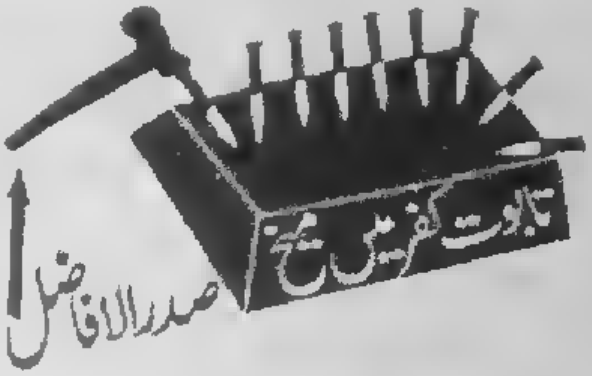
لکھ دیا کہ شرعی احکام کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے احکام کی اطاعت ناجائز نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں، اگر آپ کا یہ عقیدہ ہے تو آپ سول نافرمان اور قانون شکنی کا حکم کس طرح دے سکتے ہیں آپ کی جو بات ہے متضاد اس سے بھی درگذر کیجئے، تو یہ بتایئے کہ غیر مسلم کے احکام کی اطاعت کا جواز جناب نے کس دلیل شرعی سے لکھا ہے آپ کو یاد نہیں رہا کہ آپ اپنے فتوے کے اول میں لکھ چکے تھے" مسلمان جو ان الحکم الا للہ، ولن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی طرح بھی غیر خداوندی احکام کی اطاعت نہیں کر سکتے" یہ آپ ہی کا فتویٰ تھا اور آپ ہی غیر مسلم کے احکام کی اطاعت جائز بتا رہے ہیں۔ اس میں تو یہ تعمیم تھی کہ کسی وقت کسی طرح بھی غیر خداوندی احکام کی اطاعت جائز نہیں اب کونسی طرح جواز کی شکل آئی یا گاندھی جی کے احکام کو خداوندی احکام سمجھ لیا۔ معاذ اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ آیتیں جو آپ نے خود نقل کی تھیں ان پر اب خود عمل کیوں نہیں ہے اب ان کے خلاف کیوں گاندھی کی اطاعت جائز لی جا رہی ہے غرض مفتی صاحب کے فتوے کا بطلان خود ان کے کلام سے بھی ثابت ہو گیا۔ گاندھی جی کی اطاعت اور اسے رہنما بنانا اس کا ماتحت اور لشکری بننا کسی طرح بھی جائز نہیں، انگریزوں کی اطاعت

کے جواز کی وجہ تو مفتی صاحب نے مجبوری بتائی تھی یہاں تو کوئی مجبوری بھی نہیں ہے پھر لن یجعل اللہ الکفرین علی المؤمنین کی مخالفت کرکے گاندھی کی اطاعت کس طرح جائز کی جاتی ہے یہ چند باتیں نمونے کے طور پر لکھ دی گئی ہیں فتوٰی بہت اغالیط پر مشتمل ہے۔ اگر مفتی صاحب نے قلم اٹھایا اور چاہا تو ان کی باقی ماندہ اغالیط بھی پیش کئے جا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو راہ راست نصیب فرمائے کجروی اور گمراہی سے بچائے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ العبد المعتصم بحبل المتین

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ المعین

۲۰ ستمبر ۱۹۴۵ء مراد آباد



حضور صدرالافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے دور کے وہابیہ دیابنہ ودیگر اسلام دشمن قوتوں سے ہمیشہ نبرد آزما رہے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ مرتدین ومشرکین نے اسلام کو کمزور کرنے کیلئے میدان عمل بدل دیا ہے۔ قرآن پر بے جا اعتراضات کر کے مسلمانوں کی دل آزاری، آریوں، ناریوں سناتن دھرمیوں نے اپنا شیوہ بنالیا ہے تو آپ نے ان کا تعاقب فرمایا۔ جگہ جگہ گھیر کر اُن سے مناظرہ فرمایا قرآن کریم پر اُن کے بے جا اعتراضات کا، آپ نے تحریری اور تقریری طور پر منہ توڑ جواب دیا۔ اُس دور کے ماہنامہ "السوادالاعظم" مرادآباد میں آپ کا تحقیقی جواب ماہ بہ ماہ شائع ہوتا تھا۔ تلاش بسیار کے بعد ماہنامہ السوادالاعظم مرادآباد کے کچھ نسخے ناچیز کو فراہم ہو گئے تھے، بطور ضمیمہ ہم نے اُن مضامین کو فتاویٰ صدرالافاضل میں شامل کرلیا ہے۔ ورق الٹئے اور حضرت ممدوح گرامی علیہ الرحمہ کی قرآن فہمی کو داد دیجئے۔

طالب دعاء

نعیم القادری بلرامپوری

اعتراض: پنڈت جی نے آیۃ کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے "تم جدھر منہ کرو ادھر ہی منہ اللہ کا ہے"۔

اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ "اگر یہ بات سچی ہے تو مسلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں اگر کہیں کہ ہم کو قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے تو یہ بھی حکم ہے کہ چاہے جس طرف کو منہ کرو کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی اور اگر اللہ کا منہ ہے تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ ایک منہ ایک طرف رہے گا سب طرف کیوں کر رہے گا اس واسطے یہ بات ٹھیک نہیں ہے"

جواب: آیۃ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے۔ "تم جہاں منہ کرو وہیں اللہ تمہاری طرف متوجہ ہے" جو شخص قرآن پاک کو نہ سمجھے موارد کلام سے بیخبر ہو تفاسیر کا علم نہ رکھتا ہو اس نافہم کا اعتراض کیا حیثیت رکھتا ہے۔ بات کیا تھی اسے سمجھے نہیں اور اعتراض جڑ دیا یہ ایک رسوا کرنے والی جہالت ہے آیت کے معنی کی تفصیل کہاں پنڈت کے دماغ میں سما سکتی تھی، لیکن اگر قرآن پاک پر کچھ بھی نظر ہوتی تو اس کو معلوم ہوتا کہ قبلہ پہلے کعبہ تھا۔ پھر بیت المقدس ہوا اس کی طرف حضور نماز پڑھاتے تھے پھر بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوا اور حضور کی حسب خواہش کعبہ شریف قبلہ بنایا گیا۔ اس پر عرب کے کفار نے طعن کیا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ للہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے جہاں تم رخ کرو وہیں وجہ اللہ یعنی جہت مامورہ یا رضائے الٰہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے۔ مشرق و مغرب اور تمام جہات اسی کے ہیں وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دے یا کعبہ مقدسہ کی طرف جدھر اس کی رضا ہو وہی قبلہ ہے اور اسی کی طرف متوجہ ہونا مقبول بندہ کو اس میں کیا چارۂ عذر اور کیا مجال اعتراض جس طرح کعبہ اس کے حکم سے قبلہ ہوتا ہے اسی طرح بیت المقدس اسی کے حکم

سے قبل ہو جاتا ہے اس پر اعتراض کرنا نہایت نادانی و سفاہت ہے۔ کفار کے اعتراض کا یہ جواب دیا گیا اور قرآن کریم میں ان کے اعتراض سے پہلے خبر دیدی گئی تھی کہ وہ اس طرح کے بیہودہ گوئی کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا سیقول السفہاء من الناس ما ولھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا قل للہ المشرق والمغرب۔ عنقریب کہیں گے بیوقوف لوگ کس نے پھیرا ان (مسلمانوں) کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ تھے آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کا مشرق و مغرب۔ اس آیت میں خبر ہے کہ کفار تحویل قبلہ پر اعتراض کریں گے اور ان کا یہ جواب ہے کہ مشرق و مغرب خدا ہی کا ہے وہ جدھر چاہے اپنے بندوں کو متوجہ ہونے کا حکم دے اس پر اعتراض کیا اور ان کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا۔

للہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ مراد یہ ہے کہ جب مشرق و مغرب سب کا مالک اللہ ہے تو جدھر تم اس کے حکم سے منہ کرو اس کی رضا حاصل ہوگی اس پر کافروں کا معترض ہونا۔ اور طعن کرنا محض جہالت ہے اس مضمون سے پنڈت کے اعتراض کو کیا مناسبت اور اس آیت سے قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا اس نے کیسے سمجھ لیا اگر قرآن پاک پر معترض کی نظر ہوتی۔ اور آیت سیقول السفہاء جو ہم نے اوپر نقل کی ہے۔ اس نے دیکھی ہوتی تو یہ لایعنی اعتراض کر کے اہل علم کی نگاہوں میں اپنے آپ کو رسوا نہ کرتا۔ رہا وجہ اللہ کے معنی خدا کا منہ کس نے بتلائے ہیں وجہ جہت اور قبلہ کے معنی میں آتا ہے یا رضا کے معنی میں چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے الوجہ اما بمعنی الجہۃ او القبلۃ او الرضاء دونوں تقدیروں پر اعتراض وارد نہیں ہوتا خواہ وجہ بمعنی جہت یا قبلہ لیا جائے یا رضا کے اور یہ کہدینا کہ جس کا منہ ہوگا ایک ہی طرف

ہوگا یہ بھی کوتاہ نظری ہے۔ عالم حیوانات میں نظر کو متصور کرنے سے کوئی کوتاہ عقل اس شبہ میں پڑ سکتا ہے۔ ورنہ ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ وہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ مواجہت حاصل ہو تو جس سے کوئی جہت مواجہت مانع نہ ہو اس کے لئے کسی ایک جہت خاص کے ساتھ ہیں مقید کر دینا کم فہمی و نادانی ہے مجلس میں روشن ہونے والی ایک شمع کا منہ تمام اہل مجلس کی طرف ہے اور ہر ایک کو اس سے یکساں جہت حاصل ہے یہ تو نور مجازی کا حال ہے اور نور حقیقی جو کیف سے بھی ورا ہے اس کو جہت کیا مقید کر سکے گی اس فہم پر ذات و صفات الٰہی میں کلام کرنے کا دعوی ہے ہمارے لئے منہ ہونا اور ایک طرف ہونا اور ہماری مواجہت کے ساتھ مقید ہونا، اور ہمارے بصر و کلام وغیرہ کا ایک جہت کے ساتھ خاص ہونا ہماری کمزوری بعد عبدیت کا ضعف اور نقصان ہے۔ کمال یہی تھا کہ قوت بینائی ایک جہت کے ساتھ مقید نہ ہو۔ اسی طرح سامعہ ذائقہ اور کلام کرنے والے آلات ایک سمت کے پابند نہ ہوتے ایک لمحہ ہم ہر طرف دیکھتے شش جہت ہمارے لئے یکساں ہوتیں ہمارے تمام آلات ہر طرف کام کرتے مگر صرف آنکھیں دیکھتی ہیں چہرہ کے مقابل کی جانب دیکھتی ہیں بدن کے باقی حصے بینائی نہیں رکھتے یہ نقصان ہوا یا کمال اگر ہمارے جملہ ارکان ہر جانب یکساں ہوتے۔ تو منہ کو کیطرف نہ کیا جا سکتا اپنی اسی کمزوری اور عیب پر مالک ہے۔ عیب کو قیاس کرنا اور جن قیود میں خود مقید ہیں۔ ان کا اس بے نیاز کو پابند جاننا نہایت بے علمی و بے ادراکی ہے۔

اعتراض : وقولوا حطة نغفر لکم خطیٰکم وسنزید المحسنین. کا ترجمہ پنڈت نے یہ لکھا " اور کہو کہ معافی مانگتے ہیں ہم معاف کریں گے تمہارے گناہ اور زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو"

اس پر آپ نے یہ اعتراض کیا ہے (پنڈت) کا اعتراض بھلا یہ خدا کی ہدایت سبکو گناہگار بنانے والی ہے یا نہیں کیونکہ گناہ معاف ہونے کا سہارا آدمیوں کو ملتا ہے تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں ڈرے گا اس واسطے ایسا لکھنے والے خدا اور یہ خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی وہ عادل ہے۔ بے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اور گناہ معاف کرنے سے تو بے انصاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے۔

جواب : آیت کا صحیح ترجمہ تو کبھی پنڈت کو نصیب ہی نہیں ہوا اس کی کہاں تک شکایت کی جائے اب آپ کے اعتراض کو دیکھئے کس قدر عقل و دانش سے دور ہے امید عفو کو آپ سب گناہ قرار دیتے ہیں یہ فاحش ترین غلطی ہے۔ آپ کو کیا معلوم ہوگا اور آپ کب جانتے ہوں گے کہ مغفرت و معافی سے مایوسی بسا اوقات آدمی کو گناہوں میں مستغرق رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ دنیا میں ہر ایک مجرم کو فیصلے بلکہ بقیہ اپیل کے وقت تک اپنی برات کی امید لگی رہتی ہے اور یہی امید سب کو مزید ارتکاب گناہ سے روکتی ہے طیش میں آکر ایک غضبناک انسان دوسرے کو قتل کرتا ہے مگر اس کے ساتھ امیدوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے کہ شاید قتل کا ثبوت نہ پہنچے شاید وکیلوں کی جرح ثبوت کی شہادتوں کو بیکار کر پائے۔ شاید ترحم خسروانہ کے سلسلہ میں میرے اس جرم سے درگذر کیا جائے۔ شاید کوئی اور صورت رہائی کی نکل آئے۔ شاید مجھے بھاگنے کا موقع مل سکے یہ امیدیں

اس کو ایک قتل کے بعد دوسرے اور قتل کرنے سے روکتی ہیں لیکن اگر وہ قتل کے ساتھ ہی اپنی رہائی سے بالکل مایوس ہو جائے اور خفیف سی کوئی امید بھی باقی نہ رہے اور یقین کامل ہو کہ اس کو ضرور پھانسی لگے گی تو وہ جہاں تک ہو سکے گا اپنے اور دشمنوں پر بھی ہاتھ صاف کرتا چلا جائے اور یہ سوچے کہ میری جان تو اب بچے ہی گی نہیں تو اب میں کسی کے ساتھ کیوں رعایت کروں۔

پنڈت جی کی فہم یہاں تک نہ پہونچی اور درحقیقت یہ ان کے مذہب کا تصور ہے جس نے خدا کو صفت عفو سے عاری سمجھا لیکن جس جان میں پنڈت جی کا یہ اعتقاد ہے کہ گناہ معاف کرنا خلاف عدل و انصاف ہے اور ان کے ایشور کو اس پر قدرت ہی نہیں۔ تو دنیا کو ویدک دھرم کی دعوت دینا لاحاصل بات ہے۔ کیوں کہ جن لوگوں نے عمر بھر بت پرستی کی پروانوں کو مانا، مورتیوں کو پوجا، ویدوں کو برہما کے چار مونہوں سے نکلا ہوا مانا اور وید کے خلاف عمل کرتے رہے یا جو مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں گلے کی قربانی کرتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں اور عمر بھر انہیں خیال میں گذری ہے ہزاروں گائیں انہوں نے ذبح کر ڈالی ہیں پنڈت جی کے اعتقاد کے مطابق ایشور ان کے جرم تو معاف ہی نہیں کر سکتا صدہا جیونوں تک انہیں سزا بھگتنی ہے جب اس جیون میں اتنے گناہ ہو گئے تو اگلے جیونوں میں کیا اطمینان ہے کہ کوئی گناہ نہ ہو گا اور ضرور ہو گا اور ایشور معاف نہیں کر سکتا تو پھر اس کے بدلے اور جیونوں میں سزا ملے گی اور اس میں بھی گناہ ہو گا تو ہمیشہ سزا بڑھتی ہی رہے گی۔ نجات کی ساعت کبھی نہ آئے گی تو اب بتاؤ کہ کسی ہندو یا مسلمان یا عیسائی کو آریہ بنانے سے کیا نتیجہ اور وہ کس طرح شدھ ہو سکتا ہے

جب پاپ معاف نہیں ہوتا گناہ بخشا نہیں جاتا، نجات متصور نہیں تو اب آدمی اپنا دین تبدیل کرے تو کیوں اور کس لئے؟ اور جو لوگ آریہ ہیں ان سے کیا گناہ نہیں ہوتے صدہا گناہ ان سے صادر ہوتے ہیں اور معاف نہیں ہو سکتے تو نجات کا راستہ ان کے لئے ہی بند ہے۔ پنڈت جی کے اس اصول نے یہ بتایا کہ ان کے دھرم سے نجات کی توقع کرنی نئے اور پرانے آریہ دونوں کے لئے باطل ہے۔ اب ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ پنڈت جی کے دھرم میں غلط اور نمائش کی باتیں کسقدر ہیں "ستیارتھ پرکاش" میں ایشور کے ناموں کے سلسلہ میں لکھا ہے وآیو چونکہ ایشور متحرک اور ساکن جہانوں کو قائم اور زندہ رکھتا ہے اور فنا کرتا ہے۔ اور تمام قادروں سے قادر ہے۔ اس وجہ سے پرمیشور کا نام وآیو ہے یہاں پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ایشور قادر ہے اور فنا اور بقا اس کے اختیار میں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک نے جو صفات الٰہیہ کے شاندار درس دیئے ہیں اس کی نقل اتاری جاتی ہے اور محض نمائش کے لئے یہ صفتیں پیش کی جاتی ہیں ورنہ جو قوم تناسخ کی قائل ہو اور مادہ کی درسے درسے اور ایک ایک جیو کو قدیم مانے وہ کس طرح اس کی فنا کی قائل ہو سکتی ہے۔ ایشور کے لئے فنا کا عام اختیار ظاہر کرنا ویدک دھرم کے مسلمہ اصول کے خلاف اور محض دکھلاوے کی بات ہے اسی طرح اس کو قادر بلکہ اقدر القادرین کہنا یہ بھی ایک مغالطہ ہے کیونکہ جو شخص آریہ دھرم میں کسی طرح کسی مجرم کا خفیف سا جرم معاف نہیں کر سکتا اس کو اقدر القادرین کہنے کے کیا معنی ہیں بالکل ایسا ہی جیسے کوئی شخص زندگی سے نسبت رکھے کہ اسے اندھیرے اجالے میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک شہتیر کو دن دھاڑے دیکھ نہیں سکتا پہاڑ تک

اس کو نہیں سوجھتا مگر ہے وہ بڑا بینا حدید البصر تیز نظر جبھی یہ تعریف مسخرا اور بیہودہ گوئی ہے ایسا ہی عفو و جرائم سے مجبور مانتے ہوئے ایشور کو اقدر القادرین کہنا مسخرا اور صرف نمائشی بات ہے پرمیشور کی سچائی انصاف رحم کامل قدرت اور کامل علم وغیرہ بے شمار صفتیں ویسی دیگر کسی بے جان یا جاندار کی نہیں ہے۔ (ستیارتھ پرکاش ۹)

رحم اور کامل قدرت کا حال یہ ہے کہ ایک خطا کار چھوٹے سے چھوٹا گناہ معاف کرسکتا ہے اتنے بڑے رحیم کہ خطا بخشنے سے مجبور اور ایسی کامل قدرت رکھتے ہیں کہ ایک ذرہ بھر قصور معاف کرنے کا اختیار نہیں انصاف کی عینک لگا کر دیکھئے کہ یہ صفتیں محض گنوانے شمار کرانے کے لئے لکھی گئی ہیں یا نہیں اور حقیقتاً اعتقاد ہے کہ ایشور بے چارہ مجبور محض اور عاجز و ناچار ہے۔

۳ چونکہ وہ کامل جاہ و حشمت رکھنے والا پرمیشور بھی ہے اس لئے اس کو اندر بھی کہتے ہیں۔ (ستیارتھ پرکاش ص۹) یہ صفتیں بڑے دکھ دے کی ہیں کہ اہل جاہ کا یہ حال کہ قصوروار کی تقصیر سے درگذر اختیار سے باہر اور حشمت و دولت کی یہ کیفیت کہ ایک دانہ کسی کو دے نہیں سکتے۔ مالک تو ہیں ساری کائنات کے مگر ایک جو دینے کا اختیار نہیں کیا شان عالی ہے اور کیا صفت کاہل ہے ثنا گری بھی ہو تو ایسی ہو

۴ وید منتر میں ایک التجا ہے اے پرمیشور آپ ہی عالم القلوب (انتریامی) ہونے بالتحقیق برہم ہیں کیوں کہ آپ ہر جگہ موجود ہونے کی وجہ سے سب کے لئے قابل حصول ہیں جو آپ کا صحیح حکم ویدوں میں ہے میں سب کو اسی کا اپدیش دوں گا۔ اور خود بھی کروں گا، سچ بولوں گا سچ مانوں گا۔ اور سچ ہی عمل میں لاؤں گا پس آپ میری

حفاظت کیجئے آپ میری آپت یعنی راست گوئی کی حفاظت کیجئے تاکہ میری عقل آپ کے فرمانوں میں قائم رہ کر الٹی کبھی نہ ہو۔ (ستیارتھ پرکاش)

اس منتر میں دعا کا چربہ اتارا ہے اور نمائش کے لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ ایشور دعا کے قبول کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ اس کے صفات رب العالمین کے اس مرتبہ سے گھٹ نہ جائیں جو اسلام اور قرآن نے بتایا ہے۔ اور مجیب الداعین کی صفت سے ایشور محروم اور کورا نہ رہ جائے۔ مگر اس کی حقیقت نمائش سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ویدک دھرم میں اگر پچھلے عمل اس کو مستحق حفاظت کرتے ہیں تو دعا والتجا بے کار ہے۔ ایشور پر خود ہی حفاظت کرنا واجب ہے بلکہ اگر منع بھی کیجئے تو وہ حفاظت کرے گا (بقول پنڈت) اور حفاظت کرنے پر حسب اعتقاد آریہ مجبور ہوگا۔ اور اگر پچھلے اعمال ایسے نہیں ہیں تو آپ لاکھ کیجئے کبھی حفاظت نہ کرے گا اور بقول پنڈت جی کے اس کا انصاف جاتا رہے دونوں حالتوں میں ایشور بے چارہ دعا کے قبول کرنے سے عاجز و مجبور ہے اب جو یہ دعا کی گئی یہ محض دکھاوے اور مسلمانوں کی نقل نہیں تو اور کیا ہے۔ اس منتر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدھی راہ چلنے کی توفیق دینا بھی ایشور کے ہاتھ میں ہے اگر ایسا ہے تو پورا کارخانۂ تناسخ باطل ہے۔ کہ وہاں سوائے عمل صالح کے کوئی سبب نعمت نہیں ہو سکتی اور بغیر ہزار کے کوئی سلوک نیک کسی کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ نقل تو کی اھدنا الصراط المستقیم کی مگر اس اعتقاد حق سے محروم تھے جس پر اس دعا کے حق ہونے کا مدار ہے۔

اعتراض: آیتہ۔ واذا استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا۔ کا ترجمہ پنڈت نے ان لفظوں میں کیا ہے:
جب موسیٰ اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا ہم نے کہا کہ اپنا عصا مار اس میں سے بارہ چشمے نکلے"
یہ ترجمہ کر کے پنڈت جی یہ اعتراض کرتے ہیں "ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا نکلنا بالکل ناممکن ہے ہاں اس پتھر کو اندر سے کولا کر اس میں پانی بھر لیں اور بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے اور کسی طرح نہیں۔

جواب: پنڈت جی نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ آیات قرآنیہ کی تکذیب و انکار پر کمر باندھے اڑے رہیں گے۔ اور خواہ عقلاً وہ انکار کتنا بھی معیوب ہو اس کی اصلاح نہ کریں گے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ ضرب عصا سے بارہ چشمے نمودار ہوئے۔ کائنات میں نظر کرنے والے روزمرہ مشاہدہ کرتے کہ خاصان خدا کے ہاتھوں پر ہزارہا عجائب و غرائب ایسے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو ناظرین کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں چون و چرا کرنے اور ناممکن و محال کہہ دینے سے واقعات نہیں مٹ سکتے۔ بچھو کا کام کاٹنے کا ہے اس کی طبیعت کا یہی مقتضا ہے۔

پیش کردم نہ از پئے کین ست　　مقتضائے طبیعتش این ست

پنڈت کے نزدیک کسی چیز کے طبعی خواص کو ایشور بھی نہیں بدل سکتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم، پانی ٹھنڈا، مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں بدل سکتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش ص۲۸۱)
پنڈت جی کے نزدیک اس عقیدے کے بموجب ناممکن ہے کہ بچھو کا جسمی

خاصہ یعنی ڈنک مارنا اور کاٹنا بدل جائے یہ بات پنڈت جی کے نزدیک ناممکن بھی ہے اور ایشور کے مقدور سے باہر بھی کہ اگر پنڈت جی کا ایشور چاہے بھی کہ بچھو کاٹنا چھوڑ دے تو اس بے چارے کے چاہے کچھ نہ ہو۔ اور بچھو ڈنک مارنے سے باز نہ آئے۔ اپنے عقیدے کے بموجب ایشور کے یہ اختیارات دیکھتے ہوئے اگر ایک پتھر سے بارہ چشموں کا برآمد ہونا ناممکن سمجھ گئے تو کوئی تعجب نہیں مگر واقعات ان کے اس عقیدے کو باطل کرتے ہیں یہ کیا ان بے چارے کے بس کی بات ہے زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت دور ہو چکا اور اسی بھروسہ پر پنڈت جی نے ان کے معجزے کا انکار کر دیا کہ نہ اب وہ زمانہ لوٹ کر آئے گا نہ پنڈت جی کو کوئی ذلیل کر سکے گا۔ مگر ان بے چارے کو یہ خیال نہ آیا کہ غلامان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامتیں آج بھی دنیا کی نگاہوں کے سامنے ہیں وہ پنڈت جی کے عقیدے کا بطلان ظاہر کر دیں گے۔

امروہہ ضلع مراد آباد میں آستانہ حضرت شاہ ولایت صاحب قدس سرہ العزیز میں ہر زمانہ اور ہر موسم میں ہزارہا بچھو ملتے ہیں اور احاطہ درگاہ کے اندر کوئی بچھو کسی طرح نہیں کاٹتا اور اس کا وہ طبعی خاصہ ہے) ہاتھ پر رکھئے خواہ گلے میں بچھوؤں کا ہار بنا کر ڈالئے یا بچھو کے ڈنک پر ہاتھ رکھ دیجئے کسی طرح وہ نہیں کاٹتا۔ پلٹ جاتا ہے جس کو پنڈت جی کا ایشور بھی نہیں پلٹ سکتا تھا تو اب پنڈت جی بتائیں کہ ایسی ناممکن بات جو ان کے عقیدہ پر ایشور کے اختیار میں نہ تھی کس طرح واقع ہو گی اور اس کا استحالہ کہاں چلا گیا اور ایشور سے بڑھ کر کونسی قدرت ہے جس نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نہیں جس کو مکر جائے، جسے آپ کی آنکھوں کے سامنے

ممکن نہ ہو یہ کرامت آج ظاہر ہے لاکھوں کفار دیکھ چکے ہیں روزانہ خلق خدا اس کے تجربے اور مشاہدے کرتی ہے جس آریہ کا دل چاہے امرتسر جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جو قادر مطلق اپنے مقبولان بارگاہ کے مبارک ہاتھوں پر ایسے عجائب کا اظہار فرماتا ہے اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بارہ چشمے ظاہر فرما دے اس کو پنڈت جی نے محض اپنی عقیدے کی بنیاد پر ناممکن کہا۔ کچھ علم ہوتا تو استحالہ پر کوئی دلیل قائم کرتے محال ہونے کا دعوی اور دلیل خاک نہیں کر قدر شرمناک جہالت ہے آخر میں آپ کو خود بھی کچھ خیال آیا تو لکھا "ہاں اس پتھر کو اندر سے کھوکھلا کر کے اس میں پانی بھر لیں اور بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے اور کسی طرح نہیں" ابھی ابھی ہو بات ناممکن بتائی تھی ابھی اپنی ایک خیالی صورت سے ممکن قرار دے دیا۔ جس شخص کو اپنی رائے پر خود جزم و اعتماد نہ ہو پھر اس کے اعتراض کی کیا حقیقت۔ جو اعتراض پتھر سے چشمے جاری ہونے کے استحالہ و عدم امکان کی بنیاد پر تھا وہ چشموں کا جریان پتھر سے مان لینا باطل ہو گیا۔ پنڈت جی کی اپنی ہی بات خود انکار ہو گئی۔ پھر نہ معلوم یہ اعتراض کیا کیوں ہے کہ اس سے عقلا سوائے معترض کی کم عقلی و نادانی کے اور کیا سمجھیں گے اس بے فائدہ کاغذ سیاہ کرنے کا کیا نتیجہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اعتراض: آیت بدیع السمٰوٰت والارض واذا قضٰی امرا فانما یقول لہ کن فیکون. کا ترجمہ پنڈت نے ان الفاظ میں کیا ہے "جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کہ اس کو کرنا پڑتا ہے بلکہ اسے کہتا ہے کہ ہو جا پس ہو جاتا ہے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ:

"بھلا جب خدا نے حکم دیا کہ ہو جا تو یہ حکم کس نے سنا اور کس کو سنایا گیا اور کون بن گیا کس علت مادی سے بنایا گیا جب یہ لکھتے ہیں کہ آفرینش سے پہلے سوائے خدا کے کوئی بھی چیز نہ تھی تو یہ دنیا کہاں سے ہوئی علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو اتنا بڑا جہاں علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا یہ بات صرف لڑکپن کی ہے۔

جواب: پنڈت جی کو بہت حیرت ہے کہ جب پروردگار عالم نے حکم دیا ہو گا کس نے سنا ہو گا کس کو سنایا ہو گا اور علت مادی کے بغیر کوئی چیز کیونکر بنی ہو گی جہاں تک ان کے عقل و علم اور مشاہدہ کی رسائی ہے۔ اسی احاطہ میں آپ عجائب قدرت کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک مینڈک کنوئیں کی وسعت دیکھ کر حیران ہوتا ہے، تالاب دریا اور سمندر کی وسعت کا اندازہ اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مشاہدہ کی بنا پر یقین کرتا ہے۔ کہ سمندر کی لمبائی چوڑائی گہرائی مبالغہ اور جھوٹ ہے اس سے بدرجہا زیادہ پنڈت صاحب کی حیرانی ہے اور کارساز عالم کی قدرت و صفت اور اس کے رموز حکمت تک ان کی عقل کیا رسائی کرے آج دنیا میں انسانی مصنوعات کی حیرت انگیزی ان کی عقل کو چکر میں ڈال دے گی۔

ٹیلیفون کے ذریعہ ہزارہا میل کے فاصلے پر بات چیت کرنا آواز سننا اور آواز پہچاننا
آواز کو پہچاننا اور آواز کا اتنی مسافت بعیدہ تک محفوظ چلا جانا اور وائرلیس ٹیلیگراف
کے سلسلہ کا بھی نہ ہونا پنڈت جی کو کس قدر مہبوت کرے گا۔ اور بے چارے کو یہی
کہتے بنے گی کہ یہ بچوں کی باتیں ہیں۔ انگلستان کی بات ہندوستان میں سنانی دینے
نری گپ ہے۔ مگر پنڈت جی کے گپ بتلانے سے واقعات بے حقیقت نہیں
ہوتے وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور دنیا ان سے اپنا فائدہ اٹھا رہی ہے روز مرہ کے
نئے حیرت انگیز معلومات و ایجادات دنیا پر کھلتے جا رہے ہیں جو دماغ انسانی
صنائع تک پہنچنے سے قاصر ہو اور فکر بشری عجائب کاریوں تک رسائی نہ کر سکے وہ
اگر کارخانہ قدرت الٰہی میں مخل ہو تو کیا تعجب ہے اس کی حکمت اقدرت عقول
کے اوج پرواز سے بالاتر ہے یہی شان خداوندی ہے لیکن دیوانہ اور بے عقل
میں فرق یہ ہے کہ جاہل بے علم اپنی نارسائی بے ادراکی پر نظر نہیں رکھتا
وہ بے باکی کے ساتھ قدیر مطلق و حکیم برحق کی طرف نسبت کرتا ہے اور جس کو اللہ
نے علم دیا ہے مزدور کیا وہ اپنی محدود علم کو جانتا ہے اور اپنے ضعف ادراک سے
واقف ہے اپنی تقصیر کا اعتراف کر کے اس کی عظمت پر ایمان لاتا ہے پنڈت جی کی
طرح ہزار جہال فلسفہ کے دقیق اور غامض مسائل پر تمسخر اڑاتے ہیں ان کی عقل وہاں تک
رسائی نہیں کرتی منکر ہو جاتے ہیں اس سے وہ حقائق غلط نہیں ہو جائیں گے جس
طرح اگر پنڈت کی سمجھ میں نہ آئے تو یہ اس کے فہم کا قصور و ادراک کا فتور ہے اس قادر
و حکیم کی قدرت میں بٹہ نہیں لگ سکتا۔ پنڈت امر تکوینی سے خبردار ہی نہیں ہے

خود مخلوق ہے مخلوقات میں رہا ہے۔ مخلوقیت کے عجز میں مبتلا ہے اس کی آنکھوں نے خالقیت کے جلوئے دیکھنے کی لذت نہیں اٹھائی ہے وہ سمجھتا ہے کہ امر ہم بھی کرتے ہیں مگر جب کرتے ہیں جب کوئی مخاطب سننے والا موجود ہو اور جب ہی اس پر ثمرہ بھی مرتب ہوتا ہے اگر کوئی سننے والا نہ ہو تو ہمارا امر کرنا بے کار ہے نہ اس کا کوئی ثمرہ نہ نتیجہ مگر اتنی عقل اس کے پاس نہیں ہے جس سے وہ یہ عذر کرے کہ یہ بات ہے کیوں اسی لئے جب تک کوئی سننے والا نہ ہو تو ہمارا امر کرنا بے کار ہے یہ اس کا کوئی ثمرہ نہ نتیجہ مگر اتنی عقل اس کے پاس نہیں ہے جس سے وہ یہ عذر کرے کہ یہ بات ہے کیوں اسی لئے ہم مخلوق ہیں عاجز ہیں شان خالقیت نہیں رکھتے ہمارے امر میں معدوم کو موجود کرنے کی طاقت نہیں اس لئے جب تک کوئی سننے والا نہ ہو ہمارا امر بے کار ہے لیکن جو عالم کو وجود عطا فرمانے والا ہے اور عالم ہستی مرحمت فرمانے والا ہے اس کا امر معدوم کو موجود اور نیست کو ہست نہیں کر سکتا اس کو کیوں الیشور کہا جاتا ہے کس لئے مستحق عبادت قرار دیا جاتا ہے۔ بیچارگی اور مجبوری میں وہ اور ہم برابر ہیں نہ ہمارے امر کئے سے کچھ بنتا ہے اور نہ اس کے حکم کرنے سے کچھ ہوتا ہے تو وہ خالق ہے نہ قادر ہے ہماری طرح ہی مجبور ہے ایسے کو الیشور کہتے ہو۔ اور ایسے کی عبادت کرتے ہو۔ تو یہ مخلوق پرستی ہے عاجز پرستی ہے مجبور پرستی ہے اور بے کار پرستش ہے اور غیر مفید وجود کو الیشور بنانا، سرؤ تکیتمان کہنا بالکل جھوٹ ہے اور غلط ہے مسلمان ایسی نکمی مخلوق کو خدا نہیں مانتے ان کا مالک ان کا معبود قادر مطلق ہے کہ موجودات کی ہستیاں اس کے امر کے تابع ہیں حکم دیا اور بے درنگ

جو چاہا ہو گیا ہستی اس فیاض کے حکم سے تخلف نہیں کر سکتی اسی کو کہتے ہیں فیاض اسی کا نام ہے موجد وہی ہے مبدع۔

اب رہی یہ بات کہ حکم کس کو دیا گیا اگر امر تکلیفی ہو تو ضروری ہے کہ مامور موجود ہو لیکن پھر بھی وقت امر موجود ہونا ضروری نہیں آپ دیکھتے ہیں روز وصیت نامے لکھے جاتے ہیں وقف نامے تحریر ہوتے ہیں نسلوں بعد کے انتظامات ان میں کئے جاتے ہیں اور جو لوگ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ان کو حکم دیئے جاتے ہیں ان کے لئے پابندیاں مقرر ہوتی ہیں پنڈت جی ایسے تمام دستاویزیں ناجائز کر دیں دستاویز یا ناجائز ہو جائیں تو اس میں پنڈت جی کا ایسا زیادہ نقصان نہیں لیکن بڑی فکر کی بات ہے کہ وید اور منوسمرتی بے کار ہیں اور اگر لازم ہوں تو پنڈت جی بتائیں کہ آج کی مخلوق وید اور منوسمرتی کے تصنیف کے وقت کب موجود تھی اور ان کے مصنفوں نے احکام ان لوگوں کو کب سنائے تھے اگر بقول آپ کے صحت اطلاق امر کے لئے مامور کا موجود ہونا اور سننا ضروری ہے تو وید و منوسمرتی کے جملہ احکام یا لغو اور بے کار ہیں یا زمانہ تصنیف کے لوگوں سے تو متعلق تھی لیکن ان کے بعد کسی سے نہیں دھرم ہی گیا اب کیسی شدھی اور کہاں کی دعوت۔

جب امر تکلیفی میں بھی مامور کا سامنے موجود ہونا امر کا اسی وقت اپنے کانوں سے سننا ضروری نہیں تو امر تکوینی جس کا مقصد ایجاد معدوم ہے اسی کے لئے مامور کا پہلے سے موجود ہونا کس طرح ضروری ہو سکتا ہے لیکن یہ حکیمانہ مسائل پنڈت کے دماغ میں کیسے آ سکتے تھے۔ یہ علمی باتیں ان تک کہاں پہونچی تھیں۔

ابھی تو کانوں میں اس پری کے یہ گفتگو بھی نہیں گئی ہے
ابھی وہ نامِ خدا ہے غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

اس سے زیادہ پنڈت صاحب کی نادانی یہ ہے کہ جو وہ یہ کہتے ہیں کہ کس علتِ مادی سے بنایا گیا گویا آپ کے نزدیک ہر چیز کیلئے علت مادی ضروری ہے یہ تو حال ہے علم وخرد کا اور اس پر شوق اعتراض۔

واہ کیا خوب جناب آپ کو اس شکل پر ناز آئینہ دیکھو اور دل میں پشیمان ہو خبر بھی ہے کہ موجودات کتنی قسم کے ہیں، موجودات کو آپ نے مادیات میں منحصر کر دیا ہے بات یہ ہے کہ مادیات کے احاطہ سے نظر آگے نہیں بڑھی یہ لیاقت اور علم الٰہیات میں کلام، مادیات کے لئے علت مادی درکار ہے لیکن خود مادہ بھی تو مخلوق ہے اس کے لئے بھی ایک علت مادی ضروری ہو تو مادہ کا مادہ کی طرف محتاج ہونا لازم آئے اور یہ تسلسل یا دور تک منجر ہوا یہ محال تو مادہ کی احتیاج مادہ کی طرف یقیناً محال ہوئی۔

دوسری بات یہ کہ مادہ کو اگر تم نے محتاج الی المادہ مانا ہو تو وہ مادہ نہ ہوا مادی ہو گیا۔ والمفروض خلافہ۔

تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ مادہ کسی مادہ سے نہیں بنا دیا گیا ہم صاف ہی کہہ دیتے ہیں کہ پنڈت جی اور ان کے ہمنوا بتائیں کہ بسائط عنصریہ کس مادہ سے بنے ہیں جب ان کے لئے کوئی مادہ ثابت نہیں کیا جا سکتا تو ہر شے کے لئے علت مادی کی ضرورت کا دعویٰ باطل اور غلط و بے بنیاد ہے۔

اب رہی بات یہ کہ پنڈت مادے کو قدیم ماننے اور کارن کارج کے دست قدرت کو اس کی آفرینش تک پہنچنے سے کوتاہ بتائے یہ تو سرے سے ناخدا شناسی ہوگی اور اس نے جو ایشور کو خالق بتایا ہے یہ غلط ٹھہرے گا اور جب مادہ خود ہی موجود ہے تو ایشور کا وجود کس دلیل سے ثابت کیا جائے گا اور قدیم مادہ جو اپنے وجود میں حاصل سے غنی ہے کس طرح دوسرے قدیم یعنی ایشور کا زیر حکم و تابع فرمان ہو سکے گا اور ایشور کو اس پر حکومت و تفوق کیوں حاصل ہوگا یہ عقیدے ہیں جو پنڈت جی اور ان کے ہمنواؤں کے ناخن افکار سے حل نہیں ہو سکتے اور یہ بے علمی و نادانی سے کہ خالق عالم کا وجود مانتے ہوئے مادہ کو قدیم کہا جائے۔ اس سے اور بڑھ کر مستعرض کی جہالت یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ معلول بے علت نہیں ہو سکتا۔ نابینائی سے آیت میں تو صاف بتایا گیا تھا کہ موجودات کا وجود امر الٰہی سے ہوتا ہے تو امر الٰہی کا علت ہونا ظاہر تھا۔ پھر کس طرح یہ لکھ دیا کوئی معلول بے علت نہیں ہوتا۔ یہ بتایا کس نے ہے کہ معلول بغیر علت ہے امر الٰہی خود علت تامہ ہے مفید وجود ہے لہٰذا معترض کا اور اس کے کلام کا ہر جز سراسر جہل و بطالت ہے۔ اسی اعتراض کے تتمہ میں پنڈت نے یہ الفاظ لکھے کہ "خدا اپنے اور دوسرے کے وصف عمل فطرت کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا دنیا میں کسی چیز کے بننے بنانے میں تین اشیاء ضروری ہوتی ہیں ایک فاعل جیسے کمہار دوسرے بننے والا مثلاً گھڑا مٹی اور تیسرا اس کا ذریعہ جس سے گھڑا بنایا جاتا ہے جس طرح کمہار مٹی اور آلہ کے ذریعہ گھڑا بناتا ہے اور بننے والے گھڑے کے پہلے کمہار اور آلات موجود ہوتے ہیں ویسے ہی

بنانے سے پہلے جہان کی علت مادی یعنی پرکرتی تھی اور ان سب کے اوصاف افعال وفطرت ازلی ہیں اس لئے یہ قرآن کی بات بالکل ناممکن ہے ۔

اس کا جواب ہے کہ پنڈت جی نے ایشور کو کمہار پر قیاس کرنے میں اپنی قدر دانی کا نمونہ دیکھایا کہ جس طرح ایک کمہار حقیقتہً کسی چیز کا خالق نہیں مجبور ہے وہ بغیر مٹی اور آلات کے گھڑا نہیں بنا سکتا یہی ایشور کی مجبوری کا حال ہے کہ جبتک مادہ نہ ہو اور مادہ میں عمل کرنے کے آلات نہ ہوں اس وقت تک بے چارا ایشور کچھ بھی نہیں کر سکتا عاجز ہے مجبور ہے یہ تو ایشور کی شانِ خدائی ہے ۔ اب اس کی کتنی بھی مدح سرائی فرمائے مگر پنڈت جی یہ لکھنا بھول گئے کہ عالم کے بنانے میں جن آلات کی احتیاج پڑتی ہے اور آفرینش سے پہلے ان آلات کا موجود ہونا ضروری ہے وہ آلات کیا ہیں اور وہ آلات بھی قدیم ہیں یا حادث ، حادث تو کہہ نہیں سکتے ۔ کیونکہ مخلوقات کے وجود سے پہلے ان کا وجود موقوف علیہ کے طور پر تسلیم کیا ہے ۔ اگر انہیں حادث کہیں تو وہ خود داخل مخلوقات ہو جائیں گے لہٰذا ضرور پنڈت جی کو قدیم ہی ماننا پڑے گا ۔ تو اب پنڈت جی بتائیں کہ وہ آلات کیا ہیں روح بھی ان آلات میں داخل نہیں ہو سکتی کیوں کہ مادہ کی طرح اس نے ایشور کے عمل کو قبول کیا ہے اور وہ اس کے مفید کرنے سے جسم کی پابند ہوئی ہے تو روح اور مادہ دونوں میں عمل کرنے کے لئے جن آلات سے ایشور نے کام لیا ہے ۔ اور جن کا موجود ہونا اس کی خالقیت کے لئے پنڈت جی کے خیال میں ضروری ہے وہ آلات کیا ہیں ابھی تک آریوں نے روح ، مادہ ، ایشور

تین ہی قدیم تسلیم کئے ہیں یہ چوتھا قدیم آلات کہاں سے نکل آیا پنڈت جی نہ چلے گئے اب ان کو ماننے والے آریہ ہی بتائیں کہ وہ آلات کیا ہیں جن کا ایشور محتاج ہے۔ پنڈت جی نے جہاں تک دنیا دیکھی اور موٹے موٹے کام ان کی نظر سے گذرے ان میں انہوں نے اکثر یہی دیکھا کہ کاریگر آلوں اوزاروں سے کام لیتا ہے اسے دیکھ کر ان کے خیال میں یہی آیا کہ ایشور بھی بہت سے بہت اتنا ہی کر سکتا ہے کہ اوزاروں کو جہاز بنا دے اور پھر یہ بھی نہیں کہ اس مشبت کو کچھ اس میں دخل ہو جو چاہے کر سکے بلکہ اس کی مجبوری اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ کسی چیز کے وصف اور فعل تک کو نہیں بدل سکتا۔ پنڈت صاحب نے اپنے اسی قول میں مادہ (پرکرتی) اور اس کے اوصاف و افعال سب کو ازلی بتایا ہے لیکن حیرت ہے کہ باوجود اس اعتقاد کے وہ کس طرح ایشور کے وجود اور اس کی ہستی کے قائل ہیں! اور اس کے اپاسنا اور عبادت کیوں لازم بتاتے ہیں جب مادہ اور عالم کا ذرہ ذرہ اور اس کے تمام اوصاف و افعال قدیم و ازلی ہے تو عالم بتمامہ قدیم ہوا۔ تو حادث کون چیز رہی جس کے لئے محدث اور پیدا کرنے والے کی ضرورت ہوتی ہے یا وہ خود ہی اپنے اوصاف و افعال کے مطابق رنگا رنگ صورتیں اختیار کرتا ہے۔ تو ایشور صاحب کون ہیں کیا کرتے ہیں ان کا اس پر کیا قابو پھر ان کا وجود ثابت کرنے کے لئے کونسی دلیل ہے اس اعتقاد نے سرے سے ایشور کی ہستی کو ہی مٹا ڈالا پھر مذہب کی تمام بنیادیں ہیونہ خاک ہو گئیں عبادت کس کی اور الہام کیا جب ایشور ہی نہیں تو تمام منصوبے ہیچ ہیں۔

اعتراض : پنڈت نے آیت کریمہ " واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا واتخذوا من مقام ابرٰھیم مصلیٰ" کا غلط ترجمہ لکھ کر یہ اعتراض کیا کہ

" کیا کعبہ سے پہلے مقدس جگہ خدا نے کوئی نہیں بنائی اگر بنائی تو کعبہ کے بنانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی اگر نہیں بنائی تو بیچارے پہلے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم رکھا تھا پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی "

جواب : اہل عقل اور سمجھ دار یہ غور کریں کہ یہ اعتراض ہی کیا ہوا اس آیت میں کہاں ہے کہ کعبہ معظمہ کو پہلے ہی سے مقدس نہ بنایا تھا، پھر اعتراض کس چیز پر محض اپنی تخیل پر آپ معترض ہیں تو یہ کمال نادانی ہے اور فرض کر دیا ہوتا بھی کہ کعبہ معظمہ کو آفرینش سماوات والارض کے بعد مقدس بنایا تو دنیا کا ہر فرد بشر جانتا ہے کہ اس عالم کا نظام تدریج پر ہے پرندوں کے بچے گوشت کے لوتھڑے کی طرح پیدا ہوتے ہیں وقت پیدائش نہ ان کے پر ہوتے ہیں نہ بال ایک عرصہ کے بعد پر و بال ہوتے ہیں تو پنڈت جی اپنے بھولے پن سے یہی کہیں گے کہ پہلے ایشور کو یہ لگانے کی یاد نہ رہی ہوگی مگر خدا شناس اور اصحاب عقل ایسے بیہودہ کلمہ کو سننا گوارہ نہیں کر سکتے وہ جانتے ہیں کہ ہر کام حسب اقتضاء حکمت و مصلحت کسی وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

پنڈت جی یہی بتا دیں کہ وہ اس زمانہ میں کیوں پیدا ہوئے پہلے جگ میں کیوں نہیں ہوئے کیا اس وقت ایشور کو بقول ان کے بنانے اور پیدا کرنے کی یاد نہیں رہی تھی اس موقعہ پر ایک واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہوگا عرصہ ہوا کہ بریلی میں آریہ اس فقیر

سے مناظرہ کرنے آئے تھے ان کے پنڈت نے یہ اعتراض کیا کہ توریت انجیل زبور اور قرآن شریف یہ چار کتابیں مختلف زبانوں میں کیوں نازل ہوئیں ایک ہی وقت ایک مکمل کتاب کیوں نازل نہ کر دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کتاب نازل کرتے وقت (معاذ اللہ) خدا سے بھول ہوئی جب یاد آیا کہ فلاں بات رہ گئی تو دوسری کتاب نازل کی اس میں بھی بھول سے بہت باتیں رہ گئیں یاد آنے پر تیسری اور اسی طرح سب سے آخر میں چوتھی کتاب نازل کی اگر وہ سب باتیں پہلے سے یاد ہوتیں تو ایک ہی مرتبہ مکمل کتاب نازل کر دیتا!

پنڈت صاحب نے بڑے تفاخر سے چل چل کر اس اعتراض کو پیش کیا اور انہیں یقین تھا کہ اس میں ان کا مقابل لاجواب ہو جائے گا اور میدان ان کے ہاتھ رہے گا۔

فقیر نے کہا کہ پنڈت صاحب یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں حکیم کے افعال حسب اقتضاء حکمت مصلحت ہوتے ہیں جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اسی کو وہ بہم کرتا ہے ایک حاذق طبیب ایک وقت مریض کے لئے منفج کا نسخہ لکھتا ہے پھر وہی اس نسخہ کو موقوف کر کے مسہل کا نسخہ دیتا ہے اس کے بعد اس کو بھی موقوف کر دیتا ہے تبرید پلاتا ہے پھر انہیں موقوف کر کے مصفیات دیتا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ منفج کا نسخہ لکھتے وقت اس کو مسہل یاد نہ تھا، اور مسہل تجویز کرتے وقت تبرید کا اس کو علم نہ تھا، اور تبرید دیتے وقت وہ نہ جانتا تھا کہ آخر کار مصفیات دینے ہوں گے بلکہ یہ سب کچھ حسب اقتضاء حکمت ہے وہ حکمت

اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ آپ کی سمجھ اور علم و عقل کا قصور ہے۔ جیکم پر یہ اعتراض بے جا ہے۔ یہ مضمون میں نے تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کیا۔ اور بحمداللہ جلسہ کے دلنشیں اور خاطر گزیں ہو گیا۔ مجمع سے آفرین اور مرحبا کی صدائیں آنے لگیں۔ مگر پنڈت صاحب بہت برہم ہوئے بہت بگڑے اور جوش میں کھڑے ہو گئے۔ تیوری میں بل ڈال کر کہنے لگے کہ ہم جانتے تھے کہ آپ کے پاس اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں ہے اور آپ یہی کہیں گے کہ دین کی بات میں عقل کا کچھ دخل نہیں اپنی حکمت کو خدا ہی جانے مگر یہ کہہ دینے سے میرا اعتراض نہیں اٹھا آپ اعتراض کا جواب دیجیے۔ اس کے ساتھ پنڈت جی نے تعلی وغیرہ کے بہت کلمات کہے میں نے کہا کہ پنڈت جی میں نے جواب بہت معقول دیا اور مجمع کے دلنشیں بھی ہو گیا۔ میری تقریر پر آپ کوئی جرح بھی نہیں کر سکتے۔ اور اس کا کوئی لفظ آپ سے غلط ثابت نہ ہو سکا اس پر اتنا غصہ ہے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیجیے آپ کے اعتراض کا شافی جواب پیش کر دیا گیا ہے۔

فقیر نے کہا کہ پنڈت صاحب اس متانت کی گفتگو نے آپ کو بہت زیادہ گرم کر دیا۔ لیکن انہوں نے بہت سخت لب و لہجہ میں پھر اپنے اعتراض کو پیش کر کے جواب طلب کیا۔ میں نے کہا کہ پنڈت جی جواب شافی تو میں دے چکا ہوں اور مجمع سمجھ گیا ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ جواب ہی نہیں ہوا تو اب میں آپ کی فہم کے لائق جواب عرض کرتا ہوں قرآن پاک کو تو آپ مانتے ہی نہیں مگر یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ آپ کو تو آپ کے ایشور ہی نے پیدا کیا ہے۔

پنڈت جی جواب سنئے اس وقت آپ کا قد بالشت بھر لمبے منہ پر مونچھیں تاؤ کھا رہی ہیں دانت داڑھیں موجود ہیں لیکن جب آپ پیدا ہوئے تھے کہ وقت نہ آپ کے منہ میں دانت تھے نہ داڑھیں نہ یہ لمبی لمبی مونچھیں نہ تناؤ اگر یہ حالت تو کیا آپ کے اعتقاد میں اس وقت ایشور ان سب چیزوں کو چھوں کیا تھا آپ کی تو صرف زبان ہلتی ہے آپ آسانی سے کہہ سکتے ہیں ایشور ہے چھوں تو نہیں تھی لیکن اگر کہیں پیدائش کے وقت جناب کا یہ موجودہ قد و قامت ہوتا تو والدہ صاحبہ کی شامت تھی۔ یہ جواب سنکر آریہ تو چلدیئے اور پنڈت جی سیلے رہ گئے زبان سے اٹھا گیا نہ زبان سے ایک لفظ نکل سکا اور مجمع میں قہقہہ آڑا یہ شور مچ گیا کہ پنڈت کی یہ گفتگوئے نادانی بھی انہیں استاد کی تعلیم کا نتیجہ تھی جس پر اس کو انتہا درجہ کی شرمندگی اٹھانا پڑی۔

اعتراض: آیۃ "ومن یرغب عن ملۃ ابرٰھیم" کا غلط ترجمہ لکھ کر پنڈت نے اعتراض کیا ہے کہ

"یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے وے سب جاہل ہیں۔ ابراہیم کو ہی خدا نے پسند کیا اس کا کیا سبب ہے اگر دین دار ہونے کے سبب کیا تو دیندار اور بھی بہت سے ہو سکتے ہیں اگر بلا دیندار ہونے کے پسند کیا تو بے ہوئی ہاں تو یہ ٹھیک ہے کہ جو دھرماتما ہے وہی خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ اور ہی نہیں"

جواب: پنڈت جی کی فہم پر افسوس اتنا بھی نہ سمجھا کہ کسی نائب السلطنت یا سفیر حکومت کی مخالفت اس سلطان کی مخالفت ہوتی ہے جس نے اسے یہ منصب دیا ہے جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرستادۂ خدا اور اس کے رسول تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ملت حقہ کی دعوت و تبلیغ کے لئے بھیجا تھا تو کوئی ان کے دین سے پھرے گا وہ دین الٰہی سے منحرف ہوگا کس عاقل کے نزدیک ایسا شخص مستحق عتاب وعقاب نہ ہوگا۔ پنڈت جی کی سمجھ میں اتنا بھی نہ آیا کہ ان کا یہ کہنا دین دار اور بھی بہت ہو سکتے ہیں اگر اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور انبیاء علیہم السلام کو بھی مرسل کیا اور وہ بھی دین لائے تو ان سب کی اطاعت واجب ہے اور ان میں سے ہر ایک نبی سے انحراف کرنے والا متمرد باغی مستحق سزا ہے اور اگر پنڈت جی کی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے طریقوں

کے سوا اور لوگ بھی دیندار ہیں تو انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے پاس دین الٰہی نہیں دین باطل ہے۔ جیسے بت پرستوں کا دین آتش پرستوں کا دین لوآپ پرستوں کا دین مادہ پرستوں کا دین آریوں کا دین، دین الٰہی نہیں ہے ان کا اختیار کرنے والا اور دین الٰہی کا چھوڑنے والا تو مستحق سزا ہے ہمیں اپنے دین کو دین الٰہی تو ثابت کیا ہوتا تب اسے دینوں میں شمار کرتے مگر آپ دین الٰہی کیا ثابت کریں گے آپ کے اعتقادات تو ایشور کا وجود ہی ثابت نہیں ہونے دیتے مادہ اور اس سے اوصاف و افعال کی قدامت چاہتی ہے کہ عالم خود بخود ہو جب بنا بنایا ہی لو یہ سیکو تو وہ خالق کے وجود کا کس منہ سے دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اور جب وہ تو وحدانی دین کہاں سے آئے گا۔ پنڈت جی کا یہ کہنا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں مانتے وہ سب جاہل ہیں عاقل کے کہنے کی بات نہیں اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ سچے دین کا نہ ماننے والا ضرور جاہل و گمراہ ہے اور اس سے بڑھ کر انسان کی سیدل و سیہ بختی کیا ہوگی کہ دین حق سے منحرف ہو جائے۔

کیا پنڈت صاحب کے اعتقاد میں جو لوگ ان کے دین کے مخالف ہیں وہ نادان اور غلط کار نہیں، عالم دیندار خدا شناس ہو سکتے ہیں اگر کہیے کہ نہیں ہیں تو پنڈت صاحب کا اعتراض خود ان کے سر پر سوار ہو جائے گا اور اگر ہیں کہاں ویدک دھرم کے نہ ماننے والے بھی عالم دیندار خدا شناس ہو سکتے ہیں تو پھر انسان کے لئے اس دھرم کا ماننا ضروری نہ رہا کیونکہ بغیر اس کے بھی علم و خدا شناسی اور دینداری حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اس دین کی پابندیاں برداشت

کرنے اور بے فائدہ تکلیف اٹھانے کی کیا حاجت۔ پنڈت جی کا یہ نکتہ آریوں کی سمجھ میں آجائے تو وہ دھرم کے قیدوں سے آزاد ہو آنند کریں۔ یا اگر خدا عقل دے تو یہ عذر کریں کہ آریہ میں توحید شناسی کے لئے ضرور نہیں اب وہ کون سا دین ہے جو خداشناسی کے لئے اپنے اصول کی پابندی ضروری بتاتا ہے اور اگر اس کی پابندی نہ کی جائے تو عذاب دائم اور مصیبت ابدی میں گرفتار ہونے کا اعلان کرتا ہے اس کو قبول کریں تاکہ اس کے بموجب بھی نجات پاسکیں اور پنڈت جی کے طور پر تو ان کے دین کا قبول کرنا نجات کے لئے ضروری ہی نہیں ہے۔

اعتراض : آیتہ کریمہ قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها
کا ترجمہ غلط لکھ کر مسلمانوں پر بت پرستی کا الزام لگایا ہے آیت شریفہ میں کعبہ معظمہ
قبلہ بنانے اور نماز میں اس کی طرف منہ کرنے کا بیان ہے اس لیے پنڈت نے شاید
بت پرستی بتایا اور انتہائی خلاف تہذیب کلمات سے اپنا اعتراض لیا پنڈت نے
چند کلمات نقل کیے جاتے ہیں۔

"محمد صاحب نے چھوٹے بت و مسلمانوں کو سب سے
بڑا لائسنس بت جو پہاڑ کی مانند ہے کی مسجد میں سے، تو مسلمانوں
کے مذہب میں داخل کر دیا کیا یہ چھوٹی بت پرستی سے ہاں جیسے
ہندو لوگ ویدک، ویدکے ماننے والے اس پر عمل کرتے ہیں
ویسے تو لوگ بھی ویدک تو باد تو بت پرستی جیسی رایوں سے
بچ سکو ہے ورنہ نہیں"

جواب : کتنا بڑا طوفان و بہتان ہے جس آدمی کو جھوٹ بولنے میں شرم نہ ہو وہ جو چاہے
کہے اس کی پکڑ کیا ہو سکتی ہے کعبہ معظمہ کو پنڈت نے خود مسجد بتایا اور خود ہی بت
بتایا اب کوئی پوچھے کہ مسجد عبادت خانہ کو کہتے ہیں دنیا میں عبادت خانہ کو بت خانہ کس
نے بتایا آپ کو ابھی تک یہ معلوم نہیں بے شعور مخلوقات میں سے جس کو پوجا جائے
جس کی پرستش اور عبادت کی جائے۔ وہ بت ہوتا ہے نہ کہ پوجا کی جگہ۔ یا پرستش و عبادت
کا مقام یہ انوکھی ہی بات ہے کہ مقام عبادت کو بت اور معبود سمجھ لیا جائے جس کی
سمجھ کا یہ حال ہو اس کا معترض ہونا جائے تعجب و مقام حیرت نہیں یہی حال ہے

تو پنڈت جی ہر چیز کے مکان پر اسی کا حکم جاری کر دیا کریں گے۔ مہمان خانہ کو مہمان سرائے خانہ کو مسافر اور بیمار خانہ کو بیمار اور قمار خانہ کو قمار اور شراب خانہ کو شراب سمجھ لیں گے اس سمجھ کی آڑ سے بھی تعریف کریں گے مسجد جلنے سجود ہے نہ کہ سجود پارسیوں کے آتش خانے اور ہندوؤں کے بت خانے کو کوئی بت نہیں کہتا۔ پھر پنڈت کی عقل کو کیا ہو گیا کہ اس نے مسجد کو معاذ اللہ بت بتا دیا تعصب کی کچھ انتہا ہے پنڈت کا یہ الزام کسی دوسرے پر اس قدر قبیح نہ ہوتا جتنا مسلمانوں پر ہے جاہے کیونکہ ہر مسلمان نماز کی نیت میں یہ کلمے کہتا ہے تب نماز شروع کرتا ہے "نویت ان اصلی رکعتی (صلوۃ الفجر) للہ تعالیٰ متوجہا الی الکعبۃ الشریفۃ۔ میں نیت کرتا ہوں کعبہ کی طرف منہ کر کے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے دو رکعت نماز (فجر) پڑھوں" اس نیت میں جس وقت کی نماز ہوتی ہے اسی کا نام لیتا ہے مگر باقی تمام کلمے ہر نماز میں یکساں ہی رہتے ہیں اور نماز شروع کرنے سے قبل وہ یہ کہہ لیتا ہے کہ میری نماز خاص اللہ ہی کے لئے ہے تو دوسرے کسی کا وہم بھی نہیں آسکتا۔ مسلمانوں کی عبادت میں توحید کی یہ مزیدار چاشنی ہے جو خدا پرست کو مست بنا دیتی ہے ان پر کسی مفتری کا الزام بت پرستی کب چسپاں ہو سکتا ہے۔ غیر کی پرستش کا تو اسلام نے شائبہ بھی نہ چھوڑا۔ نماز کے اندر آنے سے پہلے ہی عابد نے تشریح کر دی کہ اس کی عبادت خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر خدائے تعالیٰ کی کبریائی کے اعتراف و اقرار کے ساتھ وہ نماز میں داخل ہوتا ہے اور آغاز عبادت اپنے معبود برحق جل شانہ کی ثنا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے سبحانک

اللھم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا الہ غیرك اس میں
اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کے بعد توحید کا اعلان کتاب اور شرک کی رد کی گئی ہے
ہے کہ لا الہ غیرک یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔

جس کی عبادت کی ابتدا اس طرح ہوئی ہو اس کو بت پرست اور مشرک
کہنا کیسا کذب کیسا فریب کتنا بڑا بہتان اور افترا ہے جس طرح ہر انسان اپنے
لیئے کوئی وقت پرستی نہیں کہہ سکتا اسی طرح کعبہ معظمہ کا مسلمان بننے والا کعبہ پرستی
نہیں کہہ سکتا پنڈت جی کو کوکر گریبان میں منہ ڈال کر ستیارتھ
پرکاش صفحہ ۳۴۲ میں ہدایت کی ہے کہ "جنگل یا تنہائی کی جگہ میں جا کر ہاتھ منہ
پانی کے نزدیک بیٹھ کر نت کرم کرنے کے بعد سادھنی کرنا چاہیے۔

اس آریہ بتائیں پنڈت جی کے حکم پر آب برق وغیرہ کی پوجا کرتے
یا نہیں اور اگنی سوتر میں جو آریوں کی عبادت ہے جس کو بقول پنڈت جی نے
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۳ میں لکھا ہے اس میں وید ہی کھولی جاتی ہے اگنی جلائی
جاتی ہے صندل وغیرہ کی عمدہ لکڑیاں پھونکی جاتی ہیں گھی ڈالا جاتا ہے۔
آتش پرستی ہوتی یا نہیں پنڈت جی کو اپنی آنکھ کا شمتیہ نظر نہیں آیا۔

اعتراض: پنڈت نے آیۃ کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ "بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ بات اپنی مطلب برآری کے لئے ہے یعنی یہ لالچ دیں گے تو لوگ خوب لڑیں گے اور اپنی فتح ہوگی مرنے سے نہ ڈریں گے لوٹ مار کرنے سے عیش و عشرت حاصل ہوگی اور ان خوب گل چھرّے اڑائیں گے اپنی مطلب برآری کے لئے اس قسم کی باتیں گڑھی ہیں۔

جواب: مرنے مارنے کی جگہ تو خدا کی ہی راہ ہے اور وہی مرنا مارنا کام کا ہے جو راہ حق میں ہو جو مرنا مارنا خدا کی راہ کا نہ ہو وہ فساد ہے بدمعاشی ہے جرم و گناہ ہے ظلم و عدوان ہے۔ ہندوستان میں ہندو خونخوارانہ جنگ کرتے رہے اچھوت اقوام کے لئے ان کے تیر و تلوار ہمیشہ تشنہ خون رہے ہندوستان کے قدیم باشندوں پر دائرہ حیات تنگ کر دیا۔ منوسمرتی میں ان کے لئے وہ احکام لگائے ایسی سختیاں کیں جو انسان کسی جانور کے لئے بھی گوارہ نہیں کرتا پنڈت صاحب نے اس پر کوئی تعرّض نہ کیا خود فرضی کے جنگ کی ان کا مذہب تعلیم دیتا ہے ان کے دین و اصلے اس پر عامل رہے اور اب بھی وہی ستمگاری ان کی طبیعت میں ہے ہندوستان کی سرزمین بے گناہوں کے خون سے رنگ ڈالی گئی مگر پنڈت صاحب نے اس کی نسبت ایک لفظ نہ کہا۔ ان لوگوں کو اپنے دین سے خارج کیا جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔

راہ خدا میں جان دینا تو بڑے بلند حوصلہ عالی ہمت خدا پرستوں کا کام

ہے حق وصداقت کے شیدائی راہ حق میں قائم رہتے ہیں دنیا کی قوت اور طاقتیں ان پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑتی ہیں اور سالکان راہ حق کو حب اہ صدق وصفا سے ہٹانے کے لئے جور وجفا کے پہاڑ ان پر توڑے جاتے ہیں یہ امتحان گاہ صداقت ہیں یہ ان کی آزمائش کا وقت ہوتا ہے راست باز خدا پرست بلاؤں کی بھیانک گھٹاؤں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے گردنیں کٹوا لیتے ہیں مگر راہ وفا سے قدم نہیں ہٹاتے۔ صادق العہد ایسے نمازیوں کو تیغ دسنان اور لشکر وفوج وغیرہ عہد سے منحرف نہیں کرسکتے لذت طاعت وعبادت کے نشہ سے یہ ہمیشہ مست رہتے ہیں خواہ کوئی ان کے خون بہائے یا سر کاٹے دولت واں چھینے یا گھر لوٹے مگر ان کے استقلال واستقامت میں فرق نہیں آتا نشہ توحید کے مست سر دے کر سودائے محبت خریدتے ہیں ع "طلسم ہر دو عالم کشتگان خنجر تسلیم"

اہل باطل میں یہ حوصلہ کہاں دنیا پرستوں کو اس جادہ کی یہ خبر کہ ؎

بوالہوس را نہ دہند و سوز دل پروانہ مگس را ندہند۔

دنیا کو اس صدق وراستی نے حیرت میں ڈال دیا۔ استقلال وصدق نے متحیر کردیا بیر معونہ کے واقعہ میں کفار نے ستر حافظ قرآن صحابہ کرام کو دھوکہ سے لے جاکر شہید کر دیا ان حضرات نے دشمنان اسلام کا خون نہ کیا تھا مال نہ چھینا اور کسی طرح کی عداوت نہ تھی بجز اس کے وہ دل وزبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معتقد وقائل تھے ان سے بھی کہا جاتا تھا کہ تم یہ کہنا چھوڑ دو پھر جو چاہو تمہارے لئے حاضر ہے مال ودولت بھی خوبصورت حسین وجمیل لڑکیاں بھی اگر اس سے

بازنہ آؤ گے تو تمہیں سولی دے کر یا تیل میں جلا کر سختی کے ساتھ ہلاک کر دیا جائے گا۔ مگر ان صادق العہد وفا شعاروں نے دولت دنیا کو ٹھکرا دیا اور سولی کی پرواہ نہ کی کلمہ شریف پڑھتے پڑھتے جانیں دیدیں اور حق یہ ہے کہ صدق و حقانیت کے جلوے دیکھنے والے ہی فداکاری کر سکتے ہیں جنہیں اپنے دین میں حقانیت کی دل کش روشنی نظر نہ آئی ہو وہ بے چارے فداکاری کی لذت سے کیا خبردار ہوں گے جو دین خود اس دین والوں کی نظر میں اس قابل نہ ہو کہ اس پر جاں نثاری کی جائے اس کا بطلان اور کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

رہا مسلمانوں پر مارنے کا الزام جس کا بڑا غوغا ہے اور بے جا طور پر مسلمانوں کو متہم اور بدنام کیا جاتا ہے پہلے اس کی حقیقت سامنے لائیے واقعات کی تحقیق کیجئے اس کے بعد حکم لگائیے یہ تو بڑی جہالت ہے کہ واقعات کو نہ تو دیکھا جائے اور محض توہم یا عناد سے کسی کو مورد الزام ٹھہرا دیا جائے۔

حضور انور سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اسلام کی دعوت دی اور دین الٰہی کو قبول کرنے کی ہدایت فرمائی اور کتاب الٰہی کو پیش فرمایا اس قرآن پاک کو ماننے پر کسی کو بزور شمشیر مجبور نہ کیا بلکہ قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے کا ایسی زبردست دلیل سے ثبوت دیا کہ جس نے تمام دنیا کو ساکت کر دیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ مکہ میں ہوئی نشو و نما عرب میں پائی عربوں کی گودوں میں رہے عربوں میں جوان ہوئے عربوں کی زبان میں کلام فرمایا کسی دوسرے ملک میں تعلیم حاصل کرنے تشریف نہ لے گئے

بلکہ اپنے ملک میں بھی کسی کے سامنے شاگرد بن کر نہ بیٹھے کسی سے ایک حرف نہ سیکھا باوجود اس کے آپ جو کتاب لائے وہ عربی میں تھی زمانہ ایسا تھا کہ عربی علم و ادب انتہائی عروج پر تھا فصحا، بلغاء سے ملک بھرا ہوا تھا فصاحت و بلاغت لسان دانی کا شہرہ تھا نظم و نثر کی اعلیٰ ترین دستگاہ رکھنے والوں سے ملک خالی نہ تھا زبان کے ماہر غرور یکتائی کے نشہ میں چور تھے اسی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کتاب لائے اس کے ساتھ یہ اعلان تھا کہ یہ کتاب فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی کسی صاحب کمال کی مجال نہیں وہ اس کا مثل بنا کر پیش کر سکے تمام مخلوق جن و انس کو یہ اعلان دے دیا گیا کہ یہ کتاب الٰہی ہے اس لئے کسی مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ اس کا مثل بنا سکے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

جب تمام جن و انس اور کل کائنات قرآن پاک کا مثل پیش کرنے سے عاجز رہی اور مقدرت مخلوق سے اس کتاب پاک کا مثل بنانا ممکن نہ ہوا تب اس کے کمال و بے مثالی کے اظہار میں مزید فرمایا گیا کہ اگر تم سب مل کر اور ایک دوسرے کے مددگار ہو کر بھی قرآن پاک کا مثل بنانے سے عاجز رہے تو اتنا ہی کرو کہ فقط دس سورتیں اس کی مثل بنا لاؤ۔ یہ تو اس کا چھوٹا سا حصہ ہے فاتوا بعشر سور مثلہ جب وہ دس سورتیں بھی نہیں بنا سکے تو اور تخفیف فرمائی اور ان کے کمال عجز کے اظہار کے لئے فرمایا فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین کہ ایک بات ہی اس کی مثل بنا لاؤ۔ ایک چھوٹی سی سورت کے برابر ہی کوئی عبارت لکھ لاؤ زبان کے ماہر

فصاحت و بلاغت میں شہرۂ آفاق ہو اگر قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے میں تردد رکھتے ہو تو اس کی مثل بنا لاؤ یہ بھی نہ کر سکو تو صرف دس سورتوں کے مثل بنا لاؤ یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف کسی ایک سورت کا ہی مثل بنا لاؤ مگر عرب کے تمام فخر روزگار ماہر زبان اور آسمان فصاحت کے نیر اعظم اتنا بھی نہ کر سکے عاجز رہے ان کو قرآن پاک کی اس سخت دی نے مجبور و لاچار کر دیا شرم سے سر نہ اٹھا سکے اور یقین کامل ہو گیا کہ اس کتاب کی مثل بنانا ہمارے امکان میں نہیں ہے تو انہوں نے بجائے علمی مقابلہ کے مقاتلہ شروع کر دیا اور ہنگامہ کا بازار گرم کر ڈالا ان کے مقابلہ کے مسلمانوں کو میدان میں آنا پڑا مسلمانوں کی حالت پر نظر کرنا بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابتدائی عہد میں جبکہ ان کی تعداد محدود اور جماعت منتشر تھی دل کہیں رہتی تھی بس کہیں۔ اور سب طاقتور دولتمند جتھے دار اور جنگجو کفار کے انبوہ میں گھرے ہوئے تھے وہ لوگ اپنے زور کے غرور میں رات دن ان پر ظلم کرتے تھے ان کے پاس رہنے کے لئے نہ تو محفوظ مکان تھے۔ نہ گذر اوقات کے لئے کافی اسباب معاش کیونکہ مسلمان ہونے والوں کو اسلام لا کر اپنی تمام دولتوں سے دست بردار ہونا پڑتا تھا وہ صرف اپنی جان لے کر سید عالم کی حضور میں حاضر ہوتے زن و فرزند اور عزیز و اقارب تک ان کے جانی دشمن ہو جایا کرتے تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کوئی دنیوی خزانہ بظاہر موجود نہ تھا اگرچہ درحقیقت وہ تمام عالم کے مالک ہیں لیکن کفار جس چیز کو دولت یا خزانہ سمجھتے ہیں اس کا یہاں پتہ نہ تھا۔

دولت سرائے اقدس میں کئی کئی روز مطبخ سرد رہتا اور دھواں تک نہ

انتہا پیہم فاقوں سے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکم مبارک پر پتھر باندھنے پڑتے تو اسلام قبول کرنے والے کے لئے یہاں بھی آسائش زندگی کے سامان موجود نہ تھے نہایت بے بسی اور بے کسی کا عالم تھا ضروری ہتھیار تک ان کے پاس نہ تھے ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں ہوس ملک گیری پیدا ہو سکتی تھی اور وہ معذور افراد باوجود ان تمام مصائب اور بے بسی و بے سامانی کے زبردست طاقتور ملک سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو سکتے تھے جن کی تعداد بدرجہا زیادہ ہر قسم کے سامان ان کے پاس موجود ہر وقت لڑائی پر آمادہ اور ان کے مسلح لشکر ہر وقت تیار اور جوش عداوت زوروں پر اگر اس قسم کی حالت دنیا کی کسی اور جماعت کو پیش آتی تو وہ ہرگز اپنے آئین و دین پر قائم نہ رہ سکتی اور وہ دین کہ ملک کی ایسی زبردست اکثریت کے سامنے گردن جھکانا نہ جانتا اور اپنا دین چھوڑ دشمن کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا لیکن ان حالات میں مسلمانوں کا استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہنا اور مصائب کے طوفان کو خیر و خوبی سے ٹال دینا اور جانوں کو راستی و حق پرستی پر قربان کر دینا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعلیم سے جذبہ حق پرستی میں سرشار ہو جانا کہ دنیا کی آفت و مصیبت اور سخت سے سخت طوفان تمام ملک کا شمشیر بکف ہو کر تشنہ خون ہو جانا انہیں مرعوب نہ کر سکے نہایت حیرت انگیز اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت واضح معجزہ ہے ان واقعات پر نظر کرکے کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خود دربے جنگ ہو سکتے تھے ہاں جب کفار نے انہیں چین نہ لینے دیا اور بجائے اس کے کہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت

کاش بنا سکے لڑنے کیلئے آمادہ ہو گئے اور ہر طرف سے لشکر کشی شروع کر دی اور مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے تو اس وقت مسلمانوں کا استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہنا اور ان ہولناک مصائب ۔ کے ہجوم میں ثابت قدم رہنا اور شجاعت و بسالت کے ساتھ اعدائے دین کا مقابلہ کرنا اور بتائید الٰہی اپنی قلت اور بے سامانی کے باوجود ان پر فتح پانا اور تمام ملک کا بادشاہ اسلام کے مقابل عاجز ہونا اور ان کی دونوں لشکروں اور مکروں کا ان کے کام نہ آنا اسلام کی حقانیت اور ربانی تائید کی کھلی دلیل ہے ایک طالب حق اتنا ہی دیکھ کر اسلام کی حقانیت کی طرف سے مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور یہ حالات اس کی ہدایت کے لئے کفایت کر سکتے ہیں بشرطیکہ چشم بینا اور منصف دل اس کے پاس موجود ہو جو سرگرم مخالفت تھے اسلام کے شیدائی بن گئے اس جنگ پر جو مسلمانوں کے لئے ناگزیر تھی کون عاقل انہیں الزام دے سکتا ہے کہ اسلام کے آئین میں ملک و مال کے لئے جنگ کرنا داخل ہی ہے اور یہی سبب ہے کہ اسلام کے پیشوائے اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اگرچہ بہت سی فتوحات ہوئیں اور سرکش قومیں اطاعت کیش اور فرمانبردار بنیں محارب ناکام ہوئے اسلام کو فتح پر فتح حاصل ہوتی چلی گئی لیکن بایں ہمہ فتوحات سلطان کونین بادشاہ دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سکونت و آسائش کے لئے کوئی قلعہ یا گڑھی تیار نہیں فرمائی بلکہ نہ کوئی خزانہ ذات خاص کے لئے املاک کثیرہ نہ اپنی اہل و عیال کے لئے فراغت عیش کے اسباب جمع کئے ہوں بلکہ آپ کی مقدس زندگی اول سے آخر تک درویشانہ و زاہدانہ ہی رہی۔

اعتراض: پنڈت نے آیات ان اللہ شدید العقاب ولاتتعواحصنات یعنی کوبے جوڑ طریقہ سے ملا کر کسی کا کسی کے ساتھ جوڑ نہ ملنا تو اس سے ظاہر ہے اتنا بھی شعور نہیں کہ بات کہاں پر ہی ہوئی دو باتیں نہیں ان میں سے پہلی بات کا یا نصف حصہ علیحدہ کیا اور پچھلا نصف دوسری بات کے ساتھ ملا دیا تاکہ شعور [illegible] کرے تو کیا تعجب ہے وہ خود اپنی نادانی ظاہر کرتا ہے [illegible] بریدے سے کوئی نتیجہ نکلا اب پنڈت کی عبارت دیکھئے اور [illegible] اعتراض بات اس کے ہاتھ آسکی پنڈت نے آیت کا قطعہ [illegible] ترجمہ لکھا ہے وہ یہ ہے "اور یہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے تم اس کے پیچھے مت چلو وہ واقعی تمہارا دشمن ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ برائی اور بے شرمی کی اجازت دے اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جو نہیں جانتے"

پنڈت کا اعتراض یہ ہے کہ اگر تمہارا خدا بدوں کو عذاب دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے یا مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور دوسروں کو عذاب دینے والا ہے موخر الذکر صورت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا اگر خدا رحم دل نہیں ہے تو جو آدمی دھرم کرے اس پر خدا رحم کرے اور جو ادھرم کرے گا اس کو سزا دے گا ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع جاننا ضروری نہ رہا اور جب سب کی برائی کرنے والا ایک انسان کا دشمن شیطان ہے اس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا تھا اگر کہو کہ جانتا تھا لیکن آزمائش کے لئے بنایا تو بھی درست نہیں کیونکہ آزمائش کرنا محدود العقل کا کام ہے ہمہ داں

خدا سب روحوں کے اچھے برے اعمال کو ہمیشہ سے ٹھیک ٹھیک جانتا ہے اور اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے تو شیطان کو کس نے بہکایا ہے اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہک جاتا ہے تو اور بھی خود بخود بہکائے جا سکتے ہیں درمیان میں شیطان کا کیا کام ہے اگر خدا ہی نے شیطان کو بہکایا تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرے گا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی کو بہکاتا ہے وہ بدصحبت اور لاعلمی کے باعث خود گمراہ ہوتا ہے۔

جواب: یہ وہی باتیں ہیں جو پنڈت کی زبان پر چڑھی ہوئی ہیں اور بارہا ان کو لکھ چکا ہے اور مکرر سہ مکرر جواب گذر چکے ہیں۔ جب اسلام دین الٰہی ہے اور وہ ہدایت کے لئے آیا ہے اور اس نے نیک باتیں بتائیں تو نیک وہی ہے جو اس کا متبع ہو اور جو متبع نہ ہو اسلام قبول نہ کرے وہ بد ہے تو پھر یہ کیا پوچھتا ہے کہ "خدا بدوں کو عذاب دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے۔ مسلمانوں پر رحم کرنے والا"، نیک تو مسلمان ہی ہیں جو خدا کی ذات و صفات کی نسبت حق و اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ ناخداشناس جو خدا کے عز و جلال کو نہ پہچانیں اور مخلوقات کے ذرہ ذرہ کو خدا کی طرح واجب الوجود اور قدیم جانیں وہ ہر بد سے بدتر ہیں۔ مگر پنڈت کے اعتراض سے آریوں کی نصرت کے لئے ایک نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ یہ کہ خدا کا رحم و کرم آریہ دھرم کے قبول کرنے پر نہیں ہر مذہب میں آدمی نیک رہ کر پنڈت کے اعتقاد میں رحمت الٰہی کا مورد ہو سکتا ہے پھر آریہ ہونا بے کار اور اس کے لئے کوششیں کرنا کتابیں لکھنا، لیکچر دینا، شور مچانا، فساد برپا کرنا نہایت ظلم اور بڑے درجہ

کا گناہ ہے اسی طرح پنڈت کا یہ اعتراض بھی لایعنی ہے ازیں شیطان انسان کا دشمن ہے تو اس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا۔ ایسی بات تو معمولی سمجھ کا انسان بھی زبان پر لانا گوارا نہ کرے گا، سانپ بچھو بھیڑیئے شیر زہریلے اور موذی جانور سب انسان کے دشمن ہیں انہیں کیا خدا کے سوا اور کسی نے پیدا کیا اور خود مسلمان اور عیسائی نہیں آپ اپنا دشمن جانتے ہیں اور ان کی طرف سے دلوں میں بغض و غضب رکھتے ہیں، انہیں بھی خدا نے ہی پیدا کیا تو پنڈت جی نے بھی ایشور کو پیدا نہ کیا۔ آپ سے غلطی ہوئی ویدک دھرم کا نام لگانے والوں کو آپ نے پیدا کیوں کیا ہے دراز تک دھرماتماؤں کو ان کی غلامی کی ذلتوں میں مقید رکھا اگر آپ جانتے تھے کہ یہ ادھرمی ہیں تو آپ نے پیدا ہی کیوں کیا اگر نہ جانتے تھے تو ہاں بات ایشور ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے پنڈت جی کی نظر نہیں پڑتی اور اپنی بھول کا شبہ تک انہیں نظر نہیں آتا۔

پنڈت جی کا ایک نہایت خوفناک اعتراض یہ بھی ہے کہ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے تو شیطان کو کس نے بہکایا اتنا سا عاقل جانتا ہے کہ بہکانے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کو بھی کسی نے بہکایا ہو ہزاروں آدمی دوسروں کو اغوا کرتے ہیں تو کیا ضروری ہے کہ اس کو بھی کسی نے اغوا کیا ہو۔ پنڈت جی کے نزدیک تو آریوں کے سوا ساری دنیا کے لوگ بہکانے والے ہیں سناتن دھرمی پنڈتوں کی شان میں پنڈت جی نے دل کھول کر الفاظ لکھے ہیں اور ان کو بہکانے والا بتایا ہے تو ان بہکانے والوں کو پنڈت جی کے اعتقاد میں ایشور

نے بہکایا ہے جیسا کہ خود ان کا قول ہے یا کسی کے طبیعت میں خود اپنے آپ ہی خبث ہوتا ہے اور کوئی بہکانے سے راہِ حق چھوڑ کر منحرف ہوتا ہے شیطان میں خبث طبعی ہے اس کے لئے کسی اور بہکانے والے کی ضرورت نہیں اتنی بات بھی نہ سمجھنا اور کسی مذہب کے پیشوائی کا دعوٰی کرنا اس مذہب کی حقیقت کو آشکارا کر دیتا ہے۔

اعتراض: پنڈت نے آیۃ کریمہ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے "تم پر مردار لہو اور گوشت سوا حرام ہے اور سوائے اللہ کے جس پر کچھ پکارا جائے" اس پر پنڈت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ "

یہاں پر سوچنا چاہیئے کہ کوئی جانور خواہ خود بخود مرا ہو یا کسی نے مارنے سے دونوں حالتوں میں وہ مردار ہے۔ جب کچھ فرق بھی ہے تو بھی موت میں کچھ فرق نہیں اور جب سوبی ممانعت ہے تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام دشمن وغیرہ کو عذاب دے کر اس کی جان لی جاوے اس سے تو خدا کے [illegible] پر دھبہ لگتا ہے، ہاں خدا نے بلا پورب جنم [illegible] سابقہ گناہوں کے بسلاسل کے ہاتھ سے جانداروں کو عذاب کیوں دلایا کیا ان پر رحم نہیں کرتا ان کو اولاد کی طرح نہیں جانتا جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہونچے مثلاً گائے وغیرہ ان کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہونچانے والا ثابت ہوتا ہے، اور عام طور پر ایذا رسانی کے گناہ سے خدا بدنام بھی ہو جاتا ہے ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

جواب: یہ کفار مکہ کا اعتراض تھا کہ مسلمان اپنے ہاتھ کے مارے ہوئے کو حلال

جانتے ہیں اور خدا کے مارے ہوئے یعنی اپنی موت مرجانے والے کو حرام" پنڈت جی نے اسی سے یہ اعتراض اڑایا اور جو حماقت انہوں نے کی تھی آپ نے اس کا اتباع کیا ہر عاقل جانتا ہے کہ طبعی موت فساد مزاج و فنائے ارواح اور اکثر حالات میں انتشار سمیت سے واقع ہوتی ہے قوی میں اگر ذرا سی رمق بھی باقی ہو تو جاندار نہیں مرتا جب تمام اعضاء کی طاقتیں باطل ہو چکتی ہیں اعضاء فاسد و خراب ہو جاتے ہیں ان کے مزاج بدل جاتے ہیں یا ان میں سمیت آجاتی ہیں اس وقت طبعی موت جاندار کے بدن پر وارد ہوتی ہے تو اس کے کھانے کا حکم دینا اقتضائے حکمت نہ تھا صحیح سالم تندرست جاندار جس کے بدن میں سمیت نہیں ہے اس کو ذبح کر کے کھایا جائے اور ذبح کرنے سے اس کا دم بغیر گھٹے آسانی سے نکل جائے تو اس کے اعضاء فساد سے محفوظ رہتے ہیں اور وہ غذا صالح ہو کر بدن کی صحت و قوت کا سبب ہوتا ہے اس لئے یہ اعتراض جہالت ہے کہ مردہ اور ذبح کئے ہوئے میں فرق نہیں دونوں کو مردار بتانا ناواقفی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر پنڈت اور اس کے ہمنواؤں کے نزدیک مذبوح اور مردار دونوں میں غذائیت کے اعتبار سے فرق نہیں ہے تو آریہ مردار خوری شروع کر دیں کہ اس میں بہترین غذا بھی ملے گی اور کسی کی ایذا بھی نہیں ہے مگر آریوں کا گوشت سے بالعموم احتراز کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ مردار کو ذبح کی مثل صالح الغذا نہیں سمجھتے تو پھر مسلمانوں پر اعتراض کرنے کی کیا وجہ ہے۔

پنڈت کا یہ قول کہ صرف سور کی ممانعت ہے قرآن پاک پر افترا ہے اور بہتان ہے۔ اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ممانعت صرف سور کی ہے بلکہ جو آیت

پنڈت نے نقل کی ہے اس میں بھی کہیں نہیں ہے کہ ممانعت صرف سور کی ہے
کئی قسم کے محرمات کا ذکر ہے یہ کیا اعتراض ہے جس کے شوق میں جھوٹے الزام لگائے
جائیں اور بہتان اٹھائے جائیں ۱۲ مذبوح کو بنام خدا ذبح کرنا یہ ایک عارفانہ تعلیم ہے
کہ جب تم نفیس غذا یعنی حیوان کے گوشت کا ارادہ کرو تو تمہارا فرض ہونا چاہئے کہ
رب النعمۃ یعنی اپنے اور اس کے خالق کی یاد کرو اور اس کا نام لو اب اس میں
مومن کو مشرکین کے اطوار و عادات سے بچانا اور شبہ اور شائبہ شرک سے محفوظ
رکھنا بھی مدنظر ہے۔ کیوں کہ مشرک بتوں کے نام پر جانوروں کی قربانی کرتے ہیں تو
مومن کو خدا کے نام کا اعلان کر کے ظاہر کر دینا چاہیئے کہ ان کا فعل مشرکین کے افعال
کی طرح باطل اور نجاست شرک سے آلودہ نہیں ہے اور جو گوشت وہ کھانا چاہتے
ہیں وہ اس جانور کا نہیں ہے جس کی جان بتوں کے نام پر بے فائدہ ضائع کی گئی ہو
اور اس کا ذبح شرک اور خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ سے بغاوت ہو۔

پنڈت جی نے اسی سلسلہ میں ایک یہ بھی اعتراض کیا ہے "ہاں خدا نے
بلا پورب جنم یعنی سابقہ زندگی کے گناہوں نیز مسلمانوں کے ہاتھ سے جانداروں کو عذاب
کیوں دلایا؟" آریہ سوچیں پنڈت کا یہ اعتراض مسلمانوں پر ہوا یا آریوں پر جب پنڈت
کے اعتقاد میں ہر جاندار کی راحت و تکلیف اس کے عمل کی جزا اور پراکرتی کا پھل ہے
تو ضرور مذبوح جانور اپنے سابقہ اعمال سے ذبح کا مستوجب تھا اور ایشوری عدل و
داد کی رو سے اس کا ذبح ہونا عین انصاف اور نہایت ضروری تھا تو مسلمانوں پر
ایذا رسانی اور بے رحمی کا اعتراض پنڈت کے اپنے عقیدے کے خلاف ہے

کہ وہ بندے جن کے ہاتھ سے اس نے احکام عدل جاری کرائے اور مستحق سزا کو سزا یاب کرایا ضرور مقبول و مقرب اور اپنے کارساز کی مرضی کے تابع ہیں جس طرح مجسٹریٹ شاہی قانون کو نافذ کر کے بادشاہ کے احکام عدل و انصاف کو عمل میں لاتا ہے اور حکومت میں صاحب منصب مانا جاتا ہے ایسے ہی وہ بندے جو لائق سزا مخلوق کو سزا دیکر خداوندی انصاف کا قانون نافذ کرتے ہیں خدائی حکومت میں منصبدار اور اس کے مقبول ہیں یہ سمجھ کر تو پنڈت اور اس کے ہم اعتقادوں کو مسلمانوں کے سامنے گردن نیاز جھکا دینا چاہیے اور ان پر اعتراض کر کے الیشور کا مجرم اور پاپی نہ بننا چاہیے۔

اور اگر پنڈت یا اس کے ہمنوا یہ کہیں کہ جانور کا عمل تو ایسا نہ تھا کہ جس پر وہ قتل کی سزا کے مستحق ہوتا نہ الیشور کی دی ہوئی عمر ابھی تمام ہوئی تھی بلکہ الیشور کی دی ہوئی عمر کے بہت سے سال ابھی باقی تھے لیکن مسلمانوں نے بغیر سابقہ عمل کے بے گناہ جانوروں کو وقت سے پہلے مار دیا اور الیشور کی دی ہوئی عمر کو پورا نہ ہونے دیا تو اب وہ بتائیں کہ الیشور زبردست ہوا یا مسلمان۔ الیشور کی قلمرو میں اس کا حکم تو نافذ نہ ہو سکا مسلمان جو چاہتے رہتے کرتے رہے الیشور بے گناہوں کو محفوظ نہ رکھ سکا اپنے قانون کو شکست سے بچا نہ سکا تو ایسے مجبور کو الیشور اور قادر مطلق ماننا خبط ہے اور جن مسلمانوں سے پنڈت جی کے الیشور کی بھی نہ چلی ان سے لڑنا اور جھیڑ جھاڑ کرنا حماقت اور بدبختی کی نشانی ہے۔

اب اسی مسئلہ کے ایک دوسرے پہلو پر نظر کیجئے "گوشت بہترین اور قوی ترین غذا ہے لذیذ بلکہ لذت سے قوی اور ضعف دور کرنے والا ہے دربابت

طلب یہ ہے کہ ایسی نفیس ولذیذ مقوی وزود ہضم غذا ان لوگوں کو جو تناسخ کے قائل ہیں تناسخ باطل ہوا۔ اور اگر انہوں نے پہلی جیون میں ایسے کون سے کرتب کئے تھے جن کی جزا میں وہ ایسی عمدہ غذا کے مستحق تھے تو پھر رونا اور اعتراض رہا ایشور سے خود تمہارے ایشور سے یہ نہیں ان کے عمل کے بدلے میں دی ہے اس پر اعتراض ایشور کی بغاوت اور توہین ہے بلکہ ان پر آریوں کو خوش ہونا چاہیے کہ وہ ان جانوروں کو جو ہیں جنہیں گوشت جیسی غذا دی جاتی ہے ہاں یہ وجہ ہے کہ ان کو تو لذیذ کھانوں سے قوت وطاقت دی جاتی ہے اور ان کو گھاس اور سوکھا کھانے کو دیئے جاتے ہیں۔ عمدہ غذا سے زندگی بھر محروم رکھے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مسلمہ اصول کی بنا پر پہلی زندگی میں ان سے ایسے کام لیتے ہیں عمل نہ کئے تھے کہ وہ ایسی عمدہ غذا کے مستحق ہو سکتے تو اب نہیں رنج کا یا موقع اور مسلمانوں سے ذبح حیوانات کی کیا شکایت ہے۔

جانداروں کے ذبح کو جرم بتانا اور تناسخ کو مانا یہ ایسی دو متضاد باتیں ہیں جو کسی طرح جمع نہیں ہو سکتیں اور آریہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان دونوں مسئلوں کو باہم ٹکرانے سے نہیں بچا سکتے اس سے عجیب تر معترض کی نابینائی یہ ہے کہ مسلمانوں کے ذبح گاؤ کو تو اس نے اپنے عقیدے کے خلاف ظلم اور تکلیف بے سبب عمل مانا لیکن اپنی ماتا کو عمر بھر رسی باندھ کر ذلیل ترین غلامی کی حالت میں رکھنا اور اس کے نوزائیدہ بچے کو بغیر کسی پچھلے عمل کے اس کی ماں کے سامنے علیحدہ باندھنا اور جاندار کی قدرتی غذا اس سے چھین لینا بچے کی مجبوری قید بھوک پیاس رکھ کر

ماں کے پاس پہنچنے اور دودھ پینے کو ترسنے اور روح فرسا اور جگر کو پاش پاش کر ڈالنے والی مصیبت میں گئو کو مبتلا کرنا اور بچے کی بیکسی اور بے بسی کے دردناک مناظر اس کی ماں کی نگاہوں کے سامنے لانا اور پھر بچے کا دودھ چھین کر پی جانا یا دودھ دینے میں اگر گائے راضی نہ ہو اور خداداد غذا کو وہ اپنے بچے کے لئے بچا کر رکھنا چاہے تو اس کے پھاندنا ڈھنگ ڈالنا لاٹھیوں سے مارنا طرح طرح کی ایذائیں دینا جس میں تمام ہندو مبتلا ہیں تمام آریہ گرفتار ہیں قرنوں سے ان کی نسلیں یہ ستمگاری کرتی چلی آئی ہیں یہ کیوں ظلم نہیں پنڈت نے اس کی مخالفت کیوں نہیں کی اپنے معتقدین کو اس بے رحمی سے کیوں نہیں روکا۔

اس سے بڑھ کر وہ مصائب ہیں جو ان کی ماتا گئو کے شوہر بیل مہاراج پر نازل ہوتے ہیں لالہ اور پنڈت سب انہیں قابو میں کرنے کے لئے ناتھ ڈالتے ہیں اور پتاجی سے سواری لیتے ہیں اور اگر وہ آہستہ چلیں تو مار مار کر انہیں بے حال کر ڈالتے ہیں کیسے سعادت مند بیٹے ہیں جنہیں کبھی پتاجی کی تکلیف کا دھیان بھی نہیں آتا زمین جوتنے میں بیل کی کیسی مرمت کی جاتی ہے اس کی ساری زندگی پٹتے ہی کٹتی ہے۔ مار کھاتے اور رات دن مصیبتیں جھیلنے میں گذرتی ہے۔ بغیر سابقہ عمل کے یہ تمام طریقہ عمل ظلم ہوا اور ایسا ظلم ہوا کہ ملک کے ہر ہر بیل پر زندگی بھر یہ ظلم ہوتا ہی رہا اسی طرح دوسرے حیوانات ہاتھی گھوڑے خچر وغیرہ کو کیا کیا تکلیفیں نہیں دی جاتیں۔ مگر پنڈت جی نے کبھی آریوں سے ان بے محابا مظالم کے ترک کی اپیل نہیں کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حیوانات پر حکومت تسلط اور اپنے اختیار سے

انہیں کام میں لانا انسانی حق ہے کوئی قابل اعتراض بات نہیں تو پنڈت کا اعتراض ہر پہلو سے لغو باطل اور غلط ہے۔

اب ایک پہلو پر اور نظر ڈالیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ذبح گاؤ کا کام جس کے مسلمان مرتکب ہیں ہندوستان اور یہاں کے باشندوں پر عظیم ترین احسان ہے اس لئے کہ ہندوستان کے وسیع ملک میں مسلمانوں کی لاکھوں بستیاں ضلع شہر قصبے ایسے موجود ہیں کہ جن میں بکثرت گائے ذبح کی جاتی ہیں اگر یہ فرض کیجئے کہ آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے چار کروڑ ایسے ہیں جو گائے کا گوشت نہیں کھاتے تو بھی ہرگز یہ نسبت نہیں ہے مسلمانوں میں گوشت کھانے والوں کا تناسب اسی فیصد سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن اگر انتہائی کمی کی جائے اور یہ فرض کر لیا جائے کہ نصف مسلمان گائے کا گوشت نہیں کھاتے ہیں تو بھی چار کروڑ کھانے والے ہوں گے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ ایک گائے کو دو سو مسلمان کھاتے ہیں جبکہ یہ بھی فرض اقل ہے ورنہ اوسطاً فیصدی ایک گائے کی نسبت بڑی ہے لیکن کم از کم آپ بھی مانئے کہ ایک گائے دو سو آدمی کھاتے ہیں تو چار کروڑ آدمی دو لاکھ گائیں کھائیں گے اس حساب سے کم از کم دو لاکھ گائیں ہندوستان میں روزانہ ذبح ہو جاتی ہیں یہ اس صورت میں ہے کہ جب مسلمانوں کی نصف تعداد کو گائے خور نہ مانا جائے باقی نصف کی غذا جی تک قلیل مانی جائے لیکن اب آپ غور کیجئے کہ جس ملک میں روزانہ دو لاکھ گائیں صرف مسلمانوں کی خوراک میں آجاتی ہوں اور صدیوں سے مسلمان اسی نسبت سے گوشت کھاتے رہے ہوں باوجود اس کے پھر گائے کی قلت نہ ہو گوشت کی گرانی نہ ہو

باوجود ہندوستان کی کوششوں اور رکھشا خانوں کی بھرتیوں اور گئو شالوں کی حفاظت کے گائے بغیر گرانی کے نہایت آسانی سے اس کثیر تعداد میں روزانہ بہم پہونچ جاتی ہو تو اگر ایک سال کے لئے مسلمان گائے کا ذبح ترک کردیں تو ہندوستان میں گایوں کی تعداد سات کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ ہو جائے اور لاکھ لوگ اپنی غذا کے دانے بھی کھلادیں تو نہیں کفایت نہ کرے۔ تمام جنگل ویران ہو جائیں سبزہ کا نام و نشان کہیں باقی نہ رہے غلہ بھی ان کی ماتا جی کھا جائیں جب بھی بھوکی رہیں ملک تباہ ہو جائے کبھی اس تحریک کی معقولیت پر ہندوؤں نے غور نہیں کیا اب پنڈت جی سے پوچھئے اگر مسلمان گوشت کھانا ترک کردیں تو ہندوؤں کے ایشور سے بھی ملک کا انتظام نہ ہو اور گایوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہندوستان کی ساری پیداوار ہضم کر جائے اور پھر بھوکی رہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندوستان کی اقوام کائے کی قربانی اور اس کے ذبح کی عادی تھیں ہندوؤں کی کتابوں میں اسکے ناقابل انکار ثبوت ملتے ہیں۔

علاوہ بریں گائے کا خون تنہا مسلمانوں کے حصہ میں آتا ہے اس کو بھی تنہا مسلمان نہیں کھاتے بلکہ بہت سی وہ قومیں بھی کھاتی ہیں جن کو مردم شماری میں ہندو لکھا جاتا ہے اور جن کی تعداد اپنے میں شامل کرکے نشستیں حاصل کرتے ہیں گوشت کے علاوہ دوسرے اجزا سینگ ہڈی دانت چمڑا یہ سب ہندوؤں کے کام میں آتا ہے۔ بڑے بڑے بھات بننے والے گھوڑوں کے ساز چرمی استعمال کرتے ہیں باگیں ہاتھوں میں تھامے پھرتے ہیں پانی کے نلوں میں ہمڑے کی کٹوریاں لگائی جاتی ہیں

اور وہ ہمیشہ پانی میں ڈوبی رہتی ہیں پانی انہیں پر ہوا ہے۔ یہ ہڈیاں سوکھ کر
وغیرہ بکثرت چیزیں چمڑے کی بن استعمال ہوتی ہیں کروڑوں روپے کا چمڑا سینگ
وغیرہ ہندوؤں کے استعمال میں آجاتا ہے تو یہ وجہ ہے ہندو گوماتا کے جزو بدن
استعمال بھی کریں چمڑے کی جوتیاں بھی بنائیں اور ان پر گاؤ شی کا الزام نہ آئے
مسلمانوں ہی پر ہے پھر چمڑے کی تجارتوں سے ہندوؤں کو نہیں روکا جاتا
بتایا جاتا اور جو مال گائے کے اجزا کی تجارت سے حاصل کیا ہوا وہ
لیے کس طرح جائز سمجھا جاتا ہے جب ان سے نزدیک گائے کا ذبح کرنا
لینا ظلم ہے تو اس کے ذریعہ جو دولت پیدا کی جائے اس سے
قزاقی سے ثروت حاصل کر لی جائے لیکن پنڈت جی نے معاوضہ کی
نہیں کیا ان کے اعتراض کی توپ کا دہانہ فقط مسلمانوں کی طرف
ہتیا بھی کریں تو ان پر پھبتیاں نہیں ہوتے۔

یہ بات ضرور غور طلب تھی کہ اگر ہندو چمڑا، سینگ ہڈی دانت وغیرہ
کے اجزا کا استعمال علاقاً ترک کر دیں تو مسلمانوں نے بے گوشت کی قربانی نہ ہو
کر اسے بڑے بڑے دولت مند ہی کھا سکتے گائے کی قیمت تو چمڑے ہی سے حاصل
ہو جاتی ہے اس لئے ذبح کی جس قدر بھی کثرت ہوگی چمڑے کی کاروباری ترقی
ہوگی تو اس ذبح کا ذمہ دار ہندوؤں کو ٹھہرانا چاہیے تھا مگر پنڈت جی نے انہیں بری
چھوڑ دیا اس سے معترض کی نیت اور کدورت قلب کا پتہ چلتا ہے۔

اعتراض : پنڈت نے آیۃ کریمہ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم کا نہایت جاہلانہ غلط ترجمہ لکھ کر اس پر انتہا درجہ کا لغو اعتراض کیا ہے اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ "روزے کی رات تمہارے واسطے حلال کی گئی کہ رغبت کرنا اپنی بیبیوں سے وے تمہارے واسطے پردہ ہیں اور تم ان کے لئے پردہ ہو اللہ نے جانا کہ تم خیانت کرتے ہو پر اللہ نے معاف کیا تم کو بس ان سے ملو اور ڈھونڈو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے یعنی اولاد اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے کالے دھاگے سے سفید دھاگہ یا رات سے دن نکلے" اب اس پر اعتراض ملاحظہ فرمائیے :

"یہ تحقیق ہوا تب سے کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا تب یا اس سے پہلے کسی نے کسی پورانک سے پوچھا ہوگا کہ چاندرائن برت جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا ہے اس کا طریق بیان کرو شاستر کا طریق یہ ہے کہ چاند کی کلا کی گھٹنے بڑھنے کے مطابق لقموں کو گھٹانا بڑھانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیئے اس کو نہ جان کر پورانک نے کہا ہوگا کہ چاند کو دیکھ کر کھانا کھانا چاہیئے اس چاندرائن برت کو مسلمانوں نے اس قسم کا بنالیا لیکن برت میں مجامعت منع ہے یہ ایک بات ان کے خدا نے بڑھ دی کہ روزے کی رات کو مجامعت بھی کیا کرو اور رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ پیو جب تک سو نہ گیا ہو اور دن کو نہ کھاؤ اور رات بھر کھاتے رہنے یہ بات قانون قدرت سے بعید ہے اس لئے یہ بات قانون قدرت نے نہ لکھی اور رات کو لکھا"

جواب : جس شخص کو ترجمہ کرنے اور بات کرنے کا سلیقہ نہ ہو اس کا اعتراض اس

کی بے علمی و ناواقفی کا ثبوت ہے اور پھر اعتراض ایسا رکیک اور لایعنی جس سے مذہب
کی حقائق شناسی کا پردہ فاش ہوتا ہے آپ جانتے ہیں کہ تحقیق ہوتا ہے تحقیق دیکھنا
ہے کہ ویدک دھرم کی تحقیق کس پایہ کی ہوئی ہے کہ ان سے مذہب و اعتقاد
اعتقادیات کی حقیقت معلوم ہو جائے گی معمولی سے معمولی عقل و فہم کا انسان بھی واقعہ
کی نسبت تحقیق کا لفظ اس وقت زبان پر لاتا ہے جب اس کو واقعہ کی صحت قطعی طور پر
معلوم ہو اور وہ جانتا ہو کہ واقعہ ہرگز اس کے خلاف نہیں اور اس کے مقابل اتنا ثبوت
اس کے پاس موجود ہیں لیکن پنڈت کی مصلحت اور اس کی لغت میں تحقیق کے یہ
معنی نہیں۔

آپ کے یہاں تحقیق اس کا نام ہے کہ واقعہ کی نسبت کوئی ثبوت ہو نہ
کوئی دلیل نہ کہیں سے خبر آئی ہو نہ اس پر شہادت گذری ہو نہ وہم و گمان میں
کا کچھ پتہ ہو پہلے کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ جس طرح الف لیلیٰ کی کہانیوں میں کوئی قصہ یا واقعہ
ہے اسی طرح کا کوئی واقعہ پیدا ہو گیا ہو وہ آپ کے یہاں تحقیق ہے

جہاں تحقیق اتنی زبردست ہو اس مذہب کی حقانیت کیسی کچھ ہو گی اس
تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہمیات کے بادشاہ ہیں اور آپ کا سرمایہ تحقیق بے
اصل اوہام ہیں چنانچہ یہاں آپ کی تحقیق کیا ہے یہ کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہو گا
تب کسی نے کسی پرانک سے پوچھا ہو گا اور کہا ہو گا پرتھوی راج تو اس تحریر سے
سلمنے بے کار ہو گئی واقعات کے لیے نقل و خبر کی حاجت ہی نہ رہی ہو ہو گا
سے سارے عقدے حل ہو گئے اس تحقیق نے تو خیالی پلاؤ کو بھی مات دے دیا

کاش پنڈت جی اس تحقیق سے ویدک دھرم کی تاریخ تصنیف کر جاتے تو بڑا مزہ دیتی۔
جہاں تحقیق کا یہ حال ہے وہاں کی معمولی خبریں تو بالکل برعکس ہوتی ہوں گی۔
یہی تحقیق ہے جس کے اعتبار سے پنڈت جی اپنے آپ کو محقق کہتے ہیں اعتراض کا
حاصل صرف اتنا ہے کہ اسلام میں روزہ ہندوؤں کے شاستر سے لیا گیا ہوگا اول تو
بے ثبوت بات محض لغو ہوتی ہے ثانیاً کہاں ہندو کہاں مرکز اسلام اس زمانہ کے
ہندو نہ عربی جانتے تھے نہ سمندر پار کا سفر جائز سمجھتے تھے تو پورا تک کہا جا سکتا ہوگا
علاوہ بریں آپ کے برت کو مسلمان کے روزے سے کیا نسبت برت میں کوئی
برستی ہے اس لئے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے ساتھ لقمے گھٹائے بڑھائے
جاتے ہیں پھر برت میں ترک خورد و نوش کہاں دودھ اور دودھ کی بنی چیزیں کھویا
مکھن بالائی وغیرہ کھاتے پیتے رہتے ہیں اور دن ڈھلے دوپہر کے وقت سب
کچھ کھا جاتے ہیں اس کو روزے سے کیا علاقہ جو خاص رضائے الٰہی کے لئے
رکھا جاتا ہے اور کسی مخلوق کے لئے نہیں مسلمانوں کے نزدیک مخلوق پرستی
شرک و کفر ہے ان کے لقمے چاند کے گھٹنے بڑھنے سے شمار ہوتے ہیں نہ چاند
دیکھ کر کھانے کا حکم نہ دوپہر میں کھانے کی اجازت برت میں نفس پر مشقت ہی کیا
ہوئی جب دوپہر میں کھا لیا اور دودھ وغیرہ کھاتے پیتے رہے مسلمانوں کا روزہ صبح
صادق سے شروع ہوتا ہے اور تمام دن وہ کھانے پینے مجامعت کرنے سے ہاتھ
دن ہا دجو کہ بدستور کے لذائذ پاس ہوتے ہیں لیکن خدا کا بندہ رضائے الٰہی کیلئے
کسی طرف التفات نہیں کرتا۔

صدرالافاضل: مختصر تعارف اور علمی جامعیت

مراد آباد کی وجہ تسمیہ

ہندوستان ایشیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اتر پردیش اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس صوبہ میں بریلی ضلع پر مشتمل روہیل کھنڈ ایک مردم خیز علاقہ ہے۔ حافظ رحمت اللہ خاں روہیلہ متوفی ۱۷۷۴ء نے اس علاقہ کو فتح کیا اسی وجہ سے اس علاقہ کو "روہیل کھنڈ" کہا جاتا ہے۔ مراد آباد اسی روہیل کھنڈ کا ایک مشہور صنعتی شہر ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے شہزادہ مراد کے نام پر مراد خاں نامی جرنیل نے اس بستی کا نام "مراد آباد" رکھا تھا۔

مغل تاجدار محی الدین اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے دور حکومت میں ایران کے شہر مشہد اجداد اب بھی اہلسنت کی اکثریت اور سادات کی کثرت ہے سے کچھ ارباب فضل و کمال صدرالافاضل کے آباء و اجداد ہندوستان آئے انہیں گوناں گوں صلاحیتوں کے سبب بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئیں۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اسی خانوادے میں حضرت علامہ مولانا نعیم الدین صاحب نزہت کے گھر سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ایک ہونہار سعادتمند بچے کی ولادت ہوئی۔ ذی وجاہت اور اقبال کے آثار اس کی پیشانی سے ہویدا تھے۔ وہی بچہ بڑا ہو کر دنیائے سنیت کا عظیم رہنما آسمان سیاست کا نیر اعظم دنیائے فضل و کمال کا صدرالافاضل اور دنیائے درس و تدریس کا استاذ العلماء نیز میدان شعر و سخن میں نعیم الدین مراد آبادی کے نام

سے جانا پہچانا گیا۔ مزید براں تدبر تفکر، دیدہ وری، دانشوری علمی جاہ وحشم، شرافت نفس، نیک نیتی، سادگی، اتباع شریعت، زہد واتقا، ادب پروری، سخن سنجی، سیاسی بصیرت حق گوئی، راست بازی، جرأت وبے باکی اور دین حق کی حفاظت واشاعتی سرگرمیوں کے ذکر سے صدر الافاضل کی شخصیت آراستہ وپیراستہ نظر آتی ہے۔ ان کے دربار میں اپنوں اور بے گانوں کی کوئی تمیز نہیں تھی، سواد اعظم میں ان کی حیثیت فخر الامم کی سی تھی مگر اس کے باوجود نہ تو کوئی طنطنہ تھا اور نہ ہی غیر معقول کوئی رعب ودبدبہ۔ ہاں اگر جاہ وجلال تھا تو علم کا حسن وجمال تھا تعرفان کا، دبدبہ تھا تو ذہانت کا اور رعب تھا تو نکتہ رسی کا، فالحمد للہ رب العلمین۔

حضرت صدر الافاضل کے والد ماجد حضرت مولانا سید معین الدین نزہت رحمۃ اللہ علیہ اپنے کئی فرزندوں کو اپنے ہاتھوں سے کم سنی کے عالم میں سپرد خاک کر چکے تھے اس لئے انہوں نے صدر الافاضل کی ولادت باسعادت پر بارگاہ قاضی الحاجات میں یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے بچے کو عمر طبعی عطا ہوئی تو میں اسے جہاد کے لئے پیش کروں گا۔

حضور صدر الافاضل اس پرآشوب دور میں جبکہ دیوبندی مکتبہ فکر کے لوگ آپ کی جان لینے پر تلے ہوئے تھے اس دل ہلا دینے والے ماحول میں ہندو مسلم اتحاد (اہل ہنود کے ساتھ اسلامی موالات) کی زبان وقلم سے مخالفت کر کے اپنے والد ماجد کے نذر کی تکمیل کر رہے تھے۔ کسی تقریر میں برسر مجمع ایک شر پسند وہابی ننگی تلوار لیکر کھڑا ہو گیا کہ میں انہیں (صدر الافاضل کو) قتل کر کے ہی رہوں گا جب اس کی خبر

والد ماجد کو ملی تو آپ نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار یوں فرمایا۔

یا الٰہی یہ خطاب جو مجھ کو ملا ہے یہ اس کا شکر ہے
تو برائے احمد مختار و بوبکر و عمر دشمنان را دوست گردانی و دوستان را دوست

علماء دیوبندیہ و وہابیہ کی مسلسل ان شوں کے باوجود مسلمانان اہل سنت و جماعت اور دشمنوں کی ہزار دشمنی کے باوجود احقاق حق و ابطال باطل سے ہمیشہ پیچھے رہے اور ہر اس مسئلہ کے خلاف میدان میں آکر جہاد اور مجاہدانہ مدافعت کرتے رہے جو اسلام کا وقار مجروح ہوتا ہوا نظر آیا۔ (انتہی کلام الدکتور

استفادہ از مضمون جناب ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بحوالہ تاریخ اسلام و حیات شخصیت صدر الافاضل مرتبہ مولانا نور محمد نعیمی صاحب

خاور ہند کا رخشندہ آفتاب

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی ولادت طیبہ ماہ صفر المظفر ۱۲۷۳ھ میں ہوئی۔ جب آپ چار سال کے ہوئے تو آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا سید محمد مبین الدین صاحب نزہت علیہ الرحمۃ والرضوان نے انتہائی تزک و احتشام اور بڑے دھوم دھام سے "بسم اللہ خوانی" کی پاکیزہ رسم ادا فرمائی چند ہی مہینے میں حضرت حافظ سید نبی حسین صاحب علیہ الرحمہ نے قرآن کریم کا ناظرہ ختم کرا کے حفظ شروع کرا دیا ساتھ ہی اردو کی تعلیم بھی

چھٹی ہی چنانچہ آٹھ سال کی عمر میں حضرت حافظ سید نبی حسین صاحب اور حافظ حفیظ اللہ صاحب علیہما الرحمہ سے قرآن مجید کا حفظ مکمل کر لیا۔ ساتھ ہی ساتھ اردو ادب اور اردوئے معلی میں بھی اچھی خاصی لیاقت پیدا ہو گئی، اور آپ کی تو پرورش ہی تہذیب و ادب کے گہوارے میں ہوئی والد محترم حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب نوراللہ حیہ رحمہ علم و فضل کے آفتاب، دادا حضرت علامہ مولانا سید محمد امین الدین صاحب راسخ علیہ الرحمہ فضل و کمال کے نیر تاباں، پردادا حضرت مولانا کریم الدین صاحب آزاد علیہ الرحمہ استاذ الشعراء و افتخار الادباء تھے۔ جن کی آغوش تربیت نے آپ کو تہذیب و ادب کا چمکتا ہوا سورج بنا دیا تھا۔ طبیعت میں جولانی اور افتاد تو پیدائشی تھی ہم عمر بچوں میں آپ یگانہ شمار کیے جاتے تھے۔

ذہانت و فطانت

جودت طبع میں آپ اتنے بلند تھے کہ آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآن کریم حفظ کر کے فارسی میں بھی کافی دسترس حاصل کر لی تھی قبل بلوغ تک ہر سال رمضان المبارک میں نو عمر بچوں کی جماعت کے ساتھ نفلوں میں باہندی سے ختم قرآن مجید پڑھا کرتے۔

درس نظامی

فارسی اور معتدبہ حصہ تک عربی کی تعلیم اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل فرمائی اور متوسطات تک علوم درسیہ اور فن طب حضرت مولانا حکیم فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اس کے بعد خود حضرت مولانا فضل احمد صاحب علیہ الرحمہ ہی حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو لے کر ایک زبردست بزرگ فاضل قدوۃ الفضلاء زبدۃ العلماء شیخ الکل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل صاحب کابلی

مہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور!
صاحبزادے صاحب انتہائی ذکی و فہیم ہیں ملا حسن تک پڑھ چکے ہیں میری دلی خواہش ہے
کہ بقیہ درس نظامی کی تکمیل حضرت کی خدمت میں رہ کر کریں حضرت شیخ الکل مولانا سید میاں گل
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صدر الافاضل کی پیشانی پر ایک نقوذال اور فوراً ہی درخواست
کو قبول فرما کر اظہار مسرت فرمایا۔

زمانہ تحصیل علم کے بے شمار علمی مباحث میں علم کی بدولت دوستانہ سے
ہمعصروں کے دلوں پر علم کا سکہ جما دیا تھا بارہا علمی مذاکروں میں مرجعیت پر فائز ہوئے
چودہ سال کی عمر میں ایک مرتبہ ہر جماعت طلبا میں فارسی ادب میں مقابلہ
ہوا دفتر ابو الفضل کو سامنے رکھ کر طے ہوا کہ ہر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی پنی
انشاء کے جوہر دکھلائے چنانچہ سبھی ہم جماعت طلبا مضمون لکھ لائے مضامین جب پڑھے
گئے تو سب نے یک زبان ہو کر اپنے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مکتوب
گرامی قدر دفتر ابو الفضل کے ہر دو شش و پنج سے اسی طرح دیگر علمی مذاکروں میں آپ
ہمیشہ غالب رہے اس قسم کے مذاکرے اور مکالمے ہم سبق بچوں اور منتہی طلبا سے بھی
اکثر مدرسے میں ہوا کرتے تھے مگر غلبہ آپ کو ہی حاصل رہتا تھا۔

مراد آباد میں حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ محترم شیخ الکل حضرت
علامہ مولانا محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام چلنے والا مدرسہ امدادیہ تھا جس میں حضور
صدر الافاضل تعلیم حاصل کرتے تھے اس کی دیوار کے نیچے بالکل متصل دیوبند ثانی جس کو مدرسہ
شاہی مسجد کہا جاتا تھا دار العلوم دیوبند پر قابض ہو جانے کے بعد مولوی قاسم نانوتوی نے

اسی کے ساتھ ہی اس مدرسہ شاہی مسجد کو قائم کیا تھا جو بہت حد تک مراد آباد اور اس کے اطراف واکناف میں دیوبندیت وہابیت کی نشر گاہ تھا۔ حضور صدر الافاضل بزمانہ طالب علمی کبھی کبھی مدرسہ شاہی مسجد میں تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے ہوئے ایسے ایسے اعتراضات لاتے کہ مدرسہ شاہی مسجد کے اساتذہ حیران ہو کر تحسین و آفرین فرماتے مگر خجالت و شرمندگی ان کے چہروں پر صاف نظر آتی تھی۔

بعض موقعوں پر مدرسہ شاہی مسجد کے اساتذہ کہا کرتے تھے کہ اس نوعمر بچے کے آنے سے ہمارا نظام اسباق درہم برہم ہو گیا ہے۔ اور اس کی علمی ذہانت سے لاجواب ہونا ہمارے علمی وقار کو ٹھیس لگتا ہے لہٰذا کہنے لگے کہ میاں درمیان اسباق مت آیا کرو تمہارا اپنا مدرسہ ہے۔ تو اپنے مدرسہ میں رہو یہاں کیا ضرورت ہے۔ ذالک فضل اللہ

اسی طرح مراد آباد کے صدر مقام کمیٹی چوک میں ایک چبوترہ تھا جس پر شام کے وقت کبھی کوئی پادری، کبھی کوئی آریہ سماجی، کبھی کوئی سناتن دھرمی، کبھی کوئی غیر مقلد کبھی کوئی وہابی دیوبندی وغیرہ ہیں سے ٹکرا ہو جاتا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتا اپنے دھرم مذہب کی باتیں کرتا حضرت صدر الافاضل بلا جھجک و بے خوف اپنی نوعمری اور طالب علمی کے زمانہ میں ان سے اندکرہ مذاہب میں سے جو بھی ہوتا) بحث و مباحثہ شروع کر دیتے اور اس سے خوب خوب مقابلہ کرتے اور اس کے باطل خیالات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے تھے۔

زمانہ طالب علمی ہی میں آپ نے بہت سارے مناظرے فرمائے انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مراد آباد محلہ گل شہید میں قبرستان سے قریب ایک آریہ

روزانہ آکر لوگوں کو فاتحہ اور ایصال ثواب سے روکتا تھا کتنے جاہل تو اس کی باتوں میں آبھی جاتے تھے حضرت نے فرمایا حاجی صاحب! چلو چلتے ہیں دیکھیں کون ہے اور کیا کرتا ہے چنانچہ دونوں حضرات قبرستان پہونچے اور فاتحہ پڑھی حسب عادت اس نے حضرت صدرالافاضل کو بھی بلایا۔ اور جس طرح لوگوں کو بہکانے کے لئے تقریر کرتا تھا حضرت سے بھی وہی تقریر کرنے لگا۔ حضرت نے پہلے روح سے متعلق اس سے سوال فرمایا وہ لاجواب ہو کر بیٹھ گیا پھر حضرت نے تناسخ، آواگون، کے باطل ہونے پر متعدد سلیس تقریریں فرمائیں جس پر وہ رونے لگا کہ میں نے آج تک کوئی ایسا متحقق فلسفی نہیں دیکھا اور روتا ہوا کہا کہ حاجی صاحب میری تسلی ہوگئی اب میں کسی کو فاتحہ سے منع نہیں کروں گا

فراغت

استاذ الاساتذہ شیخ العلماء حضرت علامہ مولانا سید

سے منطق فلسفہ ریاضی اقلیدس توقیت وہیئت جغرافیہ بحر محیط تفسیر حدیث اور فقہ فرائض وغیرہا بہت سے مروجہ درس نظامی اور غیر درس نظامی علوم وفنون اپنے شفیق استاد سے حاصل فرمائی اور بہت سے سلاسل احادیث وعلوم اسلامیہ کی سند بھی تفویض ہوئیں زندگی کی بیسویں بہار ہم آغوش تھی مراد آباد کی وار برآئی مدرسہ امدادیہ کی طرح سجا ہوا تھا علماء ومشائخ رونق افروز تھے کہ ایک چمکتا ہوا تاج استاد محترم نے دستار کی شکل میں اپنے چہیتے تلمیذ خوش تمیز صدرالافاضل کے سر پر رکھتے ہوئے ایک تابندہ وروخشندہ سند فراغت ہاتھ میں عطا فرما کر اپنے بغل مسند تدریس وارشاد پر بٹھایا یہ رسم دستار فضیلت ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء کو ادا ہوئی اسی وقت آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب نزہت علیہ الرحمہ نے بیحد مسرور ہیں

ڈوبکر ایک قطعہ ارشاد فرمایا جس سے مادۂ سنہ فراغت نکلتا ہے۔

ہے میرے پسر کو طلبا پردہ فضیلت ستاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے دستار فضیلت کی ہے تاریخ "فضیلت"
سنہ ۱۳۲۰ھ

حضرت صدر الافاضل جملی اللہ منہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حافظہ بڑا مدد پایا تھا جس کے سبب بعد فراغت ہی کئی علوم و فنون میں ان کی بالادستی مسلم ہو گئی تھی چنانچہ علم و فضل میں یکتائے روزگار ہو کر قوم کے سامنے آئے۔

اعلیٰحضرت سے پہلی ملاقات

جودھپور کا ایک مولوی انتہائی دریدہ دہن گستاخ قلم وہابی تھا جو سامنے تو نہیں آتا مگر اخبار و رسائل میں سنی عالموں کے مضامین کے رد میں مقالے لکھا کرتا تھا اور اس میں اپنے خبث باطن کا اظہار خوب خوب کیا کرتا تھا گویا وہابیوں کا وہ شتر بے مہار تھا۔ اس وقت اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کا آفتاب علم و فضل نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ قسمت کا مارا خباثت کا ہرکارہ جودھپوری وہابی مولوی کو اعلیٰحضرت کا فضل و کمال ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا چنانچہ شیطان نے قلم پکڑوایا اور اس نے شرف تلمذ کا حق ادا کرتے ہوئے اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک نہایت نامعقول ذلالت و رزالت سے بھرپور مضمون لکھ کر "نظام المکک اخبار" میں شائع کرا دیا۔ جماعت اہلسنت میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ضیغم صحرائے جماعت اہلسنت استاذ العلماء سند الفضلا حضور سید ی صدر الافاضل جملی اللہ منہ نے جودھپوری مولوی کی تحریر کا نہایت شوخ و طرار دندان شکن اور مسکت جواب

قلمبند فرما کر اسی اخبار نظام الملک میں شائع فرمایا۔ زمانہ گواہ ہے کہ پھر اسے ایسی تحریر کی توفیق کبھی نہ ہو سکی جس میں اعلیٰحضرت کے ادبی ہو۔

جب اس بے ادب مضمون اور باادب جواب کی اطلاع لوگوں نے حضرت کو دی اور خود نظام الملک اخبار حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کو اعلیٰحضرت نے خود بنفس نفیس ملاحظہ فرمایا تو دل میں حضور صدر الافاضل کی محبت کو دیا ہو میں مزید اضافہ حضور سید ی صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو اعلیٰحضرت نے بڑی بڑی عزت دی۔ محبت بیقرار کے ساتھ بریلی شریف تشریف آوری کی خواہش ظاہر فرمائی چنانچہ اعلیٰحضرت کی طلب پر حضور صدر الافاضل بریلی شریف امام اہلسنت کی خدمت میں تشریف لے گئے اعلیٰحضرت نے اہلسنت کے موقف کی تائید پر بے پناہ محبتوں اور انعامی تعلقات سے نوازا۔

واضح رہے کہ اعلیٰحضرت سے پہلی ملاقات اور پہلا خط و کتابت فراغت کے فوراً بعد کا ہے۔

الکلمۃ العلیا اور اعلیٰحضرت کا مطالعہ

حضور صدر الافاضل کے فراغت کا وہ بڑا پر آشوب تھا جدید دیوبند کے نظر فکر کی نشر و اشاعت کا دور دورہ تھا اور جب سے مولوی قاسم نانوتوی نے مراد آباد میں مدرسہ شاہی مسجد کی بنیاد ڈالی تھی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے تب سے تو دیوبند اور رائے کنفس واحدہ ہو گئے۔ دہلی گلی کوچوں میں بحث مباحثہ کرتے پھر رہے تھے۔ ہر کسی مراد آباد بھی ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا چاہیے تھا ایک صدر الافاضل کی ذات تھی جو ان

علمی کا دور ہو یا فراغت کا ہر محاذ پر پہونچ کر احقاق حق و ابطال باطل فرماتے تھے اور دلائل و براہین سے بھرپور ایسی ایسی بحثیں فرماتے کہ وہابیوں کے لاف و گزاف کے تار و پود بکھر جاتے تھے اسی زمانۂ فراغت میں ہی آپ نے علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب کی طرح ڈال دی۔ ادھر فراغت ہوئی ادھر کتاب مکمل ہو گئی۔ جو علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی اور جامع کتاب ہے جس کا نام "الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفےٰ" ہے جس کا جواب وہابی آج تک نہ دے سکے اور نہ ہی قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ دے سکیں گے۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ ان پڑھ تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینۂ معلومات تھے ان کا نام حاجی ملا محمد اشرف شاذلی تھا۔ حاجی صاحب موصوف حضرت صدر الافاضل سے غایت درجہ محبت و شفقت فرماتے تھے جب حاجی صاحب نے یہ کتاب سنی تو بے حد خوش ہوئے۔ اور بریلی شریف حاضر ہو کر اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی خدمت میں کتاب "الکلمۃ العلیاء" پیش کی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے عالمانہ فاضلانہ اور مجددانہ نقطۂ نظر سے انتہائی دقیق و عمیق نگاہ سے مطالعہ فرمایا، اور ارشاد فرمایا ماشاء اللہ بڑی کارآمد اور عمدہ کتاب ہے۔ عبارت شگفتہ مضامین دلائل سے بھرے ہوئے یہ نوعمری اور اتنے احسن براہین کے ساتھ اتنی بلند پایہ کتاب مولانا موصوف کے ہونہار ہونے پر دال ہے۔ آپ نے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی اور حضرت صدر الافاضل حضرت حاجی ملا محمد اشرف شاذلی مرحوم کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہو گئے پھر تو سلسلہ اتنا بڑھا کہ نہ تو اعلیٰحضرت کو ان کے بغیر چین تھا اور صدر الافاضل کو اعلیٰحضرت کے دیدار کے بغیر سکون۔ اعلیٰحضرت کے آستانہ کے سفر کے لئے حضرت صدر الافاضل

کا بستر گھر پر کبھی کھلا ہی نہیں، ایک بستر بریلی شریف کے سفر کے لئے خاص تھا جو تمام تر تیاریوں کے ساتھ خاص طور پر بندھا رہتا تھا اس لئے کہ ہر پیر اور جمعرات کو اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضری لازمی ہوا کرتی تھی، یہ جب ہوتا تھا کہ جب آپ مراد آباد تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ رشتہ محبت و مودت اس قدر مضبوط ہو گیا کہ اعلیٰحضرت نے صدر الافاضل قدس سرہٗ کو اپنا معتمد اور اپنے کاموں کا مختار کل بنا دیا یہی وجہ تھی کہ اگر صدر الافاضل نے اعلیٰحضرت سے کسی مضمون یا کچھ عبارتوں میں ترمیم و تنسیخ یا حذف و استدراک کی گذارش کی تو فوراً اعلیٰحضرت نے منظور فرما کر صدر الافاضل کی منشا کے مطابق رد و بدل کا قدرے تفصیل ذکر آگے آ رہا ہے۔

پروفیسر اشتیاق طالب صاحب اکرپی پاکستان کا مضمون صدر الافاضل کی سیاسی بصیرت جس کو رضا اکیڈمی پاکستان نے شائع کیا ہے بحوالہ تاریخ اسلام و مفکر شخصیت صدر الافاضل مرتبہ مولانا نور محمد نعیمی۔ میرے مذکورہ بالا مضمون پر شاہد عدل ہے۔ پروفیسر طالب صاحب رقمطراز ہیں:

"یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صدر الافاضل نہ تو فاضل بریلوی کے مرید تھے اور نہ ہی دست گرفتہ خلیفہ لیکن یہ خصوصیت مولانا سید محمد نعیم الدین کو حاصل رہی کہ جہاں فاضل بریلوی اپنی شرعی ذمہ داریوں کی وجہ سے خود شرکت نہ فرماتے وہاں مولانا سید محمد نعیم الدین آپکی نمائندگی کرتے۔"

حضرت صدر الافاضل نہ صرف خانوادۂ اعلیٰحضرت بلکہ برصغیر کے تمام معتبر

خانوادوں میں قابل اعتماد شخصیت کی حیثیت سے رہے۔

بیعت وخلافت

حضرت شیخ شاہ جی محمد شیر میاں بیلی علیہ الرحمۃ والرضوان جو اپنے وقت کے ولی کامل اور قطب عصر تھے ان کی خدمت میں حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ پوری ارادت وعقیدت کے ساتھ حاضر ہوئے حضرت شیخ شاہ جی علیہ الرحمہ کے ارشاد اور اشارے پر اپنے ماموں استاذ گرامی حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد کفل صاحب رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے حضرت شیخ الکل نے اپنے لائق وفائق تلمیذ رشید کو چار سلسلوں اور جملہ اوراد ووظائف ذکر واذکار واشغال کی اجازت عطا فرما کر ماذون ومجاز بنا دیا اس کے بعد خوش وقت قطب دوراں ملقب بہ شیخ المشائخ حضرت سید شاہ سید علی حسین حسنی اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھوی نے بھی خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا حضرت صدر الافاضل نے حضرت شیخ المشائخ کی شان میں ایک منقبت بھی لکھی ہے جس کا ایک شعر یوں ہے ؎

"راز وحدت کھلے غیر الدین اشرفی کا یہ فیض ہے تجھ پر"

درس وتدریس

صدر الافاضل رضی اللہ عنہ اپنی مختلف دینی علمی تبلیغی تحقیقی تصنیفی اور مناظرہ ومقابلہ نیز فرق باطلہ کے ابطال جیسی ہمہ گیر مصروفیتوں کے باوجود تاحیات درس وتدریس سے وابستہ رہے جس کی وجہ سے علما وفضلا کی ایک بڑی مضبوط جماعت تیار ہوگئی اور الحمد للہ آپ کے مقصد حیات کی سب سے نمایاں یادگار جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے اب تک تیار ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیام

قیامت تیا ہوتی رہتی ہے آپ سے تدریس کا طریقہ نہایت ہی اچھا تھا طلباء کے دل و دماغ پر آپ کا پورا پورا قابو ہوتا تھا۔ آپ درس و تدریس کے روزگار تھے تفسیر و حدیث علم کلام فقہ اصول خصوصاً منطق و فلسفہ ہیئت و ریاضی نجوم علم التوقیت و علم الارض غرضیکہ ہر قسم کے علوم و فنون میں غیر معمولی حاصل تھا بلکہ آپ امتیازی صلاحیتوں کے مالک تھے جس فن کی کتاب زیر درس ہوتی اس پر مغز مدلل تقاریر زبانی فرمایا کرتے تھے جس کتاب پر تقریر فرماتے وہ معلوم ہوتا جیسے خود حضرت ہی اس کے مصنف ہیں جو کتاب لیتے اس کے دقائق و رموز اس طرح حل فرماتے ہیں۔ بہر حال حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو تدریس میں بے مثال مہارت حاصل تھی کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بقول حضرت علامہ مفتی نقیب اللہ صاحب مجلی علیہ الرحمہ میں نے مدرس دو تین دیکھے ایک صدر الشریعہ دوسرے صدر الافاضل تیسرے مفتی اعظم صدر الافاضل کا تبحر علمی اس شعبے سے زیادہ وابستہ رہے اور حضرت صدر الافاضل کی تصنیفات میں درجنوں سے زیادہ کتابیں آپ کی یادگار ہیں

تاریخ سلامی حیدر شخصیت صدر الافاضل

فائدہ: ۔ ذرا کو ۔ کی وجہ یہ تھی کہ حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تدریس کے علاوہ تبلیغی دورے جلسوں میں شرکت وہ بیہ وہابیہ۔ آریہ قادیان۔ بجیری اہلحدیث اور باطل قرآن و غیر باد قبائے باطلہ سے اکثر مناظرے کر کے تجر سابوں کی آبیاری گلشن سنیت کی حفاظت بھی کرنی پڑتی تھی۔ اتنے سارے مصروفیات کے باوجود تدریسی فرائض احسن وجوہ انجام دیتے تھے جس کا اعتراف وقت کے قدآور علماء کرام اور مفتیان عظام بھی کرتے

وظیفہ تدریس سے استغناء دنیا بھر کے مدرسین چھوٹے ہوں یا بڑے عموماً تنخواہ دار ہوتے ہیں اور اپنی اپنی صلاحیتوں اور مناصب کے اعتبار سے مشاہرہ لیتے ہیں لیکن صدر الافاضل نے کبھی ایک پیسہ تنخواہ نہیں لیا اور اتنا بڑا مدرسہ جامعہ نعیمیہ بطور خود چلاتے تھے۔ طلاب کے خورد و نوش، مدرسین کی تنخواہ آپ ادا کرتے تھے۔ بقول سیدی بحر العلوم دام ظلہ حضرت کو دست غیب سے حاصل تھا۔

شانِ تدریس

تفسیر تفسیر کا درس اتنا شاندار ہوتا تھا کہ طلباء کے علاوہ اگر وقت خالی رہتا تھا تو جامعہ نعیمیہ کے مدرسین بھی درس میں آکر بیٹھتے تھے اور حضرت کی تقریر انتہائی غور و خوض سے سماعت کرتے۔ درس تفسیر میں خصوصیت سے تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر قرآن بالحدیث، اسباب نزول، مفردات القرآن کی تشریح، مفاہیم قرآن کی مثالوں سے وضاحت، آیات متشابہات کی توجیہ و تنقیح، ناسخ و منسوخ کی وضاحت، مکی و مدنی کی نشاندہی، بظاہر آیات میں تطبیق، بظاہر آیات و احادیث میں توفیق، اقوال مفسرین میں ترجیح، اصول دین اور عقائد اسلام کی تشریح، مسائل ضروریہ کا حسن استنباط و استخراج، ظواہر آیات سے پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا ازالہ، تفسیر قرآن آثار صحابہ سے، تفسیر قرآن دیگر کتب سماویہ سے، نیز واقعات انبیاء و قصص اقوام کا تذکرہ وغیرہا یہ مذکورہ بالا محررات حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ

کے درس تفسیر کے محاسن عظمیٰ ہیں۔ جو بوقت درس طلبہ فصیح و بلیغ زبان سے سنتے رہتے تھے
گویا شرکاء درس درسگاہ میں بیٹھ کر امام رازی، امام خازن کی درسگاہ کا لطف اٹھاتے تھے۔

حدیث علم حدیث میں تو آپ مشہور خاص و عام تھے۔ علماء کے تمام فضلاء معترف تھے کہ جس طرح حدیث کا درس آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی نہیں سنا ہے۔ حدیث کے مطالب و مفاہیم اس جامعیت کے ساتھ مختصر الفاظ میں بیان فرماتے کہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا۔ بظاہر متناقض احادیث کو اس طرح سمجھاتے کہ سننے والے مطمئن ہو جاتے۔ حدیث کی شان ارشاد بیان فرما کر ایسی تقریر فرماتے کہ علم کا چشمہ ابلنے لگتا۔ راجح مرجوح روایتوں پر بھرپور کلام فرماتے۔ اختلافی حدیثوں میں تطبیق و توفیق تو آپ کا حصہ خاص تھا۔ قابل کلام احادیث پر ایسی جرح و تعدیل فرماتے کہ غیر مقلدین اہلحدیث کے ہوش اڑ جاتے۔ علاوہ ازیں ان کے روزمرہ کے بدیہی اور مشہور و معروف اعتراض کا شافی جواب دینے کے بعد اپنی طرف سے اعتراضات کی ایسی ایسی تقریر بیان فرماتے کہ وہابیوں کے باپ بھی نہ بیان کر پاتے اور پھر خود ہی اپنے نکالے ہوئے اعتراضات کے جوابات بھی بیان فرما دیتے۔ اس طرح سے درس حدیث اس قدر دلچسپ ہو جاتا کہ علماء درسگاہ سے ہشاش بشاش اٹھتے۔ مزید براں اسماء الرجال اور اصول حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ دوران درس اسناد رواۃ اور مرفوع، مقطوع، موقوف و دیگر اصطلاحات حدیث برجستہ بیان فرماتے جس سے سبق کی تقریر اور مفاہیم و مطالب کے بیان میں چار چاند لگ جاتے

فقہ: فقہ کے جزئیات پر اس قدر گہری نظر تھی کہ دارالافتاء میں آئے فتاوے کے جوابات

ہو، داشتہ تحریر فرماتے بہت کر کتب فقہ اور متون جزئیات دیکھنے کی نوبت آتی تھی۔

ایک مرتبہ شہزادہ صدر الافاضل سید دی و مرشدی رہنمائے ملت حضرت علامہ سید حسن محمد حسین الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان مجھ سے فرمانے لگے کہ جب حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کتاب بہار شریعت چھپ گئی تو حضرت نے مولانا محمد عمر صاحب نعیمی محدث پاستان جو اس وقت فارغ ہو چکے تھے اور جامعہ کا اہتمام ان کے ذمہ تھا ان سے فرمایا کہ بہار شریعت کے ہر مسئلہ کے بعد کتاب کا نام لکھا ہوا ہے تو سارے مسائل کو ان کتابوں سے ملا لو تاکہ تمہارے علم میں اضافہ ہو۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عمر صاحب بہار شریعت کے مسائل کتابوں سے ملانے لگے مگر کہیں کہیں کوئی مسئلہ کتاب کے اس باب میں نہیں ملتا حضرت صدر الافاضل سے آکر ذکر کرتے تو حضرت فرماتے کہ اس مسئلہ کو فلاں باب میں دیکھو وہاں مل جائے گا۔ چنانچہ دیکھتے اور مسئلہ مل جاتا معلوم ہوا کہ حضور صدر الافاضل کو تمام متون فقہ مستحضر تھے۔

دوران تدریس فقہ کی کتابیں ایسی پڑھاتے تھے جیسے انہیں کی لکھی ہوئی ہے مختلف فیہ مسائل میں ایسا کلام فرماتے کہ امام اعظم کے مسلک کی پوری شان سے تائید و تنقیح ہو جاتی تقریر ایسی شستہ ہوتی کہ ائمہ ثلاثہ میں سے کسی کی ادنیٰ کاشائبہ بھی نہیں پاتا اور مسلک امام اعظم روشن ہو جاتا ہر کیف فقہ میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عن جمیع المسلمین۔

فقیہ و محدث علوم عقلیہ و نقلیہ میں حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خداداد مہارت تامہ حاصل تھی اس کے درس میں آپ امتیاز کی جلی حیثیت

کے مالک تھے۔ دوران تعلیم آپ اردشہ انابت و محبت اور ادب، جو ہمیشہ تلمیذات ایسے دلکش انداز میں بیان فرماتے رہتے ہیں۔ اور چشم بصیرت سے اس کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔ آپ نے حق و کرو فنی تیار کیے تھے جس میں ثوابت اور سیارگان کو ہر دو فلک میں بہت طور پر پابندی کے قطعوں سے واضح کیا تھا جب آپ بیت و بیت پڑھتے تو وہ کرہ سامنے رکھتے تھے اور صبح کو پڑھاتے پڑھاتے انہیں آسمان کی طرف دیکھنے سے بے نیاز رہتے تھے یہ لگتا تھا کہ آسمان زمین پر چلا آیا ہے۔ یہ کہ علامہ مرحوم کا آسمانی کرہ جات آپ کی خاص یادگار میں سے ہے اور کتابوں کی طرح یہ بھی آپ کی تصنیفات سے ایک غیر شائع تصنیف ہے اس فن کے علماء گر یہ اعتراف کریں تو بجا ہے ہوں گے کہ تا حال وہ کرہ فلک نہ دیکھنے میں آیا اور نہ ہی سننے میں۔ اس سے صدر الافاضل کی عبقری شخصیت اور بے مثل استاد ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

فائدہ: شہزادہ صدر الافاضل حضور رہنمائے ملت حضرت علامہ مفتی سید احمد محمد علیہ الرحمۃ والرضوان نے متعدد بار یہ بات فرمائی ہے کہ ہمارا کرہ فلک مسلم یونیورسٹی علیگڈھ گیا ہے۔ اور ایک کرہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کیا ہے اور ایک کرہ فلک حقیقیہ انوار العلوم ملتان پور میں تھا۔ جس کو راقم الحروف نے خود دیکھا ہے ایک کرہ فلک نذیر الاکرم صاحب کے کتب خانہ میں تھا ایک حضور رہنمائے ملت علیہ الرحمہ کے حجرہ میں رکھا رہتا تھا اور دو کرے جامعہ نعیمیہ میں تھے جن کو ۱۹۶۰ء دوران ملازمت مدرسہ اکرم العلوم مراد آباد راقم الحروف نے دیکھے ہیں اور کتنے پاکستان چلے گئے اور کتنے

جو دل نے چرا لیے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

دارالافتاء

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے بعد حضور سید نا صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کا دارالافتاء ایک جامع شان کا تھا اور لطف کی بات ہے کہ آپ کے دارالافتاء میں نہ کوئی نائب تھا اور نہ ہی آپ دارالافتاء کے لئے نائب رکھتے تھے سارے فتوؤں کے جوابات آپ بدست خود دیا کرتے تھے۔ ہند و بیرون ہند نیز مراد آباد کے اطراف واکناف سے بے شمار استفتے اور استفسارات آتے تھے اور حضرت قدس سرہ العزیز باوجود بہت سارے مصروفیات سے سپرد شدہ بلا ناغہ بالالتزام تدریسی خدمات، آئے ہوئے استفتوں کے جوابات تحریر فرما کر مستفتیوں کے پاس روانہ فرما دیا کرتے تھے۔ بفضلہ اللہ الکریم فقہ کے جزئیات اسقدر مستحضر تھے کہ فتوؤں کے جوابات لکھنے کے لئے کتابہائے فقہ بہت کم دیکھا کرتے تھے اور قلم برداشتہ جواب تحریر فرما کر دیدیا کرتے تھے۔ اور آپ کی مشغولیات اسقدر تھیں کہ کتاب دیکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

حضور رہنمائے ملت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میراث وفرائض کے فتوے کثرت سے آتے رہتے تھے مگر حضرت کو جواب لکھنے کے لئے کبھی کتاب دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا آج تو ایک بطن، دو بطن، چار بطن کے فتوے اگر دارالافتاء میں آجائیں تو گھنٹوں گھنٹوں کتابیں دیکھی جاتی ہیں تب کہیں جا کر فتوے کا جواب لکھا جاتا ہے اور وہ بھی کبھی ایک مفتی دوسرے مفتی کے فتوے کو مسترد کر دیتا ہے مگر حضرت صدر الافاضل کا یہ حال تھا کہ بیس بیس اکیس اکیس بطون کے فتوے بھی

کبھی دارالافتاء میں آگئے مگر حضرت قلم برداشتہ لکھ دیتے جواب کو تحریر فرما دیتے تھے البتہ انگلیوں پر کچھ شمار کرتے ضرور دیکھا جاتا تھا اور آپ کے فتوے کے استناد کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

علم طب

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے علم طب حکیم عاذق خان دوراں حضرت مولانا حکیم فیض احمد صاحب امروہوی سے حاصل کیا جس طرح سے آپ کو علوم منقولیہ و علوم معقولیہ میں ہمعصر علماء میں تفوق و برتری حاصل تھی اسی طرح قدرت نے میدان طب میں بھی کمال مہارت عطا فرمائی تھی عموماً مریض کا چہرہ دیکھ کر ہی مرض پکڑ لیا کرتے تھے نباضی میں یکتائے زمانہ تھے مفردات ادویہ کے ماہر تھے، مرکبات میں بھی خاصی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بہت سے علماء جو جامع معقول سے فارغ ہوئے انہوں نے آپ سے علم طب بھی پڑھا ہے جن میں فن طب سے خصوصی لگاؤ دیکھتے تھے انہیں تعلیم و تبلیغ کے علاوہ حکمت و طبابت کا بھی حکم فرمایا کرتے تھے آپ کا جو وقت تبلیغ و تدریس سے بچتا تھا اس میں آپ طب و حکمت کے ذریعہ خدمت خلق فی سبیل اللہ فرمایا کرتے تھے۔

تحریر و تقریر و تبلیغ

عموماً دیکھا گیا ہے جو تقریر میں ماہر ہوتا ہے تدریس کا ملکہ نہیں رکھتا اور اگر تقریر و تدریس میں مہارت رکھتا ہے تو تحریر کامیاب نہیں ہوتی اور یہ تو بالکل بدیہی ہے کہ اکثر علماء رسم الخط میں نہایت کمزور ہوتے ہیں لیکن سیدی صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان پر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل و احسان تھا کہ آپ کو ہر فن میں ید طولیٰ حاصل تھا تقریر نہایت مدلل و مسجع اور

بے تکلف کئی کئی گھنٹے تک عجیب و غریب نکات و رموز سے بھرپور ہوتی تھی۔ الفاظ نہایت شگفتہ و شیریں ہوتے تھے۔ سننے والوں پر کیف و سرور طاری ہو جاتا۔ مجمع کی محویت کا یہ عالم ہوتا کہ اگر سر پر چڑیا بیٹھ جائے، تو انہیں خبر نہ ہو۔ غرضکہ اپنے ہم عصر علماء میں بے مثال مقرر تھے۔ تحریر نہایت شستہ، صاف اور سلیس ہوتی تھی۔ آپ کی خطاطی ایسی عمدہ اور قواعد کے مطابق تھی کہ سینکڑوں خوش نویس اس فن میں آپ کے شاگرد ہیں۔ مزید برآں یہ کہ خط کے ساتوں طرز تحریر میں بے مثال کمال حاصل تھا حتیٰ کہ ہر ایک قسم خط کو بائیں ہاتھ سے معکوس بآسانی نہایت خوشخط تحریر فرما سکتے تھے۔

مناظرہ اور طرز استدلال

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کا طرز استدلال بالکل واضح اور روشن ہوتا تھا۔ مغلقات و معضلات اور طول طویل بحثوں کو مختصر مگر جامع الفاظ میں نہایت ظاہر و باہر طریقہ سے بیان کرتے تھے۔ اقامت حجت میں بھی اور جس پر بھی جو حجج قویہ دلائل قطعیہ قائم فرماتے تھے کسی کو اتنی طاقت نہ کہ توڑ سکتا۔ مخالف ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ناممکن تھا کہ جو گرفت فرمائی تھی اس سے گلو خلاصی پا سکتا یا وہ گرفت نرم پڑ جاتی۔ مخالف عناد میں غضب میں انگلیاں چباتے مگر کچھ نہ کر سکتے تھے۔ صدر الافاضل کی یہ صفت تو خاصہ کی حیثیت رکھتی تھی کہ دوران گفتگو کبھی بھی کسی کے ساتھ ناشائستہ غیر مہذب کلمات زبان مبارک پر نہیں آتے تھے۔ مقابل کی تضحیک و تحقیق تو شائبہ تک آپ کے بحث و استدلال میں نہیں ہوتا تھا۔

آپ کے مناظرے کا حال تو آگے تفصیل کے ساتھ آ رہا ہے۔ یہ بات بھی خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ بسا اوقات مناظرے کا کام اپنے شاگردوں سے بھی لیا کرتے تھے۔

چنانچہ موضوع مناظرہ ہی سنکر شاگردوں کو پہلی سی گفتگو، مقابل کے علمی معیار، انداز، دلائل، جواب اور جواب الجواب تلقین فرمادیا کرتے تھے۔ اور بتادیتے کہ مخالف یہ جواب دیگا اس کا یہ جواب ہوگا۔ لہٰذا ایسا ہی ہوتا اور آپ کے شاگرد فتحیاب ہوکر لوٹتے۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ یوں تو سارے فرق باطلہ سے نبرد آزما تھے وہابیت دیوبندیت قادیانیت بہائیت نیچریت کوئی بھی فرقہ ہو ہر ایک کے ایوان عقائد میں زلزلے ڈالے گئے ہے ہر ایک عقیدے کے مناظرے تیار رہتے گرمیدان مناظرہ صدر الافاضل کے ہاتھ رہا۔ وہابیوں دیوبندیوں قادیانیوں نیچریوں کے ساتھ مناظروں کے داستان تاریخی شکل میں اس قدر وافر مقدار میں مارکیٹ میں آچکے کہ اب ان کے داستانوں اور قصوں کو سنتے ہوئے کان کو برا لگنے لگا۔ البتہ آریوں سے مناظرے کی روداد درمیدان مناظرہ میں ان کی شکست و ہزیمت کے حالات سنتے ہوئے دیکھتے ہوئے اب بھی اچھا لگتا ہے چنانچہ چھ آریائی مناظرے ضبط تحریر کئے جاتے ہیں۔

مرادآباد کے پنڈت جی

مرادآباد بازار چوک میں آریہ مبلغین روزانہ شام کو اسلام کے خلاف تقریر کرتے تھے حضرت صدر الافاضل قلعہ والی مسجد میں جمعہ پڑھا کر واپس آرہے تھے ملاحظہ فرمایا کہ آریوں کا ایک پنڈت کچھ اعتراض کررہا ہے اور دیوبندی مکتب فکر کا ایک مولوی قدرت اللہ نامی (جو مدرسہ شاہی مسجد کے مدرس تھے) جواب دے رہے تھے۔ وہ جب مکمل جواب نہ دے سکے تو وہاں سے فرار ہوگئے اور آریہ پنڈت نے تالی بجائی۔

حضور صدر الافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی آپ کا کیا اعتراض ہے بیان کیجئے اس نے کہا کہ آپ کے پیغمبر نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کیا۔ حضور نے فرمایا کہ زید حضور کے بیٹے نہیں تھے بلکہ متبنّٰی تھے جیسے اردو زبان میں لے پالک کہتے ہیں، حضور نے اپنے کرم سے انہیں بیٹا فرمایا، شریعت اسلامیہ میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور نہ ہی وراثت میں حصہ پاتا ہے۔ آریہ پنڈت کہنے لگا کہ ہمارے ہندو دھرم میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہو جاتا ہے وراثت وغیرہ میں حصہ پاتا ہے حضرت نے دلائل عقلیہ سے ثابت فرمایا کہ کسی کو بیٹا کہنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ حقیقت میں جس کے نطفے سے پیدا ہوا ہے اسی کا بیٹا ہوتا ہے۔ صرف زبان سے بیٹا کہنا اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا اس حقیقت کو ایسے عمدہ پیرائے میں بیان فرمایا کہ سارا مجمع آپ کی تقریر سے متاثر ہو گیا۔ مگر پنڈت ماننے کو ہرگز تیار نہیں۔ پھر تو آپ نے اپنا مخصوص مناظرانہ طریقہ استعمال فرمایا اور مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا مجمع والو سنو! میں کہتا ہوں کہ پنڈت جی میرے بیٹے ہیں، پنڈت جی میرے بیٹے ہیں، پنڈت جی میرے بیٹے ہیں۔ پنڈت جی اب میرے بیٹے کہنے سے تم میرے منہ بولے بیٹے ہو گئے اور بقول تمہارے منہ بولے بیٹے کے تمام احکام ثابت ہو گئے۔ چنانچہ بیٹے کی بیوی حرام مگر بیٹے کی ماں حلال، تو تمہاری ماں میرے لئے حلال ہو گئی۔ پنڈت بولا آپ گالی دے رہے ہیں حضرت نے فرمایا میرا مدعا ثابت ہو گیا کہ جب تو خود اسے گالی سمجھتا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں ہوتا ہے۔ یہ سن کر پنڈت بھرے مجمع میں چلایا کہ آپ کے مولوی صاحب چلے گئے اب میں جاتا ہوں پورا مجمع اسکے پیچھے تالیاں بجانے لگا۔

وہابیوں کا پنڈت

دہلی میں رام چندر نامی ایک آریہ بہت خوش آواز تھا، غیر مقلدین وہابیوں نے اسے قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد کروادی تھیں جب اچھے لہجے کے ساتھ پڑھتا تھا وہ بڑا دریدہ دہن اور گستاخ تھا بریلی آکر اس نے مناظرہ کا چیلنج دیدیا مسلمانوں نے اس کا چیلنج قبول کرلیا اور حضرت حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کسی سنی مناظر کے انتخاب کے لئے عرض گذار ہوئے آپ نے فرمایا کہ ابھی مراد آباد تار دو رات کو صدر الافاضل تشریف لے آئیں گے ان سے زیادہ مناسب کوئی دوسرا نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ صبح مناظرہ شروع ہوجائے گا تار کسی قدر تاخیر سے پہونچا ٹرین کا وقت گذر گیا صبح کی ٹرین سے صدر الافاضل بریلی کے لئے روانہ ہوئے اور ٹھیک ۱۰ بجے بریلی شریف پہونچ گئے حضرت حجۃ الاسلام نے صبح انتظار کیا جب آپ نہ پہونچے تو مولانا ظہور الحسن صاحب رامپوری کو مناظرہ کی کیفیت سے پیش فرمادیا اور پنڈت رام چندر سے روح اور مادہ سے متعلق گفتگو شروع ہوئی جس وقت صدر الافاضل مناظرہ گاہ پہونچے تو گفتگو جاری تھی مگر علمی بحث سے عوام کو بالکل دلچسپی نہ تھی اور نہ ان کے پلے کچھ پڑ رہا تھا حضور صدر الافاضل نے حجۃ الاسلام صاحب فرمایا کہ اگر میں گفتگو شروع کرتا ہوں تو پنڈت کہیگا کہ آپ کے مولوی صاحب ہار گئے اس لئے دوسرے مولوی کو کھڑا کیا ہے لہٰذا آپ صدر ہیں اعلان کردیجئے کہ گیارہ بج گئے ہیں گرمی بہت پڑنے لگی ہے اس لئے بقیہ بحث رات کو ہوگی حضرت حجۃ الاسلام صاحب نے اعلان فرمایا اور جلسہ رات کے لئے ملتوی ہوگیا حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا کہ سب لوگ ٹھہر جائیں اور ہر دو مناظر بھی پانچ منٹ کیلئے

ٹھہر جائیں میں مجمع کو یہ بتا دوں کہ پنڈت جی اور مولانا کی گفتگو کا نتیجہ کیا نکلا۔ چنانچہ سبھی لوگ ٹھہر گئے۔ صدر الافاضل نے پنڈت رام چندر سے فرمایا پنڈت جی آپ یہی تو کہتے ہیں کہ روح انسانی اور روح حیوانی ایک ہے صرف صورت نوعیہ کا فرق ہے پنڈت جی نے کہا جی ہاں میں یہی کہتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب آپ یہ کہتے ہیں کہ فقط صورت ہی کا فرق نہیں ہے بلکہ روح انسانی اور روح حیوانی میں بہت فرق ہے۔ مولانا ظہور الحسن صاحب نے فرمایا جی ہاں صحیح ہے

پھر حضور صدر الافاضل نے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ کچھ سمجھے؟ مجمع نے کہا کچھ نہیں سمجھے۔ تو صدر الافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی تمہارے ایسا کہنے میں خود تمہاری ہی ذلت و رسوائی ہے اب کبھی ایسا نہ کہنا پنڈت نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا پنڈت جی میری کتاب کے پندرہ پارے سنا سکتے ہو؟ ورنہ اپنا وید جسے خدا کی کتاب مانتے اس کو تم آدھا سنا دو۔ چوتھائی سنا دو، پندرہ ورق ہی سنا دو۔ یا فقط پانچ ورق ہی پڑھ دو۔ ارے پنڈت جی اس سے قرآن مجید کی صداقت کا پتہ چلتا ہے کہ مخالف کی زبان پر بھی اس کا یہ تحدی ہے کہ وہ پندرہ پارے سنانے کے لئے تیار ہے۔ قرآن کا یہ "دعوی" ہے "ھدی للناس" یہ کتاب سارے انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس مضمون کو صدر الافاضل نے اتنے احسن اور پیارے طریقہ سے بیان فرمایا کہ پورا مجمع حتی کہ مہنڈو تک بھی قرآن مجید کو کلام الٰہی ماننے پر مجبور ہو گئے۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

مناظرانہ تعاقب اور شردھانند

حضرت صدر الافاضل آریوں کو جگہ جگہ گھیر کر ان سے مناظرہ کا مطالبہ فرماتے رہتے۔ اور اگر کہیں

کوئی آریہ خود مناظرہ کا چیلنج کر دیتا تھا تو پھر اس کی شامت ہی آجاتی تھی جیسا کہ اوپر کے سطور میں پڑھ چکے ہیں بہت جی تحریک کے بانی شردھانند کا تو آپ نے ناطقہ بند کر رکھا تھا وہ آپ کے سامنے آنے سے گھبراتا تھا ایک مرتبہ دوارب پرانا دھرم ہونے کے دعوے پر آپ نے غیرت دلاتے ہوئے مناظرہ کا مطالبہ کر کے پوسٹر شائع فرمادیا اور پورے ہندوستان میں تقسیم کروایا مگر پھر بھی مناظرہ کے لئے سامنے نہ آیا اب حضرت اس کے تعاقب میں لگ گئے اور مطالبۂ مناظرہ فرمایا تو اس نے قبول کر لیا چنانچہ آپ دلی سے وہ دہلی سے فرار ہو کر یوپی پہونچا حضرت بریلی تشریف لے گئے تو وہ لکھنؤ بھاگ گیا حضرت بھی لکھنؤ پہنچے پھر وہ پٹنہ چلا گیا حضرت پٹنہ پہونچے پھر وہ وہاں سے بھاگ کر کلکتہ پہونچا حضرت نے کلکتہ پہونچ کر اسے پکڑ لیا اور مناظرہ کا مطالبہ فرمایا چنانچہ پنڈت نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔

اعلیٰحضرت کے وکیل مطلق

سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کے نزدیک اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا مقام کیا تھا اور صدر الافاضل اعلیٰحضرت کو کس مقام پر سمجھتے تھے

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب قادری رضوی پاکستان تحریر فرماتے فرماتے ہیں کہ "ہمیں وثوق اور معتمد علیہ روایت پہونچی ہے کہ حضرت صدر الافاضل نے فرمایا "ایک بار سیدنا اعلیٰحضرت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقہ مجھے علامہ ابن عابدین سے حاصل ہوئی تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اس لئے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ کی تحقیقات عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی و بلند تر ہیں"، معلوم ہوا کہ صدر الافاضل کی نظر اعلیٰحضرت کی تحقیقات اور علامہ شامی کی تحقیقات پر پوری پوری بصیرتانہ طور پر تھی اور اقوال

حضرت علامہ مفتی اعجاز صاحب رضوی اپنے اسی مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کس قدر باعظمت تھے امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ذی جاہ سے "وکالت مطلقہ" جس جس موقع پر حضرت تاجدار اہلسنت صدر الافاضل کو ملی رہی اس سے یہ اندازہ لگانا بڑا صحیح اور درست ہوگا کہ حضرت صدر الافاضل کا کیا مقام ہے۔ فرق باطلہ اور معاندین سے گفتگو و مناظرات میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بار بار صدر الافاضل کو اپنا وکیل خاص بنایا چنانچہ اسی خصوصیت کی بنا پر خود اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بارہا ذکر احباب میں ارشاد فرمایا ؎

میرے نعیم الدین کو نعمت ۔۔۔ اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے کارہائے تجدید کی ترویج و اشاعت جس قدر حضرت سلطان العلوم صدر الافاضل قدس سرہ نے فرمایا وہ اہلسنت سواد اعظم پر مخفی نہیں ہے۔ بلاشبہ مسلک اعلیٰحضرت قدس سرہ کی ترویج و اشاعت میں جو خصوصیت حضرت صدر الافاضل کو حاصل ہے وہ ان کی تالیفات و تصنیفات سے ظاہر ہے۔

بحر العلوم حضرت علامہ عبد الباری صاحب فرنگی محلی کی رد میں جب اعلیٰحضرت نے الطاری الداری لکھا تو اس سلسلے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "الطاری الداری" کی تصنیف بدمسودہ جب حضرت صدر الافاضل کو دکھایا گیا تو حضرت صدر الافاضل نے اس میں کثیر مضامین کے بارے میں درخواست کی کہ یہ نکال دیا جائے چنانچہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے بلا تامل اسے کاٹ دیا اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہ سے یہ بھی نہ فرمایا کہ کیوں یہ ترمیم پیش کی۔ غرضیکہ بجا طور پر اگر حضرت سلطان العلوم صدر الافاضل کو "رضویوں کا وکیل" کہا جائے تو

کوئی مضائقہ نہیں۔ (مضمون مفتی اعجاز احمد رضوی پاکستان ماخوذ تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل مرتبہ مولانا نور محمد نعیمی صاحب صفحہ ۳۱۳، ۳۱۲)

توبہ نامہ بحر العلوم مفتی عبد الباری فرنگی محلی

جب حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت کمیٹی کے بام عروج کے وقت گاندھی کی تحریکات و نظریات کے تحت جو کلمات غیر محتاط صادر اسلام نکل گئے حتیٰ کہ یہ بھی کہہ گئے ؎

عمرے کہ بآیات احادیث گذشت رفتی بشارت پرستی زدی ؎

تو اعلیٰحضرت نے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا و نہایت متین سنجیدہ لب و لہجہ میں افہام و تفہیم چاہی مگر علامہ فرنگی محلی عقیدت گاندھیت کے نشہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کی خط و کتابت سے بے پروا ہو گئے چنانچہ اعلیٰحضرت نے "العطایا الوہبیہ فی فتاویٰ عبد الباری" دو جلدوں میں تالیف فرمائی۔ کتاب چھپ جانے کے بعد جب حضرت علامہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے مطالعہ میں آئی تو تبحر علمی کے ساتھ خشیت الٰہی نے مساعدت کی اور مفاہمت کی طرف میلان خاطر کیا چنانچہ اس مفاہمت کے لئے اعلیٰحضرت نے اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں صاحب اور حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی صاحب قدس اسرارہما کو حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی معیت میں لکھنؤ کے لئے روانہ فرمایا۔ ان تین نفوس قدسیہ پر مشتمل باوقار وفد میں بحیثیت طالب علم محدث اعظم پاکستان بھی تھے۔ جب مولانا فرنگی محلی کو معلوم ہوا کہ بریلی سے انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ ایک وفد آرہا ہے جس میں فلاں فلاں نفوس قدسیہ

شریک ہیں تو مولانا فرنگی محلی علیہ الرحمہ نے انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ اپنے بہت سے مریدوں اور محبوں کو لے کر وفد کے خیر مقدم کے لئے بطور استقبال پر اسٹیشن پہونچ گئے جیسے ہی گاڑی سے یہ وفد پلیٹ فارم پر اترا فوراً والہانہ انداز میں مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی مصافحہ و معانقہ کے لئے بڑھے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے یہ کہہ مصافحہ و معانقہ سے اعراض فرمایا کہ جن بنیادی اختلاف کی وجہ سے ہم آپ سے اور آپ ہم سے دور ہو گئے ان کا تصفیہ ہو جائے پھر معانقہ ہوگا۔ یہ دیکھ کر مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی علیہ الرحمہ اور ان کے ہزاروں مریدین مایوس ہو گئے اور مصالحت و موافقت کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا بالآخر حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے پاس ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں اور قطعاً عار نہ محسوس کریں حجۃ الاسلام کے اس طرز عمل میں بھی خلوص و دینداری کا جذبہ صادق ہی کارفرما ہے۔ کچھ ذاتی منافرت و کدورت نہیں ہے۔ واقعی بنیادی اور اصولی اختلاف کا تصفیہ پہلے ہونا چاہیئے

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے اس حسن تدبر سے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو قائل کیا کہ وہ گفتگو کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ ایسے ماحول میں گفتگو کے لئے حضور صدر الافاضل کو ہی منتخب کیا گیا۔ اور وقت کی نزاکت کے اعتبار سے یہی مناسب بھی تھا گفتگو ایسے خوشگوار ماحول میں ہوئی کہ مولانا فرنگی محلی جھکتے چلے گئے حتیٰ کہ اعتراف حق کے ساتھ اظہار حق کے لئے کاغذ اٹھایا اور اپنے غلطیہائے ماضیہ پر لکھنا شروع کر دیا کہ اتنے میں حضرت مولانا فرنگی محلی کا ایک معتمد خادم خاص جو لکھنؤ کے

بوچڑوں میں سے تھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا حضور! میں عاجز
ذلت و رسوائی ہے۔ مقابلہ کے لئے یہ چیک بک حاضر ہے لکھ دو لاکھ جتنا چاہیں
خرچ فرمائیں مگر توہین نامہ نہ لکھیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز رحمت فرمائے حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ
نے نہایت بے نیازانہ طور پر اسے جواب دیا کہ مکرے سے باہر چلے جاؤ کیا تمہیں
چیک بک سے اور پر خریدنا چاہتے ہو۔ مجھے تو ایمان کی پڑی ہے اور تمہیں اتنی دولت
کاغذ ہے۔ میں ایسے لوگوں کو شیطان سے بدتر سمجھتا ہوں۔ میری یہ توہین نامہ دولت
کرنے کے لئے ہے۔ نہ کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہو کر

حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے بروقت روایت نکات سے دو

حضرت! یہ تحریر صرف شہادت ملائکہ تک ہے یا ہر تینوں آسمانوں پر یہ تحریر پیش کی
نہیں جائے گی اس کی اشاعت ہرگز نہیں ہوگی تو مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رب
میں اپنے رب کے حضور خوف و خشیت سے تائب ہو رہا ہوں تو اس کے سوا
مجھے کوئی خوف و خطرہ نہیں مجھے تو دنیا کی ذلت سے کہیں زیادہ آخرت کی ذلت و رسوائی
سے خطرہ ہے۔ چنانچہ علامہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا توہین نامہ" اخبار محمدی ۱۲۱۰ھ میں
شائع فرما دیا۔ سبحان اللہ العظیم۔ اور پھر تینوں حضرات سے علامہ فرنگی محلی علیہ الرحمۃ نے
مصافحہ و معانقہ فرمایا اور اتنی خوشی میں اپنے دولت کدے پر محفل میلاد کا انعقاد بھی کیا۔

اب وہ تحریر لیجئے ہر سہ نفوس قدسیہ علیہ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا محدث
فاضل بریلوی کی بارگاہ میں پہنچے وہ بے پناہ خوش ہوئے بلکہ اسی کے ساتھ حق پرستی و حق گوئی
کے طور پر آپ نے حکم دیا کہ "الطاری الداری" کو نذر آتش کر دیا جائے اس زمانے کے بعد

سے وہ کئی ہزار کے صرف سے چھپی تھی [1]

علی برادران کی توبہ

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی صاحبان حضرت بحر العلوم علامہ عبد الباری فرنگی محلی کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت بحر العلوم فرنگی محل علیہ الرحمہ کے توبہ اور رجوع کے بعد قدرتی اور نفسیاتی طور علی برادران بھی اعلیٰحضرت کی تحقیقات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جبکہ یہ دونوں حضرات اعلیٰحضرت سے خلافت کمیٹی اور ہندو مسلم اتحاد و اشتراک کے موضوع پر گفتگو کر چکے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمہ دہلی آئے اور حضرت صدر الافاضل کو پتہ چلا تو آپ دہلی تشریف لے گئے اور مولانا محمد علی جوہر سے ملاقات کی اور خلافت کمیٹی و ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی بالآخر مولانا جوہر مرحوم نے لاجواب ہو کر توبہ نامہ لکھا اور صدر الافاضل کے حوالہ کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ مراد آباد آئے اور حضرت صدر الافاضل نے مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ سے خلافت کمیٹی کے موضوع پر ہندو مسلم اتحاد سے متعلق تفصیلی گفتگو ہوئی چنانچہ مولانا مرحوم نے بھی تمام تر خلاف شرع افعال و اعمال سے تائب ہو کر اپنا توبہ نامہ صدر الافاضل کے ہاتھ میں دے دیا۔ فالحمد للہ رب العلمین۔

شدھی تحریک اور صدر الافاضل

۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۵ء کے دوران جب پنڈت شردھانند کی شدھی تحریک کا فتنہ زوروں پر تھا تو حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے اس کی مدافعت کے لیے اس کے مقابلے میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے پلیٹ فارم سے فتنۂ ارتداد کا زبردست مقابلہ کر کے

---

[1] مستفاد از مضمون مفتی حسن علی رضوی ملتان پاکستان مطبوعہ "تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل"

اندرون خانہ ہی اسے دفن کر دیا اس کے بعد جب "گرد و گول" کی تحریک چلائی گئی تو آپ نے اس کے مقابلے کے لئے اکابر اہلسنت وجماعت کی ایک زبردست تنظیم "جمعیۃ العلماء الحزب الاسلامی" کے نام سے قائم کی پھر جب پنڈت دیانند سرسوتی نے ستیارتھ پرکاش میں نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شارع اسلام کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے اس کے رد میں "خبر دار" چھاپ کر اس کے اٹھائے ہوئے اعتراضات وشکوک وشبہات کے مسکت جواب اپنی تقریروں سے اور اپنے ماہنامہ رسالہ "السواد الاعظم" میں مستقل مضامین لکھ کر دیئے۔ (اس مضمون کی مفصل تفصیل کے لئے کتاب تاریخ سلاسل عظیم شخصیت صدر الافاضل مرتبہ مولانا نور محمد صاحب نعیمی کا مطالعہ کریں)

تبلیغی خدمات

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت سے تعبیر ہے شدھی تحریک کا مقابلہ آپ کی حیات طیبہ کا وہ درخشندہ باب ہے کہ جس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ آپ نے شدھی تحریک کا مرکز متھرا، بھرت پور، گوڑگاواں، گوہن گڑھ، الوار، اجمیر، جے پور، کشن گڑھ میرٹھ اور اس کے مضافات بلند شہر، علیگڈھ وغیرہ کا دورہ فرما کر اسلام اور مسلمانوں کی خدمتیں انجام دیں۔ اور شدھی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حالاں کہ ان تبلیغی اور تعاقبی دوروں میں آپ نے بے مثال تکلیفیں بھی اٹھائی ہیں۔ مگر کبھی اپنی تکلیفوں کا اظہار اشارے اور کنائے میں بھی نہیں فرمایا البتہ حساس دل والے اور احساس کے پیکروں نے ان اسفار کے مشکلات کے اعتراف میں بخل سے بھی کام نہیں لیا اور برملا اعتراف حقیقت کیا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب مصطفوی کا اعتراف حقیقت قابل قدر بھی ہے اور قابل ذکر بھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہزار ہا ہزار لوگ جس عظیم شخصیت صدر الافاضل کے نیازمند ہوں جو شہر کے پر سہولت ماحول کا خوگر اور عادی ہو جس کے چاہنے اور ماننے والے اس کے ہر آرام و آسائش کا پورا خیال کرتے ہوں، بچپن سے جوانی تک جسے ایک دو میل بھی پیدل چل کر سفر کرنے کی نوبت نہ آئی ہو وہ نازونعم کا پروردہ مسیحائے قوم، ناخواندہ مسلم عوام کے ایمان و عقیدہ کو بچانے کے لئے میلوں پیدل چل رہا ہے۔ نہ کہیں کھانے کا انتظام ہے اور نہ کہیں سونے کا انتظام، بس ایک مسؤلیت اور جواب دہی کا احساس ہے نیز مسلم عوام کی خیر خواہی کا جذبہ صادق ہے۔ جو شہر کی پختہ شاہراہوں پر سواری کے ذریعہ آنے جانے والے کو دیہات کی پگڈنڈیوں اور ندی نالے کے نشیب و فراز کی سیر کرا رہا ہے جس کی ناز برداری کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت ہے وہ ماؤ شما کی ناز برداری بادیہ پیمائی کر رہا ہے مسلمانوں کی خیر خواہی کا جو عملی مظاہرہ آپ نے فرمایا وہ قابل قدر اور لائق تقلید ہے۔

پہاڑی زبان میں کتاب "پراپیگنڈا کال" کی تصنیف

حضرت مولانا محمد حسین صاحب رضوی سابق

استاذ جامعہ نظام الدین دہلی کا زیر نظر مضمون حضرت صدر الافاضل کے تبلیغ و تصنیف میں بالکل ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔ دعوت و تبلیغ کے لئے آپ کا سوز تڑپ، بے لوث جد و جہد اور مخلصانہ کوششوں کا قدرے اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اس کی خاطر متعدد مسلم و غیر مسلم علاقوں اور دیہاتوں کا دورہ فرمایا۔ اس

سلسلہ میں آپ نینی تال گئے، الموڑہ اور ہلدوانی وغیرہ کے ایسے پہاڑی علاقوں اور دیہاتوں میں گئے جو علمی اور دینی اعتبار سے کافی پسماندہ تھے۔ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا اور انہیں اسلام پر پوری طرح عمل کرنے اور بری عادتوں، غلط رسم و رواج کو ترک کرنے پر ابھارا۔ آپ نے پہاڑی باشندوں کیلئے پہاڑی زبان میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل "پراچین کال" کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔ ان تمام دعوتی کوششوں اور تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ اس کام کے لئے ملک کے مختلف مقامات پر آپنے وفود بھیجے اور مبلغین کو متعین فرمایا۔ اس طرح آپ نے پوری زندگی دین کی دعوتی و تبلیغی مشن کو فروغ دینے میں گذار دی۔ (جواہر کتاب مذکورہ)

مدارس و مکاتب

اسلامی ذہن سازی کے میدان میں اسلامی مدارس و مکاتب کا اہم کردار ہے اسی لئے حضور صدر الافاضل نے مدارس و مکاتب کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔ اور ایسے علاقوں میں چھوٹے چھوٹے مدارس و مکاتب قائم فرمائے کہ جہاں کے لوگوں کو دین کے تعلق سے کچھ بھی معلومات نہیں تھی۔ اس طرح سے وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ فرمادیا۔

اخلاق و مروت اور داد و دہش

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کے مظہر تھے مصاحبین پروانہ وار نثار ہونے کا جذبہ رکھتے تھے۔ تلامذہ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے یہ بات اور اساتذہ کے شاگردوں میں نہیں ملتی۔ آپ کے کریمانہ اخلاق کے یگانے گرویدہ اور بیگانے معترف تھے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں دیگر مقامات سے فارغ التحصیل

ہونے کے بعد بغرض استفادہ بکثرت علماء آتے تھے اور تعلیم و تدریس تبلیغ و افتاء کے طور طریقے سیکھتے تھے اور علمی و روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ اس دوران سب کی کفالت آپ فرماتے تھے۔ اور آپ انہیں مختلف تعلیمی و تبلیغی اور تدریسی خدمات پر مامور فرما کر بھیجتے رہتے تھے۔ غرضیکہ آپ کی ذات والا صفات بہت ہی زیادہ فیض رساں تھی اس سلسلہ میں حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی ناظم جامعہ نعیمیہ لاہور پاکستان، کی زبان سے سنیئے۔ "میں نے نو سال جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں رہ کر کبھی کسی سائل کو خالی واپس جاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ میری آنکھوں نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ سائلوں کو بدن کے کپڑے تک دیدیئے ہیں۔ بلکہ متعدد غربا، مساکین، بیوائیں اور یتامیٰ کو آپ کے داد و دہش سے پلتے اور جیتے دیکھا ہے۔ ہر غریب نادار کو سہارا دینا آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور جس کو سہارا دیا وہ ضرور اپنے پیر پر کھڑا ہو جانے کے لائق ہو گیا۔

ماہنامہ السواد الاعظم اور صدر الافاضل کی فکری قیادت

پرنٹ میڈیا اور صحافت عصر جدید میں ذہن سازی کا سب سے بڑا کام انجام دیتے ہیں اس کے ذریعہ جس طرح ذہن و فکر کی تعمیر کی جا سکتی ہے اسی طرح اذہان و افکار کی تخریب طبیعتوں میں بگاڑ اور بڑے بڑے فتنہ و انقلاب برپا کئے جا سکتے ہیں درحقیقت موجودہ زمانے میں یہ اسلام کی صحیح دعوت و تبلیغ اور قوم مسلم کی ذہنی و فکری رہنمائی کے لئے بڑا ہی موثر ترین آلہ کار ہے۔

حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کو صحافت کی اہمیت اور اس کے فوائد کا پورا پورا احساس تھا جس کی وجہ سے آپ نے اس کی طرف مکمل توجہ فرمائی اور ابو الکلام آزاد

کی ادارت میں کلکتہ سے شائع ہونے والا مشہور جریدہ "البلاغ" کے لیے برصغیر تک دینی و تاریخی ادبی و فکری سیاسی، سماجی اور عقیدت بھرپور دعوتی و تبلیغی مضامین لکھتے رہے۔ لیکن جب ابو الکلام آزاد کے عقائد اور نظریاتی اختلافات کھل کر سامنے آگئے تو آپ نے یہ سلسلہ بند فرمادیا اور خود "السواد الاعظم" کے نام سے ایک ماہنامہ مراد آباد سے جاری فرمایا۔ جس کا شمار چند ہی مہینے میں اپنے زمانہ کے اہم اور نامور رسالوں میں ہونے لگا۔

یہ ماہنامہ سنجیدہ اسلوب بلند اسلامی افکار اور ایسے دلکش طرز تحریر کا حامل تھا کہ جسکی طرز تحریر دلوں کو موہ لیتی تھی۔ اس کی فکر انگیز عبارتوں اور شعلہ بار تحریروں نے اپنے وقت کے ذہین و فطین مفکروں کے ذہن و فکر کے دریچے کھول دیئے۔ عقل و خرد کو بیدار کر دیا اور مسلمانوں کو جھنجھوڑ دیا اس طرح سے حضور صدر الافاضل نے "السواد الاعظم" کے ذریعہ قوم و ملت کی فکری قیادت بھی باحسن وجوہ فرمائی۔

وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، بہائی، آریہ سماجی نوعیت کے قسم کی بھی ہر شاخ سیاہ اور باطل آندھیاں منصوبہ بند طریقے پر ایک بہت ہوکر اس وقت وفاداران اسلام اور اہلسنت و جماعت پر چلیں بفضل اللہ الکریم صدر الافاضل نے نہایت پامردی کے ساتھ السواد الاعظم کے ذریعہ ان کے افکار فاسدہ اور اوہام کاسدہ و عقائد باطلہ کے دندان شکن جواب تاحیات دیتے رہے اور قوم کو بیدار فرماتے رہے۔

کئی قسم کے مضامین مسلسل چھپتے رہے بالخصوص پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" (جس میں قرآنی آیتوں پر اعتراضات بھرے پڑے ہیں) اسکے جوابات اور استرداد میں آپ نے اپنے ماہنامہ السواد الاعظم میں ایک مستقل کالم کے

ذریعہ مسلسل قسطوں میں لاجواب مضامین تحریر فرمائے۔ (کاش صدر الافاضل کے تمام مضامین مل جاتے تو بات ہی کچھ اور ہوتی۔ پھر بھی خدا بھلا کرے ہمارے محب گرامی مولانا نور محمد صاحب نعیمی نعیم القادری کا کہ انہوں بڑی جانفشانی اور کٹھن صعوبتوں سے دوچار ہو کر جتنے مہینے کے الصواد الاعظم رسالے مل سکے اس میں سے ستیارتھ پرکاش کے جوابات کے مضامین اکٹھا کر کے "مایحصل الکل لا یترک الکل" کو پیش نظر رکھ کر تقریباً ستر اسی صفحات پر مشتمل اسی فتاوی صدر الافاضل کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کر کے مسلمانوں پر احسان فرمادیا)۔ راقم الحروف۔

فتنۂ انکار حدیث کا مقابلہ

حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی درس و تدریس تصنیف و تالیف اور مناظرہ و مقابلہ سے تعبیر ہے آپ کے زمانۂ اقدس کا وہ کونسا فرقہ باطلہ ہے کہ جس سے آپ نبرد آزما نہیں ہوئے، اور الحمد للہ تحریر و تقریر سے بحث و مباحثہ اور مناظرہ و مقابلہ سے آپ نے تمام فریق باطلہ کا پامردی سے مقابلہ کر کے ہر میدان میں اپنے مقابل کو شکست فاش دیکر ہزیمت و ذلت سے دوچار کیا انہیں میں ایک نابکار و باطل فرقہ منکر حدیث کا ہے۔ جس کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے خبر دیدی تھی کہ ایک مالدار و متکبر شخص قرآن کا قائل ہوگا اور حدیث کا انکار کرے گا۔ حضور صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ مسلمان سمجھتے رہے کہ آخر زمانہ میں ایسا وقت آئے گا جب کوئی مدعی اسلام ہو آواز بلند کہیگا کہ فقط قرآن کو مانو اور حدیث کا اعتبار مت کرو۔ لیکن مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خبر ہمارے زمانہ میں پوری ہوئی اور عبد اللہ چکڑالوی نے اہل قرآن نامی ایک فرقہ نکالا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح خبر دی تھی بعینہٖ ویسا ہی ہوا کہ اس مغرور و متکبر

کیا اور لکھا کہ قرآن پاک سے نماز ثابت نہیں۔ خداوند کریم کی مقرر کردہ الٰہی عبادت رکوع و حرکت کی پابند نہیں ہو سکتی اور قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی "صلوٰۃ" کا لفظ آیا ہے اس کے معنی نماز کے نہیں ہیں اور مثال میں اس نے آیۃ "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ" اور دوسری آیت "وکان صلوتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ" اپنے دعوٰی باطل کی تائید کے لئے پیش کی ہے۔

حضور صدر الافاضل نے اس خبیث، ملعون عقیدے کا بھی جو بڑی آب و تاب سے اور بڑی مبسوط و طویل بحث اس کے رد و ابطال میں فرمائی ہے صاحب ذوق حضرات السواد اعظم مراد آباد سے استفادہ و ماخوذ کتاب مقالات صدر الافاضل پر مشتمل انشاء صدر الافاضل" کا مطالعہ فرمائیں۔ صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کے طویل جواب کا مختصر خلاصہ کچھ اس طرح سے کہ اگرچہ نماز کی فرضیت اور ثبوت میں کلام کرنا ہی دیوانگی ہے مگر نہیں لیکن اگر نماز کے ثبوت میں کوئی بھی آیت نہ ہوتی، کوئی حدیث نہ ہوتی جب بھی انکار ممکن نہیں تھا کیوں کہ کسی چیز کا تواتر کے ساتھ منقول ہونا اور بے شمار بندگان خدا کا ہر قرن میں اس پر عامل رہنا ہی ثبوت کی ایسی نظیر ہے کہ جس کے مقابلے میں لب کشائی کی کوئی عاقل جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ ہم کو معلوم ہے کہ بغداد ایک شہر ہے اور خبر متواتر نے اس کا یقین دلایا ہے تو کیا آج کوئی شخص بغداد شہر کے ہونے کا منکر ہو سکتا ہے؟ واضح رہے کہ بغداد کی شہریت کا تواتر اتنا زبردست نہیں ہے جتنا نماز کی فرضیت کا ہے کہ عہد پاک رسالت اور زمانہ نزول وحی سے آج تک نماز کی فرضیت ہم تک ایسے تواتر سے پہونچی ہے کہ جو انقطاع سے پاک ہے ہر قرن میں کروروں بلکہ بے شمار انسان اس تواتر کے عامل و حامل رہے۔ مذکورہ بالا دونوں آیات طیبات کے جوابات تو

نے احادیث کریمہ کا انکار کیا اور اب اس کا فرقہ طرح طرح سے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالنے اور احادیث سے منحرف کرنے کی فکریں کر رہا ہے۔

اس باطل فرقہ کے خبیث بانی (عبداللہ چکڑالوی) کی رد میں آپ نے اپنے رسالہ السواد الاعظم ۱۳۴۵ھ میں قسط وار کئی مضامین چھاپے ہیں جنہیں مقالات صدر الافاضل میں دیکھا اور پڑھا جا سکتا ہے۔ حضرت کے مضامین کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ احادیث کا انکار شریعت و قرآن کا انکار ہے۔ احادیث کریمہ قرآن حکیم کی تفسیر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کلامی تفسیر علام اللہ میر اکلام کلام الٰہی کی تفسیر ہے۔ تو جب تفسیر کو چھوڑ دیا تو قرآن پاک کے صحیح مطالب تک رسائی کا کیا ذریعہ ہے۔ اب اپنے ہوائے نفس کا اتباع رہ گیا ہے اور احادیث کا انکار کرنے سے یہی مقصود بھی ہے۔ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا" جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اس آیۃ کریمہ میں ارشاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کا حکم صریح ہے۔ احادیث کا انکار اس حکم قرآنی کی کھلی مخالفت ہے۔ دوسری آیۃ میں ارشاد پروردگار ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ (معصوم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں فرماتے مگر وہ وحی جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام وحی الٰہی ہے۔ اور حدیث کا انکار وحی خداوندی کا انکار ہے۔

فتنۂ انکار نماز کا مقابلہ

لکھنؤ سے ایک رسالہ نکلتا تھا جس کا نام "نگار" تھا اس کا ایڈیٹر نیاز فتح پوری تھا اس نے اپنے رسالہ میں صاف نماز کا انکار

کتاب "افکار صدر الافاضل" میں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں۔ مضمون کے آخر میں دس آیات کریمہ جو نماز کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں تحریر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیات اور اس کے سوا بکثرت آیات ہیں جن میں کلام کا اسلوب صلوٰۃ بمعنی نماز ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ روز روشن میں آفتاب کے ان کرنے سے زیادہ روشن ترجمہ فقہی کا یہ قول ہے کہ قرآن پاک میں صلوٰۃ بمعنی نماز نہیں (ایسا ذہابہ تعالیٰ)

افغانستان کا "امیر المومنین" اور "ام المومنین"

قندھار افغانستان کا رہنے والا مولوی عبد السلام (افیسر عہد صدر الافاضل میں بدایوں کے مدرسہ سمش العلوم کا مدرس تھا افغانستان کے شاہ امان اللہ خاں جو مغربیت کے عشق میں اس قدر سرشار تھے کہ انہیں حکومت و سلطنت کی بھی پروا نہیں رہ گئی تھی اور اسی مغربیت نوازی میں اس ملک و سلطنت سے ہاتھ دھونا پڑا تھا مولوی عبد السلام افغانی نے شاہ امان اللہ خاں کو بڑی سخاوت کے ساتھ مندرجہ ذیل القاب عنایت فرمائے تھے: امیر المومنین خلیفۃ المسلمین مجاہد فی سبیل اللہ لاعلاء کلمۃ اللہ غازی اسلام: اور شاہ امان اللہ خاں کی بیوی ثریا بیگم کو ام المومنین کا خطاب عطا کیا تھا۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ افغانی مولوی کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذرا یہ تو بتائیے کہ شاہ امان اللہ خاں نے کون سا جہاد کیا اور کس نے کیا اور کب کیا اور کہاں کیا؟ اور میدان جہاد سے اور غزوہ کفار سے بچ کر فتحیاب ہو کر افغانستان آگئے کہ مجاہد فی سبیل اللہ لاعلائے کلمۃ اللہ اور غازی اسلام ہو گئے۔ بلکہ امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین کہہ کر خلفاء راشدین ابوبکر صدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان غنی، اور حضرت علی ابن ابی طالب

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ و باعظمت صف میں لاکر کھڑا کر دیا۔ وہ شاہ امان اللہ جس نے وضع یہود و لباس نصاریٰ اور جھجہ دار ٹوپی (ہیٹ) پہننے کا حکم اپنی رعایا کو دے کر اسلامی وضع کا کھلے عام مذاق اڑایا اور پھر تم نے یہ کہہ کر ہیٹ اصحاب دول عظمیٰ کا لباس ہے ان میں اظہار تنعم ہے لہٰذا یہ مستحسن اور واما بنعمۃ ربك فحدث میں داخل ہے مزید غضب ڈھایا۔ تمہاری یہ دلیل انتہائی ذلیل ہے اور کسی صاحب علم و عقل کو ایسی بات زبان پر لاتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ اصحاب دول عظمیٰ کا لباس نیکر و جانگھیہ بھی ہے آستین کٹے شلوکے اور کرتے بھی ہیں، سینہ کھلے کپڑے بھی ہیں سب میں اظہار تنعم ہے اور لنگوٹی میں تو اور اظہار تنعم ہوگا کیا خوب معیار تنعم ہے۔ جو کچھ یورپ کے بے قید کریں وہ تنعم ہے۔ ساری پھیلی کہ جس کی بو محلے پر اگندہ کر دے وہ آپ کے نزدیک تنعم ہوگا۔ تف ہے ایسی تنعم پر اور اس کو "واما بنعمۃ ربك فحدث" میں داخل بتایا اور کفار کے طریقوں کو ایسی نعمت رب قرار دیا کہ جس کی تحدیث کا قرآنی حکم ہے۔ کس قسم کی جرأت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے غضب سے بچائے۔ شاید کوئی کرسٹینچری بھی قرآن پاک کے معنی کو اس طرح بگاڑنے کی ہمت نہ کرتا مگر معلوم نہیں کہ ملا صاحب کی آنکھوں پر کس قسم کی پٹی بندھی ہوئی ہے؟ (یہ تو مشتے از نمونہ خروارے ہے تفصیل کے لئے کتاب انکار صدر الافاضل دیکھئے)

رہ گئی ثریا بیگم جس کو افغانی ملا نے "ام المومنین" کے خطاب سے نوازا اس سلسلہ میں حضور صدر الافاضل کی تحریر ملاحظہ فرمایئے۔ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "اولی بالمومنین من انفسھم" فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو ام المومنین کے خطاب سے نوازا۔ فرمایا قال اللہ

تعالیٰ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم، وہ حقیقت مسلمانوں کی مائیں ہیں اور مسلمانوں کی عزت ہیں، ہماری سب کی مائیں ان ماؤں کی نعلین پر قربان۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی ازواج کو یہ خطاب خاص عطا فرمایا ہے کسی کی کیا مجال کہ یہ خطاب دوسرے کو دے اور وہ کسی دوسرے کے حق میں صحیح بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جس طرح مائیں ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات علی التابید حرام ہیں اور اسی معنی میں انہیں امہات المومنین فرمایا گیا اور یہ مرتبہ ایسا خاص ہے کہ اس میں ان کی اولاد و برادر بھی حصہ دار نہیں ورنہ ان سے بھائی مسلمانوں کے ماموں اور انکی بہنیں مسلمانوں کی خالہ ہو جاتیں۔ ان کی تمام مساجد اوپاں بھی ان کے اس امتیاز میں شرکت کا دعویٰ نہیں کر سکتیں، اور اس رشتہ سے اخوات المومنین نہیں ہو سکتیں۔ جو مرتبہ ایسا خاص اور اتنا تام ہے اس کی کسی دوسرے کے لئے تجویز کتنی بڑی بے باکی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کسی بادشاہ کی بیوی کو ام المومنین کہنا جھوٹ بھی ہے کیونکہ وہ مومنوں پر ہمیشہ کے لئے حرام نہیں اگر بادشاہ چھوڑ دے تو کسی بھی مومن سے وہ نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں مولوی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ماں سے پردہ نہیں ہوتا اور ثریا بیگم صاحبہ کسی سے بھی پردہ نہیں کرتی ہیں اسی لئے انہیں ام المومنین کہا گیا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔ "بریں عقل و دانش بباید گریست۔" (پوری تفصیل کیلئے انوار صدر الافاضل دیکھئے)

جامعہ نعیمیہ مراد آباد

حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۴۸ھ میں ارادہ فرمایا کہ ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جس میں معقول و منقول کی معیاری تعلیم ہو۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے ایک انجمن بنائی جس کے ناظم آپ اور

صدر حکیم حافظ نواب حامی الدین احمد صاحب مراد آبادی ہوئے۔ اس انجمن کے تحت ایک مدرسہ قائم فرمایا جس کو مدرسہ اہلسنت وجماعت کہا جاتا تھا جب نواب صاحب اور انکے رفقاء و ہمنواؤں کا انتقال ہو گیا تو انجمن خود بخود ختم ہو گئی اب مدرسہ آپ کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ اور وہ مدرسہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا پھر جب اس کے فارغ التحصیل طلبا و علماء اطراف واکناف اور ملک میں پھیل کر اپنے اپنے مقامات پر مدرسے قائم کئے اور ان کا الحاق مراد آباد کے مرکزی مدرسہ نعیمیہ سے ہوا۔ اور ملک کے دیگر مدارس اہلسنت میں سے بیشتر اسی مدرسہ سے ملحق و منسلک ہو گئے۔ تو لازمی اب اس مدرسہ کی حیثیت رائج الوقت زبان میں یونیورسٹی اور قدیم زبان میں "جامعہ" کی ہو گئی۔ چنانچہ ۱۳۵۲ھ میں اس مدرسہ کا نام "جامعہ نعیمیہ" رکھا گیا اور آج تک اسی نام سے قائم و مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہمیشہ اس کو قائم دائم رکھے اور دین و مذاہب کی خدمت میں ہمیشہ اسے سب سے آگے رکھے۔ آمین۔

چند مشاہیر تلامذہ (پاکستان)

حضرت علامہ ابو الحسنات صاحب قادری علیہ الرحمہ۔

حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب قادری علیہ الرحمہ ناظم انجمن حزب الاحناف پاکستان

حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی صاحب محدث پاکستان۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی۔

مورخ اسلام جسٹس علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ۔
حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی بی اے ازہری علیہ الرحمہ۔
حضرت علامہ نذر احمد صاحب نعیمی، میانوالی، پاکستان
حضرت علامہ غلام فخر الدین صاحب نعیمی گانگوہی میانوالی۔
حضرت علامہ مولانا خدا بخش صاحب نعیمی لاہور، پاکستان
حضرت علامہ مفتی امین الدین صاحب نعیمی گوجرانوالہ، پاکستان
حضرت علامہ غلام معین الدین صاحب، محدث اعظم پاکستان
حضرت علامہ مفتی سید غلام معین الدین صاحب گولیمار، پاکستان
حضرت علامہ حکیم محمد مختار صاحب نعیمی گجرات۔
حضرت علامہ احمد سعید صاحب صاحب نعیمی شادیانہ، میانوالی۔
حضرت علامہ محمد صالح صاحب نعیمی فاضل پور ڈیرہ غازی خان۔
حضرت علامہ غلام محی الدین صاحب، مراد آباد۔
حضرت علامہ محمد اطہر صاحب نعیمی، کراچی پاکستان۔

ہندوستان میں چند مشاہیر تلامذہ

حضرت علامہ غلام یزدانی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف۔
برادر شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
سلطان المناظرین امین شریعت مفتی رفاقت حسین کانپوری علیہ الرحمہ۔

شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ مصنف قانون شریعت۔

امام المعقولات علامہ سلیمان علیہ الرحمہ بھاگلپوری۔

حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ

مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن رئیس اعظم اڑلیسہ، علیہ الرحمہ۔

اجمل العلماء حضرت علامہ مفتی اجمل حسین سنبھلی علیہ الرحمہ۔

فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی عبد الرشید علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔

سلطان المناظرین حضرت مفتی عتیق الرحمٰن نعیمی محدث تلشی پوری علیہ الرحمہ۔

حضرت علامہ قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی علیہ الرحمہ۔

سیاح ایشیا، علامہ نذیر الاکرم مرادآبادی علیہ الرحمہ۔

حضرت علامہ ظہور احمد علیہ الرحمہ مرادآباد وغیرہ وغیرہ۔

تصنیفات

دینی وملی سیاسی وسماجی تدریسی اور تبلیغی خدمات کے باوجود حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے تقریباً دو درجن کتابیں بطور یادگار چھوڑیں جو مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ تفسیر خزائن العرفان شریف

۲۔ نعیم البیان فی تفسیر القرآن (جو مفت روزہ السواد الاعظم پاکستان میں قسط وار مولانا سید غلام معین الدین صاحب نعیمی چھپتے تھے یہ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء کی بات ہے میں خود السواد الاعظم دوران طالب علمی جامعہ نعیمیہ انوار العلوم میں منگاتا رہا کتنی تھی اب کیا ہوئی خدا کو معلوم راقم الحروف)

۳۔ الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ

۴۔ اطیب البیان در رد تقویۃ الایمان۔

۵۔ مظالم نجدیہ بر مقابر قدسیہ۔

۶۔ اسواط العذاب علی قوامع القباب

۷۔ آداب الاخیار۔

۸۔ سوانح کربلا۔

۹۔ سیرت صحابہ

۱۰ التحقیقات لدفع التلبیسات

۱۱ ارشاد الانام فی محفل المولود والقیام۔

۱۲۔ کتاب العقائد۔

۱۳۔ زالحرمین۔

۱۴۔ الموالات

۱۵۔ گلبن غریب نواز

۱۶۔ شرح شرح مائۃ عامل (یہ کتاب مفتی حفیظ اللہ صاحب نعیمی شیخ الحدیث دارالعلوم فضل رحمانیہ پیپڑ والے کے پاس ہے۔ کاشکہ چھپ جائے۔)

۱۷۔ پراچین کال (یہ کتاب پہاڑی زبان میں ہے)

۱۸۔ فن سپہ گری۔ (نام ہی سے اس کے مضامین کا پتہ چلتا ہے۔ نبیرہ صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا حکیم سید رضوان الدین صاحب قبلہ کے پاس ہے۔)

۱۹۔ شرح بخاری (نامکمل غیر مطبوع)

۲۰۔ شرح قطبی (نامکمل غیر مطبوع۔

۲۱۔ ریاض نعیم۔ (مجموعہ کلام)

۲۲۔ کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب۔

۲۳۔ فرائد النور فی جرائد القبور۔ وغیرہ وغیرہ۔

گرو گوکل تحریک اور مراد آباد کانفرنس

جمعیۃ العلمائی علماء جب گاندھی جی کے بالکل قریب ہو گئے اور ہر معاملے میں ان کے ہمنوا ہو گئے حتیٰ کہ گاندھی جی کا تخاطب مزاج سے کچھ کم نہیں سمجھتے ان کے اقتدار میں سر نیاز خم کئے ہوئے نظر آرہے ہیں ہندوستان کے سادھوں نے ایسا جادو پھونکا تھا کہ بڑے بڑے صاحبان جبہ و دستار اور جانے مانے ہوئے لیڈران کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور ان کی ملاقات کو وجہ سعادت جانتے ہیں۔ یہ تب کی بات ہے جب تحریک خلافت کی تائید گاندھی جی نے کر دی تھی۔

شاطر اور چالاک قسم کے سندوں نے جب دیکھا کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آگئے ہیں کہ ان کو حرص دلائج دے کر جو چاہیے کرا لیجیے تو انہوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تہذیب کو تیز کر کے مسلمانوں کو مرتد بنا لیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں شدھی تحریک شروع کر دی اور مسلمانوں کو مرتد بنانے لگے۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ بقول حضرت علامہ وارث جمال صاحب قادری اعلیٰحضرت امام عشق و محبت کی مقدس جماعت کے ہراول دستے کے سالار اعلیٰ تھے ان کی رائے سے متفق ہو کر، جماعت رضائے مصطفےٰ کی تشکیل ہوئی اور اسی جماعت کے جھنڈے تلے اعاظم رجال علماء اہلسنت بالخصوص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی معیت میں شدھی تحریک کا پامردی سے مقابلہ کیا جس کی ابتداء آگرہ سے ہوئی۔ چوں کہ شدھی تحریک تقریباً دس اضلاع تک پھیل چکی تھی۔ لہٰذا ہمارے علماء اہلسنت نے جگہ جگہ پہونچ کر فتنۂ ارتداد کا خوب خوب مقابلہ کیا۔ علمائے اہلسنت اس تبلیغی جد و جہد میں ایک مدت مدید تک آگرہ

میں جلوہ افروز رہے۔ اور حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ تو اپنا ہیڈ کوارٹر ہی آگرہ کو بنایا تھا۔ اور وہیں سے فتنۂ ارتداد کا مقابلہ مختلف جگہوں پر پہونچ پہونچ کر کرتے رہے۔ آخر کار "الحق یعلو ولا یعلیٰ" کی جلوہ گری ہوئی۔ شردھانند جو شدھی تحریک کا بانی تھا اس کی شرارت خاک آلود ہوئی اور ہزارہا مرتد اہل اسلام ہوئے۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچالیا

جب شاطران ہند نے دیکھا کہ ان کی شدھی مشن اور تحریک ارتداد کی مٹی پلید ہوگئی تو انہوں نے ایک دوسرا منصوبہ بنایا اور گروگل کی تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گرو شالے کالج بھون اسکول قائم کئے جائیں کہ جس میں نونہالوں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت و حقارت کا پتلا بنادیا جائے۔ اس طریقۂ تعلیم پر حضور صدر الافاضل نے یہ نظریہ قائم فرمایا کہ بظاہر تو یہ تعلیم کا پرچار ہے لیکن نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال کے بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ کرنا آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ ملک کے ہر سنی عالم کو صدر الافاضل نے جھنجھوڑا اور ان کو ان خطرات سے آگاہ کیا اور فرمایا اگر اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی ایک سلک میں منسلک ہوئے تو پھر اللہ جانے کیا ہونا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ملک کے اطراف و اکناف سے اہل سنت علماء و مشائخ کو مراد آباد میں مدعو کیا اور ملک کے کونے کونے سے تقریباً تین سو سے زائد علماء کرام اور مشائخ عظام مراد آباد پہونچے اسی کو مراد آباد کانفرنس کہتے ہیں۔

علمائے اہلسنت میں بیداری پیدا کرنے سے لے کر صدر الافاضل تک تاریخ
سے آپ کی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیتوں کا بھرپور اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں علماء
اور پیشوایان اسلام اب قدم اٹھائیں گوشہ تنہائی سے نکلیں اس لئے نہیں کہ انہیں جاہ
ملے یا منصب ملے۔ فقط اس لئے کہ دین کی حفاظت ہو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے
خلاف پیش آنے والے خطرات کو روکیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوف سے محفوظ کریں
اب آپ کا یہ تقاضہ زبدۃ العلماء کی حد سے گذر کر غفلت و تن آسانی سے دامن بچانے
ہے۔ اور اس انداز سکوت سے اسلام اور مسلمانوں کے نقصانات پہونچ رہے ہیں اب
آپ اس عقیدے کو چھوڑ دیجئے کہ آپ کے ذاتی یک نکتہ میں وعظ کہہ دینا یا ایک حلقہ
میں درس دے کر خلوت خانہ میں نشستی کھا کر اٹھ جاتے ہیں اور آپ کو اس پر نظر ثانی
کی ضرورت نہیں کر دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ بدخواہان اسلام تخریب کے نئے کیا کیا منصوبے
عمل میں لا رہے ہیں؟ یقیناً یہ آپ کا فرض ہے اور آپ سے اس کے متعلق سوال کیا جائے
گا۔ اٹھئے اٹھئے اور اپنے فرض کو ادا کیجئے۔

ایسے موقعہ پر حضور صدر الافاضل نے یک قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے مراد آباد
کی سرزمین پر مورخہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو اکابر اہلسنت اور ارباب فکر و نظر پر مشتمل
ایک عظیم اجتماع کا انعقاد کیا جس میں آپ کی دعوت پر دو سو شرکاء کے علاوہ تین سو سے
زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی اسی اجلاس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی
گئی درحقیقت اس کانفرنس کا قیام بنیادی طور پر گروگل تحریک کی بیخ کنی کے لئے ہوا
اس کے اغراض و مقاصد نہایت حوصلہ افزا تھے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہندوستان کے ہر شہر اور قصبات و دیہات میں اسلامی انجمنیں قائم کرنا اور موجودہ انجمنوں کو احسن طریقہ پر جمعیۃ عالیہ مرکزیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے ساتھ مربوط کرنا

۲۔ ہندوستان کے کثیر سنی مسلمانوں کے درمیان پیدا شدہ انتشار کو دور کر کے انکی تنظیم کرنا، اور انفرادی طور پر مذہبی کام کرنے والوں میں ایک ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا۔

۳ تبلیغی کام کو ایک نظم محکم کے ساتھ وسیع کرنا اور اس کے لئے مفید ذرائع اختیار کرنا۔

۴۔ تبلیغ کی تعلیم دینے کے لئے خاص مدارس کھولنا۔

۵۔ مذہبی تعلیم عام کر کے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو مذہب سے باخبر اور آشنا بنانا، انگریزی خواں طلبا کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام اور آسان ذرائع بہم پہونچانا اور مزدور پیشہ لوگوں کی تعلیم کے لئے مدارس شبینہ جاری کرنا۔

۶ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا اور ان کی معاشرت میں اصلاح کرنا۔

۷ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھوڑوانا اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ مسلمان اپنی ضرورتیں خود پوری کریں، اور غیر اقوام کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے محفوظ رہیں۔

۸۔ مقروض مسلمانوں کے لئے وہ تدابیر اختیار کرنا کہ وہ محدود مدت میں قرض سے سبکدوش ہو جائیں۔

۹۔ بے کار مسلمانوں کے لئے ذریعہ معاش تجویز کرنا اور انہیں کام پر لگانا۔

۱۰۔ مذکورہ تجاویز کو عوام اہلسنت میں پھیلانا اور مسلمانوں کو ان پر کاربند ہونے کی تلقین کرنا۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

سنی کانفرنس بنارس

بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، اپریل ۱۹۴۶ء حضور صدر الافاضل حنفی المذہب نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد فرمائی جس میں غیر منقسم ہندوستان کے اطراف سے علماء کرام و مشائخ عظام شریک ہوئے۔ شہزادہ صدر الافاضل حضور مفتی اعظم ہند سید دیدار علی شاہ حضرت علامہ مولانا حکیم سید اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان اس فقید المثال کانفرنس کے تعلق سے اکثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت کے تحریکی و تنظیمی کاموں میں سب سے نمایاں کام آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا انعقاد ہے جس میں تقریباً چوبیس ہزار علماء و مشائخ تھے اور تقریباً تین لاکھ سے زائد مجمع تھا اتنے بڑے جلسہ کا انتظام و انصرام کوئی معمولی بات نہیں ہے جس میں کانفرنس کے لیے حضرت نے کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلایا اور اتنے بڑے مجمع کے کھانے پینے رہنے سہنے کا انتظام اس حسن و خوبی کے ساتھ فرمایا کہ عوام ہو یا خواص کسی کو بھی شکایت و شکوہ کا موقع نہیں مل سکا بلکہ ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ یہ سارے انتظام و آسائش ہمارے ہی لئے تھی۔

اس موقع پر حضور استاذ الکریم بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی وہ تحریر بے محل نہ ہوگی جس کو آپ نے اطیب البیان کے مقدمہ میں حضرت مولانا سید منظور احمد صاحب گھوسی سے روایت کی ہے۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ صدر الافاضل نے اپنی زندگی میں ایک سے ایک بڑے بڑے کام کئے ہیں مثلاً جامعہ نعیمیہ قائم کیا اعلیٰ درجہ کا برقی پریس لگایا، ایک ماہنامہ "السواد الاعظم" جاری کیا جو دس شان سے جاری رہا۔ کافی تعداد میں دینی و مذہبی کتابیں اعلیٰ معیار طباعت کے ساتھ شائع فرمائیں کئی کئی آل انڈیا کانفرنسیں منعقد فرمائیں۔ روزانہ کے شاہانہ اخراجات مزید آں مگر کبھی میں نے آپ کو چندہ کی اپیل کرتے دست طلب پھیلاتے اور لفظ سوال منہ سے نکالتے نہیں دیکھا اور سارے اخراجات اپنے بٹوہ سے ہی پورا فرماتے تھے اس کے بعد حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ از خود حضرت کا ہاتھ نہیں بٹاتے تھے مگر آپ نے کبھی مانگا نہیں۔ اس وقت مشہور تھا کہ آپ کو دست غیب حاصل ہے۔ اقول "بغیر کچھ کہے لوگوں کا از خود ہاتھ بٹانا یہ بھی تو کرامت ہی ہے"۔

راقم الحروف۔

وفات حسرت آیات

ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ کی ۱۰ تاریخ اور اکتوبر ۱۹۴۸ء کی ۲۲ تاریخ کا دن تھا جمعہ کا دن تھا صبح سے ہی اس قسم کے آثار پائے جا رہے تھے کہ آفتاب صدر انجمن، مہتاب فضل و کمال اختر برج کرامت شیرازہ بند اہلسنت سید و سالار جماعت حضرت سیادت قیادت کا تاجدار قلزم ارث نبوت کا گوہر آبدار حقیقت و معرفت کا شہسوار خاتم المفسرین زین المحققین حکیم الحکمار استاذ العلمار سند الفضل صدر الافاضل فخر الاماثل سیدی و سندی آقائی و مولائی ماوی و ملجائی کنزی و ذخری حضرت علامہ مولانا حافظ و مفتی مفسر و محدث حکیم الحاج سید **محمد نعیم الدین احمد** صاحب مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا آج ہی کے دن کے مہمان ہیں۔ وصال حق سے سرفراز ہونے اور تمام اہلسنت و جماعت کو روتا بلکتا چھوڑ جانے والے ہیں۔

بعد نماز جمعہ حضرت کی خدمت میں شاہزادگان حضرت کے داماد خیر سید محمد علی صاحب مولانا سید غلام معین الدین صاحب نعیمی و دیگر محبین موجود تھے سنبھل سے آپ کے ایک عقیدت کیش چودھری اختر حسین صاحب قدم بوسی کے لئے آئے ہوئے تھے حضرت سے کچھ غذا نوش فرمانے کے لئے کہا گیا آپ نے منع فرما دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ چودھری صاحب کے لئے چائے کا انتظام کرو۔ چائے بنائی گئی اور چودھری صاحب کو چائے

دی گئی حضرت سے بھی چائے نوشی کی گذارش کی گئی، فرمایا لاؤ حضرت کے داماد اور مولانا سید غلام معین صاحب نے سہارا دے کر کلی کرائی اور چائے پلائی شروع کی کہ یکایک ضعف کا ایسا حملہ ہوا کہ آپ کو پھر چارپائی پر لٹانا پڑا۔ اور کلمہ شریف سب کے سب پڑھنے لگے کچھ ہی وقفہ کے بعد جب سکون ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم سب کلمہ پڑھ رہے تھے رک کیوں گئے۔ مجھے بہت سکون مل رہا تھا۔

اس کے بعد پھر مرید ہونے والوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آپکا کاشانۂ مبارک محلہ چوکی حسن خاں میں تھا سب سے پہلے جب محلہ چوکی حسن خاں کے مسلمانوں کو آپ کی طبیعت اور ناسازگار حالت کی اطلاع ہوئی تو مرید ہونے کے لئے جوق در جوق کاشانۂ اقدس پر حاضر ہونے لگے۔ کئی عمامے ایک میں باندھ کر بالاخانہ سے لے کر نیچے تک پھیلا دیا گیا، تل رکھنے کی جگہ نہیں جس کو دیکھو عمامہ شریف پکڑ کر مرید ہو رہا ہے یکے بعد دیگرے محلہ چوکی حسن خان کے سارے لوگ مرید ہوگئے۔ بالکل اسی طرح پردے کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے مرید ہونے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور جس کی جس کی بھی قسمت میں تھا حضرت قدس سرہ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ شدہ شدہ حضرت کی ناسازیٔ طبع کی خبر پورے مراد آباد شہر میں پھیل گئی جو مرید ہو چکے تھے زیارت اور قدمبوسی کے لئے آتے رہے اور جو مرید نہیں تھے مرید ہونے کے لئے آنے لگے اور اسی طرح جس طرح محلہ کے لوگ عمامہ پکڑ کر مرید ہوئے تھے شہر کے لوگوں نے بھی عمامہ پکڑ کر مرید ہونا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ ۱۱ بجے تک چلا ہے۔ مگر حضور رئیس التارکین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے تھے کہ ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ تک جبتک زبان اقدس میں سکت تھی مرید فرماتے رہے۔ اور

یہ سلسلہ خیر و برکت آخری دم تک قائم رہا اس کے بعد کچھ وقفہ کے لئے خاموش ہوگئے۔
بیعت کا سلسلہ ختم فرما دیا اس کے بعد چشم پاک کھول ہونٹوں پر خوشی کے آثار نظر آئے آثار
سے کلمہ طیبہ پڑھتے رہے پیشانی مقدس اور چہرہ مبارک پر بے حد پسینہ آ رہا تھا
بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی بوقت وصال اسقدر پسینے نکلے تھے کہ جسے بیان نہیں کیا جا سکتا
سینۂ اقدس پر رومال رکھا ہوا تھا مدام بار بار پسینہ پوچھتے تھے مگر پسینہ نکلتا ہی رہتا تھا
(بوقت مرگ پیشانی سے پسینہ نکلنا خاتمہ بالخیر کی علامت ہے۔ راقم الحروف، جعفر نود)
بخود قبلہ رخ ہو کر اپنے دستہائے پاک اور قدمہائے ناز کو سیدھے کرلے۔ اور اب آواز بھی
دھیرے دھیرے مدھم ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ انتہائی خفیف آواز کے وقت شاہزادگان اور خادموں نے
کان لگا کر سنے تو زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا یک بیک سینۂ اقدس پر ایک نور کی لہر محسوس ہوئی
اور ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ پر شہزادۂ نور رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پاکیزہ زبان ہمیشہ کے
خاموش ہو گئی اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے "انا للہ وانا الیہ راجعون"

آپ کی وفات کی خبر پورے شہر اور اطراف و اکناف میں آناً فاناً پھیل گئی
اور حضرت کے مکان کے باہر سڑکوں پر گلیوں میں لوگوں کا اژدھام ہو گیا حضرت
سے حضرت کے اہل بیت خاندان عزیز و اقارب خدام و محبین جامعہ نعیمیہ کے ارباب حل
وعقد مدرسین و طلباء اور تمامی اہلسنت کو جو صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے علاوہ ازیں اخیار
و معاندین کو بھی ایسا صدمہ ہوا کہ وہ اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں روتے تھے اور کہتے تھے
کہ زندگی بھر ہمارا اور ان کا کیسا ہی اختلاف تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ علم و فضل میں یکتائے روزگار
اور نظر و بصیرت میں وہ بے مثل و بے مثال تھے چنانچہ سنی مدارس و مکاتب کے علاوہ مدارس

شاہی مسجد، مدرسہ امدادیہ و دیگر مکاتب و مدارس حتیٰ کہ میونسپل کمیٹی کے تحت چلنے والے اسکول و مدارس نے بھی اس روز تعطیل کردی تھی۔ ملک بھر میں علماء کرام اور جماعت اہلسنت کے مدارس میں فوراً تار بھیجے گئے۔ قرب وجوار کے علماء اور مدارس میں آدمیوں کے ذریعہ اطلاع پہونچائی گئی کثیر تعداد میں علماء کرام اور مشائخ عظام جسے جو ذریعہ میسر آیا مرادآباد آگئے۔

حضرت کے بڑے صاحبزادے صدر العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین صاحب قبلہ اور منجھلے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا سید اخصاص الدین صاحب قبلہ اور تاج العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب قبلہ اور مہتمم جامعہ حضرت علامہ مولانا محمد یونس صاحب قبلہ اور خادم خاص حضرت علامہ سید غلام معین الدین صاحب نعیمی ان حضرات نے مل کر سرکار صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا۔ بعدہٗ جامۂ عروسی پہنایا گیا۔ اور پھر درون خانہ زیارت کرائی گئی۔ باہر زائرین کا ایک جم غفیر دیدار اور جنازہ کا منتظر تھا مگر مجمع کے اژدھام کی وجہ سے ممکن نہیں تھا کہ یکے بعد دیگرے فرداً فرداً زائرین کو زیارت کرائی جاسکے۔ لہٰذا جنازہ شریف جامعہ نعیمیہ سے چلنے کا انتظام شروع ہوا۔ تاجدار اہلسنت کے جنازہ کو کندھا دینے کی آرزو سارے حاضرین و زائرین کو تھی، لہٰذا جنازہ پاک کی چارپائی میں لمبے لمبے بانس دو رویہ طریقہ پر باندھے گئے تاکہ ہر ایک جنازہ کو کندھا دے سکے پھر بھی مجمع کی کثرت کی وجہ سے کتنے لوگ محروم رہ گئے۔

حضرت کی وصیت کے مطابق جنازہ محلہ چوکی حسن خان تحصیل اسکول نئی سڑک اور کاٹھ دروازہ ہوتے ہوئے جامعہ نعیمیہ میں پہونچا۔ حضرت کے شاہزادگان توغ سے نڈھال تھے جنازہ کے سامنے انہیں کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا۔ لہٰذا حضور صدر العلماء

(بڑے صاحبزادے) نے تاج العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب نعیمی کو جنازہ پڑھانے کی اجازت دی اور حضرت تاج العلماء نے تاجدار اہلسنت کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد نماز آخری دیدار کے لئے ازدحام کی کثرت مانع تھی۔ اس لئے جنازہ دارالحدیث میں لایا گیا یہ وہی دارالحدیث ہے جس میں حضرت قدس سرہ حدیث کا درس دیا کرتے تھے اور اعلان کردیا گیا کہ زائرین فرداً فرداً ایک دروازہ سے آئیں اور دوسرے دروازہ سے نکل جائیں۔ بعد جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشہ میں آپ کی آرامگاہ مقرر ہوئی اور آپ کو سپرد خاک کرتے ہوئے زبان حال سے عرض گذار ہوئے ؎

اے خاک تیرہ عزت مہماں نگاہ دار
ایں نور قلب ماست کہ در بر گرفتہ

لمحۂ فکریہ: قانی القلم، رئیس التحریر جناب گرامی حضرت علامہ مولانا محمد دارث جمیل صاحب قادری بارک اللہ فی علمہ وقلمہ نے بجا فرمایا ہے کہ حضور صدر الافاضل کے اخلاف و باقیات و پس ماندگان میں یوں تو پورا برصغیر ہندو پاک سے پورا سواد اعظم ہے جن کی گردنوں پر ان کے بے پایاں احسانات ہیں تو ہی ملکی مذہبی اور سیاسی وہ کونسا میدان ہے جسے آپ نے اپنے خون جگر سے لالہ زار اور اسلامیان ہند کے لئے مستنیر نہ کیا ہو "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" کے طور پر کیا اسلامیان ہندو پاک کے دامن میں کوئی ایسی متاع گراں بہا ہے جسے ان کی بارگاہ عظمت میں بطور خراج تحسین و عقیدت پیش کیا جاسکے؟

قافلہ درد کا اس رات کی تاریکی میں — منزل ضبط کا رہرو کے پتہ مانگے ہے

غلام غلامان آل عبار

شعبان علی نعیمی غفرلہ القوی حبائی تلشی پوری ثم بلرامپوری۔
(خطیب و امام ساتاکروز اسٹیشن مسجد، و صدر تنظیم جماعت اہلسنت الولی غلاف

اجمالی سوانحی خاکہ

ولادت : ماہ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۹۸۳ء

اسم گرامی : سید محمد نعیم الدین

تاریخی نام : غلام مصطفیٰ

القاب : صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاذ العلماء

تخلص : نعیمؔ، منعمؔ۔

والد گرامی : حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین نزہتؔ مرادآبادی علیہ الرحمہ۔

جد کرم : استاذ الشعراء حضرت مولانا سید محمد امین الدین راسخؔ ابن حضرت علامہ مولانا سید کریم الدین آزادؔ علیہما الرحمۃ والرضوان۔

رسم بسم اللہ خوانی : چار سال کی عمر میں

تکمیل حفظ قرآن : آٹھ سال کی عمر میں

تعلیم : بیس سال کی عمر تک تمام علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت۔

مادر علمی : متوسطات تک گھر ہی میں اپنے والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کی بعدہ مدرسہ امدادیہ سے فراغت ہوئی۔

دستار فضیلت : ۱۳۲۰ھ ۲۰ سال کی عمر میں

فتویٰ نویسی : فراغت کے بعد ایک سال مشاقی فرمائی بعدہٗ دار الافتاء کی مستقل خدمات

انجام دیتے رہے۔

اساتذہ کرام: حضرت والد صاحب قبلہ، شیخ الکل مولانا سید محمد کل صاحب قادری، حافظ سید نبی حسین صاحب، حضرت حافظ حفیظ اللہ صاحب، حضرت علامہ ابو الفضل احمد صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان

پیر و مرشد: شیخ الکل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا سید محمد کل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلافت و اجازت: شیخ الکل استاذ الاساتذہ حضرت سید محمد کل قادری، اور شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین صاحب اشرفی میاں کچھوچھوی علیہما الرحمۃ۔

عقد مسنون: سنہ ۱۳۲۲ھ (ہمراہ صاحبزادی رئیس اعظم مراد آباد)

اولاد و امجاد: چار صاحبزادے ۱۔ صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی سید مظفر حسین صاحب علیہ الرحمہ، ۲۔ رہنمائے ملت حضرت علامہ مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن صاحب علیہ الرحمہ، ۳۔ حضرت علامہ حکیم سید طیب الدین صاحب علیہ الرحمہ ۴۔ حضرت مولانا حکیم سید اظہار الدین عرف منی میاں دام ظلہ جو تادم تحریر باحیات ہیں۔ اور چار صاحبزادیاں۔

تصنیفات: تفسیر خزائن العرفان شریف۔ علاوہ ازیں بیس کتابیں۔

قیام مدرسہ انجمن اہلسنت: سنہ ۱۳۲۹ھ۔

نشاۃ ثانیہ: جامعہ نعیمیہ سنہ ۱۳۵۲ھ

تنظیمی خدمات: الجمیعۃ العالیۃ المرکزیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس) جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے پلیٹ فارم سے اسلام دشمن تحریکوں کے تعاقب میں عظیم ترین

دین و سنیت کی خدمت انجام دی جو آپ کی زندگی کا روشن ترین باب ہے۔

تبلیغی خدمات : غیر منقسم ہندوستان کے تمامی دینی مذہبی جلسوں میں آپ کی شرکت لازم ہوتی تھی۔ شدھی تحریک، وہابیت اور دیوبندیت کے طوفان بلاخیز سے قوم مسلم کو بچانے کے لئے آپ نے مسلسل سفر فرمائے اور اسلام دشمن نظریات سے آپ نے متعدد کامیاب مناظرے بھی کئے، اپنی بات مختصر اور دلکش انداز میں پیش فرما کر مخالف کو جلد از جلد شکست فاش دیدینا آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد :۔ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس :۔ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، اپریل ۱۹۴۶ء

ماہنامہ السواد الاعظم، اسلام دشمن عناصر کی بیخ کنی کے لئے نیز اپنی بات عوام اہلسنت تک پہونچانے کے لئے آپ نے مراد آباد سے اسے جاری فرمایا جو تا حیات مسلسل جاری رہا۔ بعدہٗ مولانا غلام معین الدین نعیمی کی ادارت میں پاکستان سے شائع ہوا۔

وصال پر ملال : ۱۸، ذوالحجۃ الحرام ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳، اکتوبر ۱۹۴۸ء، رات ساڑھے بارہ بجے، جس کا مادۂ تاریخ "غلام رسول" نکلتا ہے۔

روضہ مقدسہ : اندرون جامعہ نعیمیہ (مسجد جامعہ کی بائیں جانب)

عرس پاک : ہر سال ۱۶، ۱۷، ۱۸، ذی الحجہ کو اندرون جامعہ انتہائی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ (استفادہ از کتاب تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل)

مطبوعات تنظیم افکار صدر الافاضل مبلغ

نام کتاب	صفحات
۱۔ فتاویٰ صدر الافاضل	۳۶۔
۲۔ مسائل خزائن العرفان	۲۹۶
۳۔ تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل	۳۹۶
۴۔ قصائد نعیمیہ	۷۰
۵۔ افکار صدر الافاضل	۱۴۳
۶۔ کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب	۵۶
۷۔ التحقیقات لدفع التلبیسات	۴۰
۸۔ تعارف علمائے بلرامپور گونڈہ	زیر ترتیب